انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بین اخویکم واتقوا اللہ لعلکم ترحمون

# فریادِ مسلمین

جلد اول دوم سوم

جسکو

جناب منشی محمد حسین صاحب محمود رئیس قصبہ نہٹور ضلع بجنور ایجنٹ

کورٹ آف وارڈز علاقجات ملکِ اودہ سردار کنور بکرمان سنگ صاحب

بہادر شرگیاشی رئیس معتبر جالندھر نے

امید

رفع نزاع باہمی و تفرقہ مذہبی فرقہ ہائے اہل اسلام تصنیف کیا۔

اور مطبع ریاض ہند امرتسر میں شیخ نور احمد مالک و مہتمم کے اہتمام سے چھپی

انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بین اخویکم واتقوا اللہ لعلکم ترحمون

# فریاد مسلمین



جلد اول دوم سوم

جسکو

جناب منشی محمد حسین صاحب محمود رئیس قصبہ نہٹور ضلع بجنور ایجنٹ

کورٹ آف وارڈز علاقجات ملک اودھ سردار کنور بکرمان سنگھ صاحب

بہادر سی گباشی رئیس مفتخر جالندھر نے

بامید

رفع نزاع باہمی وتفرقہ مذہبی فرقہ ہائے اہل اسلام تصنیف کیا۔

اور مطبع ریاض الہند امرتسر میں شیخ نور احمد مالک و مہتمم کی اہتمام سے چھپی

مولف کتاب تحفه مذهب دا سو لر تحریر او محمے ابد مے لوید فرمایلی مسلمین

مے خواهد صلح کول مگر خو مذهب تبرائی ولاړ د اختراع احادیث

غلط خو مے کند و بدنام دگر مے طلبے طلبے بر تو ای مصنف گر مخاصم

لر تحریر تو شوا تکذیب تمام علم غیب خود حضرت رسول علیه السلام

منکر د او رسول دجمله مسائل یا عالم علم غیب مے گوید

دلر صحابه کرام مسائل یا ثر صحیح مے وید لقف بر تو کجا

اصحاب حضرت رسول و کجا اولیاء این زمان و حدیث مے اسلاف حضرت

رسول بر جو رما واب قاله خواند ستی الله خوب صلح کول

اسنے چه چه لوړ لط تمام پل تردید العوض کتاب مولفه لار ر

د ناوب و اقتام د پتلی بر حضرت رسول علیه السلام گناه

جات مشعار یاسم به تحریر تردید خصوص کرم

ے نښه محمد حکم حسن

# فہرست مضامین کتاب فریاد مسلمین

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا

# فریادِ مسلمین

## جلدِ اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

### مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

ہے تجھسے اے خدا یہی فریادِ مسلمین
کر قومی اتفاق مین امدادِ مسلمین

بندے ہین تیرے عاجز و فریادرس ہے تو
پھر دیگا کون تیرے سوا دادِ مسلمین

منکر ہین یہ نہ تجھسے نہ تیرے رسول سے
توحید و حمد و نعت ہے اورادِ مسلمین

پڑھکر یہ سارے کلمۂ توحید کہتے ہین
صلّ علے و آلہ الامجادِ مسلمین

دینِ محمدی ہے قطب رہنمائے حق
برحق اصول اسکا ہے اوتادِ مسلمین

جھگڑے فروعی بنگئے ہین جو گلے کا ہار
یہ گل فروشیان ہین سب ایجادِ مسلمین

دل مین جو آگئے بغض و عداوت مذہبی
بوحد مین اس نفاق کے افرادِ مسلمین

دکھلا گئے اہل جنت بدکو سبز باغ
لائے ہین دامِ فہم تو نہین صیادِ مسلمین

بویا دلون مین تخم عداوت یہان تلک
فرقہ پرست بن گئی اولادِ مسلمین

اب پارلیمنٹوں میں اپنے لڑاتے ہیں مثل مرغ — خلد بریں کی چاٹ پہ اُستاد مسلمین
بازو میں اُنکے پر ہیں نہ پلہ میں مال و زر — ہاں بحث مذہبی ہے یہ ہمزاد مسلمین
یارب رہا کر اب انہیں فرقوں کی قید سے — کر قایم اتفاق سے بُنیاد مسلمین
کر سکو اپنے فضل سے **محمود** عاقبت — رکھ نام حق کا ورد فریاد مسلمین

## قصیدہ حسب حال مخاطب بخیال

اے بازِ خیال بے پر و بال — چشمک تیری برق آشنا ہے
گو دل میں ہے تیرا آشیانہ — پر سیر میں طایرِ سما ہے
اُٹھنے میں تو اور بیٹھنے میں — پانی کا سا ایک بُلبلا ہے
ہے موم کبھی کبھی تو ہے سنگ — پانی ہے کبھی کبھی ہوا ہے
حامی ہے تو کار نیک و بد میں — اچھا ہے کہیں کہیں بُرا ہے
گمراہی و رہبری کا جھگڑا — تیری ہی مدد سے ہو رہا ہے
منطق کہیں فتنہ زا ہے تیری — حُجت کہیں تیری رہنما ہے
پیرو ہے کبھی تو صوفیوں کا — رندوں کا کبھی تو پیشوا ہے
موسیٰ ہے کبھی کبھی تو فرعون — بندہ ہے کبھی کبھی خُدا ہے
پر کا جو بنا کے تو کبوتر — پرواز میں لائے تو بجا ہے
ناحق پہ اڑے جو حق سمجھ کر — ہرگز نہ ٹلے تو وہ بلا ہے
الہام و بشارت اور رویا — سب تیرے ہی ذہن کا سلسلہ ہے
گرتا ہے تو کس کی نفی و اثبات — فانی ہے تو ہی تو ہی بقا ہے

شاکی ہے کبھی تو واعظونکا — واصف کبھی اِن کا پیر یا ہے
گر دشمن جان ہے تو تو ہے — اور دوست بھی ہے تو باصفا ہے
بے فضل خدا کے تیری اصلاح — ممکن نہین تو وہ پُرخطا ہے
ہوتا ہون مین تجھسے اب مخاطب — سُن مجھ سے جو میرا مدعا ہے
جو درد و فراق حد سے گزرے — وہ درد ہی اپنی خود دوا ہے
اب دادگران دین سے محمود — فریادرسی کی التجا ہے

## تمہید مختصر متعلق زبان اردو بطور یادداشت

مین تسلیم کرتا ہون اس بات کو کہ اِس زمانہ مین جو اُردو زبان لکھنا صرف نحو کے قاعدہ سے مُعین اور مزین ہوا ہے اسکا روزمرہ ایسا صاف ہے کہ جس کے حُسن کلام کی چمک دمک شمع بے فانوس اور شمشیر بے غلاف ہے لیکن مین اِس پیرایہ پر عبارت لکھنے سے اس سبب مجبور ہون کہ انگریزی زبان سے محض ناواقف اور چھیاسٹھ برس کا محرر معذور ہون حضرت **غالب** مرحوم کی تقریر فارسی آمیز کا جو پیرایہ ہے اُسی کی تقلید اپنی تحریر کا سرمایہ ہے اسلئے ناظرین حق بین کی خدمت مین یہہ التماس کرنا لازم ہوا کہ اب بوڑھا طوطا نہ نیا سبق پڑھ سکتا ہے نہ نئی قسم کی بولیان بول سکتا ہے۔

یاران نکتہ دان کی قلم کی ہے اور چال — طرز خرام خامۂ محمود اور ہے

دوسرا عذر یہ ہے۔ اِس آخری عمر مین کہ اللہ اللہ کرنیکا وقت ہے کوئی

کتاب لکھنے کی ضرورت نہ تھی - مگر اتفاقیہ مذاہب مختلفہ کی نفاقی تعلیم کا نقشہ اور قومی تفرقہ کا خاکہ لوح دل پر ایسا جم گیا جسکی تصویر اپنی قوم دلگیر کو دکھلانی اور قومی نفاق کی برائی سمجھانی واجب معلوم ہوئی - اسلیئے چند مذاہب قدیم اور جدید پر تقریر لطیف لکھکر ایک ایسی نئی قسم کی فریاد کا خواہان ہوا ہون جہان یہ موقع نازک درپیش ہے -

کب وہ سنتے ہین کہانی میری اور پہر وہ بھی زبانی میری

ناظرین دانشمند معقول پسند کی خدمت مین سلام کرکے بعد یہہ پیام ہے کہ اگر میری ہذیان سرائی پر قلم فرسائی منظور ہو تو پہلے اس کتاب کو اول سے آخر تک دیکھین میرے عندیہ کی برائی بہلائی معلوم کرین کوئی جملہ اس فریاد کا التفات کے لایق ہو تو عند اللہ داد دہی کیطرف متوجہ ہون معاونت فرماوین اور جو نہ معاف کرین اگر فرقہ پرورون کی حمایت منظور ہو تو پہر اختیار ہے تیر قلم کا نشانہ بنائین

سینہ انکا ہے دل انکا ہے جگر انکا ہے ناوک غمزہ جدہر رخ کرے گہر انکا ہے

## آغاز کتاب اختلاف مذہبی کا خلجان اور تحقیق کے بعد اطمینان

**سوال** پہلے یہہ بتلاؤ کہ اس کتاب کے لکھنے سے مدعا کیا ہے -

**جواب** تحریر کتاب سے جو دلی مدعا ہے وہ آگے چلکر بتاؤن گا اول میری زمانہ گذشتہ کے مذہبی تخیلات کی حالات سن لیجے تاکہ یہہ معلوم ہوجائے کہ اختلاف مذہبی کی صحبت مین انسان کو کیسا حیران اور پریشان ہونا پڑتا ہے

اور یہہ ہے کہ اٹھائیس برس کی عمر تک تو محض بے تمیزی اور بے فکری کی حالت مین تیلی کے بیل کیطرح جو آنکھون سے انڈھوٹے باندہے چلتا رہا یہانتک تو خوب گذری ع دیوانہ باش تا غمِ تو دیگران خورند۔ اسکے بعد جو دینی مسایل کے سمجھنے کا شوق اور مولویون کی ملاقات کا ذوق ہوا اُنکی زبانی تقریرین اور بیجوز ولایجوز کی تفسیرین سُننے اور دیکھنے لگا جب کوئی نیا مولوی آتا اُس سے ملنے جاتا سلام اور مزاج پُرسی کے بعد یہی پیام سُننے مین آتا۔ مذہب کیا رکہتے ہو۔ مین صاف دلی سے کہدیتا حنفی مذہب ہون اگر مولوی صاحب حنفی مذہب ہوتے تو فقط اتنا ہی فرما دیتے کہ اچھا مبارک ہو حق پر ہو اور جو واعظ صاحب جدید مذاہب سے ہوتے تو یہہ ارشاد فرما دیتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حال پر رحم فرمائے اور بدعتیون کی تقلید سے نجات بخشے۔ جب اُن سے دریافت کیا جاتا کہ جناب شرک و بدعت کیا چیز ہے۔ پہر تو وہ روایات اور تاویلات لچہے دار کا ایسا مینہ برساتے کہ تقلید کے ورق کو دہو کر صاف کر دیتے پہر اُن مولوی صاحب کی خدمتمین حاضر ہوتا جن سے کچہہ ٹہاکر آتا تھا اور مخالف مذہب کی گفتگو اُن کو سُناتا تبسم فرماتے غیر مقلد صاحب کا جمایا ہوا خاکہ ایک دم مین مٹا دیتے اور نقش تقلید بدستور جما دیتے اور یہہ ہدایت فرماتے کہ جدید فرقون کے لامذہب واعظون سے ملنے مین ایمان کا نقصان ہے اور اعتقاد کا زیان ہے۔ مگر فریقین کی چھیڑ چہاڑ اور اُکھاڑ پچھاڑ مین طبیعت ایسی آوارہ اور متزلزل اور بیکل ہوگئی کہ ایک مجنونانہ جوش تحقیق دل مین پیدا ہوگیا اور طبیعت کو

اِس قسم کے وسواس اور شبہات نے گھیر لیا **محمود**

کہیں ہیں جنکے بہتر فریق تیری دوست
کہ ہم ہیں حق پہ فسونساز ہی علدو کیا ہے

تحقیق اور تنقیح اِس امر کی کرنی چاہیے کہ آیا وہ فرقہ کونسا ہے جو قطعی حقدار نجات کا ہے مگر جب نہایت چھان بین عمل مین آئی تو شکل نتیجہ کی یہی دکھائی دی -

## رباعی

ہفتاد و دو ملت کے ہین جتنے مرشد
بنیاد ہے سب کی خود پسندی و حسد

ناجی ہین سبھی یہ گو خطا وار ہون پر
ایمان ہے سبکا قل ھو اللہ احد

## دیگر

عالم جو ہین موجب فریق و تفریق
ہین طالب جاہ و جاہ منطق ہین غریق

جو ذاکر نام حق ہین احمدؐ کے غلام
وہ علم سلوک کے ہین پیر و رفیق

اور مذاہب مختلفہ کے بانیون کا جو یہ مقولہ مشہور ہے کہ "میرا متبع نجات کا حقدار اور غیر متبع بُعد نجات کا سزاوار" - یہ بھی ایک بہشتی چڑیون کے پکڑنیکا کمپا اور اِن کو آپس مین لڑانے کا گوندا معلوم ہوا - جب یہ عمل قومی تفریق اور تقسیم کا میری سمجھ مین اگیا - خود بخود مذہبی تعصب اور تکرار سے دل گھبرایا حضرات فرقہ پرور کی خدمت مین خیرباد عرض کر کے درویشون کیطرف آیا اور اُن بزرگون کی تصنیفات دیکھنے کیطرف دل آیا - جو علم ظاہری مین محدث عالی دستگاہ اور علم باطنی مین موحد اہل اللہ گذرے ہین البتہ انکے خرمن کلام مین اطمینان کا دانہ نظر آیا اور عندیہ اُن کی تعلیم کا ایسا پایا - کہ دہ درویش ور گلیمے بخسپند - اور انکی تعلیم کے مقابلہ مین

مختلف المذاہب مولویون کا منشاد اور مفہوم ایسا معلوم ہوا کہ۔ دو بادشاہ
در اقلیمے نگنجند۔ اور یہہ بھی یقین جاگزین خاطر ہوا کہ سید المرسلین علیہ السلام
اور خلفاء کرام اور تبع تابعین کے زمانہ مین علم فقہ اور حدیث کی تاویلات
اس قدر طول امل نہ تہین جیساکہ اہل فرقون کی خود غرضی جھگڑون اور
تعصب مذہبی کے رگڑون مین آکر طوالت پکڑ گئین ہین اور یہہ فروعی
اختلافی مسایل جن کی بدولت قوم مین بنیاد تفرقہ کی قایم ہوئی۔ سب
اختلاف مذہبی اور فرقہ پروری کے نتایج ہین۔ اور یہہ قول آخری امام
ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا یاد آیا۔ لولا سنتان لهلك النعمان۔
جسکی تفسیر یہہ ہے کہ جب امام موصوف نے اپنی وفات دو سال سے
پیشتر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور علم
الہی کا انکشاف ہوا۔ اُس وقت امام موصوف نے یہہ فرمایا کہ اگر یہ دو
سال ہی میری آخری عمر کے مجھہ کو میسر نہ ہوتے تو مین ہلاک ہو جاتا۔ جس
سے پیری مریدی کی وقعت اور عظمت ثابت ہوتی ہے۔ اب میری طبیعت
ٹھہری اور فقیرون سے ملنے کی عادت ہوئی۔ اور یہہ مصمم ارادہ ہوا کہ
بیعت کسی بزرگ کی اختیار کرون تاکہ مذہبی ڈول بھٹک سے۔ بچون
اسی فکر مین تہا کہ میرے ایک دوست رفیق شفیق منشی فضل رسول صاحب
نے مجھے یہہ خبر دی کہ اگر کسی فقیر اہل اللہ سے ملنے کی طلب ہے تو درنیولا
ایک بزرگ علم ظاہری مین فارغ التحصیل تارک العلایق سید محمد غوث علیشاہ
صاحب حسنی القادری رحمتہ اللہ علیہ جو تحصیل علم کے بعد تیس برس سیاحی کرکے

پانی پت مین وارد ہوئے ہین اُن سے جاکر ملو انشاء اللہ طبیعت کو تسکین اور علم توحید اور معرفت آلہی کا یقین حاصل ہوگا - مین حضرت موصوف کی خدمت مین حاضر ہوا بیعت کی التجا کی - فرمایا بہرتی ہونا چاہتے ہو تو اس مین فایدہ نہین بلکہ بے سود ہے ہان اگر بیعت سے خدا طلبی مقصود ہے تو دنیا اور دین کے کام نیک نیتی بے تعصبی مستعدی سے سرانجام کرتے رہو اختلاف مذاہب کے تحقیق کے جہگڑون مین مت پہنسو جہان کہین فقیر اہل اللہ کی خبر سنو ہندو ہو یا مسلمان سالک ہو یا مجذوب اُنسے ملتے اور بقدر توفیق محض عند اللہ اُنکی خدمت کرتے رہا کرو اور یہہ اشعار پڑھ کر سنائے -

| | |
|---|---|
| خورش دہ بگنجشک و کبک و حمام | کہ شاید ہمائے بیفتد بدام |
| ہر کہ وارد ہمت والا بجاے سر رسد | رفتہ رفتہ شیر در با دام روغن میشود |
| تو بندگی چو گدایان بشرط مزد مکن | کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند |

- اور نماز روزہ کی تاکید فرمائی - اس نصیحت پر مین عامل ہوا بہت فقیرون سے ملا مگر طبیعت اُنکی ہی طرف مایل اور سایل رہی - آخر دس برس کے بعد حضرت موصوف نے مجہہ کو بلا درخواست مکرر خاندان قادریہ مین داخل بیعت فرمایا - اور پہر تہوڑی مدت بعد بیعت سریہ سے شرف اختصاص بخشا -

| | |
|---|---|
| ہر تو ہے حسنت نگنجد در زمین و آسمان | در حریم سینہ حیرانم کہ چون جا کردہ |

- اس روز سے نفاقی جہگڑے اختلافی بکھیڑے جو میری جان کو لپٹے ہوئے تہے

تھے خدا کے فضل اور اُس مرد خدا کے فیض عمل سے یک قلم محو سہو ہو گئے زندگی مستعار کے ایام نہایت آرام سے بسر ہوتے ہیں۔ خدا کا شکر بجالاتا ہون مختلف فرقون کے مسلمان بھائیون کو جب آپس مین لڑتا جھگڑتا ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے سنتا دیکھتا ہون تو یہ ابیات اپنے دل مین پڑھا کرتا ہون ؎

اے ترا با ہر دلے رازے دگر ۔ ہر یکے را بر درت نازے دگر
در رباب عشق تارے بیش نیست ۔ دست ہر جا نغمہ و سازے دگر

اور فرقہ قدیم کے معتقد ہون یا جدید کے سب کو ایک جیسا مسلمان برادر اہل اسلام جانتا ہوں اور اُن سے مغائرت اور عداوت رکھنا اسلام کی بدخواہی سمجھتا ہون ہان یہہ ضرور ہے کہ فرقہ پرور عالمون کو نادان مسلمانون کی کشتی کا ناخدا بے پروا اپنے اپنے بنائے ہوئے طریقون پر چلانے والا ایک کو دوسرے کے طریق پر گمراہی کا اِلزام لگانیوالا جانتا ہون۔ لیکن اَب طبیعت اِس قدر بے وسواس ہو گئی ہے کہ کسی فرقہ کا پیشوا اور مُقتدی کیون نہو اُسکے پیچھے نماز پڑھ لینے میں کوئی قباحت نہیں جانتا بلکہ جس کسی فرقہ کے مسلمانوں کو خدا کی درگاہ مین سجدہ کرتے دیکھتا ہون تو یہی خیال کرتا ہون۔

نہیں معلوم کسیکو خبر ردّ و قبول ۔ ہین درِ دوست پہ سب ناصیہ سائے امید
یاس و امید علیٰ قدر ہے سبکو محمود ۔ مختلف ہین عُلماء و جہلائے اُمید

# نظم کلام پر اعتراض اور اُسکی تردید

**سوال** تم جانتے ہو کہ حضرت مولانا روم کی مثنوی اِس صفت کے ساتھہ موصوف ہے،

مثنوی مولوی معنوی — ہست قرآن در زبانِ پہلوی

اور اسوقت کے مخالف مذہب اُنکے اشعار کو بھی زٹل بتلاتے ہین اور آپ ہر محل اور موقع پر اشعار تحریر فرماتے ہیں تو کیا وہ لوگ اِس تحریر کو زٹل نہ کہین گے۔

**جواب** شاعر دو صفات کے ساتھہ موصوف ہین۔ دوزخ کے گتّے اور رحمان کے شاگرد۔ پس جسکی کلام سے جو صفت مترشح ہو اُسی صفت کا وہ موصوف سمجھا جاتا ہے انصاف دوست ذیعلم اِسبات کو جانتے اور مانتے ہین کہ

| | |
|---|---|
| قسمتِ ہر یک بود نوعِ دگر | کرگسان را مُردہ طوطی را شکر |
| میان آبحیات و سخن تفاوتہا ست | کزین نسیم گل روح بر قبور آید |
| سخن چون آبحیوان زندہ میدار دسخنور را | پر طوطی ز گویائی بہار بخزان دارد |

دیکھو رسول اللہ صلعم حسان شاعر کی کلام کو کیسا پسند فرماتے تہے جسکی نسبت یہہ ارشاد فرمایا ہے اَیَّدَہٗ بِرُوحِ القُدُسِ۔ خلفائے کرام نظم پسند اور شعر گو تھے اور اکثر علماء اور فضلاء اہل عرب اور عجم اور ہند اور اکثر اولیاء اللہ اور محدثین کے دیوان موجود ہین۔ پہر اُس نظم کلام کو جو آلایش مکروہات سے پاک اور نورحسنات سے منور ہو زٹل کہنا اور سمجھنا خود پسندون اور خود غرضون اور بے انصافون کا شیوہ ہے جائے شکایت نہین محمود۔

| | |
|---|---|
| ہے شورِ ہوس پیشگیٔ عشق بتان اور | ہے سوز گران مایگیٔ سوختہ جان اور |

## معتقدانہ اور مورخانہ بیان کا فرق

**سوال** اِس کتاب کی تحریر کس پیرایہ پر ہوگی۔

**جواب** مین چاہتا ہون کہ اِس کتاب کو مورخانہ طریق پر لکھون کیونکہ معتقدانہ تحریر روایتی مصالحہ کی لاگ لپیٹ سے خالی نہین ہوتی اور علم فقہ اور حدیث کا ترکش واحد ہر ایک صاحب فرقہ کی کمر سے بندھا ہوا ہے اور سب کی کمانین کھچی ہوئی ہین کل اہل مذاہب ایک دوسرے کی ضد مین کشیدہ خاطر ہوکر یہی پکار رہے ہین ۔ صلح دور است و مصمم سرِ جنگ ست اینجا تنگ دل چون نشوی تیر و تفنگ ست اینجا ۔ پھر ایسے موقع پر روایتی مصالحہ سے کام لینا اہل فرقون کی طبایع کو گدگدانا ہے ہان اگر کسی لابُد موقع پر کسی قول یا روایت کا دکھلانا اتفاقیہ آپڑے تو مقام ناچاری ہے ورنہ میرا ارادہ فقط فرقہ سازی کے نقصان ظاہر کرنیکا ہے مناظرہ مذہبی ہرگز مقصود نہین ۔ اور قدیم سے جو طریقہ مورخی کا مروّج چلا آتا ہے اُسکا یہی قاعدہ ہے کہ زمانہ گذشتہ کے واقعات کو صحیح طور پر بے رو رعایت بیان کردیا جاتا ہے روایتی مصالحہ نہین لگایا جاتا امور مذہبی مین شاعرانہ مبالغہ نہین کیا جاتا واجبی بات کہنے سے درگذر نہین کیجاتی ۔

## علم منقول اور معقول پر تبصرہ

**سوال** علم منقول اور معقول کی نسبت تمہارا کیا اعتقاد ہے ۔

**جواب** مین علم منقول اور معقول دونون کا مجیب اور مقر ہون مگر علم منقول کو اِس سبب مقدم اور افضل سمجھتا ہون علم معقول سے کہ عقل کو جو مدرکہ دینی اور دُنیاوی حاصل ہوتا ہے مادہ اُسکا علم منقول ہے اور عقلی امداد کا بھی مقر رہون اِس وجہ سے کہ رسولِ خدا صلعم نے فرمایا ہے لَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَقْلَ لَہٗ ۔ ترجمہ یعنے جسکو عقل نہین اُسکا دین ایمان بھی کچھہ نہین ۔ مگر عقل پر ایسا پورا بھروسہ نہین کیا جاتا ۔ کہ انسان اپنے دِل مین یہہ بات سمجھہ کر اڑ بیٹھے کہ جو کچھہ میری عقل مین آیا ہے یہی صحیح اور سچ ہے کیونکہ عقل ایک مستعار اور ناپایدار چیز ہے ۔ ہر نوعمر انسان کی عقل کم تجربہ ہونے کی وجہ سے خام اور سقیم سمجھی جاتی ہے اور انتہاے عمر مین رجہ شیخوخیت کو پہنچ کر پھر نادانی اور نسیانی کیطرف عود کرتی ہے ۔ درمیانی عمر کی جو عقل سلیم سمجھی جاتی ہے اگر کوئی مرض اتفاقیہ لاحق ہو جاتا ہے تو وہ بھی بیکار اور بے اعتبار ہو جاتی ہے ۔

**س** محض عقلی مجتہدون کی نسبت تمہارا کیا اعتقاد ہے ۔

**ج** محض عقلی اجتہاد کا مین قایل نہین کیونکہ علانیہ یہہ نظر آتا ہے کہ جب کوئی بازیگر ہزارہا آدمیون کے مجمع مین تماشا دکھلاتا ہے تو بڑے بڑے ناظرین ذی عقول کی عقل گرداب حیرت مین ڈوب جاتی ہے کہ اُسکے شعبدون اور ہتتکنڈون کے سمجھنے مین کچھہ بھی کام نہین آتی اور جب ایک ادنے بندۂ خدا کی صنعت گری کو جو پنٹ کے کارن کرتا ہے عقل نہین سمجھہ سکتی تو پھر اسرار غیبی اعجاز انبیاے کرامت اولیاء کو جو قوت علم آلہی سے ظہور پذیر

ہوتے ہین عقل جزوی کیا سمجھ سکتی ہے۔

## قرآن مجید کے اعجاز قدرتی اور دائمی خوبی کا بیان

سوال علم منقول کی تفصیل اور تعریف بیان کرو۔

جواب اصل منقول تو قرآن مجید ہے کہ جسکے نزول کو تیرہ سو برس[۱۳] کا عرصہ گذر گیا اور بہت کچھ انقلاب زمانہ کو ہوا مگر اُسکی عبارت ہمیشہ مین تو کمی بیشی کا کیا ذکر ہے آجتک ایک حرف بلکہ زیر و زبر تک کی بیش و بیشی ظہور مین نہین آئی اِس سے کلی یقین ہوتا ہے کہ خدا کی قدرت خدا کے کلام کی محافظ ہے

دوم۔ اور قرآن مجید کا یہہ قدرتی اعجاز اُسکے کلام اللہ ہونے پر شاہد ہے کہ رسول اللہ صلعم اُمّی (ان پڑہ) تھے اور اُمّی کا کلام جامع جمیع علوم گزشتہ و آیندہ نہین ہوسکتا اور قرآن کے احکام اور اصول کا جامع جمیع علوم ہونا زمانہ کے انقلاب سے ثابت ہوتا چلا آتا ہے۔ یعنے جب زمانہ بدلتا ہے اور کوئی نیا علم پیدا ہوتا ہے تو اصول اُس علم جدید کا کلام اللہ سے ہی نکل آتا ہے اور کلام اللہ کے نادر اور بے مثل مضمون ہدایت مین ہرگز کوئی نقص عاید نہین ہوتا۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کلام اللہ بہی بشری کلام ہوتا تو جیسا کہ انقلاب زمانہ کے وقت زمانہ جدید کی آدمیون کے طبایع بدل جاتے ہین اور قوانین بشری کے مضامین نئے زمانہ کی ضروریات لاحقہ کے سبب منسوخ ہو جاتے ہین تو قرآن کی بے مثل ہدایت کے مضامین بہی صورت انقلاب پیدا ہوئے بغیر نہ رہتی لیکن قرآن مجید وہ اعجاز قدرتی دکہا رہا ہے کہ ہر زمانہ

کی علوم اور طبایع مختلفہ قرآن کے ہمثیل ہدایت سے مختلف نہین ہوتے اور
زمانہ کے بدلنے سے اصول اسلام مین کوئی شکل تغیر پیدا نہین ہوتی - اور جب کوئی
مخالف اسلام تعصب مذہبی کی ضد سے یا قرآن کی فصاحت اور بلاغت اور
منطق عربی کی ناواقفیت سے کوئی نقص قرآنی ظاہر کرتا ہے تو اسکا جواب
کافی اور شافی خود قرآن شریف سے نکل آتا ہے اور جب کوئی کسی نئے فرقہ کا
بانی اپنے فرقہ کی تائید مین کسی آیت کے معنی تاویلی اپنے فرقہ کے مفید
بناتا ہے تو اُسی آیت کے معنے اسکا مخالف دیگر طور پر موزون کرکے
اپنے حریف کا منہ بند کر دیتا ہے سوائے اِسکے قرآن کا کلام الٰہی ہونا اس
عجائب دلیل سے ثابت ہے کہ قرآن مین جو یہہ دو فقرے درج ہین -
رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ - اور یہہ فقرے اُس وقت مین منزل
من اللہ ہوئے کہ جس زمانہ مین فلسفی اور حکما اور علما کو جغرافیہ کی رو سے
دو مشرق اور دو مغرب اصلی کا ہونا معلوم نہ تہا اور ناواقفیت کے سبب
علم ظاہری کے عالمون نے دو مشرق اور دو مغرب ثابت کرنے کی ضرورت
سے یہہ تاویل پیدا کی کہ موسم سرما مین جو آفتاب گوشہ مشرق اور جنوب سے
اور موسم گرما مین گوشہ مشرق اور شمال سے طلوع ہوتا ہے اسی تفاوت
موسمی کے طلوع و غروب کو دو مشرق اور دو مغرب قرار دیا - مگر جبکہ نئی دنیا
یعنی ملک امریکہ ظاہر ہوا اور قطب جنوبی صاف طور پر دکھلائی دیا اُسوقت
معلوم ہوا کہ ایک مشرق اور ایک مغرب قطب شمالی سے متعلق ہے اور
دوسری مشرق اور مغرب قطب جنوبی سے کسی موسم سرما اور گرما سے تعلق

مشرقین اور مغربین کا نہین اسلیئے وہ تاویل جو علماء اسلام نے قایم کی
تہی وہ صحیح نہ رہی بلکہ غلط ہوگئی - پس اگر یہہ کلام یعنے مشرقین و مغربین
پیغمبر اُمی کی کلام ہوتی تو اُن کو کس طرح معلوم ہو سکتا تہا کہ میرا خدا
دو مشرق اور دو مغرب کا رب ہے اِس سے ثابت ہے کہ یہ کلام الہامی
خدا تعالیٰ عالم الغیب کیطرف سے ہے کہ جسکے علم مین دو مشرق اور دو
مغرب اصلی موجود تہین اور جس طرح پر وحی کے ذریعہ سے القا ہوا ویسا
ہی پیغمبر اسلام نے بیان کر دیا اور تصدیق اس امر کی یہہ ہے کہ باوجود
اِسکے کہ وہ محمدی عالم جو جامع علوم ظاہری کے تھے پہر بہی انکو صدہا سال
تک یہ معلوم نہ ہوا کہ دو مشرق اور دو مغرب موسمی نہین بلکہ اصلی ہین -
اور اِس دلیل سے یہ بہی ثبوت ہوتا ہے کہ علم آلہی کے مقابلہ مین علم بشری
فطرتی ایسی وقعت نہین رکہتا کہ جیسے علم آلہی کے واقعات بغیر سمجہہ مین
آئے تسلیم کر لیئے جاتے ہین - ایسے ہی ہدایت بشری کو بہی بغیر سمجہہ مین
آئے مان لیا جائے اور ایسی وسعت معانی کہ جس کا اوپر ذکر ہوا ہے کلام
بشری سے ہرگز پیدا نہین ہو سکتی -

## علم حدیث مین موضوعات کا بیان

**دیگر** منقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے جسکو حدیث
کہتے ہین - قرآن مجید تو رسول اللہ صلعم کی حیات ظاہری مین حفاظ کے
تحفظ اور کتابت مین آچکا تھا اِسلیئے اُسمین زیر و زبر کی بہی گنجایش پیدا

نہ ہوئی۔ مگر ہان مقالات رسول اللہ صلعم جو بقید حیات ظاہری کتابت مین نہ آئی تہی اور بعد مین اُنکی صحت کا مدار سلسلہ روایت پر منحصر ہوا لہذا اس منقول ہین البتہ مخالفت باہمی کے زمانہ مین عرب کے زباندان اور لڑاکے لوگون نے اپنے اپنے فرقون کی تائید اور استحکام کی ضرورت سے اِس قدر بناوٹ اور مصنوعی کلام کی آمیزشین کین کہ جسکی صحت مین علم درایت کے ذریعہ اور قرآن مجید کے مطابقت کے وسیلہ سے بہت کچہہ چہانٹ پہچوڑ عمل مین آئی اور بنہایت جستجو کے ساتھ کھرے مال سے کہوٹ کو جدا کیا گیا تاہم بدرجہ ناچاری علم حدیث کو علم ظنی مانا گیا۔

۳۔ **نقل** ہے کہ ایک عالم محدث نے اپنے بیٹے کو تین لاکہہ حدیث حفظ کرا کر مطلع کیا کہ یہہ حدیث وضعی ہین جو تجہہ کو حفظ یاد کرائی گئی ہین بیٹے نے کہا اے باپ بڑا ظلم ہوا مجہہ پر کہ وضعی حدیثات کے حفظ کرنے مین میری عمر ضائع ہوئی باپ نے کہا اے بیٹا جیسا کہ نیک سلوک مینے تیرے ساتھ کیا ہے قیامت تک کوئی نہ کر سکیگا کہ تجہکو محدث کامل بنادیا اب حدیث وضعی کی شناخت مین کوئی محدث تجہسا نہ ہوگا اب جو کوئی تیرے سامنے حدیث پڑہے اور وہ تیرے حفظ یاد مین سے نہ ہو تو صاف سمجہہ جائیگا کہ یہہ حدیث صحیح ہے۔ **مولف**۔ بہلا جو منقول ایسا بحر بے پایان ہو اور کوئی عالم اِس زمانہ مین علم حدیث کے کمال کا دعوے کرے اور اپنے آپ کو اہل حدیث قرار دے تو کیا وہ ڈگری پانے کا مستحق سمجہا جا سکتا ہے۔ نہین ہرگز نہین۔ ہان یہہ ممکن ہے کہ روایتی

اختلاف کے ذریعہ سے اپنے شاگردوں کو معتقد بنا لینا اور نیا فرقہ پیدا کر کے نئے فیشن کی گاڑی کیطرح چلا دینا کچھ مشکل کام نہین - اور دراصل یہی بنیاد فرقون کے ایجاد کی ہے کہ جبکو عربی زبان اور دینی مسایل کے بیان مین اچھی مشق ہو جاتی ہے انکو بیکاری کی حالت مین یہی مشغلہ پسند آتا ہے کہ شاگردون کو پڑھا یا اپنی وو‌ٹر پر لگا یا ایک دو رسالے جنگی لکھے اور یہہ کہکر اٹھ کھڑے ہوئے -

اپنا علمی علم اٹھائینگے ہم — اپنا مذہب جُدا بنائین گے ہم
ہم ہین فقہ و حدیث کے ہادی — اپنے رستہ پہ سب کو لائینگے ہم

مگر افسوس ہے ان کم علم اور جاہل مسلمانون کے حال پر کہ جن کو تاویل صحیحہ کی جانچ پرتال اور صحت کی لیاقت اور شناخت نہین اور وہ ہر ایک اہل فرقہ کے اجتہادی دام مین اگر اپنے آپ کو جنت کا جاگیر دار اور اپنے مخالف فرقون کو جہنم کا سزاوار کہنے لگتے ہین جسکے سبب قوم مین عداوت ترقی پکڑتی جاتی ہے - قومی تفرقہ کی آگ بجھانے کیطرف کوئی عالم متوجہ نہین ہوتا بلکہ آئے سال اپنی اپنی مذہبی و یا سلائی کے مصالحہ کو تیز کرتے چلے جاتے ہین -

۳ - سیوم منقول تابعین کا عمل اور تبع تابعین کا اجتہاد ہے وہ بھی مباحثہ کے مواقع پر سند اپیش ہو کر قبولیت کے لایق سمجھا جاتا ہے اور جو اس اجتہاد کے منکر ہوتے ہین وہ خود پسندون مین شمار ہوتے ہین -

## زمانہ حال و استقبال کے مجتہدون کے تین قسمون کا ذکر

**سوال** زمانہ حال کے مجتہدون کا کچھہ اختلاف بیان کر سکتے ہو۔

**جواب** اختلاف بیان کرنے کو تو عمر نوح چاہیئے مگر ہان نمونہ کے طور پر اِتنا ہی بیان ہوسکتا ہے کہ آجکل تین قسم کے مجتہد دکھلائی دیتے ہین

**اول** مجتہد وہ ہین کہ اسلام کے ابتدائی زمانہ مین جو مسلمانون کے آپسمین فساد واقع ہوئے اور عالم متفرق ہوگئے اور اپنے اپنے فرقے قایم کرنے کی غرض سے نفاقی تعلیم کی بنیادین ڈالین اور شرعی آڑ پکڑ کر کے وضعی روایات کا استعمال شروع کیا اور نفرت آموز کتابین لکھین بلکہ بعضون نے نقل کتابون کے وقت یہ کارسازی بھی مصلحتًا جایز رکھی کر اپنی طرف سے بعض بعض روایات بناوٹی مقدس بزرگون کی کتابون مین ایسی داخل کردین جیسے کوئی معجون مفرح مین چند دانے تخم دہتورہ کے ملادیوے اور جو کوئی اسکو استعمال کرے مذہبی نفاق کا زہر چڑھجاوے اور مقدس ایمہ کے نام سے موسوم ہونیکے سبب اُنکی قبولیت مین کسیکو اشتباہ واقع نہ ہو اور سب سے نیچے یہہ لکھدیا۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد۔ اِس قسم کی مذہبی کارسازی نے تفرقہ کی بنیاد کو سد سکندری بنادیا اور اُنہین کتابون کے درس تدریس سے ایک فرقہ دوسرے فرقہ کا دشمن جانی ہوگیا اور اب وہی کتابین پُرانی ہوکر دینی منقول مین شامل ہوگئی ہین اُن کو منقول قدیم سمجھہ کر اپنے گلے کا تعویذ بنا رکھا ہے اور اُن کی

اصلاح مین عقل کو دخل دینا گناہ عظیم سمجھتے ہین وہ لوگ اِس زمانہ مین محض نقلی لکیر کے فقیر کہلاتے ہین -

**دوسری** قسم کے مجتہد وہ ہین کہ جہانتک علم منقول اُنکی سمجھ مین آتا ہے اُسپر عمل کرتے اور اُسکے سمجھنے اور تنقیح نکالنے مین عقل اور علمی قوت کو بھی کام مین لاتے ہین اور جو احکام یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ اور حروف مقطعات مین سے ہین اور بظاہر اطمینان کے لایق سمجھ مین نہین آتے اُن کو بھی راز آلہی تصور کر کے تسلیم کر لیتے ہین خلاف عقل بتلا کر اسرار غیب سے منکر نہین ہوتے بلکہ اپنی عقل نارسا کے عجز کو مان کر عقل سے کام لینے مین ہین ہین اور وسط درجہ پر قایم ہین - یہہ لوگ صلح دوست منقول ومعقول پسند تقلید کے پابند کہلاتے ہین -

**تیسری** قسم کے مجتہد وہ ہین کہ اونہون نے اپنی عقل کو دین کے محکمہ مین ایک عدالتی حاکم سمجھ رکھا ہے - جہان تک علم منقول کے سمجھنے مین انکی عقل حکومت پسند رسائی کرتی ہے وہان تک تو منقول کو پسند کرتے ہین اور جہان اُنکی عقل عاجز اور معذور ہوجاتی ہے اُس منقول کو خلاف عقل قرار دیکر اُسکی قبولیت سے منکر ہوجاتے ہین - انکار کر دینے کا تو ہر کسی کو اختیار ہے مگر اِس قدر ہٹ دھرمی بہی کرتے ہین کہ اپنی عقل نارسا کے عجز کو تسلیم نہین کرتے بلکہ خلاف اُسکے اُسی لنگڑی لولی عقل سے اجتہاد کا کام لیتے ہین اور وہ اجتہاد جو عقل معذور کے ذریعہ سے کیا جاتا ہے وہ صریح اِس قسم کا نظر آتا ہے کہ جیسے بیمار گھوڑے کو کوڑے کے زور سے

ہانکتے ہین اور وہ گرتا پڑتا ٹھوکرین کھاتا چلتا ہے ایسے مجتہد اکھاڑے بند عقلی بندے خود پسند کہلاتے ہین ۔

## مُصنّف کے سمجہہ کے نزدیک کل فرقون کے معتقد ایک جیسے مسلمان ودیندار ہین اور سب نجات کے حقدار و اُمّید وار ہین

**سوال** جتنے اوپر بیان کیا ہے کہ مین کل فرقون کے معتقدون کو ایک جیسا مسلمان جانتا ہون یہہ مفہوم آپ کا خلاف حدیث معلوم ہوتا ہے کیونکہ ۔ کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃً ۔ مشہور ہے کہ بہتّر فرقے ناری اور ایک جنتی ہوگا پہر تم کس طرح سب کو ایک جیسا مسلمان بہائی مانتے ہو اور جب کوئی عالم دین کسی عالم مخالف مذہب کو خلاف احکام فقہ اور حدیث دیکہے گا تو اوسکو گمراہ اور کافر کہنے سے کیونکر باز رہ سکتا ہے ۔

**جواب** جس حالت مین کہ ایک فرقہ کا عالم پیشوا دوسرے فرقہ کے عالم پیشوا پر الزام کفر لگاتا ہے تو پہر تشخیص اُس امر کے لایق اطمینان جہلا وکم علموں کے کیونکر ہو سکتی ہے کہ فی الواقع منجملہ بہتّر فرقون کے لایق تکفیر کے کون ہے ۔ فرض کرو کہ روافض فرقہ کے علماء اصحاب ثلاثہ کو اور فرقہ خوارج کے عالم حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو بارہ سو برس سے کافر کہتے چلے آتے ہین اور جدید فرقون کے عُلما حنفی عالمون کو مشرک اور بدعتی اور حنفی علما اُن کو وہابی لامذہب پکار رہے ہین اور ایک دوسرے کی روایات تاویلات کو واہیات بتلاتا ہے تو اب فرمائیے کہ نتیجہ اس کش مکش باہمی کا

بجز اسکے اور کیا بر امد ہوتا ہے کہ یہہ سب اپنی سمجہہ کے نزدیک اپنے آپ کو حق پر جانتے ہین اور دوسرے کی تحقیق کو صحیح نہین مانتے تو پہر ایسی خود پسندی اور نفسانفسی کی صورت مین کسیکو کافر کہنا محض فرقون کی متابعت اور پابندی کا مقتضا نہین تو اور کیا ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ سوائے علماء کے کوئی جاہل کسی فرقہ کا بانی نہین ہوا اور نہ ہو سکتا ہے اور جو عوام الناس فرقون کے پابند ہین اُنکی یہہ حالت دیکھنے مین آرہی ہے کہ وہ باعتبار تلقین اپنے اپنے پیشواؤن کے طوطے کی طرح حق اللہ پاک ذات اللہ پکارتے اور آپس مین لڑتے ہین - پس اگر ہمنے بغرض صلح کلی اور سلوک باہمی کل فرقون کے اہل اسلام کو ایک جیسا مسلمان سمجہنا ظاہر کیا تو اسمین کونسا الزام خلاف شریعت ہمارے ذمہ عائد ہو سکتا ہے یون شرعی نکتہ چینیون کو بہت گنجایش ہے جبکہ خلفاء راشدین ستودہ خدا و رسول کو شرعی نکتہ چینیون سے علماء فرقہ ساز طرح طرح کی تہمتین لگا رہے ہین اگر وہ مجہہ کو بہی کافر قرار دیجے تو مین کس باغ کی مُولی ہون جو اُنکی نکتہ چینیون سے محفوظ رہ سکنے کی امید رکہون - اور یہہ ایک حدیث مذکورہ بالا جو بہتر فرقون کے ناری ہونے کی مخبر ہے اسکو بھی جدید فرقون کے عُلماء وضعی تبلاتے ہین اور دیگر حدیثات مسلمانون کے جنتی ہونے پر بہت کثرت سے مُوید ہین - چنانچہ دیکھو یہہ حدیث اِنَّ اللّٰہَ رَفَعَ عَنْ اُمَّتِیْ الْخَطَاءَ وَالنِّسْیَانَ وَمَا اسْتُکْرِہُوْا عَلَیْہِ - (ترجمہ) اللہ تعالےٰ نے اٹھا لیا میری اُمت سے

اُن چیزون کو کہ جو خطا اور نسیان اور زبردستی سے صادر ہون باز پرس اُنکی نہ کرے گا - پس اگر بہتر فرقون کے عالمون نے قرآن اور حدیث کے اصلی اور صحیح معنے سمجھنے مین غلطی کہائی ہے تو وہ اپنی خطا کے معافی کے حقدار رہین - واگر ضد بشری نفسانی سے دانستہ مسلمانون مین تفرقہ ڈالا ہے تو وہ خود خدا کے گنہگار رہین اپنا کیا آپ بھگتین گے - مگر جس حالت مین کہ کل فرقون کے بانی بظاہر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اُسکے رسُول مقبول کی رسالت اور نبوت کے مقر اور معترف ہین اور دین کے اصول اور ارکان کی قبولیت مین سب متفق اہل قبلہ کلمہ گو ہین پہر اُنکو ایک جیسا مسلمان کہنے مین کیا جائے تامل ہے

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ ۔۔۔ چون ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند

## کلام اللہ اور مقالات رسُول اللہ صلعم کا نفس مطلب و مدعا

**سوال** بیان کرو تمنے قرآن مجید اور حدیث شریف کا کیا مطلب اور مغز مدعا سمجہا ہے -

**جواب** بسم اللہ الرحمن الرحیم - قرآن مجید اور حدیث شریف کا مغز مدعا یہی ہے کہ اول احکام ہدایت ورمعاملات ہدایت کے لوازمی ہین جنکو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہتے ہین - اور جو قصص بسبیل تذکرہ وارد ہین وہ بھی شرعی امور ملتی اور مدنی ہین اپنے موقع اور محل پر شان نزول کے مطابق احکام شان ہدایت کے موید اور معاون ہین -

دوئم رموز ولایت سر مخفی مین جنکے انکشاف کا حصر پروردگار عالم نے بمقتضائے - کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِی شَانٍ - اپنے عشق اور محبت اور فضل پر رکہا ہے اور ان ہر دو علوم یعنے شان ہدایت اور شان ولایت کی عظمت اور برکت اور روشنی کو حق تعالی نے وحی اور الہام اور القاء کے ذریعہ سے اپنے رسول مقبول کے لوح ضمیر صافی پذیر پر نازل فرمایا - احکام ہدایت کو خاص اور عام مخلوق پر مشتہر کرنیکا حکم دیا اور رموز ولایت کے اسرار باطنی کو بطور گنجینہ مخفی آنحضرت کے سینہ مبارک مین رکہا اور آنحضرت نے ہر دو علوم ظاہری اور باطنی کے فرایض منصبی کو منشاء ذات باری کے مطابق کمال حزم اور احتیاط سے اس طریق پر رائج اور شایع فرمایا کہ اول گمراہون مخلوق پر نتول کو یہہ ہدایت فرمائی کہ خدا کو واحد اور لاشریک جانو اور احکام ظاہری پر عمل کرنے کی رغبت دلائی اور تاکید فرمائی - اور پھر انہین مین سے شائق ونادر جو اہل دل ہوتے گئے اُنکی استعداد باطنی اور طلب ہمت کے موافق وقتاً فوقتاً سر باطنی علم الٰہیہ کے ادراک سے بہی فیض پہنچاتے رہے اور ہر دو علوم یعنے ہر دو شانوں کے اعلان اور اخفا مین اس قدر احتیاط بہی لازم ملزوم رکھی کہ -

آن راز کہ در سینہ نہانست نہ وعظ است　　بر دار توان گفت و بمنبر نتوان گفت

اور جیسا قرآن مجید کا مضمون ہر دو شانون سے ملو ہے ویسا ہی حدیث کا مدعا بہی ہر دو شانون سے مناسبت کلی رکہتا ہے جنکی تفصیل یہہ ہے

## یہ نمونہ اُن آیات کا دکھلایا جاتا ہی جنکا تعلق علم ہدایت سے پایا جاتا ہے

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ الخ (ترجمہ) اے محمد تو کہدے کہ اللہ ایک ہے اللہ پاک ہے نہ کسیکو جنا نہ کسی سے جنا یا گیا اور نہین اسکے برابر کا کوئی وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ط (ترجمہ) نہین پیدا کیا جن اور انسان کو مگر واسطے عبادت کے پیدا کیا ہے - پارہ ۲۷ سورہ ذاریات - اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ (ترجمہ) تابعداری کرو اللہ کی اور تابعداری کرو رسول کی اور اُسکے حکم پر چلنے والون کی - پارہ پنجم سورہ نساء - وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ط (ترجمہ) قایم رہو نماز پر اور زکوۃ اور قرض حسنہ دو اپنے مال سے اللہ کے راہ پر - پارہ ۲۹ سورہ مزمل - وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ (ترجمہ) اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور تنازع نہ کرو سست ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا بگڑ جائیگی - پارہ دہم سورہ انفال - مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَرَّقُوْا بَيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ط (ترجمہ) جھکو اللہ کی طرف اور اُس سے ڈرو اور قایم کرو نماز اور نہو شرک کرنے والون سے جنہون نے تفرقہ ڈالا دین مین اور ہوگئے فرقے - پارہ ۲۱ سورہ روم - وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا - (ترجمہ) سب ملکر ایک مضبوطی کے ساتھ خدا کے قانون پر چلو

آپس میں پھوٹ مت ڈالو۔ پارہ سورۂ آل عمران۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (ترجمہ) مومن آپس مین بہائی ہین بہائیون کو آپسمین ملاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ اللہ تمپر رحم کرے۔ پارہ حم سورۂ حجرات۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ ط (ترجمہ) مومن اور مومنات آپسمین ایک دوسرے کے مددگار ہین بھلی اور نیک باتین لوگون کو سکھلاتے ہین اور بری باتون اور برے اخلاق سے منع کرتے ہین۔ پارہ دہم سورۂ توبہ ——

وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا۔ (ترجمہ) اگر مومنون کی دو جماعتین آپسمین لڑین بھڑین تو انکی صلح اور صفائی کرا دو۔ پارہ ۲۶ سورۂ حجرات۔ کُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ اِخْوَانًا ط (ترجمہ) تم دشمن تھے سو خدا نے تم کو آپسمین کی الفت اور محبت کا مبارک راستہ دکھلایا اور تم اُسکے فضل سے بہائی بنگئے۔ پارہ چہارم سورہ آل عمران۔ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ۔ (ترجمہ) زمین پر شرارت اور فساد کرتے مت پھرو۔ پارہ اول سورۂ بقر۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَسُبُّوا اللّٰهَ بِغَیْرِ عِلْمٍ ط (ترجمہ) گالیان نہ دو اُن کو جو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہین یعنے اللہ کے سوا غیر کو پوجتے ہین کیونکہ وہ بہی از راہ عداوت اور جہالت کے اللہ کو گالیان دینگے۔ پارہ ۷ رکوع آخر سورۂ انعام

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ط (ترجمہ) بولارب کی راہ مین ساتھ حکمت اچھی نصیحت کے اور مجادلہ کر اُن کے ساتھ نیک بات سے - پارہ ۱۴ سورہ نحل رکوع آخر - یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (ترجمہ) اے ایمان والو اللہ اور اُسکے رسول کے آگے نہ بڑھو - یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ط (ترجمہ) اے ایمان والو بلند نکرو آواز اپنی کو نبی کے آواز پر اور نہ پکارو اُسکو جیسے آپس مین ایکدوسرے کو پکارتے ہو جاتے رہینگے اعمال تمہارے اور تم بے خبر ہوگے - پارہ ۲۶ سورہ حجرات

## یہ اُن آیات کا نمونہ ہے جنکا تعلق ولایت سرّ مخفی سے پایا جاتا ہے

مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (ترجمہ) کوئی جھندہ یعنی ہلنے والا نہین مگر اُسکی چوٹی خدا کے ہاتھ مین ہے بدرستیکہ میرا پروردگار راہ مستقیم پر ہے - پارہ دوازدہم سورہ ہود - وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِی الظُّلُمٰتِ مَنْ یَّشَاِ اللّٰهُ یُضْلِلْهُ وَمَنْ یَّشَاْ یَجْعَلْهُ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (ترجمہ) اور جنہون نے جھٹلایا نشانیون ہماری کو بہرے ہین اور گونگے ہین بیچ اندھیرون کے جسکو چاہتا ہے اللہ گمراہ کرتا ہے اُسکو اور جسکو چاہتا ہے

کرتا ہے اسکو اوپر راہ سیدھے کے - پارہ ہفتم سورہ انعام - قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط - (ترجمہ) کہہ یا اللہ مالک ملک کے دیتا ہے تو ملک جسکو چاہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہے اور عزت دیتا ہے جسکو چاہے اور ذلت دیتا ہے جسکو چاہے بیچ ہاتھ تیرے کے ہے خیر تحقیق تو اوپر ہر چیز کے قادر ہے - پارہ سویم سورہ آل عمران - یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ط (ترجمہ) کرتا ہے اللہ جو کچھ چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے جو کچھ ارادہ رکھتا ہے - پارہ سوم سورہ آل عمران - وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ط (ترجمہ) وہ تمہارے دمون کے ساتھ ہے کیون نہین دیکھتے ہو تم - پارہ حم سورہ ذاریات - وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ - وہ تمہارے ساتھ ہے جس جگہ ہو تم - پارہ ہفتم سورہ حدید وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ - ترجمہ رحمت وسیع ہے یعنے نامحدود ہے وسعت اللہ کی اور حاوی ہے کل اشیا پر - پارہ نہم سورہ اعراف سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ سبقت رکھتی ہے ہماری رحمت غضب پر

## وہ حدیثات و اقوال ہین جو علم ہدایت پر دلالت کرتے ہین

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ - [ترجمہ] نماز معراج ہے مومنون کی - اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ [ترجمہ] دنیا کھیتی ہے عاقبت کی - گندم از

گندم بروید جو زجو۔ مَنْ سَکَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ نَجَا [ترجمہ] جسنے روک کر رکھا اپنی زبان کو وہ سلامتی اور نجات کا حقدار ہوا۔ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ ۔ [ترجمہ] جس نے ترک کی نماز ارادہ کے ساتھ پس وہ کافر ہوگیا۔ قول ہے امام ابوحنیفہ کا۔ اِبْنِ عُمَرَ وَاَبُوْھُرَیْرَۃَ مَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا [ترجمہ] مسلم مین عبداللہ بن عمر اور ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جو مسلمانون سے دغا کریگا وہ مسلمان نہین سَعِیْدُ بْنُ زَیْدٍ مَنْ ظَلَمَ قَیْدَ شِبْرٍ مِنَ الْاَرْضِ طَوَّقَہُ اللہُ مِنْ سَبْعِ اَرْضِیْنَ [ترجمہ] بخاری مین سعید بن زید سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو ظلم سے بالشت بھر زمین چھین لیگا تو خدا اُسکے گلے مین سات طبق زمین کا طوق ڈالیگا۔

## یہ وہ حدیثات ہین جو علم ولایت سر مخفی کی مؤید معلوم ہوتی ہین

اَلنَّصِیْبُ یُصِیْبُ وَلَوْکَانَ تَحْتَ الْجَبَلَیْنِ وَغَیْرُ النَّصِیْبِ لَا یُصِیْبُ وَلَوْکَانَ فِی الشَّفَتَیْنِ ۔ [ترجمہ] جو نصیب ہے پہنچ جاتا ہے اگرچہ نیچے دو پہاڑون کے ہو اور جو نہین نصیب مین نہین پہنچتا اگر ہو بیچ دو لبون کے۔ عَائِشَۃَ اِنَّ اللہَ خَلَقَ لِلْجَنَّۃِ اَھْلًا خَلَقَھُمْ لَھَا وَھُمْ فِیْ اَصْلَابِ اٰبَاءِھِمْ وَخَلَقَ لِلنَّارِ اَھْلًا خَلَقَھُمْ لَھَا وَھُمْ فِیْ اَصْلَابِ اٰبَاءِھِمْ ۔ [ترجمہ] مسلم مین حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ البتہ خدا نے بہشت کیواسطے لوگ بنائے اُس

وقت انکو بہشتی ٹھہرایا جبکہ وے اپنے باپوں کی پشت مین تھے -
ف یعنے روز ازل مین بہشتی اور دوزخی خدا کے نزدیک مقرر ہو چکے - اَلدُّنیَا سِجنُ المُؤمِنِینَ وَجَنَّۃُ الکَافِرِینَ - [ترجمہ] دنیا دوزخ ہے مومنون کے لئے اور جنت ہے کافرون کے لئے - اَلدُّنیَا جِیفَۃٌ وَطَالِبُهَا کِلَابٌ - [ترجمہ] دنیا مردار ہے اور جو اسکے طالب ہین وہ کتے ہین - مَفَاتِیحُ الجَنَّۃِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ - [ترجمہ] کلمہ توحید جنت کے دروازے کی کنجی ہے - مَن قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الجَنَّۃَ - [ترجمہ] جس نے پڑہا کلمہ توحید وہ داخل ہوگا بہشت مین - لَا صَلوٰۃَ اِلَّا بِحُضُورِ القَلبِ - نہین ہوتی نماز بغیر حضوری قلب کے اَلاِنسَانُ سِرِّی وَاَنَا سِرُّہٗ انسان سر یعنی بھید میرا ہے اور مین بھید اُسکا ہون - مَن عَرَفَ نَفسَہٗ فَقَد عَرَفَ رَبَّہٗ - جس نے پہچانا نفس اپنے کو پہچانا رب اپنے کو - اور یہہ احکام جو علم شریعت کے اور علم طریقت کے متعلق اور موزون ہین سب برحق ہین - مخفی نہ رہے کہ گو خیر کی توفیق اور شر کا ظہور خدا ہی کے قبضہ قدرت مین ہے لیکن جو کوئی شریعت ظاہری کے خلاف کرتا ہے سزا کا مستوجب ہوتا ہے مثلاً موت اور حیات خدا ہی کے قبضہ قدرت مین ہے لیکن جس کے ہاتھ سے خون ناحق سرزد ہوتا ہے وہ قصاص کا مستوجب سمجھا جاتا ہے

## رسول اللہ صلعم کی تعلیم اتحادی کا بیان

کیون جناب منشاء تعلیم خدائی اور محمدی مشتے نمونہ از خروار دیکھ چکے

اب انصاف کی نظر سے دیکھنا چاہئے کہ قرآن مجید اور حدیث شریف
تو ہم کو یہہ اتحادی سبق دے رہا ہے اور رسولِ خدا صلعم نے اسی حکمت
اور احکام الٰہی کے مطابق اپنی قوم بُت پرست کو جو قبل از ظہور اسلام
بلائے فتنہ اور فساد مین مبتلا تھے اور خانہ جنگیون مین اپنا نظیر نہ رکہتے
تھے اُن کو ایسی تعلیم دی کہ صدہا برس کے ٹوٹے بچھڑے بھائیون
کو آپس مین ملاکر شیر و شکر بنایا کوئے ضلالت سے نکالا حق پرستی کا رستہ
دکھلایا - وحشی سے اِنسان صاحبِ ایمان بنایا - اُسی اتفاق قومی کے
ذریعہ سے تمام عالم کو وہ فیض اور فواید پہنچائے کہ جسکا تمام جہان آجتک
مقر اور معترف ہے - پس یہی تعلیم خدائی اور محمدی ہماری فریاد کی بنیاد
ہے جس کے ذریعہ سے آگے چلکر کسی موقعہ مناسب پر بحث کرین گے
فی الحال اتنا ہی عرض کرتے ہین کہ اب خلاف اس تعلیم اتحادی کے
عالم لوگ اپنی قوم کو نفاقی تعلیم کیون دے رہے ہین - یہہ منشا
قرآن و حدیث کا کہان ہے کہ عالم نئے نئے مذہب بنائین اور رسول اللہ
صلعم کی اُمت نادان صاحب ایقان اور ایمان کو دوزخ کا خوف اور
جنت کی چاٹ دے دے کر اپنے فرقون کا تابعدار بنائین قوم مین
تفرقہ ڈالین - اَهْلُ الْجَنَّةِ بُلْهٌ کو آپس مین لڑائین اور قوم بدنصیب
کے جُدے جُدے پیشوا کہلائین - سبحان اللہ

تو برائے وصل کردن آمدی
یا برائے فصل کردن آمدی

## آغاز فریادِ مسلمین بخدمت بانیانِ تفریقِ مسلمین

**سوال** - یہ فریاد آپ کی کل علماے اسلام سے متعلق ہے یا متعدد علماے

**جواب** جو عالم اسلامی صداقت اور عوام الناس لاعلم مسلمانون کو اُصول اسلام سکھلانے کی دعوت اور آپس مین متفق رہنے کی ہدایت کرتے ہیں اور جو عالم مورخانہ طریق پر اسلام کے گذشتہ حالات کا آئینہ دکھلاکر قوم کو خوابِ غفلت سے بیدار کرتے ہین انکی کارروائی کا مین بدل ممنون و مشکور ہون - میری فریاد اور شکایت کا تعلق تو خاص اُن اکھاڑے بند عالمون سے ہے جنہون نے اپنے اپنے مذاہب اور فرقے جدا جدا بنا رکھے ہین بدعتی خطاب اور لا مذہبی القاب سے ایک دوسرے کو پکار رہے ہین اپنے فرقون کے معتقدون کو جنتی اور اپنے مخالف فرقہ کے تابعین کو دوزخی بتلا رہے ہین اُنکی خدمت میں صاف طور پر یہہ عرض کرنا لابد سمجھا گیا ہے ع لڑا لڑا کے ہمین خاک مین ملا دوگے خدا کے سامنے جاکر جواب کیا دوگے ؛

## مصنّف کی غرض تصنیف کتاب سے یہ ہے کہ قوم میں اتّفاق ہو

**سوال** تمنے اِس نئی قسم کی فریاد کا نتیجہ اور انجام کیا سمجھا ہے

**جواب** انجام ہر کام کا عالم غیب سے متعلق ہوتا ہے لیکن مین یہہ قیاساً جانتا ہون کہ وہ بندہ گنہگار خدا سے مغفرت اور شفیع المذنبین سے شفاعت

کا امید وار ہین ہون جسنے تیرہ سو ۱۳۰۰ برس کے بعد سب سے پہلے عالم پر
کی نفاقی مذہبی تعلیم کے مضر نتائج بیان کرنے کی ضرورت سے قلم
اُٹھایا ہے اور اَلْحَقُّ مُرٌّ زبان پر لانا اختیار کیا ہے لہذا خدا کو یاد
کر کے کہتا ہون کہ میرے دل مین نہ اس فریاد سے مقصود شہرت ہے
نہ کچھ روزی پیدا کر کے کہانے کی ضرورت ہے نہ کسی اہل مذہب کے
ساتھ مجھ کو عداوت ہے نہ مین کسی مذہب کا واعظ ہون نہ پیرزادہ فقط
قومی حال زار کے اظہار پر آمادہ ہون اور یہ بات ظاہر کرنا چاہتا ہون
کہ مذہبی جھگڑے اسلام کی ترقی اور اہل اسلام کی بھلائی کی غرض سے پیدا
نہین ہوئے ہین بلکہ خود غرضی سے پیدا ہوئے ہین -

## خلفاء راشدین رضی اللہ تعالے علیہم اجمعین کی طرز معاشرت کا اجمالی ذکر

**سوال** - خُلفائے راشدین اور اُنکے عمل خلافت کی تعریف بیان کرو
**جواب** خُلفائے کرام برگزیدۂ اَنام احکام خدا و رسول کے فرمانبردار
مسلمانون کے پیشوا دین محمدی کے سردار ہین - خدا اور رسول کی
رضامندی جو قرآن اور حدیث سے اُن کی نسبت ثابت ہے وُہی تعریف
اُن کے حق مین کافی ہے - اور بیشک آنحضرت کے فیض یافتہ اصحاب
صالحین بندون مین سے انتخاب ہین ولی اللہ جتنے بے حساب ہین -
اُنہون نے جو اپنی خلافت کے عہد مین پرہیزگاری کے ساتھ دینداری کو

کام فرمایا وہ خُدا ترسی عدل گُستری جہانبانی اور فیض رسانی اُنکی تعریف کے لایق ہے - کیونکہ اُن مین سے کسی نے خلافت کے ذریعہ سے دُنیاوی شان وشوکت عیش وعشرت کو روا نہین رکہا - سوائے تعمیر مساجد عالیشان کے کسی نے اپنا بلند ایوان نہین بنایا - خلافت کی آمدنی کو مایحتاج ضروری سے زیادہ خرچ نہین کیا بلکہ بذاتہٖ روزی پیدا کر کے کہانے مین دریغ نہین فرمایا -

خلیفۂ اوّل باین ہمہ اقتدار دولت و صولت بکریون کا ریوڑ پالتے اور چَراتے رہے -

خلیفۂ دویم اینٹین بنواتے اور پکواتے اور اُنکی فروخت سے اپنا کام چلاتے رہے -

خلیفۂ سویم تجارت کرتے رہے -

خلیفۂ چہارم متوکل اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ پر قایم رہے

س خلافت اور بادشاہت کی تعریف بیان کرو آیا اِنمین کچہہ تفاوت ہے یا نہین -

ج خلفاے کرام کی منصب خلافت اور بادشاہون کی بادشاہت مین صرف اتنا ہی فرق تہا کہ اُنکی بے تکلف امیری اور عدل گستری سے فقیری کے آثار نمایان تھے خلافت کے کام مشورہ کے ساتھ کیا کرتے تہے اور اختلاف رائے کی حالت مین خلیفہ وقت اپنی رائے کے مطابق بہی عمل کرنے کا مختار سمجہا جاتا تہا جیسا کہ حضرت عمرؓ نے خلیفہ اوّل کو

خالد کی موقوفی کی صلاح دی اور خلیفہ موصوف نے نامنظور فرمائی۔
رسولِ خدا نے مروان کو مفسد سمجھ کر مدینہ سے ایک منزل باہر
رہنے کا حکم دیا اور خلیفہ دوم نے دو منزل کے فاصلہ پر کر دیا اور خلیفہ
سیوم نے مروان کو طلب کر کے اپنا وزیر بنا لیا مگر ان خلافت کی
جو کارروائی قایم کیگئی تھی جمہوری سلطنت کی بنیاد اُنہین اصولون پر
قایم ہوئی ہے۔ مگر واضح رہے کہ شخصی انتظام خلافت حضرات صدیق
اکبرؓ اور عمر فاروقؓ تک قایم رہا۔ اسلامی حکومت مین حد سے زیادہ
ترقی ظہور مین آئی۔ مگر جب حضرت عثمانؓ کی خلافت جمہوری طریق
پر ہوئی اُسکا نتیجہ اچھا نہین ہوا بلکہ پچاس برس تک خلافت کی دعویداری
مین سخت خونریزیان ہوتی رہین اور جب عباسیون کی سلطنت کا ظہور
ہوا تو پہر اسلامی خلافت کو فروغ اور عروج ایسا حاصل ہوا کہ نصف جہان
پر قابض اور متصرف ہو گئے۔ اِس سے ثابت ہے کہ جمہوری سلطنت کے
لئے اعلےٰ درجہ کی لیاقت اور تربیت درکار ہے

س خلافت اور بادشاہت مین کیا تفاوت ہے

ج اگر روا اپنی جوش و خروش کو ضبط اور فراموش کر کے اور فرقون کی
لاگ سے الگ ہو کر سنو تو حق بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ عقل صواب
اندیش کے نزدیک خلافت اور بادشاہت عربی فارسی زبان مین کہنے
کو دو نام ہین ورنہ دراصل اسکے متعلق جو کام ہین اُن مین شرط عدل اور
انصاف مقدم ہے۔ خلیفہ ہو یا بادشاہ اگر عادل ہے تو اُسکی سب کارروائی

اسکے دین مین ہی داخل ہے اور ہم خرما اور ہم صواب کا لطف حاصل ہے اور جو خدا کی یاد اور فرایض منصبی سے غافل ہے تو وہ دنیا دار و نہین شامل ہے

چیست دنیا از خدا غافل شدن نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

## کیا خلافت کا منصب محض دینداری نہین

**سوال** کیا خلافت کا منصب محض دینداری نہین۔

**جواب** خلافت کے منصبی معاملات جن کے ساتھ حکومت اور سیاست کی لاگ لپیٹ لگی ہوئی ہے وہ لوازمی شائبہ بشریت کے برتاوے خالی نظر نہین آتے انصاف کی نظر سے دیکھو وہ کون سے عناد اور فساد جدال اور قتال ہین جو بادشاہت مین ہوتے ہین اور وہ خلافت مین نہ تھے یا نہین ہوئے حضرت عثمان حضرت علی حضرت امام حسن حضرت امام حسین حضرت زبیر اور طلحہ اور محمد بن صدیق اکبر اور محمد بن زبیر وغیرہ وغیرہ اصحاب عشرہ مبشرہ اور نیز اُن کی اولاد مین سے اسی خلافت کے طلب اور دعویداری مین اپنے جدی برادران اہل اسلام ہمقوم کی تلوار سے شہید ہوئے ہین اگر فہرست اِنکے نامون کی لکھی جائے تو ایک بڑی کتاب مین بھی نہ سمائے۔ اِسلئے منصب خلافت کو محض دینداری کیونکر مانا جا سکتا ہے بلکہ دینداری اور حفظ حقوق بادشاہت کی پاسداری دونون اس منصب کے متعلق سمجھے جاتے ہین۔ ہان اِسمین شک نہین کہ خلفاے کرام

نے جو اپنے عہد خلافت مین کام کئے نہایت نیک نیتی اور پاک باطنی سے کئے اور ایک دوسرے کے انتظام مین مشیر و معاون رہے تاہم مخالف مسلمانون نے شرعی نکتہ چینیون کے الزام اور اتہام لگانے سے کسیکو خالی نہین چھوڑا اگرچہ یہ خواص بادشاہت نہین تو اور کیا تہا اگر آپ کا یہی یقین ہے کہ خلافت محض دینداری مین داخل ہے اور حفظ حقوق خلافت اور بشریت کا لگاؤ اسمین مطلق نہین تو اِس بات پر غور فرمائیے کہ امور خلافت مین بڑے اونچے خلیفے اور پیغمبر حضرت سلیمان گذرے ہین جن کا حکم سوائے انسان کے عالم جنات اور وحوش و طیور ہوا وغیرہ پر بہی چلتا تہا اُن کا عدل بہی عنداللہ تھا پہر انکی نسبت یہ مسئلہ مشہور ہے کہ وہ دیگر انبیاء علیہ السلام سے پانسو ۵۰۰ برس کے بعد بہشت مین داخل ہونگے اِس وجہ سے کہ اونہون نے دُنیا مین حکومت کی ہے اور انگشتری کے گم ہو جانے سے جو دُنیا مین تکلیف بہگتنی وہ جدی رہی - پس اگر خلافت کا منصب محض دینداری ہوتا تو حضرت سلیمان جیسے پیغمبر اور خلیفہ سے پانچسو ۵۰۰ برس برس کی محرومی بہشت کا تاوان کیون لیا جاتا - اور بہ نحولے قال اللہ تعالیٰ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ خلافت اور بادشاہت ایک خداداد منصب ہے دیکھو امور سلطنت مین یہہ چار پانچ فقرے فارسی نعمت خان عالی شیعہ مذہب نے محمد معظم شاہ کے جنگنامہ مین کیا موزون اور مؤثر لکھے ہین —

"سلطنت راکہ پرتویست از ظلال افضال ربانی بوررشتہ چہ نسبت وبادشاہت راکہ بنائیست از رب العزت باشرکت چہ مناسبت این نور فیض مطلق است برفرق ہرکسیکہ مشیت اوست می تابد واین دولت وابستہ حکم اوست ہرکہ را در عالم قدم نوشتہ اند مییابد - کلید این در دولت بدست بادشاہیست کہ شہریاران قدیم را بمطمورہ ادبار محبوس مے سازد وگدائے کوچہ گرد پنج نوبت مے نوازد - حرص بدرویشان مذموم است بادشاہ قانع ہم مطعون وملوم -" پس اگر مورخی طریق کو پیش نظر رکھا جاوے تو نتیجہ خلافت اور بادشاہت کا واحد برآمد ہوتا ہے اور ملائی بحث کا کچھہ ٹھکانا نہین انکے ہاتھہ مین مذہبی ربر کی رسی ہے دنیا کودین اور دین کو دنیا بنا دینا انکے نزدیک کچھہ مشکل کام نہین - باقی رہا عادل اور ظالم ہونا بادشاہون کا اگرچہ خدا عادل پسند ہے لیکن کبھی کبھی شامت اعمال خلائق کی وجہ سے ایسا ہی ہوجاتا ہے کہ قحط اور وبا کو نازل کیا مگر چنگیز خان چغد اور نادرشاہ ایرانی جیسون کو بھی برائے چندے مامور کر دیتا ہے ؎

چو خواہد کہ ویران کند عالمے  نہد ملک در پنجہ ظالمے

## خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافت کابیان

سوال خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافت کا احوال بیان کرو

وصال رسول مقبول و آغاز خلافت

**جواب** خلافت کے معاملات اور واقعات کو مذہبی روایات اور اختلافات کی لاگ لپیٹ نے ایسا مختلف فیہ کر رکہا ہے کہ اکثر کتابین مذہبی فریقین کی دیکہین نتیجہ بجز اسکے اور کچھہ نہ نکلا کہ **مصرع** در ہر دہنے قند و نبات دگر است - ایک سے ایک کا بیان انمل بے جوڑ ہی نظر آتا ہے اور سبب تفرقہ کا یہی پایا گیا کہ جب دل مین مذہبی عصبہ لاحق ہو صاف بات مُنہ سے نکلنی دُشوار ہے اور جو کوئی حق بات اتفاقیہ کسی انصاف دوست کے مُنہ سے نکل بہی جاوے تو وہ اہل مذاہب کو زہر سے کڑوی معلوم ہوتی ہے کیونکہ کلمۃ الحق مُرّ مشہور ہے اِسلئے مین مذہبی خیالات اور روایات بیان کرنے سے معذور ہون ~ دِل کی گرہ نہ ناخن تدبیر سے کھُلی + عقدہ کہلیگا میرا یہ شکلکشا کے ہاتہہ + ہاں یہہ عندیہ میرا ضرور ہے کہ دین اسلام اور چیز ہے اور مذہبی اختلافات اور روایات اور حکایات کا طلسمات اور ہے - لہذا مطلب کی بات شروع کرتا ہون +

پوشیدہ نہ رہے کہ جب حضرت **محمد مصطفےٰ** صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وصال کا وقت قریب پہنچا اُسوقت دین اسلام ایسی حالت مین تہا جیسا کسی مفخر خاندان برگزیدہ ایزد منان کا اکلوتا فرزند ہونہار نابالغ قریب بلوغت کے ہوتا ہے اگرچہ ہونہار کا خدا خود مددگار رہوتا ہے لیکن سبب ظاہری بہی اُسکی پرورش کا ضرور درکار ہوتا ہے - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت کے سچے دوست جان نثار قوم قریش مین بڑے صاحب

اعتبار اور ذی اقتدار تھے جب آنحضرت مرض موت سے دو چار اور ضعف جسمی سے نزار ہوئے خود بدولت مسجد میں نہ آسکے تو جملہ خلفاء کرام کی موجودگی میں سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ کو ہی پیش امام ہو کر نماز پڑھانے کی اجازت فرمائی جس سے صحابہ کرام کو یقین ہو گیا کہ خلیفہ ہونا ابوبکر کا ہی منظور ہوا۔ مگر ہان عین وصال کے وقت آنحضرت کو حضرت فاطمہؓ کی صلبی یگانگت اور حضرت علیؓ کی قرابت کے اثر سے یہہ بھی خیال ضرور آیا کہ علی مرتضےٰ بھی امامت کے لایق ہین۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ کی سچی رفاقت اور جان نثاری کا اثر بھی لوح ضمیر صافی پذیر پر منقش تھا اور سب سے مقدم اسلام کی پرورش اور ترقی آیندہ ملحوظ خاطر تھی اور آنحضرت کو بمقتضاے عقل کل یہہ بھی معلوم تھا کہ شیخین کی جمعیت اور طاقت اور صولت دُنیاوی بہ نسبت گروہ بنی ہاشم کے قوی تر ہے گو ہماری نبوت خداداد کے سامنے کسیکو مجال سرتابی کی نہین ہوئی مگر بشریت کا جزو بنی آدم کے خمیر مین ایک ایسا قدرتی جزو ہے کہ جسکے اثر سے سوا‌ے انبیاء علیہ السلام کے کوئی ولی اللہ مستثنی نہین سمجھا جا سکتا۔ **مؤلف** یہہ خیال دور اندیشی رسول اللہ صلعم عین صحیح اور صواب تھا رواتی مصالحہ لگا کر جیسا کچھہ جسکا جی چاہے کہے۔ مگر حضرت آدم کی اولاد پر خواہ وہ پیغمبر زادہ ہو یا اولیا زادہ بھی قول صادق آتا ہے ؎

بے حسد نبود برادر گر پیغمبر زادہ است
یوسف از پیغمبری اخوان بچاہ افتادہ است

کیا کوئی دیندار اس بات کی قبولیت مین کچھہ غدر و تکرار و انکار کر سکتا ہے

کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرزند نبی زادے نہ تھے بلکہ یہ بات
سب کو تسلیم ہے کہ حضرت یعقوب کے فرزند بھی نبی تھے - پس اسی سبب
آنحضرت کے دل میں یہی خیال پیدا ہوا کہ اگر ہمارے اصحابوں کی
آپس میں ہماری رحلت کے بعد ہی نزاع واقعہ ہو تو کچھہ جائے تعجب نہیں
اور اگر رحلت کیوقت ہی انکے باہم گرفساد برپا ہوا تو اسلام یتیمی کی حالت
میں دل خستہ اور کمر شکستہ رہ جائیگا - اور منشاء اس حدیث کا نحن معاشر
الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکنا صدقۃ صاف یہی ہدایت
کرتا ہے کہ پیغمبر کی نہ کوئی ارث ہے نہ کوئی وارث اس سے ثابت ہے
کہ رسول اللہ صلعم کی نبوت حقیقی تھی اور شائبہ دنیاوی ورثہ ترکہ کی لاگ
لپیٹ سے آنحضرت بالکل پاک اور صاف تھے چنانچہ اسی وجہ سے دین
اسلام کی ترقی کو مسلّم اور مقدم جان کر اپنے وصال کے وقت اہلبیت
کو یہ وصیت شرطیہ فرمائی تھے اگر مہاجرین و انصار علی مرتضے کی امامت
پر متفق اور رضامند ہوں تو بہتر ورنہ اہلبیت اسلام کی ترقی کو مقدم
سمجھہ کر صبر کریں فقط" - آنحضرت جان بحق تسلیم ہوے

چون شفیع الورا ے زدنیا شد شدہ تاریخ دُر ز دریا شد

حضرت علی جنازہ مبارک کی تجہیز و تکفین پر معہ حضرت عباس مستعد
اور اُسامہ بن زید اور قثم اور فضیل اُن کو مدد دینے والے مامور ہوئے
جنازے مبارک کی تیاری تک خاص و عام مسلمانوں کی زبان پر آہ و زاری
دلوں میں بیقراری حالت غم طاری رہی - جب جنازہ تیار ہوگیا اوّل

اہلبیت مین سے حضرت علی اور حضرت عباس اور دیگر بنی ہاشم وغیرہ نے نماز باجماعت پڑہی - پہر مہاجرین وانصار وغیرہ جو آتے رہے نماز باجماعت اور بے جماعت پڑہتے گئے - پہر حجرہ صدیقہ مین دفن کئے گئے - اُسوقت مین کہ جب جنازہ کی تیاری ہو رہی تہی سب سے پہلے گروہ انصار کے کے دلون مین خلافت پر قبضہ کرنے کی خواہش ہوئی - بعد سرگوشیون کے خلیفہ بہی اپنے گروہ مین سے تجویز کیا مگر گروہ مہاجرین نے انصار کی خواہش پر مطلع ہو کر آپسمین اتفاق کر کے حضرت ابوبکر صدیق کو جہٹ پٹ خلافت کی مسند پر بٹھلا اُنکے ہاتھ پر بیعت شروع کر دی اور فوراً ایسا انتظام کامل کر لیا کہ بظاہر جسکا ہونا بہت مشکل نظر آتا تہا - انصار دیکہتے ہی رہ گئے - مہاجرین کی حکمت عملی کے سامنے اِن کا کوئی منصوبہ پیش نہ گیا - حضرت علیؓ تدفین جنازہ کی خدمت سے فارغ ہو کر دولتخانہ پہ واپس آئے تو سُنا کہ ابوبکر خلیفہ ہو گئے ناپسند خاطر گذرا گہر مین بیٹھ رہے - آخر کار حضرت ابوبکرؓ کے پاس تشریف لائے اُنہون نے بڑی اعزاز اور تکریم کے ساتہہ اپنے پاس بٹہلایا عدم تشریف آوری کا سبب پوچھا اول تو حضرت علیؓ نے یہہ فرمایا کہ ہمنے ارادہ کیا تہا کہ جبتک قرآن کے اوراق ترتیب نہ کر لین کسی کام کیطرف متوجہ نہون بعد اُسکے یہ شکوہ ایسی دلاوری اور دلیری کے ساتھ کیا جیسے کہ شان اسد اللہ کے شایان تہا یعنے مختصر طور پر فقط اتنا فرمایا "خلافت کے حقدار تو ہم تہے اور ہم تم سے کس بات مین کم تہے جو تم خلیفہ ہو گئے اور ہم کو مشورہ مین بہی شامل نکیا"

حضرت ابوبکرؓ نے سلیم الطبعی اور تحمل مزاجی سے جواب دیا - یا علی مرتضےٰ تدفین جنازہ رسول اللہ کا کام اور خلافت کا انتظام وقت واحد مین ہوا آپ کو معلوم ہے کہ ہنوز جنازہ دفن نہ ہونے پایا تہا کہ انصار خلافت اپنے کیطرف جہکے - مہاجرین کو نزود ہوا اسلیئے اُنہون نے مجہہ کو فوراً کثرت رائے مسلمانون سے اِس خدمت پر مامور کر دیا اور آپ اُس وقت موجود نہ تہے اسلیئے مشورہ مین شامل کرنے کا موقع نہ ملا اگر آپ اِس تجویز سے ناراض ہین تو مین اب ہی آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو تیار ہون مگر ابہی تک وقت نازک درپیش ہے - طائف الملوکی کی حرص او رہوا اور خلافت کی تمنا بعض بعض مسلمانون کے دل اور دماغ مین سمای ہوئی ہے اِسلیئے توقف اور گفتگو کی فرصت نہین - یا آپ مجہہ سے بیعت لیجئے یا میرے ہاتہہ پر بیعت کیجئے - چونکہ حضرت علی عالم باعمل مرد خدا ولی اللہ دانشمند معقول پسند تہے اور آنحضرت کی وصیت ہی آپ کو یاد تہی یہہ تقریر دلپذیر سُنکر غصہ فرو ہوگیا اور موقع وقت کو پہچان کر خلافت کے دعوے سے باز رہے صبر کو کام فرمایا خلیفہ اول کے ہاتہہ پر بیعت کی امور خلافت مین معاون اور مشیر تدبیر رہے اور حضرت عثمان کے عہد تک دعوی خلافت کا نہین کیا اور ظہور اس گذر کا دین اسلام کی ترقی کے حق مین اکسیر ہوگیا کیونکہ اگر حضرت علی اُس وقت اسلام کی نابالغی حالت مین خلافت کے دعوے سے در گذر نہ فرماتے اور ذوالفقار صفدری کے زور سے اپنے دعوے کی تکمیل چاہتے

تو اُس وقت ہی اسلام کا کام تمام ہوجاتا - اور دوسری روایت یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی مسند نشینی سے چھہ مہینہ کے بعد جب تکمیل قرآن شریف کی فرماچکے تب گھر سے باہر نکلے اور حضرت ابوبکرؓ کے پاس تشریف لیگئے اور بیعت کی - واللہ اعلم بالصواب - ابتدا مین تو اِسقدر نزاع لفظی کا ہونا صحیح معلوم ہوا ہے آیندہ الغیب عنداللہ اور بعد مین پھر وُہی محبت اور یگانگت اور قرابت کا سلسلہ بدستور قایم رہا اور شیخین کی خلافت مین اہلبیت ایسے امن وامان سے بہد عافیت مین رہے کہ اُن کے سامنے کسی مخالف کو آنکھ اُٹھاکر دیکھنے کی مجال نہین ہوئی اگر ایسی دشمنی اور عداوت باہم شیخین اور علی مرتضےٰ کے ہوتی جیسی مصنوعی روایتون مین لکھی ہے تو شیخین کے ہاتھ سے حضرت علیؓ اور حضرت علیؓ کے ہاتھ سے شیخین کا زندہ اور سلامت رہنا دشوار ہوجاتا دیکھو جب شیخین کی سیاست کا دباؤ اُٹھ گیا تو پھر حضرت علیؓ اور اُن کی اولاد کا کیسی کیسی سخت مصائب سے مقابلہ ہوا جسکا دفعیہ لاعلاج ہوگیا اپنی حکمت سے خدا تعالےٰ خوب آگاہ ہے اگر حضرت علیؓ خلیفہ اول مرتبہ ہوجاتے تو جو کچھہ چوتھے درجہ پر عناد و فساد کا ہوا اگر یہہ اول مرتبہ ہی وقوع مین آتا تو اسلام کا کہین نام و نشان بھی باقی نہ رہتا -

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ذکر معہ تاریخ وفات -

الغرض خلیفہ اول کے عہد خلافت مین سب سے پہلے قرآن شریف کی آیات جو چمڑدان اور پتون پر متفرق لکھی ہوئین موجود تھین اور لوگون کو حفظ یاد

تھین سب کو ایک جا جمع کر کے لکھا گیا - پھر حضرت عمرؓ کے عہد مین بھی اسکی
تکمیل ہوئی پھر حضرت عثمان کے وقت مین کامل طور پر ترتیب اور
تکمیل عمل مین آئی اور نقلین اسکی ممالک مقبوضۂ اسلام مین بھجوائی گئین
اور اسی ترتیب کے بموجب ابتک تمام عالم مین رائج ہے ایک
حرف کا تفاوت نہین ہوا - انھین خلیفہ کے آغاز خلافت مین مسماۃ
سجاح بنت الحارث نے دعوی پیغمبری کا کیا اور بنی تیم اور تغلب اُسکے
ننھال کے قبایل کے لوگ اُسکے تابع اور معاون ہو گئے اور انھین دنون
مین مسیلمہ کذاب نے بھی دعوئ نبوت کا کیا ایک وقت مین دو نبی بناوٹی
ایک مرد اور عورت اُٹھ کھڑے ہوے حضرت ابوبکرؓ نے ان پر فوجکشی
کر کے مسماۃ کی جمعیت کو پریشان کرا دیا اور مسیلمہ کذاب وحشی کے ہاتھہ سے
قتل ہوا - یہہ وحشی وہ شخص تھا جسنے اپنے جہل کے زمانہ مین حضرت امیر حمزہ
کو شہید کیا تھا اسی سبب اس شخص نے مسیلمہ کذاب کو قتل کر کے اپنی شجاعت
کی بابت فخریہ یہہ بات کہی کہ وہ شخص ایسا شجاع ہے کہ جہل کے زمانہ مین
اسلام کے سردار کو مارا اور جب اسلام قبول کیا تو ایسے بڑے کافر کو مارا
جسنے پیغمبری کا جھوٹھا دعوے کیا تھا - اب وہ گناہ اور یہہ ثواب دونون
برابر ہو گئے - شیعہ موّرخون کا یہہ قول ہے کہ مسیلمہ کذاب کو حضرت علی
نے قتل کیا - واللہ اعلم بالصواب - پھر اُنکے عہد مین فارس پر فوجکشی
ہوئی شام پر لشکر بھیجا گیا ۱۳ سنہ ہجری مین وقوش سپہ سالار کو گرفتار
کیا - اول بیت المال بردار وغہ انھین خلیفہ صاحب نے مقرر کیا - قرآن

شریف کو مصحف کہا - ڈہائی سال خلافت کرکے سنہ ۱۳ ہجری مین ترسٹھ [۶۳]
برس کی عمر پاکر جان بحق تسلیم ہوئے -

عقل سال وصال او فرمود  در سنہ ۱۳ چو رفت صاحب جود

اور حضرت عمر رض کو اپنے جیتے جی خلیفہ مقرر کر گئے - یہ خلیفہ اول بڑے اہل دل اور ذی علم آنحضرت کے خسر لی بی عایشہ صدیقہ کے باپ تھے اُن کے عہد مین اسلام سنبھل گیا اور ارکان اسلام کی جوڑ بندی قایم ہو گئی -

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ذکر و تاریخ شہادت

حضرت عمر فاروق رض قبیلہ بنی تیم سے تہے آنحضرت کے خسر بی بی رقیہ کے والد تھے اُن کے عہد مین اول سنہ ۱۴ مین ملک بعلبک حمص فتح ہوا ہرقل شہنشاہ انطاکیہ سے چہہ لاکہہ فوج لیکر آیا - خالد بن ولید اور امیر ابوعبیدہ سرداران لشکر اسلام کے ساتھ اسوقت پنیتالیس ہزار مسلمان تہے جنہون نے چھ لاکہہ کا مقابلہ کیا تین پہر تک تو مسلمان ڈٹکر لڑے اور ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ آٹھ سو مسلمانون کی آنکھین تیرون کی ضرب سے پہوٹ گئین تیسرے پہر مسلمانون کی شکست کے آثار ظاہر ہو گئے کہ پیادے تو بدستور اڑے رہے مگر سوار خیمہ گاہ کیطرف بہاگنے لگے عورتین عرب کی جو زخمیون کو پانی پلاتی اور نعشین اُٹھاتی تھین اُنہون نے مفرور سوارون کو روکا اور گھوڑون کے مُنہ پر لاٹھیین مارنی اور ملامت کرنی شروع کی سوارون کو غیرت آئی ذرا دم لیکر پہر میدان کی طرف رُخ کیا اور حملہ کرکے مخالف کے لشکر مین گھس گئے اور ایسی ثبات قدمی سے جان توڑکر لڑے کہ قریب شام ہرقل

شکست کہا کر قسطنطنیہ دار الخلافت روم کو بہاگ گیا لشکر اسلام فتحیاب ہو گیا اور آسکے نواح کے اکثر ملک فتح کر لیئے۔ **بیت المقدس** مین جہان تعمیر حضرت سلیمان علیہ السلام کی تہی ایک مسجد عالیشان تعمیر کرائی۔ پہر اسلام کی فوج نے فارس کیطرف رخ کیا اہل ایران نے اُسوقت مین یزدجر کو اپنا بادشاہ بنایا تہا۔ مگر اہل اسلام نے کاسرہ کی بادشاہت کو ہمیشہ متواتر شکست پر شکست دیکر توڑ ڈالا اور بڑے بڑے شہر ایران کے فتح کر لیئے اور جو دار الخلافت کسرٰے تہا اُسکا محاصرہ ہوا اور حملہ دوم میں وہ بہی فتح ہو گیا مال بے تعداد ہاتھ آیا ایوان کسریٰ برباد ہوا۔ اور چونکہ اُس وقت سب سے قریب کا راستہ ایران اور ہندوستان کا اُبلہ کیطرف سے تہا اِسلئے دریاے شط العرب کے کنارے **۱۶ھ** مین خلیفۂ دوم نے شہر بصرہ کو آباد کیا تہا کہ ہند اور فارس کا راستہ اہل اسلام کے قبضہ مین رہے اور اِسی راستہ سے فارس اور ہند اور روم کی سوداگری ابتک جاری ہے۔ **۱۷ھ** مین اہواز فتح ہوا اور شام اور فارس اور مصر کی مہمات سر ہوئین **۲۲ھ** ہجری مین آذربیجان اور ہرات اور جرجان وغیرہ فتح ہو گئے۔ نہاوند پر بڑی سخت لڑائیان ہوئین یزدجر شکست کہا کہا کر بلخ مین پہنچا اور پہر جیحون اُتر ترکستان کو بہاگ گیا۔ اسی فتح کا نام مسلمانوں نے فتح الفتوح رکہا جس سے اُس تمام ملک مین اسلام کی ریاست کی بُنیاد پختہ ہو گئی۔ پہر ہندوستان کی طرف کیچ مکران کے کوہستان تک اسلام کی فوج بہیجی گئی اور دیبل پر پہنچکر ایک لڑائی کی

اسکے بعد موسےٰ اشعری نے ملکی ناواقفیت کی وجہ سے خلیفہ کو یہی لکھ بھیجا کہ ملک ہند کی تسخیر کا قصد نہ کرنا چاہیے اور اِس جنگ مین ہندیونے بہت جنگی ہاتھی لوٹ مین آئے جنکی نسبت خلیفہ دوم کے پیشگاہ سے یہ حکم آیا کہ یہہ جانور اس ملک مین کارآمد نہین اُسی ملک کے لوگون کے ہاتھ فروخت کرکے اُن کی قیمت کا روپیہ فوج کو تقسیم کر دو اور انہین خلیفہ نے امیرالمومنین کا خطاب اس وجہ سے اختیار کیا کہ ابوبکرؓ آنحضرت کے جانشین ہوئے تھے اُن کو خلافت کا خطاب زیبا تھا اور مین خلیفہ کا جانشین ہوا ہون اور خلیفہ سے میرا درجہ کم ہے اِسواسطے مجھہ کو امیرالمومنین کہنا چاہیے - سنہ ۱۷ مین حضرت علیؓ کی صلاح سے سنہ ہجری کا تحریر ہونا جاری ہوا - آبادیون کی حفاظت کے لئے کوتوال اور چوکیدار مقرر کئے گئے خاص شہر مدینہ کا روندگشت یہ خلیفہ خود کیا کرتے تھے - مجرمون کو تنبیہ اور خلافت کی نمود سیاست کیلئے ضرب تازیانہ ایجاد کی - اول انہین خلیفہ صاحب نے مصر سے بحر ہند کے راہ اسلام کے لشکر کو رسد بھجوائی اور گھوڑون کی فروخت پر محصول مقرر کیا اور بڑے بڑے شہرون مین رعایا کے قضایا فیصلہ کرنے کو قاضی مقرر کرکے بھجوائے اور کوفہ اور بصرہ اور الجزیرہ اور شام اور مصر اور موصل وغیرہ کو شہر اعظم قرار دیا - رمضان شریف کے مہینہ مین مسجدون مین قندیل روشن کرائین اور مکہ مدینہ کے راستون مین اِس قسم کے مقام جنکو پڑاو کہتے ہین مقرر کرکے مسافرون کے واسطے اشیاء خوردنی

کے ذخیرہ مقرر کیئے - اُن میں سے آٹا اور ستو وغیرہ مسافرون اور مساکین کو ہر روز بٹتا رہتا - مسجد نبوی کو وسیع کیا - یہودیون کو جو ملک حجاز اور شام مین متور بربار کہتے تہے نکال دیا - اور کعبہ مین مقام ابراہیم قدیمی جگہ پر مقرر کیا - ملک تبریز وغیرہ فتح ہونے سے جو مال غنیمت بیشمار آیا وہ مہاجرین عشرہ مبشرہ اور انصار وغیرہ حصہ داران پر تقسیم کر دیا پہر بہی بہت کچھ بچا - حضرات حسنینؓ کو بیس ہزار دینار مساوی دیا اور جب خلیفہ کا بیٹا عبد اللہ پہنچا اُن کو پانچہزار دینے کا حکم دیا اُس نے یہہ عذر کیا کہ حسنین کو بیس ہزار مجہہ کو پانچہزار - حضرت عمر رضی اللہ نے یہ حجت کی تمہارا نانا اور باپ اور والدہ ایسے ہین جیسے حسنین کے عبد اللہ نے کہا کہ نہین خلیفہ نے فرمایا اگر نہین تو پہر تمنے کیون عذر کیا - پہر عبد اللہ نے دم نہین مارا - چُپکے ہی پانچہزار لیکر چلتے ہوئے اُن کے عہد مین امیر معاویہ نے اپنی درباری زینت کو چمکایا تہا - حضرت عمر جو اطراف شام کا دورہ کرتے ہوئے شام مین پہنچے فقط ایک اونٹ سواری مین اور ایک غلام ہمراہ تہا امیر معاویہ کے تکلف درباری دیکہہ کر بہت خفا ہوئے اور ایسا سخت پکڑا کہ امیر کے ہوش و حواس باختہ ہو گئے یہہ عذر پیش کیا کہ یہہ سرحدی ملک ہے دشمنون پر رعب ظاہر کرنے کی ضرورت سے یہہ سامان جمع کیا ہے چونکہ یہہ عذر معقول تہا خلیفہ کو تسلیم کرنا پڑا اور آخر کار اصحابون نے درمیان ہو کر خطا معاف کرائی - جیسی سرکشی اِنہون نے حضرت علی رضی اللہ سے کی اگر ایسی

حضرت عمر سے کرتے تو عجب نہین کہ وہ اُنکی حکومت کی جڑ اُکھاڑ دیتے
کیونکہ تمام مُلک عرب اور فارس اُنکو دوست رکھتا تھا اور اُن کی رائے
سے متفق تھا - اُن کے عہد مین ایک امیر الحرب یعنے خالد نے کسی شاعر
کو جو قصیدہ مدحیہ لکھہ کر لایا تھا ساٹھ ہزار دینار انعام دیدیا تھا - جب حضرت
عمر کو یہ اطلاع پہنچی اپنے ایک مصاحب کو حکم دیا کہ تو اکیلا روانہ ہو اور امیر الحرب
کے دربار مین جاکر میری طرف سے یہ پیام دے کہ تو نے ایک جھوٹے
خوشامدی کو اس قدر صلہ دیا اور لشکر اسلام کی حق تلفی کی بجُہہ پر
امیر المومنین نے بیس ہزار دینار جرمانہ کیا ہے سپہ سالار نے فوراً
ادا کردیا اور اپنی خطا معاف کرائی - اِنہون نے اپنے عہد خلافت
مین چھہ سَو مساجد تعمیر کرائین ایک ہزار چھتیس شہر فتح کئے - انکے
عہد مین جو ملک یورپ کے بادشاہ صلح مصالحت اور عہدناموں کے
ذریعہ سے بادشاہی کرتے تھے - اُنکا یہہ قول تہا کہ خلافت عمر کو شایان
ہے اور فتح مسلمانون کی تلوار پر قربان - ایک دن ابن لولو نجار غلام
نے شکایت کی کہ میری کاری گری کے لایق میرا مولا مزدوری نہین دیتا
خلیفہ نے سرسری طور پر جواب دیدیا کہ شاید وہ تیرا حق اسیقدر سمجھا
ہوگا جس قدر مزدوری دیتا ہے یہ بات اُسکو ناگوار گذری جب خلیفہ صبح
کی نماز مین مشغول ہوئے اُسنے پس پشت پہنچکر چھری ماری زخم کاری
لگا اور قاتل نے خود بھی اُسیوقت خودکشی کی خلیفہ تین دن زندہ رہے
آخری وقت مین سب مسلمانون نے جمع ہوکر عرض کی کہ اپنے فرزند عبداللہ

کو اپنا جانشین کر دیجئے - خلیفہ نے جواب دیا کہ عبداللہ یہ گران بار اٹھانے کے لایق نہین اور جو اس کام کے لایق ہین اُن پر اسکا حق فایق نہین مگر عثمان علی مرتضےٰ طلحہ زبیر سعد عبدالرحمن ان چھہ مین سے جنکو مسلمان پسند کرین کثرت راے کے ذریعہ سے وہ خلیفہ ہو جائے -

انہون نے گیارہ برس خلافت کی پچپن برس کی عمر مین شہید ہوئے -

سال نقلش خرد بحسرت خواند وائے صد وائے عدل بیکس ماند

ان خلیفہ کے اوضاع و اطوار نہایت سیدہے سادہ بڑے جری بہادر شگفتہ زاہد اہل باطن صاحب اقبال تہے -

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا احوال بلوہ کا ذکر سنہ تاریخ شہادت

اِن کے بعد حضرت عثمان کثرت راے سے خلیفہ مقرر ہوئے یہہ بنی اُمیہ تہے اور آنحضرت کے داماد تہے - چونکہ آنحضرت کی ایک دختر نیک اختر کی وفات کے بعد دوسری دختر سے نکاح ہوا تہا اسلیئے اُن کا لقب ذوالنورین تہا انہون نے مروان مخروج کو طلب کر کے اپنا وزیر بنا لیا تہا اُنکی خلافت کے عہد مین آٹھ نو برس تک اچھی کارروائی اور اسلامی ترقی ہوتی رہی - بہت سے حصے ملک روم اور شمال افریقہ کے ملک سے الجزایر اور طبرس اور اندلس وغیرہ بہی ان کے عہد مین فتح ہوئے فارس مین بہی بعض بعض اضلاع خراسان اصطخر اور طبرستان اور کرمان اور سجستان وغیرہ فتح ہوئے ۳۰ھ ہجری مین قرآن مجید کی کل جلدونکو جمع کر کے دوبارہ بہت مصروفیت کے ساتہہ ۳۰ پارے جدے جدے

کر کے معہ مراتب قرأت وغیرہ ترتیب کیا اور بعد نقل مطابق اصل ایک مجلد قرآن قایم کر کے جو اوراق منتشر بعد نقل بطور ردی رہے اُن کو بے مصرف اور بیکار سمجھ کر اس خیال سے جلا دیا کہ ردی کی بے ادبی نہ ہو اور آجتک وہی قرآن مروج ہے حضرت عثمانؓ پر محرق قرآن ہونیکا الزام لگانا ناواجب ہے اِسی سال فوج اسلام فارس سے آگے بڑھی مقامات آر گنج وغیرہ فتح ہو گئے اور یزدجرد بادشاہ فارس مارا گیا۔ ۳۱ سنہ ہجری مین نیشاپور اور اصطخر اور خراسان اور ہرات اور سیستان اور قہستان اور مرو اور طالیقان دوبارہ فتح ہوئے ۳۶ سنہ ہجری مین انہون نے مدینہ کے گرد و پیش کی زمین خرید کر مسجد نبوی کو اور زیادہ وسیع کیا۔ اور سب سے پہلے پولیس کے طور پر سپاہی انہون نے ہی مقرر کئے۔ ملک سندہ اور ہند پر بھی دوبارہ فوجکشی کی سمیے جبلہ سفیر کو بھیجا مگر وہ خدا جانے کس راستہ سے آیا اور کن کن ملکون مین پھر اکہ اُسنے اپنی عرضداشت مین ملک کی ویرانی سرزمین کی خرابی اور ناپیداواری اور اہل ہند کی بیوفائی اور غداری اس طرح پر لکھی کہ پھر ہندوستان پر فوج کشی کا ارادہ بالکل موقوف ہو گیا۔ یہ خلیفہ بڑے تجار صاحب علم دولت مند دوست نواز اقربا پروری مین بڑے فیاض تھے۔ مگر نرم دل اور خایف مزاج بھی اسقدر تھے کہ ہر کام مین ڈرتے رہتے تھے۔ انکے آخری عہد مین اکثر مسلمان شرعی حیلے حوالون کی حجت پکڑ کر حب جاہ کی تحصیل مین مبتلا ہوکے چلے جاتے تھے اور مدینہ کے عموماً مسلمان

اِس قدر دولت مند ہوگئے تھے کہ جو گھوڑا شیخین کی خلافت مین دوٗ ڈھائی سو روپے مول پاتا تھا وہ اِنکے عہد مین دو ڈھائی ہزار کو ملتا تھا۔ لونڈی غلام چاندی کے ہموزن بکنے لگے تھے۔ طرزِ معاشرت مین تکلف امیرانہ پیدا ہوگیا تھا اکثر مسلمان خدمات صوبہ داری و عاملی وغیرہ مالی حکومت کو پسند کرنے لگے تھے۔ جن ناظمون کو سرحدی حفاظت اور مخالفان اسلام سے جنگ کرنیکا حکم دیا جاتا تھا۔ حیلے بہانون سے اسکا التواء چاہتے اور خلیفہ صاحب سے گستاخانہ پیش آتے تھے۔

جب حضرت عثمان رضؓ نے یہ فتور دیکھا دل مین یہ مصلحت ٹھرائی کہ اب قرابتیون کے جرگہ کو بڑھایا چاہیے اِس امید پر کہ وہ بلحاظ رشتہ داری فرمان برداری حسب دلخواہ کرینگے قرابتیون کو اکثر صوبہ دار کردیا اور اپنے وزیر کو زیادہ تر اختیار دیدیا۔ مگر ظہور اِس حکمت عملی کا خلاف امید ہوا کہ قرابتیون نے طمع مین آکر بے خوفی اور خودسری اختیار کی انتظام بادشاہی خراب کرنے لگے اور ایک غدر کی صورت برپا کردی۔ حضرت علی رضؓ نے حضرت عثمان کو کئی مرتبہ یہہ صلاح دی کہ قرابتیون کو حد سے زیادہ اختیار دینا بادشاہت کے حق مین مُضر ہوتا ہے مگر حضرت عثمان رضؓ نے نہ مانا اور یہی جواب دیا کہ یا علی مرتضیٰ جو میرے قرابتی ہین کیا وہ آپکے قرابتی نہین حضرت علی رضؓ نے تسلیم فرمایا کہ بیشک وہ ہمارے بھی قرابتی ہین مگر اِس اختیار کا انجام خطرناک معلوم ہوتا ہے حضرت علی یہہ کہکر آزردہ کشیدہ خاطر ہوکر گھر مین بیٹھ رہے انجام کار یہ ظہور مین آیا کہ گروہ ملکی رعایا کا بصرہ اور

مصر سے ناظمون کے ظلم تعدی کا فریادی آیا اور سرگروہ اُن کے محمد بن
صدیق بنگئے - بعد وفات خلیفہ اول حضرت علیؓ نے محمد بن صدیق کی
والدہ سے نکاح کر لیا تہا جس سبب سے محمد بن صدیق حضرت علی کا
فرزند چہلاگ سمجھا جاتا تہا - اول اِس گروہ کے معزز اشخاص حضرت
علیؓ سے ملے اور حضرت علی پہر حضرت عثمان کے پاس گئے اور سمجھایا کہ
اقرباپروری کا نتیجہ ظاہر ہوگیا ناظمان مصر و بصرہ کو معزول کرنا چاہیے
تاکہ یہہ بلوہ فرو ہو حضرت عثمانؓ نے یہہ صلاح منظور کی - مروان کو حکم
دیا کہ عبداللہ بن سعد ناظم مصر کے نام معزولی نامہ لکہا جاوے اور
بجاے اسکے محمد بن صدیق کو صوبہ داری مصر کی سند دیجائے حضرت
عثمان بیاسی برس کے بڈہے سیدہے سادے بہشتی انسان تہے
اس عزل و نصب کی کارروائی وزیر کی معرفت ہوئی - مروان نے اِس
معاملہ مین یہ جعلسازی کی کہ محمد کو تو مصر کی صوبہ داری کا فرمان لکہدیا
وہ اسیوقت مصر کو معہ بلوائیون کے روانہ ہوگیا - اور دوسرے روز
ایک خفیہ خط بنام ناظم مصر شتر سوار کی معرفت روانہ کیا تیسری
منزلمین ناقہ سوار بلوائیون کے پاس سے ہوکر گذرا اُن کو اشتباہ ہوا
کہ یہہ تعاقب سے کیون دوڑایا گیا - شتر سوار سے پوچہا کہ تیرے
پاس کوئی نامہ وزیر یا خلیفہ کا ہے اُس نے انکار کیا محمد بن صدیق نے
جو اسکو گرفتار کرکے تلاشی لی وہی خط برامد ہوا جسمین خلیفہ کیطرف سے
یہہ لکہا تہا - ہو ہمنے تجہہ کو معزول نہین کیا جسوقت محمد مصر مین پہنچے

فلانے فلانے شخص کو قید کر لو اور فلانے کو قتل کر دو مگر تفصیل آدمیوں کی کسی کتاب مین نہین ملی - وہ گروہ پھر جوش غضب مین اگر مدینہ کو لوٹا اور نامہ بہ کو حضرت علی کے سامنے پیش کر دیا - آپ اوسکو ہمراہ لیکر حضرت عثمان کے پاس گئے دریافت کیا کہ یہہ غلام اور شتر کس کا ہے حضرت عثمان نے جواب دیا کہ غلام ہمارا ہے اور جب خط دکہلایا حضرت عثمانؓ اُسکو پڑہکر بولے حاشا وکلاً یہہ خط ہمارا لکھایا ہُوا نہین تحقیقات اور رسم خط سے معلوم ہو گیا یہہ جعلسازی مروان کی ہے حضرت علیؓ نے بہی تسلیم کیا کہ بیشک یہہ فعل عثمان صاحب الحیار والایمان کا نہین مگر یہہ بہی فرمایا کہ اب عقل عثمان کبر سنّی کے سبب ٹہکانے نہین رہی - مروان نے اُن کو کہویا اور ڈبویا یہہ کہکر اپنے گہر کو چلے آئے اور بلوائیون نے جنمین کئی ہزار آدمی تہے حضرت عثمان کے گہر کا محاصرہ کرکے دانہ پانی بند کر دیا اور حضرت عثمان کو دہمکایا کہ فوراً خلافت سے خلع کیجیے اگر یہہ منظور نہ ہو تو اپنے وزیر مروان مفسد کو ہمارے حوالہ کر دیجیے تاکہ ہم اُس سے اِس جعلسازی کا بدلا لین - مروان نے اس جعلی خط کی تحریر مین یہہ عذر کیا کہ مین نے محمد کی نسبت لفظ [اِقْبَلْ] لکہا ہے جس کے یہ معنی ہین کہ محمد کا استقبال کرو - اور محمد نے اس لفظ کو اُقتُلْ بنا لیا ہے جسکے یہ معنے ہین کہ محمد کو قتل کرو - مگر حضرت عثمان نے ہر دو سوال کے پذیرائی مین خلافت کی کسرِ شان جان کر ایک بات کو بہی منظور نہ فرمایا حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ کرام مین سے

کسی نے اِس بلوہ کے فرو کرنے مین کوشش اور مدد اور تندہی نہین کی مگر حضرت عثمان کے غلامون نے اِلتجا کی کہ اجازت ہو تو اس گروہ بلوائیون کو قتل کرین حضرت عثمان نے فرمایا کہ مسلمانون کے قتل کی اجازت نہین دیسکتا جو خدا کو منظور ہے وہ ہوگا۔ کئی روز تک محاصرہ رہا آخری وقت مین حضرت علیؓ نے حسنینؓ کو حضرت عثمانؓ کی حویلی کے دروازہ پر تعینات کرکے فہمایش کی کہ عثمان کی جان بچانے مین کوشش کرین اور ایک مشک پانی کی بہی بہجوائی مگر معلوم نہین کہ وہان تک پہنچی یا نہین ـ **مولف** - یہ وہ حضرت عثمان ہین جنہون نے پنتیس ۳۵ ہزار دینار کو یہودیون سے چاہ شیرین خرید کر مسلمانون کو وقف کردیا تہا اور اب محاصرہ مین آکر پانی کو ترس رہے ہین مقام دنیا کسی کے لیئے جاے اسایش نہین بلکہ جاے آزمایش ہے - القصہ حضرت عثمانؓ کے مکان کا دروازہ تو بند ہی رہا - مگر بلوائیون نے ہمسایون کے کوٹہون سے کود کر حملہ کیا مکان کے اندر گہس گئے - محمد بن صدیق نے قرآن خوانی کی حالت مین حضرت عثمان کی داڑہی جا پکڑی - حضرت عثمانؓ نے رو کر فرمایا اے محمد یہہ وہ داڑہی ہے جسکا ادب تیرا باپ کیا کرتا تہا محمد بن صدیق نے کچہہ شرمندہ ہوکر داڑہی چہوڑ دی اور بلوائیون نے خلیفہ کو قتل کرڈالا

سال نقلش بگو بدرد و الم      کہ وفا و حیا شد از عالم

۳۵ سنہ ہجری

غلامون نے خلیفہ مقتول کی حمایت کی دیر تک تلوار چلتی رہی آخر وہ پس پا ہوئے اور گروہ بلوائی فتحیاب ہوگیا حضرت عثمان کی بیوی بہی

سخت زخمی ہوئی چار دن تک حضرت عثمان کی نعش بے گور و کفن اُسی جگہ پڑی رہی - پانچوین دن جو سب مسلمانون نے جمع ہو کر حضرت علی کو خلافت کی مسند پر بٹھلایا تب حضرت علیؓ نے بلوائیون کی اجازت سے حضرت عثمانؓ کی نعش کو جنتہ البقیہ کیطرف بھجوایا مگر بلوائیون نے جنازے کو بقیہ مین گھسنے نہ دیا - باہر دفن کر دے گئے اور امیر معاویہ نے فتحیاب ہو کر اُس قبر کو جنت البقیہ مین داخل کر کے حضرت عثمان کا ایک بڑا عالیشان مقبرہ بنوایا - حضرت عثمان نے بارہ۱۲ برس بائیس۲۲ دن خلافت کی بیاسی برس کی عمر پاکر اٹھارہوین ذی الحج سنہ ۳۵ ہجری مین شہید ہوئے - اب مسلمانون کی آپسمین علانیہ پھوٹ پڑی حضرت عثمان کے خویش و اقربا بنی اُمیہ جامہاے عثمان اور قرآن خون آلودہ اپنے ہمراہ لیکر دمشق پُہنچے اور امیر معاویہ کے سامنے جا رکہے اور فریادی ہوئے کہ عثمان بیگناہ علی مرتضےٰ کے مشورہ سے قتل ہوے ہم اُسکے خون کے دادخواہ ہین امیر معاویہ حضرت عثمان کے دلی دوست تھے اور اس مفسدہ سے پہلے حضرت عثمان کو فہمایش کر چکے تہے کہ مدینہ مین آپ تنہا ہین اور دشمن آپ کے گہات مین لگے ہوئے ہین بہتر ہے کہ آپ تشریف لے چلین اور شام کے ملک کو دارالخلافت مقرر فرمادین مگر حضرت عثمان نے یہی جواب دیا کہ جیتے جی روضہ رسول اللہ کی زیارت کو نہین چہوڑ سکتا - اُمیر معاویہ کے دل پر قتل عثمان کا سخت صدمہ پہنچا مگر آدمی بڑے زیرک اور مُدبّر اور منتظم تہے سوائے اصحاب خیم

ہونے کے آن حضرت کے رشتہ مین سالے تھے - حضرت عثمانؓ کے قرابتیون سے کہاکہ صبر کرو جو کچھ خدا کو منظور تھا ہوا اور خود دل مین منتظر اِس بات کے ہوئے کہ اب دیکھنا چاہیے علی مرتضےٰ ان کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہین -

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی خلافت کا احوال معہ تاریخ شہادت -

حضرت علیؓ نے سب سے اول یہی حکم دیا کہ ہمنے آج کی تاریخ سے معاویہ کو معزول اور بجائے انکے سہیل کو ناظم ملک شام مقرر کیا حضرت زبیرؓ اور طلحہ اور عبدالرحمن وغیرہ صحابی جو دربار مین حاضر تھے سب نے ایک زبان ہوکر عرض کی " یا امیر المومنین یہ وقت امیر معاویہ کی معزولی کا نہین کیونکہ ابھی قتل عثمان کا چرچا تازہ ہے بنی اُمیہ کے دِلون کا جوش کم نہین ہوا اور امیر معاویہ نے ابھی تک آپ کی بیعت سے بھی انکار نہین کیا اور وہ امیر صاحب تدبیر ہے مصلحت وقت یہ ہے کہ یہ حکم ملتوی کیا جائے اور آپ ملکی انتظام کی طرف متوجہ ہون خلافت کی طاقت کو بڑہائین مگر حضرت علیؓ نے اِس صلاح کو نامنظور کیا حاضرین دربار ناچار ہوکر خاموش ہو رہے حضرت زبیر جو آنحضرت کے پھوپھی زاد بھائی بڑے دلاور سپاہی تھے اپنی صلاح کی نامنظوری سے دل مین کشیدہ خاطر ہوئے اور اپنی علیحدگی کا فکر کیا مگر اول طلحہ کو اپنے ہم صلاح کرکے یہ درخواست کی کہ امیر المومنین ہمکو مصر اور کوفہ کی صوبہ داری عنایت فرمادین توہم وہان جاکر اُس ملک کا انتظام کرین حضرت علیؓ

نے جواب دیا کہ تم دونون ہماری مشیری مین حاضر رہو اس جواب سے
یہ دونون اور بہی زیادہ ناخوش ہوئے اور باہمد گریہ کہنے لگے - علی مرتضے
ہمارا مشورہ تو مانتے نہین اور مشیری مین رکہنا چاہتے ہین انجام اسکا
اچہا نہین معلوم ہوتا - آخر حج بیت اللہ کے حیلہ سے رخصت لیکر دونو
کعبہ شریف جا پہنچے اور اُن ایام مین عائشہ صدیقہ اُم المومنین زوجہ
رسول اللہ کعبۃ اللہ مین مقیم تہین اُنکی خدمت مین حاضر ہوئے اور
بیان کیا کہ عثمان بے گناہ قتل ہوے اور زوجہ اُن کی سخت مجروح
قریب المرگ ہے بلوائیون کو حضرت علی رضؓ نے اپنی رفاقت مین رکہہ
لیا ہے آپ اُم المومنین ہین اگر مسلمانون کے گروہ کی سرپرستی فرماوین
تو بلوائیون سے عثمان کے قتل کا بدلہ لیا جاوے ہرچند صدیقہ نے
انکار کیا اور اُن کو سمجہایا کہ صبر کرو مجہہ کو اس غدر مین شامل نکرو مگر اہل مکہ
نے مکرر سہ کرر یہی عرض کی کہ لڑائی کچہہ حضرت علی سے نہین بلکہ اس
حیلہ سے قاتلان عثمان گرفتار ہو جائینگے تو پہر سب حضرت علی
کے ساتہہ شامل ہوکر امیر معاویہ سے جنگ کرینگے آخر شب و روز کی
اغوا سے صدیقہ نے اُن کی درخواست قبول کرلی - چہتیس ہزار مسلمان
مسلح جمع ہو گئے - اِدہر امیر معاویہ کو اُسکی معزولی کی اطلاع اور مجمع کعبۃ اللہ
کی خبر پہنچ گئی وہ بہی بغاوت پر کمر بستہ ہو گئے اور عثمانی عہد کے جس قدر
عامل حضرت علی کے حکم سے معزول ہوے وہ سب آزمودہ کار تہے
وہ بہی امیر معاویہ کے پاس جا پہنچے بغاوت کے سامان کو ترقی ہو گئی

سہیل کی نسبت جو ناظم ہوکر گیا تہا امیر معاویہ نے حکم دیدیا کہ اسکو دربار مین باریابی سے پیشتر قتل کردیا جائے۔ سہیل یہ حال سنکر الٹا اور راہ سے لوٹا اور حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہوکر جو کچہہ حال بغاوت کا سنا تہا عرض کردیا۔ حضرت علی نے حاضرین دربار سے پہر مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے سب نے یہی عرض کی کہ امیر معاویہ ایک قابو یافتہ ناظم تہا اسکی معزولی مین توقف لازم تہا مگر وہ وقت ہاتھ سے نکل گیا اب سوائے جنگ کے کوئی چارہ نہین حضرت علی نے فرمایا کہ اب کی دفعہ ہم اور اسکو لکہتے ہین اگر اُس نے تعمیل نہ کی تو پہر ہم اُس سے دِل کہولکر لڑینگے چنانچہ امیر معاویہ کو پہر نامہ لکہا گیا کہ سرکشی اور بغاوت سے باز رہو تو بہتر ہی ورنہ نتیجہ اسکا آپکے حق مین بہتر نہ ہوگا۔ اور جس حالت مین کہ ہم امیر المومنین ہین بلوہ کی تحقیقات اور انفصال مقدمات کے ہم خود ذمہ دار ہین تم کو اسمین دخل دینے سے کیا سروکار ہے۔ امیر معاویہ نے جواب لکہا کہ مجہی آپ کی خلافت کی قبولیت اور بیعت مین تو کچہہ عذر و انکار نہ تہا نہ اب ہے مگر آپ نے بادشاہت کے لینے مین بمقتضائے طمع جلدی کی کہ عثمان رضہ بیگناہ کو قتل کرادیا پھر خلیفہ ہوکر ابتک بلوائیون سے انتقام نہ لیا بلکہ اُنکو اپنی رفاقت مین رکہہ لیا آپ کی نسبت خون کا دعوے ہے لڑائی کیونکر نہ ہوگی ضرور ہوگی۔ جب یہ جواب ناصواب پہنچا اشتعال طبع اسد اللہ کا باعث ہوا باوجودیکہ ابہی تک فراہمی سامان جنگ کا بہی کچہہ بندوبست خاطرخواہ نہ ہوا تہا کہ حضرت علی نے ذوالفقار حیدری کی صفدری کرامت کو کافی جانکر

فقط اپنے عاملان نوملازم کو ایک حکم گشتی لکھدیا کہ اپنے اپنے علاقہ کے مسلمانون کو جمع کرکے بلا توقف بصرہ کیطرف روانہ ہون اور خود بدولت نے بلوائیون کے گروہ اور نیز تھوڑی سی اور جمعیت موجودہ کو ہمراہ لیکر بصرہ کیطرف کوچ کردیا۔

**ہنگامہ جنگ جمل** ادہر کعبۃ اللہ سے حضرت زبیر اور طلحہ حضرت عائشہ صدیقہ کو اپنے ہمراہ لیکر ایک چشمہ پر پہنچے جو بصرہ سے قریب تہا بصرہ کا عامل حضرت علی کا ماتحت اُن کے مقابلہ کو آیا کچھہ دیر تک لڑتا رہا مگر شکست کہاکر پس پا ہوا۔ صدیقہ کے گروہ نے بصرہ پر قبضہ کرلیا دوسرے دن حضرت علی معہ لشکر آپہنچے ہنوز جنگ و جدال برپا نہ ہوا تہا کہ صدیقہ کیطرف سے حضرت زبیر بطور ایلچی کے حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہوے اور یہ پیام صلح کا دیا۔ کہ اگر آپ اس بلوائی گروہ کو جس نے حضرت عثمان کو قتل کیا ہے اپنی رفاقت اور رکاب سے جدا کردین تو یہ تمام گروہ جو کعبہ سے آیا ہے بخوشی آپ کے ہاتہہ پر بیعت اور امیر معاویہ سے جنگ کرنیکو تیار ہے۔ حضرت علی کو یہہ پیام دل مین پسند آیا بعد خموشی کے اتنا فرمایا کہ کل جواب ملیگا۔ بظاہر ایک صورت نیم رضامندی کی پائی گئی حضرت علی اس سوچ اور تجویز مین ہوئے کہ کوئی معقول تدبیر ایسی پیدا ہو کہ یہ گروہ ملزم ہماری رکاب سے جدا ہو جائے مگر ہنوز کوئی تجویز نہ سوجھی تہی کہ اُس بلوائی گروہ کو بہی یہہ معلوم ہوگیا کہ حضرت علی اُنکی علحدگی پر نیم رضامند ہوگئے ہین اُس گروہ نے اپنے آپس مین مشورہ کیا اور یہی نتیجہ صلح کا

نکلا کہ اگر یہ گروہ حضرت علی کی رکاب سے جدا ہو گیا تو جس طرف جائیگا
عثمانی گروہ کے ہاتھ سے ہلاک اور تباہ ہو جائیگا یہ صلح اُن کے
حق مین زہر آمیز ہے جہان تک ہوسکے صلح کو روکنا چاہیے اس لیے
اس گروہ نے یہ کارسازی کی کہ بغیر اطلاع حضرت علی کے پہر رات رہی سے
خفیہ طور پر کمر بستہ ہوکر صدیقہ کے لشکر پر تیر برسانے شروع کر دیے وہ لوگ
صلح کی امید پر بے خبر سوتے تھے جب یہ حملہ شب خون کے طریق پر ہوا گھبرا
اٹھے اور چلائے کہ حضرت علی کیطرف سے دغا ہوئی فوراً مسلح ہو کر
جنگ شروع کی تب یہ گروہ مفسد جو اُن کو چھیڑنے گیا تھا دبے پاؤن
پیچھے ہٹا اور غل مچادیا کہ صدیقہ کا گروہ شب خون کرنے کو چڑھ آیا خبردار
ہو جاؤ یہ غل سنکر حضرت علی متعجب ہوئے اور فرمایا کہ افسوس ہے ان لوگون
کے عقل ناقص پر کہ صلح کا پیغام دیکر دغا کی جھٹ پٹ لشکر تیار کر حملہ مخالفان
کو روکا جنگ شروع ہوگئی مگر حضرت علی نے اس لڑائی کو مفسدہ اور
مقابلہ ام المومنین سمجھ کر زرہ نہین پہنی فقط ذوالفقار حمایل کر کے امیر الحرب
کیطرح اہتمام جنگ کا کیا دوپہر تک گروہ فریقین تیر و کمان سے لڑتا رہا
جب طرفین کا جوش غضب غالب ہوا تلوار چلنے لگی چونکہ اس لڑائی مین
زبیر اور طلحہ اصحاب رسول اللہ شامل تھے حضرت علی نے اُنکے سنانے کو
بلند آواز سے یہہ فرمایا اے غدار لوگو افسوس ہے تمہاری کاروائی پر کہ
تم اپنی ازواج کو پردہ مین بٹھلا آئے اور زوجہ رسول اللہ کو اغوا کر کے
میرے مقابلہ پر لے آئے تم کو شرم نہین آتی یہہ کہکر حضرت علی نے اپنے

گروہ کو ایسی شایستگی سے لڑایا کہ آپکے طرف کے آدمیون کا نہایت کم نقصان ہوا اس ہنگامہ مین جب طرفین کے مسلمانون کا جوش کم نہوا اُسوقت حضرت علیؓ نے اپنے گروہ سے مخاطب ہوکر یہ حکم دیا کہ جبتک صدیقہ کی سواری کا شتر میدان مین کہڑا رہیگا مخالفون کا جوش کم نہوگا مصلحت وقت یہہ ہے کہ تہوڑے سے دلاور قلب جنگ گاہ کیطرف بڑہین اور صدیقہ کے شتر کی کونچین کاٹین تاکہ طرفین کے مسلمانون کو قتل سے امان حاصل ہو چنانچہ اِس حکم کی تعمیل کو چند دلاور صفِ اعدا کو چیر کر آگے بڑہے اور قلب گاہ مین پُہنچکر اونٹ کے پاؤن جا کاٹے جب محافہ زمین پر گرنے لگا محمد بن عمر نے اُچک کر کجاوے کو سنبھالا زمین پر گرنے نہین دیا اور صدیقہ کو کجاوے سے نکالکر حضرت علی کے خیمہ مین بحفاظت پُہنچادیا فوراً لڑائی بند ہو گئی۔ حضرت زبیر کا سر شب خوابی کی حالت مین حضرت علی کے لشکر کا ایک سپاہی عمر نامی کاٹ لایا تھا جب حضرت علی سے انعام کا طلبگار ہوا آپ نے فرمایا کہ زبیر کا قاتل جہنمی ہوگا۔ بقول رسول اللہ۔ وہ شخص غضبناک ہوکر بولا یا علی اپنے دشمنون سے ہمکو لڑاتے ہو پہر جہنمی بتلاتے ہو مینے اُسکو بڑا شجاع سردار جانکر قتل کیا تہا اسی غصہ مین اپنے پیٹ مین چہری مار کر مر گیا اور طلحہ کے پاؤن مین تیر لگا وہ بہی اسی زخم کاری سے فوت ہو گئے۔ اور اِس لڑائی مین ۱۶ سولہ ہزار اہل مکہ قتل ہوئے بقیۃ السیف فرار ہو گئے صبح ہوتے ہی چند آدمیون کی حفاظت مین عائشہ صدیقہ کو مدینہ منورہ کو

روانہ کر دیا مفسدہ کا خاتمہ ہو گیا۔

امیر معاویہ پر لشکر کشی اور معرکہ جنگ صفین۔

حضرت علی اس خانہ جنگی سے فتحیاب اور فارغ ہو کر اصل مہم کیطرف متوجہ ہوئے اور بصرہ سے کوچ کر کے کوفہ پہنچے اور وہان پہنچتے ہی نوّہ ہزار آدمیون کا لشکر ہمرکاب ہو گیا۔ فرات کا پل باندھکر معہ لشکر عبور کیا اور آگے بڑھکے دیکھا کہ دریا کی نہر امیر معاویہ کی فوج کے قبضہ مین ہے جس وقت حضرت علی کا لشکر پہنچا طرف ثانی کی فوج نے پانی بند کر دیا صبح ہوتے ہی حضرت علی نے شرح ہانی اور زیاد ابن نظیر دو کس سردارون کو تہوڑی فوج دیکر بڑہایا اور کچھہ سوار مالک اشتر کے ماتحت کر کے اُنکی کمک پر قایم کیا اور حکم دیا کہ جنگ شروع کرو امیر معاویہ کا سردار ابو القاسم نامی کچھہ فوج لیکر مقابلہ پر آیا تہوڑی دیر تک ہنگامہ جدال وقتال گرم رہا آخر کار وہ شکست کہاکر ہٹ گیا۔ اور حضرت علی کی فوج نے فتحیاب ہو کر نہر کے گھاٹون پر قبضہ کر لیا۔ بعد اسکے امیر معاویہ معہ سرداران بنی اُمیہ ڈیڑہ لاکھہ آدمیون کی جمعیت سے برسر مقابلہ آے مگر امیر معاویہ کا گروہ پانی بند ہونے کے سبب بلبلا اٹھا ایلچی کو بہیجا اور التجا کی کہ امیر المومنین ایک گہاٹ پانی پینے کو دیدین اور صلح کرلین۔ حضرت علی نے اپنے لشکر کے سردارون کی مصلحت کے خلاف یہ حکم دیا کہ جیسے اونہون نے تُمپر پانی بند کر دیا تہا تُم ایسا مت کرو اور فرمایا۔ اِخوَانَنَا بَغَوْا عَلَینَا یَسْوْ بِکُفْرٍ وَلَا بِفِسْقٍ۔

ترجمہ بھائی ہین بغاوت کی ہے ہمپر نہ وہ کافر ہین نہ فاسق۔ ایک گہاٹ

پانی پینے کو ولا دیا۔ مخالف کا لشکر سیراب ہوگیا۔ موّرخین کا بیان ہے کہ کئی مہینے تک طرفین سے ایلچی آتے جاتے رہے مگر صلح ظہور مین نہ آئی امیر معاویہ کی طرف سامان رسد زیادہ تہا اور دسترخوان کشادہ۔ طرفین کے مسلمان بہت دنون تک بیکار پڑے پڑے تنگ اور مستعد جنگ تھے۔ انجام کار لڑائی قرار پائی صبح کی نماز کے بعد طرفین سے جنگ کا اعلان اور صف آرائی ہوکر یکلخت دونون طرف سے اللہ اکبر کی صدا کا جوش اور لا الہ الا اللہ کے نعرون کا خروش بلند ہوا ہر دو گروہ بحزن واندوہ ایکدوسرے کیطرف شیر گرسنہ کیطرح جھپٹے اور تلوار چلنی شروع ہوگئی اِدھر حضرت علیؓ بڑے جیّد امیر الحرب سپہ سالار تھے اودہر امیر معاویہ بھی فن کارزار مین بہت کارگذار تھے طرفین کی فوج کے مسلمان جنگ آزمودہ مرد میدان تھے اپنے اپنے ننگ اور نام جاگیر اور انعام پانے کی طمع مین اگر ایسی ثابت قدمی سے لڑے کہ جنگ صفین کا خشک بیابان مسلمانون کے خون سے بحر رواں ہوگیا۔ مگر شام ہوتے تک کسی نے جنگ سے مُنہ نہین موڑا جب دن آخر ہوگیا اپنے اپنے خیمہ گاہ مین واپس آئے۔ اِس جنگ دوم مین ستر ہزار مسلمان حضرت علیؓ کا غاشیہ بردار اور ایک لاکھہ تیس ہزار کلمہ گو اہل قبلہ امیر معاویہ کے طرفدار قتل ہوئے۔ امیر معاویہ کا گروہ تو اِس قیامت آشوب جنگ مین ذوالفقار حیدری کا لوہا مان گیا جوڑ بند ڈھیلے اور فتح سے مایوس ہوگئے کیونکہ تلوار کی لڑائی ایسی ہی غضبناک ہوتی ہے کہ ایک دن مین لاکھون آدمیون کو خاک اور خون مین ملا دیتی ہے مگر

صفدری جوش بدستور قایم رہا ہزارہا مسلمانون کی آمد طرفین کے
گروہ مین جاری تہی اسلیئے فریقین کا لشکر قایم رہا دوسرے دن امیر معاویہ
نے پہر ایلچی دوڑائے صلح کے پیام بہیجے مگر حضرت علی نے نامنظور
فرماکر ارشاد کیا کہدو اُس گروہ غدار سے کہ فوراً جنگ کو تیار ہو اب تہوڑی
دیر مین فیصلہ قطعی ہو جائیگا۔ پہر امیر معاویہ کی طرف سے التواء جنگ
کی درخواست ہوئی وہ بہی نامنظور ہوئی اور تیسری بار پہر جنگ ہوئی
جسمین طرفین کا چھتیس ۳۶ ہزار آدمی قتل ہوکر لڑائی بند ہوئی۔ چوتہی بار
جو حضرت علی کیطرف سے جنگ کا اعلان ہوا امیر معاویہ معہ سرداران
بنی امیہ زندگی سے ناامید فتح سے مایوس اور آخری وقت سمجھ کر گھٹنے ٹیککر
اُٹھے اور مسلح ہوئے مگر مقابلہ ہونے سے پہلے یہہ کارروائی کی کہ قرآن
مجید کو پناہ پکڑکر نیزون سے آویزان کر لیا اور حضرت علیؑ کے لشکر کے
سامنے آکر بلند آواز سے یہ کہا کہ ہم جنگ نہین چاہتے کلام اللہ کو
پیش کر کے صلح کی التجا کرتے ہین۔ اشعث نامی شیعہ عراقی جو بڑا وفادار
حضرت علی کے لشکر کا ہراول سردار تہا وہ یہہ بات سُنکر حضرت علی کی
خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی یا علی مرتضےٰ معاویہ نیزون سے قرآن
آویزان کرکے میدان وغا مین آیا ہے جنگ سے پناہ مانگتا ہے اور
صلح کی التجا کرتا ہے حضرت علی نے تبسم کے ساتھ یہ جواب دیا کہ اے
سردار یہہ لوگ غدار مکار ہین جنگ سے عاجز ہوکر یہ مکر پیش لائے ہین اور
مین قرآن ناطق ہون اس گروہ مین سے ایک کو بہی زندہ نہ چھوڑون گا۔

سردار مذکور قرآن ناطق کا لفظ سُنتے ہی حضرت علیؓ سے برگشتہ ہوگیا
اور غصہ ناک ہو کر کہنے لگا یا علیؑ تم کیسے مسلمان ہو کہ اپنے آپ کو قرآن
ناطق بتلاتے ہو کیا کلام اللہ آپ کی نگاہون مین کچھہ نہین آتا معلوم ہوا کہ
آپ کجی پر ہین اور معاویہ راستی پر اُسیوقت فرمانبرداری سے باہر ہوگیا
تیس ہزار لشکر عراقی جو اُسکی تابع جنگ کرنیکو کمربستہ کھڑا تہا اُسکو اپنے
ساتھ لے فوراً عراق کو روانہ ہوگیا وہی لشکر باقی تہا جو روگردان ہو کر
چلدیا حضرت علی دیکھتے رہگئے کہ کیا تہا کیا ہوگیا۔ اس سردار کی منحرفی مین
اختلاف بہی ہے بعضے مورخون نے لکہا ہے کہ امیر معاویہ سے رشوت
لیکر منحرف ہوگیا اور اکثر کا یہہ قول ہے کہ نہین وہی لفظ سُنکر برگشتہ ہوا
محمود حضرت علیؓ نے اپنے آپ کو قرآن ناطق عالمانہ طور پر کہا تہا اور
وہ سردار جاہل تہا تاویل کو نہ سمجہا ورنہ یہ لفظ عظمت قرآن کے خلاف
نہ تہا کیونکہ قرآن ناطق سے صاف یہ مراد تہی کہ مین بولتا ہوا قرآن یعنے
قرآن خوان اور تفسیر دان ہون - ہان یہ سہو ضرور ہوا کہ حضرت علی
کو اُسوقت کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُولِهِمْ کا خیال نہ رہا اور
جاہل کو عالم کا کلام سمجہنا محال ہوتا ہے اور یہ فروگذاشت تقدیر الٰہی
سے ظہور مین آئی کیونکہ خلافت امیر معاویہ کی قسمت مین تہی اِسی
حیلہ سے مین کامیابی کے وقت ناکامی ظہور مین آئی اور امیر معاویہ کی
ناامیدی سے امید ظاہر ہوگئی ؎

قادرا قدرت تو داری ہرچہ خواہی آن کنی    مردہ را جانے تو بخشی زندہ را بیجان کنی

تخت از شاہان ستانی ملتجی نان کنی ہر گدائے راکہ خواہی یک نظر سلطان کنی

گو اُس وقت بھی ہمت حیدری مین کمی نہ آئی تھی مگر آپ کے لشکر کے مسلمانون مین ایک بیدلی اور افسردگی اور سستی اور نا امیدی مجبوانی پیدا ہوگئی سوائے اسکے چند اکابر مسلمانون مین سے جمع ہوکر حضرت علی کے پاس آئے خدا اور رسول کو درمیان مین لائے اور سمجھایا۔ کہ یا امیر المومنین اسوقت تک تین لاکھہ مسلمان ملک عرب اور عجم کے شیر نغران طرفین کے قتل ہوچکے ہین دین اسلام نزع کی حالت مین ہے اگر یہی خون ریزی جاری رہی تو اہل اسلام کا نام صفحہ جہان سے مٹ جائیگا۔ امیر معاویہ ابتک بھی صلح کے ملتجی ہین مناسب ہے کہ خدا کی تقدیر پر صبر کرکے اپس مین صلح کرلین۔ آخرکار حضرت علی رض نے ناچار ہوکر موسیٰ اشعری کو اپنا منصف قرار دیا اور امیر معاویہ نے عمر العاص کو۔ اقرارنامہ ثالثی لکھا گیا مضمون یہی تہا کہ خلافت کے تنازعہ کا جو کچھہ منصف مقبولہ فریقین فیصلہ کردین بلا عذر منظور ہوگا۔ مسلمانون کی گواہی ثبت ہوگئی۔ عمر العاص وہ ہوکے وہی کو کام مین لایا موسے بیچارے دُنیا دی داؤ گہات سے بے خبر تہے ان کو فریب دیکر سمجھایا کہ فریقین خلافت کے مدعی ہین ان دونون کے ہاتہہ سے اہل اسلام کو بہت نقصان پہنچا ہے یہ دونوں معزولی کے لایق ہین کسی تیسرے شخص کو خلیفہ کیا جائے جسکو سب مسلمان پسند کرین ہوتے اس تجویز سے متفق ہوگئے اور منبر پر چڑھ کر سنادیا کہ ہر دو مدعیان کو مینے

معزول کیا اسکے بعد عمر العاص منبر پر آیا اور بیان کیا کہ ہر دو مدعیان کی معزولی پر میری رائے بھی ہونے سے متفق ہے مگر میرے از سر نو اپنی تجویز اور سب مسلمانوں کی کثرت رائے سے امیر معاویہ کو خلیفہ کیا۔ یہ سنکر ہوسے چلائے کہ عمر العاص نے مجھے دہوکہ کیا وعدہ یہہ تہا کہ ان دونوں کے سوائے کوئی اور تیسرا شخص خلیفہ کیا جائیگا۔ اسمین پہر ایک شور و غل اٹہا اور قریب تہا کہ پہر تلوار چلے ہوئے تو مارے خوف کے بہاگ گئے اور اکثر مسلمان امیر معاویہ کیطرف رجوع ہوگئے اور وہ اُسی وقت میدان جنگ کو چہوڑکر دمشق کیطرف چل دئیے۔ فیصلہ قطعی نہ ہونا تہا نہ ہوا۔ حضرت علیؓ نے اُسی غضب کی حالت مین جُزدی جمعیت کے ساتھ بے نیل مقصود کوفہ کی جانب مراجعت فرمائی اثنائے راہ مین یہ خبر سُنی کہ نہروان مین گروہ باغیان نے بہت شور اور فساد برپا کر رکہا ہے حضرت علیؓ نے اپنے مصاحب کو دریافت حال کے لیے بہیجا۔ ان لوگون نے مصاحب کو معہ اُسکے ہمراہیون کے قتل کر دیا حضرت علی نے اُسکے قتل کی خبر سُنکر اثناء راہ سے ہی نہروان کی طرف کوچ کیا چار ہزار باغی جمع ہو کر مقابلہ کو آئے۔ مگر ایسا موقع آپڑا کہ وہ سب حضرت علی کی فوج کے نرغہ مین آگئے چار ہزار آدمی مین سے کل نو آدمی زندہ بچے جو مکہ معظمہ کی طرف بہاگ گئے۔ باقی سب تہ تیغ بیدریغ ہوئے اس معرکہ کے بعد حضرت علی نے پہر بیس ہزار مسلمان جمع کر کے امیر معاویہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا چونکہ اکثر اُن مین سے کوفی تہے جب دمشق

کا نام آیا کچھ تو اس حیلہ سے ہفتہ کی رخصت لیکر چلے گئے کہ ساز و یراق جنگ درست کرکے حاضر ہو جائینگے مگر اُن مین سے کوئی واپس نہ آیا اور جو باقی رہے اُنھون نے وقت بیوقت بھاگنا شروع کیا یہان تک کہ چند رفقاہی ہمرکاب رہگئے اور سب چلے گئے - جب زمانہ ناموافق نے بالکل جواب دیدیا ناچار معہ چند رفقا کوفہ مین داخل ہوے اہل وعیال اور حسنین جو کوفہ مین مقیم تھے اُن سے ملے زمانہ ایسا برگشتہ ہو گیا کہ پھر اتنی بھی فرصت نہ ملی کہ مدینہ منورہ تک پہنچ سکین اسلیئے کوفہ کو ہی دار الخلافت قرار دیکر انتظام ملک داری کرتے رہے انہین دنون مین یہ خبر پہنچی کہ ابن سعد ناظم مصر امیر معاویہ سے سازش رکھتا ہے حضرت علی نے اُسکو یہ معزولی نامہ لکھکر - "جَھِلْنَاکَ نَصَبْنَاکَ عَرَفْنَاکَ عَزَلْنَاکَ یَدُکَ فِی کِتَابٍ وَرِجْلُکَ فِی رِکَابٍ" معزول کیا اور بجاے اُسکے محمد بن صدیق کو ملک مصر کی حکومت پر بھیجدیا - عثمانی گروہ کے لوگ جو مصر مین تھے اُن کو یہ تقرری سخت ناگوار ہوئی کیونکہ وہ اُن کو عثمان کے قاتلون کا سردار سمجھتے تھے محمد کی حکومت مین خلل انداز ہونے لگے محمد نے مصر سے لکھا کہ امداد کی ضرورت ہے حضرت علی نے مالک اشتر کو کہ بڑا جنگ آزمودہ سردار وفادار تھا بطور کمک کے مصر کو روانہ کیا یہہ سردار مصر کے قریب پہنچکر ایک رئیس کے گھر شب باش ہوا جو حضرت عثمان اور امیر معاویہ کا دوست تھا اُس نے مالک اشتر کو زہر دیکر مار دیا اور امیر معاویہ کو اُسکے قتل سے مطلع کردیا - امیر نے فوراً چھ ہزار

آدمی کا لشکر مصر کو روانہ کردیا لشکر نے مصر کا محاصرہ کیا محمدؔ اپنی فوج کو ہمراہ لیکر شہر سے باہر نکلا اور جنگ شروع کی ہزارہا مسلمان طرفین کے قتل ہوئے اور محمد قریب فتح کے پہنچگیا تہا کہ ناگاہ اُسکے گروہ کا پاؤن ہلا محمدؔ کو تنہا چہوڑ بہاگ نکلے مگر محمدؔ نے جنگ سے منہ نہین موڑا اکیلا گہوڑا جہکا کر امیر معاویہ کے لشکر مین گہس گیا اور خوب لڑا حضرت علیؔ کی رفاقت اور فرزندی کا پورا حق ادا کرکے مارا گیا۔ **مولف** دیکہو جنگجوئی اور انتقام طلبی قریش ولی اللہ کی کہ عثمانؓ کے دشمن کو بے قتل کئے نہ چہوڑا۔ امیر معاویہ کا لشکر فتحیاب ہوکر ملک مصر پر قابض ہوگیا حضرت علیؔ اس حادثہ جانکاہ کی خبر سنکر غمگین ہوئے اور پہر ایسی ہی خبرین متوحش متواتر پہنچتی رہین کہ آج امیر معاویہ کے لشکر نے ملک یثرب لیلیا آج خاص مدینہ کو فتح کرلیا آج بصرہ کو مار لیا آج بیت اللہ شریف کو فتح کیا حضرت علی اپنے عاملان کے شکست کہانے اور مارے جانے کی خبرین سنکر افسوس کرتے اور صبر کو کام فرماتے تہے ایک عرصہ تک اِسی رنج اور الم مین مبتلا رہے۔ ایک دن ایک شخص نے پوچہا یا علیؔ خلافت کی مسند پر بیٹہتے ہی ایسے مصائب پیش آئے اِسکا کیا سبب ہے فرمایا شیخین کی خلافت مین ہم مشیر تدبیر رہا ترقی کا ظہور ہوا۔ ہماری خلافت مین تم جیسے مشیر ہوے جو ناظم لائق تہے باغی ہوگئے عراق کے شیعون نے عین فتحیابی کے وقت دغا کی انتظام بگڑ گیا اور فرمایا، ہم پہچانا اپنے رب کو ٹوٹ جانے ارادون سے۔ حضرت عقیلؔ اُنکے بہائی

بھی ناراض ہوکر امیر معاویہ کے پاس چلے گئے اور اُس نے اُنکو معزز مصاحب بنا کر رکھہ لیا - حضرت علی کی بے چینی بے آرامی کم غذائی کی یہان تک نوبت پہنچی تھی کہ باوجود روزہ دار ہونے کے آٹھ پہر مین کل تین لقمہ طعام تناول فرماتے اور عبادت الٰہی مین مشغول رہتے اور اکثر یہی فرماتے کہ وقت قریب آپہنچا ہے - واضح ہو کہ حضرت علی اور امیر معاویہ کے جنگ مین جیسا کہ تقدیری معاملہ پیش آیا تھا - شہادت کا معاملہ بھی ایسا ہی تعجب خیز حیرت انگیز ظہور مین آیا - کہ نہروان کے چار ہزار مین سے جو نو آدمی بھاگ کر بچے اور کعبتہ اللہ مین پہنچے تھے اُنہون نے وہان جا کر یہہ مشورہ کیا کہ علی مرتضیٰ اور معاویہ خلافت کے مدعی ہو کر آپس مین لڑے اِس وقت تک ساڑھے تین لاکھہ مسلمان قتل ہو چکے ہین اور جبتک یہ دونون زندہ رہین گے مسلمانون کو امان میسر نہ ہوگی اور ہماری ایسی جلاوطنی کی خراب زندگی کس کام کی ہے اِس جینے سے تو مرنا بہتر ہے اب جس طرح ہو سکے خلافت کے ہر دو مدعیان کو قتل کیا جاوے ان مین سے ایک شخص بولا کہ ابن العاص جو معاویہ کا مصاحب ہے وہ بھی بڑا فسادی ہے اور آج کل مصر کا صوبہ بنکر گیا ہے اُس کو بھی ان دونون کے ساتھہ ہی قتل کیا جاوے - آخر کار یہ صلاح مصمم قرار پائی کہ ۱۷ رمضان **سنہ ۴۰** ہجری کو فجر کی نماز کے وقت اِن تینون کے سر پر تلوار کے وار کئے جاوین دردان اور شبیث کوفہ کو چلے اور ابن ملجم سے آملے

زبرک ابن عبداللہ دمشق کو اور عمر ابن البکر مصر کو آپس مین قول وقسم کر کے کعبہ سے روانہ ہوئے اور تاریخ معینہ سے کچہہ دنون پہلے ہر سہ دیار مین جا پہنچے جس روز ۱۷ تاریخ رمضان کی ہوئی ہیہ تینون شخص اُسی تاریخ اور وقت مُعینہ پر پہنچے **مولف** یہان تک تو ارادہ بشری تہا اب ارادت اللہ غالب کیطرف دیکہنا چاہیے کہ اسکو کیا منظور تہا۔ ۱۷ تاریخ رمضان کی رات کو ابن العاص اتفاقیہ بیمار ہوگیا مسجد مین امامت کرانے نہ جا سکا اور کسیکو اپنی طرف سے امام مقرر کر کے بہیجدیا جو ہین اُس نے فجر کی نماز کی نیت باندہی ابن البکر نے تلوار چلائی امام کا سر قلم ہوگیا اور یہ قاتل بہی فوراً ہی نمازیون کے ہاتہہ سے ہلاک ہوا اور جس کو مارنے گیا تہا یعنے ابن العاص وہ صاف بچ گیا زبرک نے بہی اُسی دن صبح کی نماز مین امامت کے وقت امیر معاویہ کے سر پر ہاتہہ چہوڑا۔ مگر اول تلوار مسجد کے محراب پر پڑی قوت ضرب کی سلب ہوگئی کچہہ خفیف سا زخم امیر معاویہ کے سر پر لگا نمازیون نے زبرک کو بہی فوراً قتل کر ڈالا۔ امیر معاویہ چند روز مین صحت یاب ہوگئے۔ وردان اور شبیث ابن ملجم کو ہمراہ لیکر وقت مقررہ پر مسجد کوفہ مین پہنچے اور ستون کی اوٹ مین ہو کر عین امامت صبح کے وقت حضرت علی کے سر پر ضرب شمشیر ماکی زخم کاری لگا کاسہ سر مبارک کٹ گیا مسمی وردان کو فوراً ہی نمازیون نے قتل کر دیا۔ شبیث بہاگ گیا۔ ابن ملجم قاتل پکڑا گیا اور حکماً قید کیا گیا۔ حضرت علی نے اُسی مجروحی

کی حالت مین حضرت امام حسنؑ کو بہت سی وصیتون اور نصیحتون کے بعد خلافت کی مسند پر بٹھلایا۔ منجملہ وصیتون کے یہہ بھی ایک وصیت تھی کہ ہمارے جنازے کو کوفے کے میدان ریگستان مین رات کے وقت پوشیدہ طور پر دفن کر کے زمین کو ہموار کر دینا کہ مزار کا نشان نمودار نرہے۔ کیونکہ اِن تمام معرکون مین دس ہزار اعدا خاص ہماری ذوالفقار سے قتل ہوئے ہین اور یہہ تمام ملک ہمارے جان مال کا دشمن بنگیا ہے یہہ لوگ ہماری مزار سے بھی بدلا لینے مین درگذر نکرینگے محمود۔ اس مسئلہ مین مورخون کے باہمی اختلاف ہین لہذا مجھے اپنے معلومات پر صحت کا دعوے نہین۔ مگر تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ جب ہارون رشید خلیفہ اس میدان مین شکار کھیلنے آیا تھے اور باز جو شکار پر چھوڑے گئے وہ شکار پر نہ چلے اس وقت ہارون رشید نے بوڑھے آدمی جمع کر کے تحقیقات کی تو اُنھون نے بتلایا کہ اِس ریگستان مین علی مرتضٰے کی بے نشان قبر ہے تب وہان ہارون رشید نے تلاش کے بعد ایک مکان عالیشان بنوایا اور نجف اشرف سے موسوم کیا۔ حضرت علیؓ تیسرے دن اُسی زخم کے صدمہ سے ۲۰ رمضان ۴۰؁ھ ہجری کو تریسٹھ برس کی عمر پاکر شہید ہوئے

گر تو سالِ شہادتش جوئی سر باتم چرا نہ میگوئی

چار سال و چند ماہ برائے نام خلافت کی زمانہ ناموافق نے ایک دن

بھی چین سے نہین رہنے دیا - تمام ملک عرب آپکا دشمن ہو گیا -
ہان اسمین کچھہ شک نہین کہ یہہ حضرت دریاے توحید و معرفت الٰہی
کے نہنگ تہے - مولانا شرف الدین بو علی قلندر اور خواجہ
معین الدین چشتی وغیرہ بزرگون کو اُن کے فیض روحی سے
تصفیہ قلب اور تقرب الی اللہ حاصل ہوا بتلاتے ہین -

س کیا حضرت علی سلطنت کے امور انتظامی مین امیر معاویہ سے
کچھہ کم تھے جو اُن کے عہد خلافت مین غدر ہو گیا -

ج حضرت علی عدالت مین نوشیروان اپنے مال ذاتی کے سخاوت
مین حاتم شجاعت مین شیر یزدان صاف باطنی مین آئینہ عالم باعمل
فقر پسند تھے - مگر امور خلافت مین جو حکمت عملی کار آمد ہوتی ہے
وہ آپ کی مزاج مین نہ تہی اور رحمدلی اور بیت المال مین کفایت
شعاری اور قیامت کے دینداری کا خیال زیادہ تر عاید حال تہا
آنحضرت کے عہد مین جو ملکی کارروائی فقیرانہ طور پر ہوتی تہی وہی حضرت
علی کو پسند تہی - حضرت عمرؓ کے عہد تک تو وہی فقیرانہ عدل و داد کا
طریق قایم رہا برائے نام کچھہ فرق آیا تہا مگر حضرت عثمانؓ کے آخری
عہد مین جو بالکل شوکت شاہانہ نمودار ہو گئیے اور ناظمون کے دلون
مین حب جاہ گھر کر گئی تہی - جب حضرت علی خلیفہ ہوئے اس امیرانہ
طرز کا انسداد چاہا زمانہ کا انقلاب اور عادت معہود کا بدلنا محال ہوتا
ہے جو مسلمان جاہ پسند ہو گئے تہے اُنہون نے امیری چال چہوڑ کر

فقیری طریق پر چلنا اختیار کیا اسی سبب حضرت علی کا ساتھ ندیا
امیر معاویہ کا دستر خوان کشادہ دیکھ کر سب اُن کیطرف آمادہ ہوگئے
دویم حضرت علیؓ کی طبیعت حق طوتیت مین غلبہ توحید و فنا کی وجہ
سے استغراق بہی تہا وہ نعمت باطنی بہی انتظام دُنیا وی کی مانع ہوئی
**نقل** ہے ایک روز حضرت علیؓ کی خدمت مین بائع اور مشتری
ایک مکان مسکونہ کا بیعنامہ لکہانے آئے آپ کی طبیعت پر اُس وقت
غلبہ فنا کا تہا اُن کو اس مضمون کا بیعنامہ لکہدیا۔ هٰذَا مَا اشْتَرٰى
مَيِّتٌ مِنْ مَيِّتٍ دَارًا فِي الْبَلْدَةِ الْمُذْنِبِينَ وَسِكَّةِ الْغَافِلِينَ
اَلْحَدُّ الْاَوَّلُ مِنْهَا مُنْتَهِيْ اِلَى الْمَوْتِ وَالثَّانِي اِلَى الْقَبْرِ وَالثَّالِثُ
اِلَى الْحِسَابِ وَالرَّابِعُ اَمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاَمَّا اِلَى النَّارِ۔ [ترجمہ] یہ گہر جو
گنہگارون اور غافلون کے شہر مین ہے ایک مُردہ دوسرے مُردہ سے
خریدتا ہے۔ حد اول اسکی پہنچتی ہے موت تک دوسری حد اُسکی قبر
تک تیسری حد حساب تک چوتہی حد اُسکی طرف جنت کے ہے یا
طرف دوزخ کی۔ بہلا جنکی طبیعت پر ایسا غلبہ فقر و فنا کا ہو سلطنت کا
کام اُن سے کیسے چل سکتا۔ خلافت کی کارروائی کے لئے نری صفت
شجاعت اور دینداری کی ہی کارآمد اور کافی نہین ہوتی بلکہ حکمت
عملی زیادہ کارآمد ہوتی ہے دیکہو اگر حضرت علی جنگ صفین مین حمد لی
کو کام نہ فرماتے تو دشمن بن مارے مرجاتے وہ وقت دشمنون کے عاجز
کرنیکا تہا اور آپ نے دینداری کو کام فرمایا ایک گہاٹ نہر کا مخالف

کے لشکر کو دلادیا اور جب وہ گروہ سیراب ہوکر مقابلہ پر آیا تو پھر تلوار سے اس حدتک کام لیا جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے پھر بھی انتظام بادشاہی درست نہ ہوا۔ آمدم بر سر مطلب۔ امیر معاویہ کی حکمت عملی یادداشت کی لایق ہے کہ جبتک علی مرتضیٰ زندہ اور کوفہ کی دارالامارت پر حکمران رہے کل دیار و امصار مقبوضہ اسلام پر بتدریج قابض ہوگئے مگر کوفہ کی طرف آنکھ اٹھاکر نہین دیکھا حضرت علی کو اپنی زبان سے امیر المومنین کہتے رہے **نقل** ہے جس زمانہ مین مرتضیٰ علیؑ اور امیر معاویہ کے درمیان معرکہ آرائیان ہورہی تہین قسطنطنیہ کے عیسائی بادشاہ نے سرحد اسلام کی جانب اپنے لشکر کو بڑہایا امیر معاویہ نے اسکو نامہ لکہا جسکا مضمون یہ تہا۔ تم ہمارے باہمی جنگ وجدال کا خیال مت کرو بلکہ خبردار رہو سب سے اول جو لشکر امیر المومنین علی مرتضےٰ کے حکم سے تمہاری طرف کوچ کریگا یہ سالار اسکا مین ہونگا۔ اس نامہ کے پہنچتے ہی بادشاہ مذکور کا خیال بدل گیا اور فوج کو واپس طلب کرلیا۔

**حضرت امام حسن علیہ السلام کی خلافت کا ذکر۔**

جب حضرت علی رضہ کی رحلت کے بعد حضرت امام حسن کی خلافت نے رونق پکڑی تو پانچ چھہ مہینے کے بعد پھر امیر معاویہ اِس طرف متوجہ ہوئے کہ "دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند" عبداللہ بن عامر کو ستر ہزار فوج سے مدائن کے طرف روانہ کرکے حکم دیا کہ حسن ابن علی رضہ سے حکماً بیعت طلب کرے

جب یہ اطلاع حضرت حسن کو پہنچی تو آپ نے بھی چھبیس ہزار مسلمانون کو جمع کر کے مدائن کی طرف روانہ کیا ہنوز جنگ کی نوبت نہ پہنچی تھی کہ حضرت امام حسن کا گروہ امیر معاویہ کی سپاہ کے نرغہ مین آ گیا جس وقت حضرت امام حسن پہنچے اپنے لشکر کی جمعیت کو بیدل اور محصور دیکھا فرمایا اے مسلمانو اب وہ وقت آگیا معلوم ہوتا ہے کہ خلافت قطعی بنی اُمیّہ کے نصیب ہو جاوے لہذا اقتضائے مصلحت وقت یہی ہے کہ جنگ وجدال سے درگذر کرو اور امن و امان خلایق پر نظر رکھو اسی وقت عبد اللہ بن عامر کی طرف سے یہہ پیام آیا کہ مین آپ سے جنگ کے ارادے پر نہین آیا مین طرفین کا خیر طلب ہون لڑنا آپ کے لئے مفید نہین اگر لڑائی شروع ہو گئی کوئی جو ندامت سابقہ مٹانے کے لیئے آپ کے ہمراہ آئے ہین سب مارے جائینگے پھر آپ کی سلامتی مین خلل واقع ہوگا بہتر ہے کہ صلح کر لیجے حضرت امام حسن کو یہ پیام پسند آیا صلح پر آمادہ ہو گئے بعضے مسلمان جو امیر معاویہ سے منحرف تھے وہ غصہ کھا کر حضرت امام حسن کو آ لپٹے مگر خیر خواہ دور اندیش مسلمانون نے درمیان مین ہو کر آپ کی جان بچائی کچھہ خفیف سا زخم بھی جو اِس کشمکش کی حالت مین پاؤن پر لگا تھا فوراً مداین کے قلعہ مین لیجا کر اُسکا علاج کیا امیر معاویہ کو اطلاع دیگئی اُنھون نے ایک سادہ کاغذ پر اپنی مہر لگا کر بھیجدیا کہ اسپر حسن ابن علی جو شرایط لکھا دینگے وہ مجھے منظور ہونگی چنانچہ حضرت امام حسن نے اپنی

اپنے منشی کو طلب کر کے اپنی زبانی عہدنامہ لکہا دیا منجملہ شرایط کے دفعہ ۶ و ۷ و ۸ کا یہ مضمون تہا۔

**دفعہ ۶** علی مرتضیٰ کے اہل و عیال اور حسنین کی عزت اور توقیر کو مقدم سمجہا جائیگا کوئی برائی اور دغا خفیہ یا علانیہ کنایہ اور اشارہ سے اُن کے ساتہ روا نہ رکہی جائیگی۔

**دفعہ ۷** حسنین کو اپنے وطن مدینہ مین اپنی ہر قسم کی کارروائی کا خود اختیار ہوگا اُنکے کسی کاروبار مین کوئی مزاحم نہ ہوگا

**دفعہ ۸**۔ امیر معاویہ کو تا دم زندگی اپنا ولیعہد بنانے کا اختیار نہوگا جب اُسکی موت کا وقت قریب پہنچے خلافت کی سند نشینی کا اختیار جمہور مسلمانون کے حوالہ کردے وہ جسکو لایق اور حقدار دیکہین خلیفہ مقرر کر دینگے۔ جب یہ عہدنامہ لکہا گیا امیر معاویہ دمشق سے آگئے حضرت حسن نے خلافت خلافت کر کے امیر معاویہ کے ہاتہ پر بیعت کی اور وہ اُسی دن دمشق کو واپس چلے گئے اور حضرات حسنین مع اہل و عیال بخیریت تمام مدینہ منورہ مین پہنچ گئے گیارہ بارہ برس تک یہ عہد و پیمان قایم رہا۔ امامین مدینہ مین امیرانہ شان و شوکت کے ساتہ با اختیار خانہ نشین رہے سوائے عبادت الٓہی اور تفریح خاطر کے کوئی جہگڑہ بکہیڑہ کسی قسم کا پیش نہین آیا۔ **حکایت متعلقہ** مروان یزید کی ولیعہدی کے انتظام کی غرض سے مدینہ مین آیا کسی کٹنی کی معرفت مسماۃ جعدہ بنت اشعث بن قیس زوجہ منکوحہ معتبر حضرت امام حسن رض

کو یہہ پیغام پہنچایا کہ یزید تجھہ پر عاشق ہے اگر تو حضرت امام حسن کو زہر دیکر مار دے تو وہ اپنے عقد مین تجھہ کو قبول کریگا اور تو بادشاہ بیگم بن جائے گی - جعدہ پر طمع دُنیا غالب آگئی - حضرت امام حسن کو زہر دیکر شہید کر دیا۔

انتہائے تمام بسم اللہ آن دو حرف است سال رحلت شاہ

مگر یہہ کارروائی ایسی خفیہ طور پہ ہوئی کہ سوائے ظن غالب کے حضرت امام حسین پر بہی یہ راز نہین کہلا بلکہ باوجود استفسار مکرر کے حضرت امام حسن نے اپنے قاتل کا نام اپنے بہائی کو نہین بتلایا — جب امیر معاویہ کو حضرت حسن کی وفات کی خبر پہنچی اُس نے کئی دن تک سوگ ظاہر کیا مگر جعدہ کی نقل وحرکت سے یہ اشتباہ قوی ہو گیا کہ یہہ حرکت اُسی بدنصیب کی تہی کیونکہ وہ شام پہنچکر یزید سے ایفائے وعدہ کی متر صد ہوئی اور وہ اُسکے ساتھ بڑی بدسلوکی سے پیش آیا — بعض نے لکہا ہے کہ شہر شام مین ذلت کے ساتھ مشتہر کرا کر جان سے مار دیا - بعض نے لکہا ہے تشہیر کے بعد شہر بدر کر دیا مگر وہیں نکالا صحیح بتلاتے ہین ع - گئی دونوں جہاں کے کام سے یہ نہ اُدہر کی رہی نہ اِدہر کی ہوئی ؂

## یزید کی خلافت

| | |
|---|---|
| امیر معاویہ یزید کو ولیعہد بنا کر چند روز کے بعد فوت ہو گئے اور یزید نے خلیفہ ہوتے ہی ناظموں کو | حضرت امام حسین کی شہادت کا احوال معہ تاریخ شہادت |

رعایا سے بیعت قبول کرانے کا حکم جاری کیا ولید بن عتبہ کے نام
بہی جو مدینہ کا ناظم تہا یہ حکم آیا کہ اکابران شہر سے اُسکی خلافت کا اقرار
لیکر بہیجدے - حضرت امام حسین کو بہی منجملہ شرفا و رئیسان مدینہ طلب
کیا حضرت امام حسین بچند وجوہ جو آپ کے جاگزین خاطر تہین -

اوّل یہ یزید کی ولیعہدی خلاف عہدنامہ کے ہوئی

دوم یہ کہ حضرت امام حسن کے قتل کرا دینے کا قوی اشتباہ مرد ان
مرسلہ یزید کی طرف تہا -

سوم یہ کہ ہم حقدار خلافت کے فرزند ہین اور یزید غاصب خلافت
کا بیٹا ہے -

چہارم یہ کہ یزید شریعت کا پابند نہین نہ اُسکے خلیفہ ہونیکا کوئی حق
ہے اسکی بیعت سے قطعی انکار کرکے معہ اہل و عیال مدینہ چہوڑکر بیت اللہ
مین آگئے - کوفہ کے رئیسون نے جو یزید کی خلافت سے ناراض
تہے حضرت امام حسین کی طلبی مین خط لکہنے شروع کردئے امام ممدوح
کو اول اول تو کوفیون کی تحریر پر اعتبار نہ ہوا اسلئے خود تشریف لیگئے
حضرت مسلم بن عقیل کو روانہ کیا اور کوفیون کو لکہدیا کہ بیعت کی قبولیت
مین مسلم کے ہاتہہ کو ہمارا ہاتہہ سمجہو تعاقب سے ہم بہی پہنچین گے
جب حضرت مسلم معہ ہر دو فرزندان خورد سال بیت اللہ سے روانہ ہوکر
کوفہ پہنچے نامہ دیا کوفیون نے سر پر رکہا آنکہون سے لگایا چند روز کے
قیام مین چالیس ہزار مسلمانون نے اُن کے ہاتہہ پر دو کانتا بیعت حضرت

امام حسینؓ کی قبول کی - نعمان بن بشیر جو یزید کیطرف سے کوفہ کا
حاکم تہا وہ بہی در پردہ اس بعیت کی تائید مین شامل مسلم کے ہوگیا
تب اطمینان کے بعد مسلم نے حضرت امام حسین کو خط لکہا کہ اب
چالیس ہزار مسلمان مال اور جان سے آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہوگئے ہین
آپ بے کہٹکے تشریف لائے اور کوفہ کو دار الخلافہ بنائے اب یزید کی
مخالفت پیش نہ جائیگی - اس معتبر تحریر پر حضرت امام حسین مطمئن
ہوکر کوفے جانے کو تیار ہوئے محمد بن زبیر وغیرہ شرفائے مکہ مانع
ہوئے اور بہت کچھ سمجہایا یہانتک کہا کہ اے حسین ابن علی کوفیون
نے علی مرتضے کے ساتھ کونسی ایسی بڑی وفاداری کی ہے جسکے
بہروسہ پر آپ جاتے ہین مگر حضرت امام حسینؓ نے بمقتضائے خواہش
تقدیر اور نیز اس جوش خیال سے کہ ظاہر مین حصول خلافت کا سامان
مہیا ہوچکا تہا کسی کا کہنا نہین مانا معہ اہل وعیال حسین چالیس تن سے
زیادہ مسلح تہے کوفہ کو روانہ ہوگئے - یہہ ابہی کعبہ سے چلے بہی نہ تہے
کہ یزید کو اس بعیت کی اطلاع پہنچگئی اُس نے مشیر اور علماء کو کہ وہ
بہی اکثر اصحاب مین سے تہے جمع کر کے مشورہ کیا کہ کیا تدبیر کیجائے
مشیرون نے نعمان کی معزولی کی صلاح دی اور علماء نے یہہ فتوے
دیدیا کہ اگر حسین ابن علی بعیت کی قبولیت سے انکار کرے تو جرم بغاوت
مین واجب القتل ہے - یزید نے جہٹ پٹ نعمان کو معزول اور بجائے
اسکے عبد اللہ ابن زیاد کو ناظم کوفہ مقرر کر کے یہہ حکم دیا کہ حکماً بعیت طلب

کرے اگر حسین بیعت کا اقرار کرلین توجہان چاہین امن و امان و عافیت
سے رہین انکار کرین توقید کرکے لے آوین اور مقابلہ کرین توقتل کر
دیئے جائین - ابن زیاد مین بائیس ہزار مسلمانون کو جمع کرکے کوفہ
کو چلا مگر پہنچنے سے اول اہل شہر کو یہہ دہوکا دیا کہ کعبہ سے جو راستہ کوفہ
کو آتا تہا مغرب کے بعد اُس راہ سے شہر مین آنا چاہا - رئیسان کوفہ
کا چند روز سے یہہ معمول ہو رہا تہا کہ حضرت حسین کی انتظار تشریف
آوری مین استقبال کے ارادہ سے قریب شام صدہا آدمی معززین
شہر جمع ہوجاتے تہے - ابن زیاد اُسی راہ سے ڈہاٹا باندہے گہوڑے
پر سوار آیا اُسکو دیکہتے ہی حضرت امام حسین کی تشریف آوری کے
دہوکے مین شہر کے رئیسون نے خیر مقدم پکار کر خوشی کے نعرے
مارے مرحبا جزاک اللہ کا شور غل مچادیا ابن زیادہ منہ سے نہین بولا
دونون ہاتہون سے سلام لیتا ہوا مکان دار الخلافت مین سب کو
اپنے ساتھ لئے ہوئے داخل ہوگیا اور اسکے ساتھ کے سپاہی اُسکے
پہنچنے سے پہلے پہنچ گئے تہے فوراً مکان کا دروازہ بند کرا کر سب کو
قید کرلیا - چونکہ وہ اُس وقت غیر مسلح تہے ایک دو کا سر کٹوادیا اور باقی
ماندگان کو ایسا دہمکایا کہ زندگی سے ناامید کردیا اور اُسیوقت حضرت مسلم
کو تلاش کرکے معہ ہر دو فرزندان خرد سال شہید کرادیا - عموماً سکنائے کوفہ
کو غم اور الم ہوا جوش غیرت مین اگر کئی ہزار آدمی جمع ہوئے اور ابن زیاد
پر حملہ کرنا چاہا - مگر انہین معزز قیدیون نے جو سکنائے کوفہ کی روح تہے

مکان پر چڑھکر غل مچایا اور دامن ہلایا اور یہی کہا کہ خبردار ابن زیاد پر
حملہ نکرنا ورنہ ہم سب تمہارے پہنچنے سے پہلے قتل ہو جاینگے۔ اگر
ہماری جان بچانی منظور ہے تو واپس جاؤ اُن کی فہمایش اور فریاد
سے دہاوا کرنے والون کا جوش خروش بہی سرد ہو گیا۔ الغرض کوفیون
کا دل تو حضرت امام حسین کیطرف مایل رہا مگر ایسا موقع تقدیری آگے
پڑا کہ جان کے خوف سے کوفیون کی زبان اور تلوار ابن زیاد کے
تابعدار ہو گیئی۔ پہر ابن زیاد نے حُر بن یزید کو دو سو سوار دیکر حکم دیا
کہ حسین ابن علی سے اثناے راہ مین مزاحم ہو کر جس طرح ممکن ہو پکڑ لاؤ
کوفہ دو منزل رہگیا تہا کہ حُر نے جا گہیرا اور اول حضرت امام حسین کو اپنے
ساتہہ لیجانے پر بہت مجبور کیا آخر ہدایت ازلی سے اُسکے دلپر رحم آیا
امام ممدوح کو یہہ صلاح دی کہ آپ جدہر چاہین چلے جائین کوفہ مین ہرگز
تشریف نہ لاوین وہان آپ کی جان بچنے کی امید نہین مجہہ پر اس
درگذر کے معاوضہ مین جو کچہہ مصیبت گزریگی بہگت لونگا۔ یہ کہہ کر
حر تو کوفہ مین واپس آیا اور ابن زیاد سے کہدیا کہ حسینؑ مجہہ کو نہین ملے
خدا جانے کس راستہ سے آتے ہین مگر ابن زیاد کو معلوم ہو گیا کہ سازش
کر گیا لوگون سے کہا کہ اِس نمکحرامی کا عوض لونگا۔ اگرچہ حُر کے پہنچنے
سے پہلے امام ممدوح کو قتل مسلم کی خبر اثناے راہ مین ملگئی تہی اور کعبہ
کو واپس جانے کا بہی ارادہ کیا مگر مسلم کے بہائیون نے یہ ضد کی کہ ہم
واپس نہ جائینگے کوفہ پہنچ کر اپنے بہائی بہتیجون کا بدلا لیکر مرینگے

اس سبب امام ممدوح واپسی سے بہی مجبور ہو گئے اور حر کی صلاح کے موافق دو روز تک واپسی کے ارادہ سے سفر بہی کیا مگر خواہش تقدیر نے کشان کشان دشت کربلا مین پہنچادیا - نہر فرات کے قریب خیمے لگائے دوسرے روز ابن زیاد کا قاصد آیا خط دیا مضمون یہی تہا بیعت قبول کر لو جہان چاہو وہان رہو - حضرت امام نے اُس خط کو پڑہ کر زمین پر پہینکدیا اور قاصد سے زبانی کہدیا اس خط کا میرے پاس جواب نہین ابن زیاد یہہ پیغام سُنکر غضبناک ہوا آپ تو کوفہ مین رہا اور ابن سعد حاکم رَے کو بیس ہزار لشکر کا افسر مقرر کر کے کربلا کو روانہ کیا - ابن سعد نے فرات کی نہر کو جسکے پانی پر قافلہ اہلبیت کی زندگی کا مدار تہا بند کر دیا - حر بن یزید یہی ابتک لشکر یزید کے شامل تہا مگر ابن زیاد کی کینہ جوئی کے فکر سے عزت اور جان کے بچنے کی امید منقطع ہو گئی تہی اسلئے اُسنے اہلبیت کی رفاقت مین ہی جان دینا مناسب وقت سمجہکر اپنے بہائی اور فرزند اور غلام سمیت حضرت امام کی خدمت مین حاضر ہو گیا اور سب سے پہلے یہی چارون سوار وفادار مرد میدان بنے یزید کی فوج سے لڑکر شہید ہو گئے اسکے بعد امام ممدوح کے خویش و تبار حضرت عباس علی علمدار اور حضرت علی اکبر دلاور دلدار اور حضرت محمد قاسم ابن حسن جگر فگار اور عون و جعفر ہمشیرہ زادہ سید ابرار معہ دیگر اعوان و انصار اہل عرب کے دستور کارزار کے موافق اُسی بہوک پیاس کی حالت مین نوبت بنوبت اپنی اپنی جوانمردی اور شجاعت

سورمائی کا جوہر دکھلا کر شہید ہوگئے۔ سب کے بعد حضرت امام حسین گھوڑے پر سوار ہو کر اس گروہ خونخوار کے مقابل ہوئے طاقت بشری کی حدتک میدان کارزار مین بڑی ثبات قدمی کے ساتھ لڑے جو سامنے آیا اسکو خوب للکار کر قتل کیا آخر کار تیرون اور برچھیون کے زخمون سے چور اور مجبور ہو کر گھوڑے سے گرے اور شہید ہوگئے۔

سالِ قتلش بگفت غمگینے ۔۔۔ سرِ دین را برید بدینے

سنہ ۶۰ ہجری

## غزل

نہ کی یزید سے حضرت حسین نے بیعت ۔۔۔ جو پیش آئی اُٹھائی مصیبت و آفت
کہا زبان سے نہ انکار کرکے پھر اقرار ۔۔۔ دیا نہ ہاتھ مین ہاتھ اسکے جس سے تھی نفرت
رہے رضای خدا پر وہ صابر و شاکر ۔۔۔ قبول کی وہی مقسوم مین جو تھی دعوت
بجائے آب کیا نوش آب تیغ قضا ۔۔۔ رکھی بحال امامت کے نام کی عزت
خدا کے علم مین محمود عاقبت تھی حسین ۔۔۔ بنادیا انہین حق نے خلیفہ جنت

خولی ابن یزید نے سر مبارک کاٹکر نیزہ پر رکھہ لیا فوج کے لالچی لوگون نے اپنے ارادہ کے موافق ڈیرہ خیمہ لوٹ لیا حضرت امام زین العابدین جو بیماری کے سبب زندہ بچے تھے انکو معہ حرم محترم اونٹون پر سوار ابن زیاد کے پاس کوفے لیگئے اُس نے کوفہ سے شام کو روانہ کردیا جب قیدیون کو یزید کے سامنے لیگئے اور سر مبارک پیش کیا یزید نے کہا۔ یہہ اُسی کا سر ہے جو خلافت کے تخت کی طلب رکھتا تھا مگر خدا نے اُسکے ارادے کو پورا نہ کیا اور افسوس ہے میرا منشا یہ تہا کہ حسین کا سر لادین بلکہ میری یہ خواہش

تہی کہ گرفتار کیئے جاوین یہہ کہنا اسکا بادشاہی حیلوں مین داخل تہا
یہہ کہکر سب کو رہائی دی - اور نعمان بن بشیر کو ہمراہ کرکے سب کو مدینہ
پہنچا دیا حضرت امام حسین بڑے شجاع عالی ہمت مرد میدان وغا شیر بیشہ
تسلیم و رضا تہے کہ ملک الموت سے مصافحہ کرنا قبول کیا مگر یزید پلید کے
نام سے جو بچپن ہی سے نفرت تہی اُسکے ہاتہہ پر ہاتہہ رکہنا منظور نفرمایا
یہی غیرت مندی اور بلند ہمتی اُنکی خدا کی درگاہ مین پسند اور مقبول ہوئی
جسکے سبب اُنکی یادگار کا اِسوقت تمام جہان مین ظہور ہو رہا ہے ؎

| | |
|---|---|
| اگر گیتی سراسر باد گیرد | چراغ مقبلان ہرگز نمیرد |

اب اہلبیت مین سے تو خلافت کا کوئی دعویدار نرہا کیونکہ حضرت
امام زین العابدین نے گوشہ نشینی اختیار کی چالیس برس زندہ رہے
عمر یاد الٰہی مین بسر کی - مگر محمد بن زبیر وغیرہ اور دیگر اولاد اصحاب نے
جمع ہوکر خلافت کی - دعویداری پر تلوار پکڑی اور لشکر یزید کے ساتھ
بڑے زور شور سے لڑے معرکہ کربلا کے شریکوں مین سے جو اُن کے
ہاتھ لگا خصوصاً قاتلان اہلبیت کو بڑی ذلت اور خواری سے قتل کیا بعد یکہ
لڑتے لڑتے خود بہی فنا ہوگئے اور یزید بہی اُسی مخمصہ اور پرخاش باہمی کے
انتقام طلبی مین کل پانچ برس خلافت کرکے فوت ہوگیا -

## معاویہ ابن یزید اور خلافت مروانیوں کا احوال

معاویہ ابن یزید نے تخت چہوڑکر گوشہ نشینی اختیار کی مروان نے بوقت

چھوڑنے خلافت کے معاویہ بن یزید کے مُنہ پر طمانچہ مار کر کہا کہ یہ خلافت
بنی اُمیہ نے بزور شمشیر حاصل کی ہے بغیر تلوار کے کسی کو نہین دیسکتے
خلافت کو خود سنبھالا اور اب یہان سے مروانیون کا دور شروع ہوا۔
اس خلیفہ نے فرقہ خوارج کا سر پرست بنکر اپنے گروہ کے عالمون سے
یہ کام لیا۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے عہد خلافت کی کارروائی
پر شرعی نکتہ چینی کرنے کو کھڑا کیا اُنہوں نے اُنکی خلافت کی کارروائی
پر الزام شرعی پیدا کر کے جمعہ کے خطبون مین ہر دو خلفائے کرام کے
نام پر الفاظ ناسزا گوئی کا استعمال کرایا جس سے گروہ امامیہ کے دلون کی
دبی ہوئی آگ پہر بھڑکی اِسلئے شیعون نے بھی اپنے فرقہ کو چمکایا مروانیون
نے بادشاہت کے زور سے علانیہ بدگوئی اختیار کی اور ان کمزور مظلومون
نے تقیہ کی سپر پیدا کر کے اُسکی اوٹ مین تبرا گوئی کی بھرمار کی حضرت
علی کی فضیلت مشتہر کرنے کی غرض سے کلمۃ الحق مین الفاظ مستزاد کئے
اور اذان کو بھی لنبا چوڑا کیا خطبہ شقشقیہ بنایا پچاس برس تک یہی شور
اور فساد خفیہ اور علانیہ برپا رہا۔ جب مروانیون پر زوال آیا اور عباسیون
کی خلافت کا دور شروع ہوا تب یہہ بدعملی و بدگوئی طرفین کی کچھہ بند ہوئی

## عباسیونکی خلافت کا مختصر ذکر

شروع خلافت مین تو عباسیون نے مروانیون کو بڑے زور و شور سے
نیست و نابود کیا بحدے کہ ایک دفعہ یہان تک تشدد کیا کہ ایک لڑائی

ہین جو بنی اُمیہ نے شکست فاش کہائی اور بڑی کثرت سے قتل ہوئے عباسیون نے فتحیاب ہوکر مروانیون کے مقتولون کی نعشون کو ہموار زمین پر بچہوا دیا اُسپر فرش کیا اور دستر خوان لگوایا اور مُردون کی چہاتی پر بیٹھکر کہانا کہایا - پہر بنی ہاشم کیطرف جہکے جن کے دلون مین خلافت کی خواہش کا اثر پایا اُن کو بہی بیدریغی اور بیدردی سے قتل کرایا امام اعظم ابو حنیفہ کوفی کو اِس عداوت مین کہ وہ اہلبیت کے اکثر حامیتی رہتے تہے زہر دیکر مار دیا جب استحکام خلافت کیطرف سے اطمینان ہوگئی - طبیعت اصلاح پر آئی تو مذہب روافض اور خوارج دونون کے اعمال سے نفرت ظاہر کی اور طرفین کی بدگوئی کا بہی اِنسداد اور اپنا مذہب ایک اوسط درجہ کا قایم کیا جسکا منشا اس شعر سے ظاہر ہوتا ہے کہ -

| | | | |
|---|---|---|---|
| دشنام بذہبی کہ طاعت باشد | | مذہب معلوم واہل مذہب معلوم | |

مگر فرقہ رافضی وخارجی انکی خلافت سے بہی سخت ناراض رہے کیونکہ عباسیون نے دونون فرقون مین سے ایک کی بہی مذہبی رعایت نہین کی اور ساڑھے چارسو برس تک بڑی دُہوم دہام سے خلافت کی گردہ شیعان مین باہمدگر سخت تفرقہ لاحق ہوا فرقے در فرقے نکلنے شروع ہوگئے اور آپس مین عداوت ایسی پہیلی کہ ایک دوسرے کو کافر مرتد منافق لکہنے لگے - اہلسنت جماعت جس فرقہ کا نام ہے وہ ان روافض وخوارج وغیرہ فرقون سے ہمیشہ جدارہا اور عقیدہ ان کا مطابق اس شعر کے ہے

| | | | |
|---|---|---|---|
| گہر جو چہارت و گوہر چہار | | فروشندہ را با فضولی چہ کار | |

اور بعض اہلسنت نے اِس نزاع باہمی کا ذکر بہی زبان پر لانے سے
اجتناب کیا - جب عباسیون کی سیاست سے فریقین کی تلوار چلنی بند
ہوئی قلمی جنگ کی بنیاد اِس طرح پر ڈالی کہ اپنے اپنے دعاوون کے
ثابت کرنے کی ضرورت سے حدیثین اور اکثر روائتین اپنے اپنے
مفید مطلب گہڑنی شروع کین - یہان تک کہ فریقین نے تاویلات
منطقی کے زور سے ایک ذخیرہ مناظرہ کا جمع کر لیا اور فلسفہ آمیز علم کلام
اور اصول خطا و جدل ایجاد ہوکر کام مین آنے لگے فریقین نے مذہبی
کتابین تصنیف کین نتائج سب نے اپنی اپنی تصنیفات کے یہی نکالے
کہ اپنے فرقہ کو نجات کا حقدار اور فرقہ مخالف کو جہنم کا سزاوار ثابت
کرکے دکہلایا اور خلافت کے جہگڑے کو جسکا تعلق امور بادشاہت سے
تہا اُسکا ایک دینی ضمیمہ بناکر اسلام کی پگڑی کا طرہ بنا دیا اس موثر حکمت
عملی سے جس کے ساتھ بہشت کی چاٹ اور دوزخ کا خوف لگا ہوا
تہا ہر دو فریق نے اپنے اپنے گروہ کو ایسا قابو مین کر لیا کہ جو جسکی ابتدائی
تعلیم نفاقی کی گرفت مین اگیا وہ اُسی کے کہونٹے کا شیر بنکر مخالف فرقہ
کے خون کا پیاسا ہوگیا اسلامی طاقت یکجائی کا حبّ ٹوٹ پہوٹ کر
فرقون پر تقسیم ہوگیا مسلمان جو طاقت مجموعی کے زور سے ہرن کیسی
چوکڑی بہرتے تہے سب بہول گئے اور دین کے عالم سیر آٹا باندہکر
مذہبی جہگڑون مین ایسے پہنسے کہ قوم کو توڑ پہوڑ کر فرقے پرست بنا دیا
ع اے ضد مذہبی تیرا خانہ خراب ہو -

## ہندوستان میں جب اسلام آیا اُس وقت کسقدر فرقے تھے

**سوال** ہندوستان میں دین اسلام کب آیا کس قدر مذاہب مختلف اسکے ساتھ آئے۔

**جواب** دین اسلام کی آمد ہندوستان میں محمود غزنوی سے شروع ہوئی اور دو مذہب ہی فارس اور افغانستان ملک ایشیائی سے اُسکے ساتھ ہی آئے سُنی اور شیعہ لیکن سُنی بکثرت اور شیعہ بقلت تھے اور مناظرہ اور مباحثہ مذہبی بھی اُنکے ساتھ ہی آیا۔ سُنیوں میں عموماً مذہب حنفی تھا اور شافعی مذہب بدوی جنگلی۔ خانہ بدوش نہایت کم اور حنبلی مالکی مذاہب کے آدمی کبھی سُننے اور دیکھنے میں نہیں آئے اور یہی دو مذہب سُنی اور شیعہ بارہویں صدی تک موجود رہے اور ابتک ہیں

## خلیفہ سید احمد صاحب اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم کا ابتدائی احوال

عرصہ تخمیناً ساٹھ برس کا ہوا ہوگا کہ سید احمد موضع تکیہ ضلع رائے بریلی ملک اودھ کے رئیس سید حسنی شریف خاندان عمر میں نوجوان جنکی مختصر کیفیت یہ ہے کہ پیدائش انکی ۱۲۰۱ھ ہجری کی تھی اور طبیعت اُنکی آغاز سن تمیز سے علم فقیری کیطرف مائل اور شاغل تھے اپنے وطن مالوفہ سے روانہ ہوکر مزارہائے اہل اللہ کی زیارتیں کرتے کرتے سہارنپور ہوتے ہوئے دلی پہنچے مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مرید ہوکر ٹونک چلے گئے۔

نواب امیر خان مرحوم والی ٹونک کی سرکار مین اُردلی سوارون مین نوکر
ہو گئے تین سال تک نوکری بہی کی اور فقیری کے شوق مین عبادت مجاہدہ
اور پیری مریدی بہی کرتے رہے بعد تین سال کے یہہ دعوے کیا کہ مجھکو
خدا کے طرف سے یہ الہام ہوا ہے کہ مین تمام ملک ہندوستان کو تسخیر
کرون گا اور بادشاہ بنونگا اِسلیئے جہاد کا خیال اُنکے دل مین پختہ ہو گیا
۱۲۳۴ھ ہجری مین نوکری چہوڑ کر دِلّی مین تشریف لائے اور اپنے پیر سے
ملے اُنکی تشریف آوری سے پہلے شہر دہلی مین یہہ معاملہ اور مخمصہ درپیش تہا
کہ مولوی محمد اسمٰعیل ہمشیرہ زادہ مولانا عبد العزیز خرد سالی کی عمر مین مولویت
کے خطاب سے ممتاز ہوے - یہ نوجوان مولوی صاحب بڑے ذہین اور
منطقی حجتی تیز طبیعت سپاہی مزاج غصہ ناک بیباک آدمی تہے - اُنہین
دنون مین ایک کتاب شیخ عبد الوہاب نجدی کی تازہ تصنیفات کا انتخاب
بمبئی سے دِلی مین آئی چونکہ عبد الوہاب سطور ملک عرب کا باشندہ زباندان
تہا مولوی اسمعیل اُنکی فصاحت بلاغت پر فریفتہ ہو گئے اُسکے کچہہ مسایل انتخاب
اور اخذ کرکے علماء دہلی حنفی مذہب سے چہیڑ چہاڑ شروع کر دی اُنہون نے
اِنکو ایک خرد سال خام خیال سمجہہ کر اُن سے بحث تو نہ کی مگر مولانا عبد العزیز
سے اُن کی بے اعتدالی کے شاکی ہوئے - مولانا موصوف نے کچہہ
رنجیدہ خاطر ہو کر مولوی اسمٰعیل کو پیام دیا کہ " میری طرف سے کہو اس لڑکے
نامراد کو کہ جو کتاب بمبئی سے آئی ہے مین نے بہی اُسکو دیکہا ہے اُس کے
عقاید صحیح نہین بلکہ بے ادبی بے نصیبی سے بہرے ہوئے ہین اور مین

آجکل بیمار ہون اگر صحت ہو گئی تو مین اُسکی تردید لکھنے کا ارادہ رکھتا ہون تم ابہی نوجوان بچے ہو ناحق شور و شر برپا نکرو"۔ مگر مولوی اسمٰعیل نے اُنکی فہمایش اور ناراضگی کا بہی کچہہ خیال نکیا سب سے اول اپنے خاندانی علما کو ہی مناظرہ کا پیام دیا۔ وہ فکرمند ہوے کہ کیا کیا جاے اگر مناظرہ قبول کرتے ہین تو یہہ عزیز دست بقبضہ ہے خدا جانے کیا صورت پیش آئے اور جو نہین قبول کرتے تو وہ فتح کا نقارہ بجا کر اور زیادہ تنگ کرینگے اُن دنون مین مولانا سید محمد غوث علیشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ راقم کے پیر دستگیر جو علم دین مین اس خاندان کے شاگردون مین سے تہے فقیری حالت مین نواح سونی پت مین مقیم تہے اُن کے نام بہی علماء دہلی کیطرف سے نامہ اس مضمون کا آیا کہ یہان ایسا معاملہ درپیش ہے دُعاے خیر کرو اور کچھ صلاح بہی بتلاؤ کہ کیا کرنا چاہئے آپ نے جواب خط کا اسطرح پر لکھا دیا کہ مولوی اسمٰعیل صاحبزادہ اولو العزم بلند ارادہ ہین یہہ خود اور اُنکی منطقی طاقت نوجوان ہے اُنکے ساتھ زبانی مناظرہ مناسب نہین تحریری مناظرہ قرار دیا جاوے تو امید ہے انشاء اللہ بزرگان دہلی صوفی محدثین کامیاب ہونگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا تحریری مناظرہ قرار دیا گیا اور مولوی اسمٰعیل کو زک حاصل ہوئی۔ اُس وقت تک مولوی اسمٰعیل کسی کے مرید نہ تہے اور یہہ بہی اُنکو معلوم ہو گیا کہ کمی معلومات علم تصوف کی وجہ سے ہم کو زک اُٹھانی پڑی پہر یہہ بیعت کرنے کی فکر مین ہوئے مولانا عبد العزیز نے فرمایا کہ اگر پیر کی تلاش ہے تو خلیفہ سید احمد کے مرید ہو جاؤ۔ مولوی اسمٰعیل خلیفہ صاحب

کے مرید ہوگئے - ان دنون خلیفہ صاحب کی حرارت قلبی کثرت ذکر اللہ سے بڑہی ہوئی تہی مرید ہوتے ہی مولوی صاحب کا ایسا اعتقاد بڑہا کہ جب خلیفہ صاحب شہر کے سیر کو سوار ہوتے مولوی صاحب اُنکی رکاب پکڑکر بجاے سائیس کوسون تک ایسے دوڑتے تہے کہ سر کا پسینا پاؤن پر ٹپکتا تہا - خوابون اور الہامون اور بشارتون اور کرامتون کی چرچا نے یہہ ترقی پکڑی کہ ہر روز صدہا مرید ہوتے چلے جاتے تہے - خلیفہ صاحب ایک بزرگ اہل اللہ مشایخ سپاہی مزاج آدمی تہے اُن کو علم رسمی حاصل تہا عالم متبحر محدث نہ تہے نہ کوئی اُنہون نے تازہ اجتہاد کیا - مگر ہان مولوی اسمٰعیل عالم محدث تہے اول اونہون نے کتاب صراط مستقیم لکہی اور مسایل تصوف کی قوت اور فرط عقیدت کے جوش مین آکر اپنے پیر کے مرتبہ اور کشف کرامت کو انبیاء علیہ السلام کے مرتبہ تک پہنچا دیا اور انہین مولوی صاحب کے وجہ سے کہ صفت درویشی کے ساتھ علمائی صفت شامل ہوگئی پیری مریدی کے سلسلہ نے ایسی ترقی اور رونق پکڑی کہ فقیری اور امیری دونون کے آثار نمایان ہوگئے

## فرقہ پنجم محمدیہ عامل بالحدیث کے ایجاد ہونیکا ذکر

اُس وقت مولوی اسمٰعیل نے ایک نئے فرقہ کی بُنیاد اس پیرایہ پر رکہی کہ آئمہ اربعہ کے اتباع اور تقلید کو ہی بظاہر قایم رکہا اور پانچوین امامت اپنے پیر کے نام ایجاد کرکے نام فرقہ کا - فرقہ پنجم محمدیہ عامل بالحدیث رکہا

اور اُسی فرقہ پنجم مین مرید کرنا شروع کر دیا - چونکہ علمائے دہلی سے مخالفت ہو چکی تھی اور وہ اُن کے فرقہ پنجم کو تسلیم نہ کرتے تھے بدعتی اور گمراہی کے خطاب بھی طرفین سے لینے دینے شروع ہو گئے تھے اِدہر جیسے پیر نوجوان تھے ویسے ہی مُرید بھی ہم عمر ملگئے الہامی خوشخبری کی امید بھی دلون مین سمائی ہوئی تھی - اب یہی مصلحت قرار پائی -

## خلیفہ سیّد احمد اور مولوی محمد اسمٰعیل کے عزم جہاد کا ذکر

| | |
|---|---|
| کب وطن مین ہوگی اپنے جوہر معنی کی قدر | لعل قیمت کو پہنچتا ہے بدخشان چھوڑ کر |

آخر اونہون نے اولوالعزمی اور خروج پر کمر باندہی اور بہت مُریدون کی جمعیت سے دہلی کو چھوڑ کر لکھنو پہنچے ہر منزل مین مریدون کی تعداد بڑہتی گئی - شہر لکھنو مین ایک عالم بزرگ نقشبندیہ مولوی نعیم اللہ صاحب مرزا مظہر جانجانان کے مرید کے مرید بڑے کامل مشہور تھے آنسے یہ مولوی صاحبان ملنے گئے اثنا گفتگو مین یہہ ذکر کیا کہ چار مذہب تو قدیم سے ہندوستان مین چلے ہی آتے تھے مگر ہمنے درینولا پانچوان فرقہ محمدیہ تجویز کیا ہے جسکا نام عامل بالحدیث رکھا ہے - مولوی نعیم اللہ صاحب نے اسکے جواب مین فرمایا کہ بھلا سید صاحب یہ چار طریقہ چار مصلے جو کعبۃ اللہ مین قدیم سے چلے آتے ہین کیا آپ کی دانست مین یہ محمدیہ نہ تھے جو آپ نے پانچوان فرقہ ایجاد کیا - مجھے تو نتیجہ اور انجام اِس فرقہ کا سوائے تفرقہ باہمی اہل اسلام کے اور کچھ نہین نظر آتا - اسکا جواب مولوی اسمٰعیل نے

بجز خموشی اور کچھہ نہین دیا - اُسی زمانہ مین مولانا عبدالرحمن ولائتی
صوفی لقب خاص شہر لکھنو مین مقیم تھے اُنکی کشف کرامات کی اس زمانہ مین
بہت شہرت تہی - مولوی اسمعیل صاحب بحث مباحثہ کے ارادہ سے
اُن سے ملنے گئے مگر کہتے ہین کہ صوفی صاحب کا تصرف غالب رہا بحث
شروع کرنے سے باز رہے رخصت کے وقت مولوی اسمعیل صاحب نے
فرمایا کہ فرنگی محل کے مولوی بہت گمراہ ہین میرا ارادہ ہے کہ جس وقت کلکتہ
سے واپس ہون گا اُن گمراہون پر جہاد کرون گا - مولوی عبدالرحمن نے
جواب دیا کہ صاحبزادے جو اس قسم کا ارادہ رکہتے ہین وہ مُڑکر نہین آیا
کرتے - سید صاحب بزرگ اہل اللہ تھے اور مولوی اسمعیل صاحب کی
تازہ تحصیل اور طلاقت زبانی اور وعظ گوئی اور خوش بیانی مین فی الواقع
ایک تسخیر کا عالم تہا - لکھنو کے وزیر نے اُنکی واعظانہ گفتگو سُنکر اور
اُنکی اولوالعزمی کیطرف خیال کر کے پچیس ہزار کی رقم نذر بچڑہی دیگر اُمرایان
لکھنو نے اتنا دیا کہ قریب ایک لاکھہ کے ہوگیا - فرنگی محل کے مولویون نے
اعتراض کیا کہ یہہ روپیہ سب ناجایز ہے مولوی اسمعیل صاحب نے جوابدیا
کہ ہان ہم بہی جانتے ہین کہ یہہ مال رشوت کا ہے مگر ہمنے اپنی ذات
خاص کے خرچ کے واسطے نہین لیا مساکین اور غربا کے کام آئیگا
لکھنو سے چلکر عظیم آباد پٹنہ پہنچے وہان بہی بہت کچھہ فتوح حاصل ہوئی -
ہزارہا مرید ہوے اور یک لخت اس فقیرانہ گروہ کا امیرانہ ٹھاٹھ ہوگیا بظاہر
ایک لشکر کیسی صورت بن گئی نقل ہے کہ مولوی اسمعیل نے عقد ثانی

بیوگان کے بارہ مین جو وعظ کہا بڑی تاثیر ہوئی ایک ملکی شریف
خاندان کے گہر مین ایک بہو ایک بیٹی دو بیوہ جوان موجود تہین پہلے
تو اُس نے ایکدم اُنکے لشکر کے غازیون کے ساتہہ اُن کا نکاح اسی دن
کردینا چاہا پہر جو اُسکو کچہہ امتحان مدنظر ہوا تو اُسنے مولوی صاحبون کی دعوت
کی اور چونکہ مکان ایک کوس کے فاصلہ پر تہا اِسلئے سواری کے لیئے
دو گدہون پر زین کہینچکر لایا اور پیش کیئے۔ مولوی صاحب نے سرسری
طور پر فرمایا کہ ہندوستان مین گدہے کی سواری معیوب ہے۔ کسی
رئیس نے کچہہ اور سواری حاضر کردی اُسپر سوار ہوکر یہہ دعوت کہانے
گئے۔ بعد تناول طعام ملکی مذکور نے عرض کی کہ حضرت اگر آپ گدہے
پر سوار ہو جاتے تو مین اسیوقت اپنی بہو اور بیٹی کا غازیون کے ساتہہ
نکاح کردیتا مگر اب معلوم ہوا کہ آپ خود گدہے پر سوار ہونا معیوب سمجہتے
ہین اور ہمکو گدہے پر سوار کرنا ثواب جانتے ہین لہذا وہ ارادہ میرا فسخ
ہوگیا مولوی صاحب نے فرمایا اس ذی علم ملکی نے دہوکا دیا۔

حکام کمپنی کی پیشبندی اور خلیفہ صاحب کا عزم پشاور

آمدم بر سر مطلب کمپنی کے مخبر لگے ہوئے تہے
صاحبان اضلاع کو اشتباہ ہوا کہ شاید ان مولویون
کا ارادہ ملک گیری کا ہو فوراً انتظام کرلیا خاص شہر کلکتہ مین اس جمعیت
عظیم کو نہ گہسنے دیا فورٹ ولیم قلعہ کے میدان مین بیجا کر فروکش کیا
قلعہ کی توپون کا منہ بہی دکہادیا اُس جگہہ کچہہ تہوڑی فتوح حاصل ہوئی
کیونکہ نامی امیر اُنکی ملاقات سے کنارہ کش رہے سنہ ۱۲۳۴ ہجری سے

سنہ ۱۲۴۲ ہجری تک اُن کا گروہ سات آٹھ برس تک ہندوستان
مین سیر اور سیاحی کرتا پیری مریدی کو ترقی دیتا رہا مگر ہندوستان کے
حنفی عالمون نے اس مذہب جدید سے موافقت نہین رکھی بلکہ مخالف
ہی رہے اسوقت مین اس گروہ کو یہہ بہی یقین ہو گیا کہ ہندوستان مین
جس قدر رئیس ہندو اور مسلمان با اختیار ہین وہ کمپنی کے متعہد اور
ماتحت فرمان بردار ہین کمپنی اُنکی اور وہ کمپنی کے مددگار ہین لہذا
انگریزی عملداری مین خروج غیر ممکن اسلیے سنہ ۱۲۴۴ ہجری مین چار پانچ
ہزار مسلمانون کو ساتھہ لیکر بمبئی گئے اور پہر سندہ کے ملک سے ہوتے
ہوئے پشاور پہنچ گئے۔ ان دنون ملک پشاور مین امیر دوست محمد خان
صاحب بہادر مرحوم کی عملداری کچہہ کمزور اور بے بندوبست تہی یار محمد خان
بہائی امیر موصوف کا ناظم تہا۔ سکہون کی فوج اُسکے ملک مین دہاوا
کرتی پہرتی تہی اول اول تو ناظم پشاور اس قافلہ علماء ہندی کو واعظان دین
سمجہہ کر کچہہ مزاحم یا معاون انکا نہین ہوا۔ یہ پیری مریدی کے طرق
سے اپنے گروہ کو تقویت دیتے ملکی جرگون کو اپنے مریدون مین داخل
کرتے رہے۔ مگر انکی عادت جبلی سے خلیفہ صاحب کو علم نہ تہا ایک
گروہ عظیم کے بہروسہ پر کہ لاکہہ آدمی سے زیادہ تہا مطمئن ہو کر اپنے
مشیرون کی صلاح سے خطاب امیر المومنین قبول کیا اپنی خلافت شرعی
کی کارروائی شروع کردی۔ شاہ بخارا اور امیر کابل کو اپنی استعانت
کے بارہ مین مراسلے روانہ کئے۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ صاحب سرگرباشی

کو دعوت اسلام کا پیغام دیا - اُمراے نامدار اور عُلماے لاہور کو مطلع کیا
کہ امیر المومنین سے بیعت حاصل کرو - جب کوئی امیر مُسلمان اور عالم
پنجاب کا اُنکی طرف متوجہ نہ ہوا تب اُنہون نے اُنکی تکفیر کا فتویٰ
جاری کیا اِس فتوے تکفیر کی اجراے سے تمام ملک پنجاب کے
امیر اور علمار ناراض ہو گئے اور جواب لکھے کہ تم وہابی مذہب ہو تمسے
بیعت کرنا روا نہین عُلمار دہلی تمہارے عقاید باطلہ کے خلاف ہین
ہم کو تُمسے نہ بیعت کی حاجت ہے نہ ہم تمہارا ساتھ دے سکتے ہین اور جن
ملکی وحشیون کی بیعت پر تُم نے بھروسا کیا ہے اُنکے قول فعل کا اعتبار
نہین مسلمانون کے حال پر رحم کرو - اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کی طرف
سے اُن کو یہہ لکھا گیا کہ اگر تم پنجاب کے مُسلمانون کو علم پڑہانا اور نماز روزہ
سکہلانا چاہتے ہو تو سرکار تمہارے لئے جاگیر بطور وظیفہ کے مقرر
کرسکتی ہے تم لاہور میں چلے آؤ دینی بحث مباحثہ کرو اور فساد سے
باز رہو مگر چونکہ خلیفہ صاحب کی جمعیت بہت ترقی پکڑ گئی تہی اسلئے
اُنہون نے اپنی خلافت کی کارروائی شروع کردی اُس وقت ناظم
پشاور کی بہی آنکھ کہلی اور وہ بہی اُنکے اخراجات کے درپے ہو گیا
مگر خلیفہ صاحب کی کارروائی اسقدر مضبوط ہو گئی تہی کہ اُنہون نے
اسکی بہی کچھہ پروا نہ کی - ناظم نے جرگون کے قانون کو بڑی تاکید سے
لکہا کہ خلیفہ صاحب کو جس طرح ہو سکے اپنے ملک سے نکالو مگر وہ سب
خلیفہ صاحب سے بیعت کر چکے تہے اُنہون نے ناظم کا حکم نہ مانا جبلہ

بہانہ سے ٹالدیا۔ ملکی ملّا جو خلیفہ صاحب کے متبع ہو گئے تھے اُنکی امداد سے کئی پرگنون پر قبضہ خلیفہ صاحب کا ہو گیا اور خراج عشر بھی تحصیل کرنا شروع کر دیا۔ مگر یہہ سب کارروائی شہر سے باہر عمل مین آئی اور قیام مختلف مقامات مین رہا۔

ناظم پشاور کے بھائی کا قتل اور خلیفہ صاحب کی حاکمانہ کارروائی۔

ایک رات ناظم پشاور کا بھائی تماشائے رقص سرود مین مشغول اور غافل رہا۔ خلیفہ صاحب اور مولوی اسمٰعیل معہ مولوی بلند بخش کمینگاہ سے اُسکی پس پشت جا پہنچے قرابین ماری وہ مر گیا اور کئی آدمی زخمی ہوئے اور یہہ اسی شب تاریک مین بخیریت تمام اپنے قیامگاہ پر آ پہنچے۔ یہہ بہادری اُن سے ایسی ظہور مین آئی کہ ملک پشاور مین اُنکی دھاک بیٹھ گئی اور حکومت نے ترقی پکڑی۔ امیر دوست محمد خان اپنے بھائی کے قتل سے سخت ناراض اور غمگین ہوئے اور طرفین سے بڑی سخت تحریرات شروع ہو گئین۔ امیر نے اِنکی گرفتاری کا بہت بندوبست کیا مگر یہہ ہاتھ نہ آئے۔ سکھونکی فوج سے بھی دو تین لڑائیان ہوئین مگر خلیفہ صاحب کو کچھہ فتحمندی یا شکست نہین ہوئی۔ ناظم پشاور سے خلیفہ صاحب لڑے اور فتحیاب ہوئے چند ضرب توپین قبضہ مین آ گئین اور بہت کچھہ سامان ہاتھہ آیا۔ اب زمانہ نے پھر پلٹا کھایا وہ عشر جو سرداران اور ملکی ملاؤن اور رعایا کی رضامندی سے مقرر ہوا تھا اُس کی تحصیل کے لئے خلیفہ صاحب نے اپنے ہندوستانی غازیون کو دیہات مین

بطور محصل کے تعینات کرکے فصل کے غلہ کو روک کر وصول کرنا شروع
کردیا اسوقت تمام ملا اور سردار جرگہ اور رعایا گھبرائی - اول ملاؤن نے
امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوکر فریاد کی کہ یہہ عشر ہماری خدمت
کا حق اور معاوضہ ہے اور قدیم سے ہمکو ہی یہ لوگ بخوشی خود پہنچا دیتے
تھے اسمین سے ہم کو ہی حصہ دو خلیفہ صاحب نے حکم دیا کہ تم لوگ ہر طرح
مضبوط معلوم ہوتے ہو اگر تم ہمارے لشکر کے شامل ہوکر جہاد کرنا
قبول کرو تو تم کو عشر مین سے وظیفہ مل سکتا ہے ورنہ خود کماؤ کھاؤ
یہہ بات سنکر انہون نے حجت کی کہ ہم تو وہ جہاد اکبر کر رہے ہین کہ
اپنے گھروں کو چھوڑ کر نفس کو مار کر دیہات مین پڑے ہوئے دین
قرآن پڑھاتے ہین نماز روزہ حج زکوٰۃ کلمہ ارکان دین انکو سکھلاتے ہین
جب بچہ پیدا ہوتا ہے اُن کے کانون مین اذان سُناتے ہین امامت
کراتے ہین جو کوئی مرجاتا ہے اُسکو نہلا دُھلا کفن پہنا جنازہ پڑھکر اول
منزل پُہنچاتے ہین اس سے بڑھکر اور کیا جہاد ہے - خلیفہ صاحب نے
اُن کو جواب صاف دیدیا کہ جبتک لشکر مین شامل ہوکر جہاد ظاہری
نکروگے تمکو کچھہ نہ ملیگا - وہ خلیفہ صاحب سے سخت ناراض ہوکر اپنے
اپنے مواضعات کو واپس گئے اور خلیفہ صاحب کے خلاف یہ کارروائی
شروع کی - اول کل افغان جرگون کو درپردہ یہہ وعظ سنایا کہ یہہ خلیفہ
وہابی مذہب ہے اسکا ساتھ دینا شرعاً روا نہین - دوم یہہ شبہ قوی ہے
کہ شاید انگریزون کا مرسلہ ہے جہاد کے بہانہ سے آیا ہے - اس نے

ملک کو برباد کر دیا ہزارہا مسلمانون کو قتل کرا دیا اب جس طرح ہو سکے ان کو
اپنے ملک سے نکالو۔ آخر تمام ملکی خانون کو در پردہ اغواسے کر کے
ہندوستانی غازیون کے قتل کی یہہ تجویز کی۔ کہ اب فصل تیار ہو گئی
ہے خود درخواست کر کے محصّل اور شحنے خلیفہ صاحب کی اجازت
سے اپنے اپنے مواضعات کو لیجاؤ اور ایک ہی تاریخ انکے قتل کی
مقرر کرو۔ اور اصطلاح اِس دغابازی کی۔ مکّی کوٹنا معین کی۔ چنانچہ
خود درخواست کر کے خلیفہ صاحب کے حکم سے دو ہزار ہندوستانی
غازیون کو اپنے اپنے مواضعات مین لیگئے اور اُسی تاریخ معینہ پر
جو مکّی کوٹنے کی قرار پائی تہی دو ہزار ہندی مسلمانون کو ایک ہی رات
مین قتل کر ڈالا۔ اور خلیفہ صاحب پر بہی حملہ کیا مگر اُنہون نے بڑی حکمت
عملی اور ہندوستانی فوج کی مدد سے اپنی جان بچائی۔ اب یہہ صورت
پیش آئی کہ یا تو خلیفہ صاحب ایک لاکھہ ملکیون کے امیر المومنین تہے
یا پہر وہی تین ہزار باقیماندہ ہندی مسلمانون کے سردار رہ گئے۔ مگر
پہر بہی ہندوستانی غازیون اور پانچسو قندہاریون کے وفاداری کے
سبب کارروائی خلافت کی بدستور جاری رہی اور کارروائی مین یہ انقلاب
واقع ہوا کہ رعایا اس ملک کی آفت مین آگئی۔ اِدہر ناظم پشاور اپنے
ملک مقبوضہ کا دعویدار اُدہر سکہون کا لشکر ملک گیری کا خواستگار۔
تیسرے ملکی سردار اپنی اپنی حکومت کے طلبگار۔ چوتہے خلیفہ صاحب
جہاد پر تیار۔ ملکی خانون کی یہہ حالت ہو گئی آج ناظم کے تابعدار کل کو

خلیفہ صاحب کے فرمانبردار پرسون کو سکھون کے باج گذار چوتہے دن پہر وہی فعل مختار غرضیکہ ایسی کشمکش اور دست برد مین ہزارہا ملکی وحشی قتل ہو گئے ملک بدامنی سے تباہ ہو گیا۔

جرگہ یوسف زئی کے ساتھہ جہاد اور مولوی اسمعیل کی شہادت

اب خلیفہ صاحب کی خلافت کے ضعف کا یہ سبب ظہور مین آیا کہ جرگہ یوسف زئی مین جسکے علاقہ مین ساٹھہ ہزار بندوق تہی انمین یہہ دستور ناقص قدیم سے جاری تہا کہ اپنی دخترون کا نکاح بدون خاطر خواہ روپیہ لیئے نہ کرتے تہے جس سے انکی لڑکیون کی عمر جوانی ضایع ہو جاتی تہی تب کہین نکاح کی نوبت آتی تہی خلیفہ صاحب نے شرعی حکومت کے زور سے انکی لڑکیون کا نکاح حکماً کرانا چاہا بلکہ دس بیس لڑکیون کے نکاح مجاہدین وغیرہ سے کرا دئے اور خود بھی برضامندی سرداران جرگہ اپنے دو نکاح کیئے مگر وہ جرگہ زبردست انسے سرکش ہو گیا اور بہت مدت تک اُنپر جہاد ہوتا رہا بہت کچھہ جدال وقتال کی نوبت پہنچی مگر وہ انسے مغلوب نہوا ایکروز بہت سے ملکی جمع کرکے مولوی محمد اسمعیل صاحب خود اُنکے مقابلہ کو گئے لڑائی شروع ہوتے ہی مولویصاحب کی پیشانی پر گولی لگی شہید ہو گئے ع کارما آخر شد و آخر زما کارے نشد۔ اُنکے مرتے ہی غازی پس پا ہوئے یوسف زئی خاطرخواہ فتحیاب ہو کر خلیفہ صاحب کے مال و جان کے ایسے دشمن ہو گئے کہ پہر وہان ٹھیرنا مشکل ہو گیا۔ خلیفہ صاحب نے بیدل ہو کر فرمادیا " جو دولہ اس برات کا تہا وہ مارا گیا اب امید کامیابی کی نہین معلوم ہوتی

مگر پردیسی رفیقون نے بہت ہمت بندھائی تو بھی رہنا قبول نہ فرمایا۔ پشاور سے کوچ کیا پہاڑون کے راہ دشوار گزار اور بے سامانی کے سبب توپخانہ بھی چھوڑنا پڑا پیادہ فوج کو ہمراہ لیکر چھچ ہزارہ مین اگر مقیم ہوئے از سرنو بند وبست شروع کیا۔ چند مدت کے قیام مین انکی جمعیت نے پھر ترقی پکڑی ہزارہا آدمیون نے اِن کے ہاتھ پر جہاد کی پھر بیعت کی مقام بالاکوٹ علاقہ چھچ ہزارہ مین پانچہزار فوج سکھہ سرحدی حفاظت پر تعینات تھی۔ خلیفہ صاحب کے غازی افسرون کی یہہ رائے ہوئی کہ اول اس قدر قلیل فوج کو شکست دیکر بالاکوٹ پر قبضہ کر لیا جائے تاکہ جائے محفوظ اور سامان جنگ ہاتھہ آجائے پھر اطمینان کے ساتھ ملک کو آہستہ آہستہ تسخیر کرنا شروع کرین اور اس کوٹ کو دار الخلافہ کہین

**محاربہ مابین خلیفہ صاحب وافواج سکھ اور خلیفہ صاحب کی شہادت —**

اکبر خان سوار راجپوت مسلمان باشندۂ قصبہ حسین پور ضلع مظفر نگر جو سکھون کے امتیازی سوارون مین نوکر اور اس لڑائی مین شامل تھا اسکا یہہ بیان چشم دید ہے۔ تین پلٹن پیدل اور دو رسالہ سوارون کے اور ایک توپخانہ تھا۔ جب مخبرون کی زبانی معلوم ہوا کہ لاکھہ آدمی ملکیہ پھر جمع ہو گیا ہے کمان افسر کنور شیر سنگہ صاحب تھے اُن کو فکر ہوا لاہور کو لکھا گیا وزیرآباد سے کمپو مدد کو چلا ابھی وہ رستے ہی مین تھا کہ خلیفہ صاحب نے حملہ کی تیاری کر دی اگرچہ سکھون کی فوج جنگ آزمودہ اور قواعد دان تھی مگر کمی تعداد کے سبب زندگی سے مایوس ہو گئی کمان افسر نے بڑی مستعدی سے

یہہ بند وبست کیا کہ خار بندی باڑین کہیتون کی اُکہڑ واکر بالا کوٹ کے گرد ایک دُہس مضبوط بنایا نو ضرب توپ جو لشکر مین تہین ایک ایک مین دو دو تہیلی چہرہ بہر دیا۔ فوج کو ہر وقت کمر بستہ رہنے کا حکم دیا۔ ایک روز خلیفہ صاحب کے افسرون نے صبح کے وقت غازیون کو جمع کرکے یہ حکم سنایا کہ آج سولہ سولہ غازیون کے حصہ مین ایک ایک سکھ آویگا اُن کو جہپٹ کر مار لو جب حکم سُنا چکے خلیفہ صاحب گہوڑے پر سوار ہوئے اور اسّی ہزار آدمیون سے دہاوا کر دیا۔ سکہون کی فوج کا ایک افسر دوربین لیکر ایک بلند مچان پر چڑہ گیا اور دہاوے کی کیفیت دیکہنی شروع کی۔ تہوڑی دیر بعد پکار کر یہہ حکم سنایا کہ فوج خالصہ کو مبارک ہو ہماری ہی فتح ہوگی۔ یہ میاجی جنگی قانون سے بالکل ناواقف معلوم ہوتا ہے جہان سے دہاوا کیا ہے وہ جگہہ یہان سے پانچ چہہ کوس کے فاصلہ پر ہے اور خلیفہ ایک مشکی گہوڑے پر سوار مع چند سواران دیگر اندہا دُہند پاشنہ کوب چلا آتا ہے اور ملکی پیدل اُسکے گہوڑے کے پیچہے گرتے پڑتے چلے آتے ہین۔ بہلا جو پیادہ گہوڑے کے پیچہے پانچ چہہ کوس دوڑے گا وہ تو خود بیدم اور ہلاک ہو جائیگا مورچہ پر پہنچ کر تلوار کیا خاک ماریگا۔ اگر یہہ لاکہہ آدمیون کا گروہ علی غول لڑائی کے قاعدہ پر تین حصے ہو کر آہستہ آہستہ چلتے اور مورچہ کے قریب پہنچ کر تین طرف سے جہپٹ کر حملہ کرتے تو پہر ہمارا کچہہ ٹہکانا نہ تہا مگر اب تم خاطر جمع رکہو مورچہ تک آنے کی دیر ہے ایک ہی فیر مین سب کا کام تمام ہو جائیگا۔ سو ایسا ہی

دیکھنے مین آیا کہ نصف جمیت سے زیادہ تو دم ٹوٹ جانے کے سبب راستہ ہی مین رہ گئے اور جو جوان مضبوط مورچہ کے قریب پہنچے اُن کے پیٹ مین دم باقی نہ تھا کچھہ بدحواسی کی سی بندوقین مارین سو ڈیڑہ سو آدمی مجروح اور مقتول ہوے پہر اطمینان کے ساتھ اِدہر سے توپون پر بتی پڑی ایک توپ پہٹ گئی اور آٹھ نے یہہ کام دیا کہ ایک ایک چھرہ دس دس مین سے ہو کر نکل گیا صفین کی صفین اُلٹ گئین - اُس وقت خلیفہ صاحب کے پیٹ مین بہی ایک چھرہ لگا شہید ہوگئے

صورت از بصیرتی آمد برون      باز شد انا الیہ راجعون

**مولف** ایک زمانہ اسلام کی یاوری اقبال کا وہ تہا کہ ہینتالیس ہزار عرب نے چھہ لاکھ فوج ہرقل شہنشاہ روم سے مقابلہ کیا اور فتح پائی اور ایک زمانہ یہہ ہے کہ پانچہزار پر اسّی ہزار نے حملہ کیا اور شکست کہائی

خلیفہ صاحب کی شکست کا باعث -

**س** خلیفہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے غازیونکی شکست کا کیا باعث ہوا -

**ج** سب سے اول سبب شکست کہانے کا تو ناتجربہ کاری سمجہا جاتا ہے عالم لوگ جو اسلامی محاربات مین کتب فتوح الشام اور فتوح المصر وغیرہ کو جوانی کی عمر مین ملاحظہ فرماتے ہین اور وہ لڑائیان تائید اقبال اور امداد ایزد متعال سے وابستہ نظر آتی ہین اسلیے اسلامی ہمت کے جوش سے اُن کے دل بہر بہر اُٹہتے ہین اور ناتجربہ کاری کے سبب یہہ خیال نہین فرماتے کہ اُس زمانہ مین فریقین کے لشکرین

ایک ہی قسم کے اسلحہ ہوتے تھے تلوار اور کمان اور برچھی اور تلوار
کی لڑائی کا یہہ دستور ہے کہ جو قوم شجاع خون گرمی کی وجہ سے دستبردی
مین تیز اور دلیر ہوتی ہے وہی کامیاب ہوا کرتی ہے چنانچہ اُس زمانہ
مین جو اہل عرب شجاع اور متفق تہے وہ جس طرف اک رخے ہو کر جہکتے تہے
فتحیاب ہوتے تہے - سوائے اسکے امور تقدیری اور تائید غیبی کے
جو لوگ قایل ہین اُنکا یہہ بہی عقیدہ ہے کہ تائید خداداد کے آثار اور ہین
اور زمانہ ادبار کے اطوار اور ہین اور یہہ بہی بدرجہ ناچاری مانا جاتا ہے کہ
پیش جاتی نہین تدبیر جہان اُسکو تسلیم رضا باندہتے ہین
مگر زمانہ حال مین جو مولوی محمد حسین صاحب اہل الحدیث غیر مقلد نے
شرائط جہاد اور عدم جواز جہاد مین ایک رسالہ لکہا ہے اور اُس مین
جنگ آزمودہ ہمہ دان ہونا امام مجاہد کا شرط مقدم رکہی ہے -
پس اگر یہہ شرطین مجوزہ زمانہ حال خلیفہ صاحب کو معلوم ہوتین تو وہ
اپنے دل مین یہہ خیال فرماتے کہ جیسی فوج قواعددان اور اسلحہ آتش
فشان مخالف کے پاس ہین ویسی ہماری پاس نہین تو یہہ امام مجتہد اپنے
ہمراہی غازیون کو خشک پتون کیطرح جلتے بہاڑ کے منہ مین کبہی
نہ جہونکتے مگر کیا کرین کہ -

گشتہ بر دل از جور غم بارہا کہ نا آزمودہ کند کارہا

آمدم برسر مطلب - غازیون نے جسوقت خلیفہ صاحب کا خانہ زین خالی دیکہا
اُس بدحواسی سے واپس بہاگے کہ بہائی کی بہائی اور باپ کی بیٹے

کو کچھہ خبر نہ ہی چونکہ پیٹ میں پہلے ہی دوڑ سے دم باقی نہ رہا تہا اب
دستور جنگ کے موافق یہہ صورت پیش آئی کہ اول پلٹنون نے
مورچہ سے باہر نکل کر باڑہین مارین اور پہر سوارون کو تعاقب کا حکم
ہوا اُنہون نے بہی ایک ایک فیر کر کے تلوار پکڑی دس بارہ کوس تک
بہاگتون کے سر پر لوہا پہیرتے چلے گئے - قریب شام فوج نے تعاقب
سے واپس ہو کر کمر کہولی آرام کیا جب صبح ہوئی میدان جنگ دیکھا گیا
سکھون کی فوج مین جو تخمیناً ڈیڑہ ہزار آدمی مسلمان پلٹنون اور سوارون
مین نوکر تھے اور اُن مین سے اکثر خلیفہ صاحب کی شکل صورت کو
پہلے سے خوب جانتے اور پہچانتے تھے اُنہون نے نعش کو شناخت
کیا اپنے افسرون کو اطلاع دی اور وہ اپنی فوج کے جنرل کنور صاحب
کے پاس گئے اور یہہ درخواست کی کہ ملکی مقتولون سے جو ہزار ہا
بیشمار ہین ہمین کچہہ غرض مطلب نہین لیکن خلیفہ سید احمد صاحب جو ایک
پردیسی بزرگ ہمارے دین کے مولوی تھے اُنکی تجہیز تکفین کرنا ہمارے
اوپر فرض ہے - جرنیل نے اِس سوال کے جواب مین بخوشی اجازت
دی بلکہ فوراً ایک دوشالہ سیاہ رنگ بیش قیمت اپنے پاس سے دیکر
حکم دیا کہ یہہ ہماری طرف سے اُنکے جنازہ پر ڈالو کہ یہہ عزت دار بزرگ
آدمی تھے - پہر مسلمانون نے جنازہ تیار کر کے بڑی عزت اور توقیر
کے ساتھ اُٹھایا نماز پڑھی اور بالا کوٹ کے نشیب مین دفن کر دیا —
ایک واقعہ تاریخی اور بہی پیش آیا جسکا لکھنا اِس جگہہ مناسب نہین سمجھا گیا

لیجیے جناب تاریخی حال خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ختم ہوا۔

اعتقادات متعلقہ وفات خلیفہ صاحب۔

س بعضے علما اور معتقد خلیفہ صاحب کو ابتک زندہ بتلاتے ہین اور کہتے ہین کہ خلیفہ صاحب مردان غیب کی طرح آنکھون سے غائب ہین اور پہر ظاہر ہونے والے ہین۔

ج جو لوگ معتقد خلیفہ صاحب کو زندہ مانتے ہین وہ ناواقفیت کے سبب دہوکے مین پڑے ہوے ہین۔ مگر منجملہ انکے جو ایک چہوٹا سا گروہ نیم مقلد اور نیم غیر مقلد ہے اُس نے خلیفہ صاحب کا شہید ہوجانا تسلیم کرلیا ہے اور جو دوسرا گروہ بہت بڑا ہے اُسکے مولوی خلیفہ صاحب کی حیات کے بارہ مین عجیب عجیب قسم کی کارروائیان کرتے رہے جسکا مختصر حال یہہ ہے۔

خلیفہ صاحب کی شہادت سے دو سال بعد مولوی محمد قاسم نامی اوسط ہند سے کچھہ مجاہد اپنے ساتھ لیکر ستھانہ کے پہاڑون اور ہزارہ کے سرحدی علاقہ مین آئے خلیفہ صاحب مرحوم کے جانشین امیر المومنین بنے اور مولوی عبد القادر سے مشورہ کرکے خلیفہ صاحب کی مہر بنوائی اُسکے ذریعہ سے اپنے گروہ کے مولویون کو اس مضمون کے خط لکھے۔ "ہندوستان مین مشہور کرین کہ خلیفہ صاحب ابتک زندہ ہین اور خرچ کی ضرورت ہے مسلمان معاونت کرین اور مولوی عبد الجبار اور مولوی عبد الحق بنارسی فراہمی خرچ کے مہتمم مقرر ہوئے۔ جب یہہ خطوط مہر جعلی چہاپ ہندوستان مین پہنچے تو پہر بیچارے مسلمان

سادہ دل نادان اِسمک مین آنے شروع ہو گئے اور خلیفہ صاحب کی زیارت کے ملتجی ہوے کچھہ دنون تک محمد قاسم اُن کو ٹالتا رہا۔ آخر کار اُس نے یہہ تجویز کی کہ کاغان کی غار مین ایک کاٹھ کا بُت بنوا کر اُس کو چوغہ اور عمامہ پہنا کر رکھا دیا اور دو چار زیارت کے متقاضیون کو دور سے دکھا کر کہا کہ دیکھو یہہ خلیفہ صاحب عبادت الٰہی مین مشغول ہین مگر پاس آنے کا کسیکو حکم نہین۔ اسی تقریب سے ہزارہا روپیہ وصول کرتے کہاتے رہے اور نوکس علماے مفصلہ ذیل مولوی محمد قاسم مولوی حسن علی مولوی اسحاق مولوی عبد اللہ یہہ چارکس نوبت بنوبت آے اور خلیفہ صاحب کے جانشین امیر المومنین بنے اور کوہستان کے ویرانہ کو بنام نہاد جہاد آباد کرتے رہے اور مولوی ولایت علی اور مولوی عنایت علی مولوی اولاد علی یہہ تین شخص تو ان کا حال ابتر دیکھ کر ہندوستان کو واپس چلے آئے۔ اور مولوی عبد الجبار اور مولوی عبد الحق بناری ہندوستان مین خیرات کی تحصیل کے مہتمم رہے جنکی کارروائی کا کچھ احوال ہم آگے چل کر لکھین گے۔

س کیا ثبوت ہے اِس تاریخی بیان کا جو تمنے اوپر ظاہر کیا ہے۔

ج ثبوت اِسکا یہہ ہے کہ دیکھو کتاب **تاریخ ہزارہ** کے صفحہ ۲۲۲ سے لغایت صفحہ ۲۳۷ تک جسمین مفصل اور مشرح یہہ احوال درج ہے سواے اِسکے اور بہت سے حالات ایسے لکھے ہین جنکے دیکھنے سے علماے فرقہ جدیدکی لیاقت اور اُن کی کارگذاری کی وقعت ظاہر

ہوتی ہے اسلئے مینے اُسکو شرح لکھنا مناسب نہین سمجہا فقط انتخاب لکھدیا

خلیفہ صاحب کے مذہب کی اصلیت مع عقیدہ مولوی اسمعیل و دیگر واقعات متعلقہ

**س** تمہاری دانست مین خلیفہ سید احمد صاحب کا مذہب کیا تہا۔

**ج**۔ ہمیری دانست مین تو خلیفہ صاحب کا مذہب ابتدا مین مذہب آئمہ اربعہ کا مجیب اور اپنے فرقہ پنجم کا مؤید اور پیران طریقت کا پیرو تہا۔ مگر مولوی اسمٰعیل صاحب کے مذہب کا کچھہ پتہ نہین لگتا اُن کے معتقدون کے بیان مین بہت کچھہ تفرقہ اور اختلاف واقعہ ہے جسکا قصہ بہت طول ہے مگر مین مختصر طور پر بیان کرتا ہون اور وہ یہہ ہے کہ بعد شہید ہوجانے خلیفہ صاحب اور مولوی اسمعیل صاحب کے ایک گروہ پردیسی مسلمانون کا جنہون نے پشاور اور پہچہہ ہزارہ مین بیاہ نکاح کرلیئے تھے وہ گروہ تو جان کے خوف اور عیال کی محبت سے ستہانے کے پہاڑون مین جہان سینگ سمائے جا گھسا اور جو ملکی لوگ تھے وہ اپنے گہرون مین پہنچ گئے ایک گروہ ہندی پردیسی جو سخت تباہی کی حالت مین پنجاب سے واپس ہوکر دہلی پہنچا اُن کے ساتھ یہ صورت پیش آئی کہ۔ شاہ نصیر نامی حنفی چشتی جو اُن دنون مین ایک شاعر تھے اُنہون نے مولوی اسمعیل صاحب کے جہاد کی تعریف مین جو قصیدہ لکھا اُسمین دو ایک شعر ہجو ملیح بہی لکھے اُس گروہ سوختہ دل کو چہیڑ کر افروختہ کیا۔ تذکرہ آبحیات کے مصنف مولوی محمد حسین صاحب آزاد دہلوی نے یہہ دو شعر انتخاب

کر کے شاعر ند کور کی یادگار رہین لکہے ہیں جسکی مین بہی نقل کرتا ہون۔

کلام ابعد کی صورت ہوا دل اُنکا سیپارہ ۔۔۔ نہ یاد آئی حدیث اُنکو نہ کوئی نص قرآنی

ہرن کی طرح میدانِ وغا مین چوکڑی بہولے ۔۔۔ اگرچہ تہے قُم شملہ سے یہ شیر نیستانی

یہہ چھیڑ بیجا اُن کو ناگوار ہوئی شاہ نصیر کے مکان پر حملہ کرکے چڑہ گئے میرزا خان کوتوال نے فوراً پہنچکر اُنکی جان بچائی اور بلوہ کو منتشر کرکے رخصت کردیا کچھہ پٹنہ عظیم آباد اور کچھہ ٹونک کو چلے گئے اور کچھہ خاص دہلی کے باشندے شہر مین رہگئے اور اِس چھیڑ کا یہہ نتیجہ نکلا کہ وہ عداوت مذہبی جو باہم مولوی اسمعیل صاحب اور حنفیون کے ابتداء مین قایم ہوئی تہی وہ دبی ہوئی آگ کیطرح پہر حمکی اور تازہ سبب افروختگی کا یہہ ہوا کہ بعض کوتہ اندیش حنفیون نے مولوی اسمعیل کے بعض معتقدون کو یہہ طعنہ دیا کہ ”تمہارے پیر الہام غیب کے مطابق ہندوستانکی بادشاہت توکر چکے ہزارہا مسلمانون کو جنت مین اپنے ساتھہ لیگئے اب تو صبر کرکے گہر مین بیٹھو۔ علمار غیر مقلد نے اسکا یہہ جواب دیا کہ تم مشرک اور بدعتی جاہل ہو اُس الہام سے دُنیا کی بادشاہت مراد نہ تہی بلکہ دین کی بادشاہت مراد تہی اب تم دیکہو گے کہ مولوی آسمعیل کی دینی بادشاہت کا تمام ہندوستان مین کیسا ڈنکا بجے گا اور قبر پرست پیرزادون اور گنگنون کیطرح ختم فاتحہ کی دعوتین کہانے والون کا کیا حال ہوگا ذرا صبر کرو تہوڑے دنون مین سب مشایخی اور شیخی کرکری ہوجایگی۔ جب یہہ مادہ نفاق دل مین قایم ہوگیا اوّل اس گروہ کے علماء نے مذہبی پیرایہ

کو بدلنا چاہا اسمین یہہ قباحت پیش آئی کہ اب یہان سے فرقہ عامل بالحدیث کے دو ٹکڑے ہوگئے اور انکی آپس مین یہہ بحث اور تکرار شروع ہوئی کہ - ایک گروہ تو یہہ کہتا تہا کہ مولوی اسمعیل صاحب تادم زندگی اپنے پیر کی فرمانبرداری اور اطاعت مین شہید ہوئے مذہب انکا آئمہ اربعہ کا مقلد اور فرقہ پنجم جدید کا مؤید تہا - دیکہو صراط مستقیم کو جسکی رو سے مولوی صاحب کا پورا پورا مقلد ہونا اور پیری مریدی کو برحق سمجہنا ثابت ہے

**نمبر ۲** - دوسرا گروہ اُن کے دعوے کی تردید مین یہہ جواب دیتا تہا کہ ہان جب مولوی اسمعیل پیری مریدی کے سلسلہ مین پہنسے تہے اس وقت مین اُنہون نے صراط مستقیم لکہی تہی مگر بعد مین اُن بدعتی عقیدون سے جو اُنہون نے صراط مستقیم مین لکہے تہے منحرف ہوکر رسالہ تقویۃ الایمان پیری مریدی وغیرہ کی رد مین لکہہ کر اور عقاید سابقہ باطلہ سے توبہ کرکے شہید ہوئے ہین اور اسی اختلاف اور بحث مباحثہ مین اُن کی آپس مین ایسی پہوٹ پڑی کہ ایک دوسرے کو مشرک بدعتی لامذہب کہنے لگا اور انجام اس نفسانفسی اور خودپسندی کا یہہ ہوا کہ چند آدمیون کا ایک چہوٹا سا گروہ تو پیری مریدی کا قائل اور تقلید آئمہ اربعہ مین نیمے درون نیمے برون ہوکر اُس گروہ سے جدا ہو بیٹہا اور پیری مریدی کا سلسلہ جدید جاری کیا کہ ابتک وہ اسی طریق پر عامل ہے اور دوسرا گروہ جو بہت بڑا تہا اُسکا سرغنہ مولوی عبدالجبار بنا اور اس دہوکے سے کارروائی شروع کی کہ ایک مدت دراز تک اپنے آپ کو خلیفہ صاحب کا مرید صاحب ارشاد مشہور کرتا رہا اور آخر

ہین وہ خلیفہ صاحب کے فرقہ پنجم سے ایسا برگشتہ اور منحرف ہوا جسکی مختصر صاف
عبارت فارسی کو ہین اِس جگہ پر بجنسہ درج کرتا ہون " خلیفہ سید احمد صاحب
نام طریقہ خود محمدیہ داشتند و بآن چار طریقہ منضم ساختہ در پنجم طریقہ جدید
بیعت می گرفتند چنانچہ در خلفاء ایشان این طریق معجون مرکب تا حال جاری است
پس حسبتہ ﷲ جواب دہند کہ این ترکیب تخلیط ہدایت است یا ضلالت
اگر ضلالت است چرا سید ممدوح و مریدانش این راہ ضلالت پیمودند و اگر
ہدایت است در انضمام مذاہب آئمہ اربعہ کہ ہمہ قایل حق دائر اند محصر چہ قباحت
دانستہ اند — اور عقاید مندرجہ صراط مستقیم کے عقاید بجنسہ اور بعینہ مطابق
عقاید حنفی مذہب کے ہین اور اِس گروہ کو حنفیون کے ساتھ ضد اور بحث
مذہبی منظور تھی اگر صراط مستقیم کے عقاید کو تسلیم کر لیتے تو پھر انکو کوئی
گنجایش بحث کرنے کی باقی نہ رہتی اس ناچاری سے اِنہین صراط مستقیم
سے منحرف ہونا پڑا — اور جب اختلاف مذہبی مین بحث شروع کی حضرت
امام اعظم ابو حنیفہ سے لیکر جس قدر امام اور اولیاء اللہ خاندان قادریہ اور
چشتیہ اور نقشبندیہ اور سہروردیہ وغیرہ مین گزرے ہین انکو ملحد اور
مشرک اور بدعتی آمین بالجہر کیطرح پکار کر کہنا شروع کر دیا — اِدہر حنفیون نے
اولیاء اللہ کی توہین سے کہجکر اس گروہ کا نام وہابی نجدی اور لامذہب
قرار دیا اور مسلمانون مین سخت تفرقہ برپا ہو گیا — ہنوز یہہ ہنگامہ فرو نہ ہونے
پایا تھا کہ مولوی عبد الحق نامی بنارسی نے اپنے آپ کو خلیفہ سید احمد صاحب
کا خلیفہ ظاہر کر کے ایک نیا فرقہ اِسی فرقہ مین سے اور نکالا اپنے مریدون

کو جابجا بھیجکر یہی مشہور کیا کہ خلیفہ صاحب پہانی کے پہاڑون مین زندہ ہین خرچ کی ضرورت ہے اِس تجویز سے ہزارہا روپیہ تحصیل کرکے ہجرت کی بیت اللہ شریف پہنچا وہان خفیہ طور پر اپنا مذہب پہیلانا شروع کردیا جب مکہ معظمہ وغیرہ ملک عرب کے عالمون کو خبر ہوئی کہ یہہ دین محمدی کو بگاڑنا اور مسلمانون مین تفرقہ ڈالنا چاہتا ہے اسکے مذہب کی تحقیقات شروع کی ثابت ہو گیا کہ یہہ وہابی ہے اِسکی نسبت فتوی قتل کا دیا گیا اِسکے ہمراہی تو گرفتار ہو گئے مگر یہہ آدمی چالاک تہا وہان سے بہاگ کر بمبئی مین آگیا اور اِس آزاد سلطنت مین جہان کچہہ خوف و خطر کسی کا نہین اپنے جدید مذہب کی کارروائی جاری کردی اور اکثر مسلمانون کو اپنی طرف کہینچ لیا قوم مین ایک تفرقہ اور شور فساد برپا کردیا۔ مجبور ہو کر بمبئی اور ہندوستان کے عالمون نے اتفاق کرکے اول اُسکے عمل کی تحقیقات کی پہر مکہ معظمہ کے عالمون کے فتوے منگائے اور دو کتابین اُسکے ردّ عقاید مین لکہین۔ تحفہ محمدی[1] اور سراج الہدایت[2] اُن کو طبع کراکر شایع کیا جب کہین اِس عذر دینی مین کچہہ کمی واقع ہوئی۔ پہر اِسی عرصہ مین مولوی نذیر حسین صاحب متوطن پورب حال وارد دہلی نے اپنی اجتہاد و امامت کا علم اُٹہایا اگرچہ پیرایہ اُن کی تعلیم کا مطابق رسالہ تقویۃ الایمان کے تہا مگر جدید فرقون کے دستور کے موافق اونہون نے بہی چار پانچ مسایل اور بالکل اپنی طرف سے ایجاد بندہ کرکے اپنے نام نامی پر رواج دینا چاہا۔ نواب مولوی

قطب الدین خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ حنفی مذہب نے اُن کے مقابلہ مین قلم اُٹھایا تنویر الحق وغیرہ نام سے کئی رسالے اُن کے عقاید کی تردید مین لکھ کر شایع کئے - ادہر مولانا محمد صدیق حسنخان صاحب کو فضل الٰہی سے عروج دُنیاوی حاصل ہو گیا اُنہون نے دس بیس مولوی اہل تصنیف اپنی امداد کے لئے مقرر کر کے حنفیون کے خلاف رسالے اُردو زبان مین چھپوانے اور مُفت تقسیم کرنے شروع کر دئیے اِس زمانہ مین جو عوام الناس قوم مسلمان مین سے اُردو زبان لکھنا پڑہنا سیکھہ گئے ہین وہ اِن رسالون کے دیکھنے سے سب مُلّا بنگئے قوم نادان مین آمین بالجہر کے حیلہ سے فساد پختہ ہوگیا مسجدین تقسیم ہوگئین ع نہین ہمپر کسی نے وار کیا :: فرقہ سازون نے ہمکو مار لیا غرضیکہ چالیس پچاس برس تک خوب دل کہول کے لڑے جھگڑے جسکا یہہ نتیجہ برامد ہوا کہ حنفیون کا لقب مقلد اور جو اُنکے مخالف مدعی بنے اُن مین سے ایک فرقہ کا نام غیر مقلد اور دوسرے کا نام موحد اور تیسرے کا نام اہل الحدیث اور چوتھے کا نام نیچری مستقل طور پر پر کتابت مین آنے لگا اور علی قدر ہمت و کوشش ان سب عالمون نے مسلمانون کو اپنے اپنے فرقون پر بانٹ لیا قابض متصرف ہو گئے مگر عداوت ہنوز بدستور ترقی پر ہے اگرچہ زمانہ حال کی بحث مین جو ریاست فرید کوٹ مین ہوئی پانچ مسایل فروعی مختلف فیہ کا فیصلہ مطابق عقیدہ حنفیون کے ہو گیا ہے جسکو فرقہ موحدین اور غیر مقلدین کے منقول

پسند دانشمند علماء نے بہی تسلیم کرلیا ہے مگر تصفیہ قلبی باقی ہے عجب نہین کہ اس زمانہ مین رب العالمین جامع المتفرقین کی ہدایت سے وہ بہی میسر ہو جائے۔

یارب این آرزوی من چہ خوش است | تو باین آرزو مرا برسان

## علماء فرقہ پرور شاگردون کے دلونمین تخم نفاق کیونکر بوتے ہین

**سوال** جس حالت مین کہ کل قوم مسلمان ایک ہی خدا واحد لاشریک کو سجدہ کرنے والے ایک ہی سچے رسول اللہ صلعم کی اُمّت ایک ہی کلمہ واحد کے پڑہنے والے ایک ہی کلام اللہ پر ایمان اور یقین رکہنے والے ہے پہر یہہ مختلف فرقون کے سلسلہ مین داخل ہونے سے ایک دوسرے کے دشمن جانی کیون بنجاتے ہین

**جواب** یہہ سب تعلیم نفاقی کا اثر ہے مین آپ کو ایک نقل سناتا ہون چشم دید خود جسکی سماعت سے معلوم ہو جائیگا کہ سادہ لوح اور مسلمان بچون کے دلون مین تخم نفاق کس ترکیب سے بویا جاتا ہے۔

**نقل چشم دید** نقل ہے ایک روز ایک طالب علم خورد سال غیر مقلدون کا تعلیم یافتہ سہارنپور سے میرٹھ تک چند گھنٹے میرا ہم سفر رہا اثناء گفتگو مین مینے اُس سے بہی دریافت کیا جیساکہ آپ نے مجہہ سے یہہ سوال کیا ہے اُس نے اول یہہ حدیث پڑہی مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَہٗ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ

الایمان - [ترجمہ] جو دوستی رکھے خدا کے لئے اور دشمنی رکھے
خدا کے لئے اور دے نہ دے خدا کے لئے اُس نے کامل کیا
ایمان کو اُسکے بعد یہہ کہا کہ میرے اُستاد نے تفسیر اس حدیث کی اس
طرح پر سمجھائی ہے کہ امام اعظم کچھہ محدث محقق نہ تہا اُسکے اجتہاد مین بدعت
بھری ہوئی ہے جس قدر علمار نامحقق اُس کے مقلد ہین وہ سب بدعتی
ہین اور بدعت اُنکی شرک کے قریب پہنچی ہوئی ہے اِسلئے اُن سے
نفرت کرنا اُن کی شادی غمی مین شامل نہ ہونا اُن کی تقلید کا ترک
کرنا تکمیل الایمان مین داخل ہے پھر بھلا ہمارا دل ایسے بدعتیون سے
کہ جو شرک مین مبتلا ہین کیونکر مل سکتا ہے - پھر کچھہ مدت بعد ایک طالبعلم
نوعمر مسافرانہ طور پر میرے مکان پر آیا وہ حنفی مذہب تھا مینے اِس خیال
سے کہ بھلا دیکھین وہ کیا کہتا ہے یہی سوال مذکورہ بالا اُس سے کیا یقین
کرو کہ اُس نے بہی یہی حدیث اول پڑہکر سنائی اور پہر کہا کہ میرے مولانا
نے مجھہ کو معنے اس حدیث کے اِس طرح پر سمجھائے ہین کہ غیر مقلد لامذہب
شیخ عبدالوہاب نجدی کے عقاید کے پیرو ہین جس نے روضۂ مبارک
رسول اللہ صلعم کو دیکھہ کر یہہ کلمہ کفر کہا تہا هذا صنم العظیم یعنے
یہہ مقبرہ بڑا بت ہے جبتک مسمار نہ کیا جائیگا شرک اور بدعت دفع
نہ ہوگا - پس ایسے مردود لوگون سے جو انبیا اولیار کی عظمت کے
دشمن اور حاسد بے ادب ہین نفرت رکھنا اُن کو اپنی مساجد مین نہ
گہسنے دینا ایمان کی تکمیل مین داخل ہے پھر بھلا ہم ایسے لوگون سے

نفرت کیونکر نہ کرین - یہ تقریر اُسکی سُنکر مجھے نہایت افسوس اس بات پر ہوا کہ دیکھو حدیث واحد ہے مگر تکمیل ایمان کا دہوکا دیکر اپنے اپنے فرقون کی تکمیل کے غرض سے اپنے اپنے باڑہ کے میڈہون کو یہ تاویلی جنگی مصالحہ چٹا رہے ہین تاکہ وہ ٹکرین لینے مین خوب مضبوط رہین اور آپس مین ملنے نہ پاوین ورنہ حدیث کا اصل مطلب یہ ہے کہ اسلام کے ابتدائی زمانہ مین جو بعض بعض نومسلم اپنے قرابتون سے درپردہ ملے رہتے تہے اور مسلمانون کی صلاح مشورہ کی خبرین مشرکین مکہ کو پہنچا دیتے تہے ایسے دورویہ منافقون کے واسطے اُس زمانہ کے انتظام کے موافق رسول خدا صلعم اس قسم کی فہمایش فرماتے رہتے تہے کہ اے مسلمانو تم مشرکین کی صحبت سے بچو دوستی اور دشمنی اللہ تعالی کے کامون کی درستی کے واسطے رکہو تاکہ تمہارے ایمان کی تکمیل ہو ٭

پس اے بہائی مسلمانو آخر تم کو بہی خدا نے عقل اور علم دیا ہے تم اپنے دل مین غور کرو اور سمجہو کہ بہلا اس زمانہ مین ایسا منافق اور مرتد اور مشرک اور دورویہ کون ہے جیسے جہل کے زمانہ مین تہے جسکے حال پر یہہ تاویلی گھڑت صادق سمجھی جاوے - نہین کوئی نہین - یہ توسب کارسازی فرقون کے استحکام اور تکمیل کی غرض سے ظہور مین آرہی ہے اور وہ شرعی حیلون سے مسلمانون کو لڑا رہے ہین ٭

تاویلات مختلفہ بغرض فرقہ پروری۔

م- اب دوسرے مسئلہ اجتماع ضدین کی کیفیت ملاحظہ فرمائیے- جب دیکھا کہ مقلد آمین آہستہ کہتے ہین اگر ہمنے بہی آمین آہستہ کہنا اپنے مذہب جدید مین جائز رکہا تو ہمارے معتقد اُن کی جماعت مین شامل ہوکر نماز پڑہنے سے باز نہ رہین گے اور جب تک کہ مخالف فرقہ کے ہم جماعت رہینگے تفرقہ لاحق ہونا غیر ممکن اور بغیر تفرقہ لاحق ہوئے فرقہ کا نام روشن نہوگا اسلئے معتقدون کو یہہ سمجہایا گیا کہ بغیر آمین بالجہر کہے نماز نہین ہوتی- چنانچہ یہہ حکمت عملی ایسی موثر ہوئی کہ پورا پورا ظہور نفسانفسی کا ہوگیا- غیر مقلدون نے چلاکر آمین کہنا اختیار کیا مقلدون نے دہکے دینے شروع کردئے مسلمانون کے آپس مین جوتا چلنے لگا غیر مقلدون نے اپنی اپنی مساجد جداگانہ تعمیر کرائین اور اُن کے دروازون پر معمارون سے اپنے فرقون کا نام لکہوایا ایک دوسرے کی مساجد مقبوضہ کو بمنزلہ بتخانہ کے سمجہنے لگا- اب جو قوم کے خیرخواہ صلح پسند معزز لوگ دور اندیش فریقین کے معتقدون کو یہہ فہمایش کرتے ہین کہ اے بہائی مسلمانون آہین مخفی اور پکار کر کہنے مین ہمارے دین اسلام کا کچہہ حرج نہین آہین مخفی پکار کر کہنا ناف پر ہاتھ جوڑکر اور رانون اور چہاتی پر ہاتھ کہلے رکہہ کر نماز پڑہنا تو فقط فرقون کی اسامیون کی شناخت کی علامتین بنائی گئی ہین جس سے نمازی جہٹ پٹ پہچانا جاتا ہے کہ فلانے فرقہ مین بہرتی ہے اور یہہ حکمت عملی ہے فرقہ ساز علما کی جسنے

مسلمانون کو متفرق اور منتشر کر رکہا ہے تم سب آپس مین متفق ہوکر نماز پڑہو تا کہ تمہارے دین اور دنیا کے کامون مین رونق اور برکت کا ظہور ہو۔ تو اب فریقین کی اسامیون کیطرف سے یہی عذر پیش ہوتا ہے کہ۔ مقلد تو یہہ کہتے ہین کہ جدید فرقون کے مسلمان صرف ہماری ضد مذہبی کے سبب چلا کر اس قدر زور سے آمین کہتے ہین کہ سو سو قدم تک آواز جاتی ہے یہ آمین کیا ہوئی نصرہ مانگنے والے ملاؤن کے لڑکون کا کہیل ہوگیا۔ اور غیر مقلد یہہ کہتے ہین کہ بغیر پکار کر آمین کہے نماز نہین ہوتی اور جب ہم تقلیدیون کی جماعت مین شامل ہوکر آمین پکار کر کہتے ہین تو سلام کے دیتے ہی ڈاہڑی پکڑی جاتی ہے اب ہم ان بدعتیون کے گروہ سے علیحدہ نہو جائین اور اپنی مساجد جدی نہ بنائین تو نماز پڑہنے کہان جائین +

اب جائے غور ہے کہ رسول خدا صلعم نے تو اپنی قوم کو یہہ اتحاد کی تعلیم دی تہی کہ جسکے ذریعہ سے صدہا سال کے ٹوٹے بچہڑے بہائی آپس مین رل مل کر شیر و شکر بنگئے تہے اور اس وقت کے علماء نے یہ نفاقی تعلیم دی کہ قومی عناد بڑہگیا رسول اللہ صلعم نے تو مسلمانون کی نماز باجماعت پڑہنے مین یہ حکمت رکہی تہی کہ جب پانچون وقت مسلمان جمع ہوکر خدا کی بندگی اور عبادت کرینگے تو ہر وقت کی ملاقات اور میل جول کے سبب اُن کے دلون مین محبت اور ہمدردی پیدا ہوگی تو ان کے دین دُنیا کے کامون مین برکت ہوگی اور تیرہوین صدی کے عالمون نے

یہ حکمت عملی قایم کی کہ جب ان کارسازیوں سے مسلمانوں کے آپس مین تفرقہ اور فتور برپا ہوگا تو ہمارا فرقہ ترقی پکڑے گا اور اب فرقوں کی ترقی کا یہہ نور ظہور ہو رہا ہے کہ۔

| | |
|---|---|
| ایسا سبق دیا ہمین علماء دین نے | مفسد بنا دیا دم علم الیقین نے |
| ہیہات نقش دین کا خاکا اڑا دیا | اے ضد مذہبی تیری اس جہان مین نے |

س۔ عالم لوگ مطابق علم فقہ اور حدیث کے جہلا کو تلقین اور تعلیم دیتے ہین وہ کچہہ اپنی طرف سے مسایل ایجاد نہین کرتے پہر اُن کے ذمہ یقین متزلزل کردینے کا الزام کیونکر عاید ہو سکتا ہے۔

ج۔ کل علم ادیان جہان میں یہی تو ایک پیچ بڑا بھاری ہے جسکا سمجہنا عوام الناس کو سخت دشوار بلکہ غیر ممکن ہو رہا ہے۔ ناظرین حق بین پر ظاہر ہو کہ جو مسلمان ناواقف صاحب ایمان و ایقان ہین جس وقت اُن کو قال اللہ و قال رسول کے نام سے کچہہ مضمون سنایا جاتا ہے اُن کے بدن کے رونگٹے کہڑے ہو جاتے ہین بے تامل امنّا اور صدقنا پکار اُٹھتے ہین مگر یہہ واقفیت اُن کو ہرگز نہین کہ اصل مطلب اور مغز مدعا قال اللہ کس قدر ہے اور اُن کو سُنایا کیا جاتا ہے اور یہان اجتہادی سنادی اس افراط کے ساتھ ہو رہی ہے کہ اگر قال اللہ کا مطلب و مدعا سیر بہر ہے تو اسکو تقریری اور تحریری بہوسہ مین ملاکر سو امن کرکے سُنایا اور دکہلایا جاتا ہے لہذا مطلب کا دانہ تو جہلا کے ہاتہہ نہین لگتا مگر جہل مرکب کے سبب آپ کو جنتی اور مخالف فرقون کے مسلمان بہائیون

کو دوزخی پکارنے لگتے ہین اور اندھون کی طرح آپس مین ٹکراتے ہین

س بھلا وہ ایسی کونسی آیت حدیث ہے جسکے خلاف واقعہ تفسیر اور تاویل ناواقفون کو حیران کرتی ہے

ج - صدہا آیات اور حدیثات ایسی ہین کہ اصلی معنے اُنکے اور کچھ ہین اور فرقہ پروری کی ضرورت سے تفسیر اور تاویل اُنکے خلاف واقعہ دکھلا دی جاتی ہے جیساکہ مین اوپر ایک حدیث کی تاویل دکھلا چکا ہون اور اَب دیکھو اس دو حرفی آیت کو اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ جسکا اصلی ترجمہ صرف اس قدر ہے کہ مومن سب بھائی ہین - اب دیکھو اِسکی تفسیر کو جو مولوی سلطان احمد پکے مسلمان نے اپنے رسالہ تذکیر الاخوان مین صفحہ ۱۶۳ پر لکھی ہے جسکی عبارت بجنسہ یہہ ہے - جو شخص سلمانی کے کامون مین بڑا ہے وہ ایسا ہے جیسا بڑا بھائی اور جو سلمانی کے کامون مین چھوٹا ہے وہ ایسا ہے جیسا چھوٹا بھائی اور جو مسلمان نہین وہ بھائی نہین - خواہ کوئی بادشاہ ہو خواہ امیر خواہ حاکم خواہ مولوی متقی خواہ مشایخ خواہ پیرزادہ خواہ دیندار خواہ فقیہ مگر بھائی سے زیادہ مرتبہ کسیکا نہین پھر جب مسلمانون کے واسطے یہہ بات ہو تو کافر کو ایسا سمجھنا چاہیے کہ جیسے گدھے اور کُتے کو جانتے اور چوہڑے چمار کو سمجھتے ہین فقط -

اب دیکھین معقول پسند مہذب مسلمان اور غور فرماوین کہ اِس دو حرفی آیت مین سے کہ جسمین کوئی حرف مقطعات بھی نہین یہہ طول طویل معنے کہان سے نکل پڑے بجُز اسکے آنچہ در دیگ است بہ چمچہ مے آید بظاہر

تو ضرورت اس تفسیر کی یہی معلوم ہوتی ہے کہ جب مولوی محمد اسمعیل
صاحب نے رسول اللہ صلعم کا درجہ بڑے بہائی کے برابر قایم کیا اور
بعد اُن کی وفات کے چارون طرف سے لے دے ہوئی تب
اس منصف نے اپنے پیشوا کی حمایت اور امداد کی ضرورت سے
یہہ رسالہ لکہا اور اس دو حرفی آیت کو تمسک پکڑ کر یہہ تفسیر گہڑی اور
رسالہ تقویۃ الایمان کے شامل کر کے اپنے فرقہ کے معتقدون کی تسلی
کی اور اسی رسالہ مین گاے کا گوشت کہانے کی ایسی تاکید لکہی گویا اسکو
بہی سنت مین داخل کر دیا اور اس حدیث رسول اللہ پر کچہہ خیال نہ کیا
جسکا ترجمہ یہہ ہے - فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ - گاے کا دودہ دوا ہے
اور مکہن اسکا شفا اور گوشت اسکا بیماری ہے - گوشت کو بیماری اس سبب
سے فرمایا ہے کہ اُسمین حرارت بہت ہے جسکی مداومت انسان کے
خون مین جوش پیدا کرتی ہے - ہان اسمین شک نہین کہ مسلمانون کے
مذہب مین یہہ حیوان حلال ہے اور غربا کی عموماً غذا ہے مگر یہہ بات ہرگز
نہین کہ اسکا کہانا کچہہ ثواب اور نہ کہانا عذاب مین داخل سمجہا جاے -
اور اس مولوی نے جو تفسیر کے خاتمہ پر یہہ فقرے لکہے ہین - کافرون
کو گدہے اور کتے اور چوہڑے چمار سمجہنا چاہیے یہہ سمجہہ اسکی اسلام
کی خیر خواہی مین داخل نہین بلکہ سخت بد خواہی مین شمار ہے اور اسکے
تعصب مذہبی کے کمال پر دال ہے جس کا نتیجہ سواے فتنہ اور فساد پیدا
ہونے کے اور کچہہ نظر نہین آتا -

# رسالہ جات انوار الساطعہ اور براہین القاطعہ پر تقریظ مُصنفانہ

اب دیکھو کتاب انوار الساطعہ مولفہ مولوی عبد السمیع صاحب رامپوری مقیم میرٹھ اور دیکھو اسکی تردید مین کتاب براہین القاطعہ مصنفہ مولانا خلیل احمد صاحب گنگوہی - کہ رامپوری نے تو مجلس مولود شریف اور عرس وفات رسول اللہ اور ختم فاتحہ کو شرک اور بدعت ثابت کرنے مین بتیس سال تک اپنی عمر عزیز صرف کر کے یا یون کہو ضایع کر کے ثواب مالی اور بدنی کی تردید کا سرمایہ جمع کیا اور یہہ رسالہ لکہا اور اپنے دل مین سمجہہ لیا کہ گویا اُس نے میدان مناظرہ کا مار لیا اور شرک اور بدعت کی جڑ کو اُکہاڑ دیا - اور گنگوہی صاحب نے جسوقت اُسکی تردید پر قلم اُٹھایا تو اُسکی بتیس برس کے روایتی اور تاویلی سرمایہ کو جو اُس نے مرمر کے جمع کیا تہا اپنے علمی کہرل مین ڈالکر ایسا باریک پیسا کہ گرد و غبار بنا کر اڑا دیا - اور عرس وفات رسول اللہ اور مجلس مولود شریف اور ختم فاتحہ کے عمل کو قرآن اور حدیث کے رو سے عین ثواب ثابت کر کے دِکہلا دیا - مگر اے بہائی مسلمانون یہہ کتابین ایسی نہین کہ جن کے دیکہنے سے فریقین کے کم علم اور جاہل معتقدون کو جایز اور ناجایز ہونے عمل متنازعہ فیہ کیطرف سے اطمینان کلی حاصل ہو سکے کیونکہ عالمون کے طرز کلام سے کم استعداد طلبا اور جہلا کو مطلب کا دانہ ہاتہہ لگنا مشکل ہے ہمنے بہی اِن ہر دو رسالون کو بغور دیکہا اور جو کچہہ ہماری سمجہہ مین آیا اب لباب اُسکا

یہ ہے کہ اِن کتابون کا ایک حصہ تحریر روایات اور حدیثات کی تفسیر مین ہے اور ایک حصہ اختلافات تاویلات علم طبعی کے بیان مین ہے اور تین حصے اِس الزامی عبارت سے بھرے ہوئے ہین کہ ہزار ہا جگہ پر مکرر ایک دوسرے کو علم فقہ اور حدیث فہمی مین بے بہرہ اور غبی کم سرمایہ بتلاتا ہے - اب ہم اپنی سمجھہ کا ماحصل دو تین سطرون مین بیان کردیتے ہین اور وہ یہہ ہے کہ - اگر نفس شے یعنی اصول وفات رسول اور مولود شریف اور فاتحہ خوانی کے جواز کو چشم انصاف سے دیکھا جائے تو حق بات فقط اسیقدر ہے کہ جس حالت مین پہنچنا ثواب مالی اور بدنی کا فوتون کے عالم ارواح کو ثابت اور مستحق ہے تو پہر علم معقول اور فلسفی دلایل لاطایل کے زور سے توڑنا اسکا لاحاصل اور ضد مذہبی مین داخل اور نتیجہ ایسے طول امل تصنیفات کا کم سرمایہ مسلمانون کے حق مین سوائے حیرانی اور پریشانی کے اور کچھہ نہین نکل سکتا - مگر واہ رے ضد بشریت کہ تجہہ مین بہی ایک عجائب کرامت ہی کہ ایک بزرگ نے مولود شریف اور عرس وفات رسول کی بدعت ثابت کرنے کیلیے بتیس ۳۲ برس تک سرمایہ نفی جمع کیا اور دوسرے بزرگ کے قلمی دستبرد سے لوٹا گیا - کیا خوب ہوتا اگر رامپوری صاحب اُس قدر مدت تک نقد یادآلہی کا سرمایہ جمع کرتے تو وہ ایسی دولت بیزوال ہوتی کہ جسکو کوئی مخالف تلف نکرسکتا - سچ کہا ہی کہنے والے نے

| | |
|---|---|
| مرد دنیا دار خود محزون بود | مرد دینی عاقبت مجنون بود |

اور اب جو کم علم اردو خوان ہمسے وال اس کتاب کو دیکھتے ہین تو اُنکی حالت پر یہہ کلام صادق آتا ہے۔

| | |
|---|---|
| حیرت زدہ ہین دیدۂ نادان کم بصر | سمجھین وہ اب غریب کہ کیسے اپنا راہ بر |
| دو عالمون کے ہاتھ مین اندھون کے کان ہین | باہمد گر یہہ کہتے ہین اب جائیے کدھر |
| کہتا ہے ایک کفر ہے مولود و فاتحہ | کہتا ہے دوسرا کہ یہہ ایمان ہی سر بسر |
| ہاتھون مین سب کے ترکش فقہ و حدیث ہے | ڈہملِ یقین کھینچتے ہین جسکو دیکھ کر |
| نادان دوستون کا لہو جوش کہاتا ہے | جب ایک دوسرے کو بتاتا ہی خیرہ سر |
| مینڈھے ہین اہل فرقون کے لڑنے کو مستعد | تادیل نیک و بد کی نہین جنکو کچھ خبر |
| اے یارو ضد فرقہ پرستی کو چہوڑ کر | خیر الامور اوسطہا پر رکھو نظر |
| کچھہ ختم و فاتحہ کا دلانا نہین گناہ | کار ثواب ہے یہہ نہین اسمین کچھ ضرر |
| محمود حق پسند خیال خلیل ہے | بے واجبی وجوہ مخالف ہین شعلہ سر |

## فرقہ سازی خدا اور رسول کی خوشنودی کیلئے نہیں ایک نقل معہ

**سوال** اسلام مین جسقدر فرقے ایجاد ہوئے اور ہوتے جاتے ہین کیا یہہ اللہ اور رسول کی خوشنودی کی غرض نہین ہوئے۔

**جواب** فرقے اللہ اور رسول کی خوشنودی اور دین اسلام کی خیر خواہی کی غرض سے ہرگز ایجاد نہین ہوئے بلکہ فرقون کے ایجاد کی اصل بنا یہی ہے کہ ابتدا، مین رافضی اور خارجی جو فرقے پیدا ہوئے وہ باہمی عداوت سے ہوئے اور اُن کے بعد مین جو آئمہ اربعہ نے اجتہاد کیا وہ عذر دینی

گئے دنیہ کی ضرورت سے کیا اور تیرہوین صدی مین جسقدر فرقے ایجاد ہوے اُن سب کی بُنیاد باہمی فساد ہے اور علت غائی سب کی منا امیر و منکم امیر۔ اِسموقع پر مجھے ایک نقل یاد آئی کہ جب پنجاب مین کسی منشی صاحب کا ایک فرزند دہلی سے علم دین پڑہکر آیا۔ اسکے والد بزرگوار نے اپنی برادری کے لوگون مین بیٹھکر فخریہ طور پر یہہ ارشاد فرمایا۔ آساں بھی ایک مُنڈا اِدِلّی بہیجکر پڑہوایا ہے اب لوگ دیکھینگے کہ وہ پنجابی ملاؤں کو شکست دیکر امام اعظم کی امامت کا تخت چھین کر کس طرح اپنے قبضہ مین لاتا ہے چنانچہ اس سعادتمند نے ویساہی کر دکھلایا۔ بھلا جن لوگون کی علم دین پڑہنے سے یہہ مراد ہو تو قوم مین کیونکر تفرقہ اور فساد نہ ہو اِسلیئے ہماری سمجھہ کا تو یہی تقضا ہے کہ جیسا امور مالی اور ملکی مین ایک ہی بادشاہ مستقل اور عادل خدا کی مخلوق کے حق مین راحت پہنچانے والا ہوتا ہے اور طوایف الملوکی خلق خدا کے حق مین بدامنی اور ابتری اور تباہی رعایا کا سبب ہوتا ہے ویسے ہی امور دینی کے انتظام مین بہی طوایف العلمائی کا اثر عوام الناس جاہلون کے حق مین طائف الملوکی اثر سے کچھہ کم نظر نہین آتا کیونکہ جیسے دو چار مخالف حاکمون کی حکومت سے رعایا کہیوٹدار کی مٹی خراب ہوتی ہے ویسے ہی دو چار مخالف مذہب عالمون کے وعظ سننے سے مسلمانون کے ایمان اور یقین کی بربادی ہوتی ہے پنجاب کے مسلمان جاٹون کی یہہ کہاوت مشہور ہے ؎ دو خدا ہون تو جان دینا مشکل دو حاکم ہون

"تو معاملہ دینا مشکل دو ملاؔ ہوں تو ایمان قایم رہنا مشکل - اور عالمون کا گروہ ملک ہند مین آپسکی عداوت اور آزادی کی بدولت شتر بے مہار اور مطلق العنان اور مجتہد کہلانے پر اُدہار کہائے بیٹھا ہے اور کوئی نہین پوچھتا کہ علم دین کہانتک تحصیل کیا کن کن علوم مین امتحان دیا وعظ گوئی اور اجتہاد کی سند کہان سے حاصل کی

| | |
|---|---|
| عالم جو با خدا ہین وہ بیٹھے ہین دم بخود | بیدرد خود غرض مین خرد شان نئے مسے |

## انتظام اجتہاد جدید کے بارہ مین مصنّف کی رائے

اگر دس پانچ عالم با عمل اعلٰے درجہ کے فاضل متفق ہو کر ایک انجمن بنام نہاد اجتہاد قایم کر کے یہہ اشتہار عام دیدیتے کہ جس شخص کو علم دین مین اس درجہ تک معلومات نہ ہوگی اور انجمن مین امتحان دیکر اجتہاد کرنے کا لیاقت نامہ حاصل نہ کریگا اُسکا اجتہاد خاص و عام مسلمانون مین لایق اعتماد نہ سمجھا جائیگا تو آئے سال ایسی کثرت سے فتنے اور فساد کیون برپا ہوتے مگر افسوس ہے کہ لایق عالم باخدا اس طرف متوجہ ہی نہین ہوتے اور صریح یہہ تماشا دیکھ رہے ہین کہ صبح کی وعظ مین ایک واعظ اپنے مذہب کا رنگ اور نقش جہلا کے دلون مین جماتا ہے اور شام کے وقت دوسرا عالم مخالف مذہب اپنی تقریر کا صابون لگا کر اس نقش کو ڈہوڈالتا ہے اور وہ مسلمان لاعلم جن کو حق و باطل سمجھنے کی تمیز نہین حیران اور پریشان ہو کر یہ فریاد کر رہے ہین

| | |
|---|---|
| دیوانہ کر رکہا ہے ہمین فرقہ سازون نے | کس کس کی ضد پہ لائیو ایمان نئے نئے |

## اہل فرقون کا فساد باہمی اسلام کی تحقیر اور مسلمانون کی کمزوری کا باعث ہے

**سوال**۔ آپ یہہ تو ظاہر کرین کہ اسلام اور اہل اسلام کو فرقون سے کیا مضرت پہنچ رہی ہے۔

**جواب** فرقون سے اسلام کو یہہ مضرت پہنچ رہی ہے کہ یہہ چند روز کا ذکر ہے کہ ایک یورپین اعلے افسر پادری نے قصور کے دو مولویان سے بسم اللہ کے جواز مین بحث کی مولویون نے اُسکے اعتراض کی تردید الیسی عمدگی اور شائستگی سے کی جسکو پادری صاحب نے تسلیم کر لیا۔ پہر مولویون نے سوال کیا کہ آپ خدا کو حاضر ناظر جان کر یہہ بات کہین کہ پادری فنڈل صاحب نے جو مولوی رحمت اللہ صاحب سے مناظرہ کیا اُن دونون مین دین حق کے اثبات مین فایق کون سمجھا گیا تہا۔ پادری صاحب نے کہا کہ جیسا ڈاکٹر وزیر علی مولوی رحمت اللہ کا بازو تہا ویسے ہی فنڈل صاحب کے بازو ہم تھے ہماری سمجھہ کے نزدیک مولوی رحمت اللہ اثبات دین حق کے دلایل مین بیشک فایق رہا تہا۔ پہر سوال کیا کہ تعجب کا مقام ہے کہ جب آپ کو دین اسلام کا حق ہونا ثابت ہوچکا تہا پہر آپ نے اسلام کو قبول کیون نہ کیا۔ پادری صاحب نے جوابدیا کہ سنو صاحب ہماری تمام عمر اسی کام مین گذری ہے ہم دلایل دین حق کی مضبوطی اور کمزوری کو خوب جانتے اور پہچانتے ہین مگر اسلام مین دو نقص

لاحق ہین کہ جن کے سبب اسلام قبول کرنا غیر ممکن ہے - اول یہ
کہ اسلام مین افلاس بدرجۂ کمال ہے اور ہمدردی کا نام ونشان نہین -
دوسرے مولوی لوگون کی عداوت کے سبب یہہ سخت نقص واقع
ہو رہا ہے کہ ایک فرقہ کا مولوی دوسرے فرقہ کے مولوی پر کفر کا
فتوے دے رہا ہے اگر کوئی یورپین اسلام قبول کرے تو بہر حال
ایک ہی فرقہ کی پابندی اختیار کرنی لازم ہوگی جسکو دوسرے فرقہ کا
مولوی مشرک دوزخی گمراہ کہنے سے نہ چوکے گا - سواے اسکے
اسلامی مولیون مین تعصب مذہبی اور نفاق اس قدر بڑہا ہوا ہے
کہ ایک فرقہ کا مولوی دوسرے فرقہ کے گہر کا کہانا نہین کہاتا - پہر
اسلام قبول کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہونے کی امید ہے - اب
نظر انصاف سے دیکھو کہ فرقون کی کثرت نے اسلام کو ناحق بدنام
کر رکہا ہے یا نیک نام +

## فرقہ سازی حضرت پر ایجاز کے ساتھ بحث اور اس عمل کے انسداد کی استدعا

**سوال** - بیان کرو کہ فرقون کی کثرت کے سبب اسلام اور اہل اسلام
کو کیا کیا نقصان اور مضرت اور دقتین لاحق ہو رہی ہین

**جواب** ازروے آثار قیامت تفرقہ باہمی کے بارہ مین یہہ خبرین
سننے مین آتی ہین -

بہائی کو بہائی چہوڑدے بیٹے کو مائی چہوڑدے    شوہر لگائی چہوڑدے ایسی پڑے کہلبلی ہم

سو ظہور اِس نفسا نفسی کا قیامت کے ظہور سے پہلے ہی تعلیم نفاقی کی بدولت دیکہنے مین آرہا ہے کہ - کہین خاوند بیوی کو یہہ طعنہ دیتا ہے کہ تو خارجی موذی کی اولاد ہے اور بیوی صاحبہ یہہ فرما رہی ہین کہ عاقبت بخیر نہ ہو ماباپ کی جنہون نے رافضی بچہ سے پلہ باندہ دیا - کہین عورت خاوند کو کہتی ہے تو تو وہابی معلوم ہوتا ہے جو ہمین ختم فاتحہ دلانے سے منع کرتا ہے اور ناحق مارتا ہے - کہین خاوند یہہ طعنہ دے رہا ہے کہ کمبخت تو بدعتیون کی اولاد ہے جن کے واسطے دوزخ تیار ہے یہ نقل ہماری چشم دید ہے -

**نقل** ایک شخص مسلمان ہمارا پڑوسی حنفی تہا پہر وہ غیر مقلد ہو گیا جب بیوی کو عقاید اِس مذہب کے تلقین کرنے لگا اُس نے نہ مانا اور یہہ فساد اُن کے گہر مین واقع ہوا کہ خاوند ختم فاتحہ دلانے سے بند کرے عورت باز نہ آوے - جب وہ جمعرات کے دن کہانا پکائے - ختم فاتحہ پڑہکر روٹی مسجد مین پہنچاے خاوند جوتی اور ڈنڈے سے اُسکی خبر لے انجام کار عورت آٹہوین دن کی مار سے عاجز آگئی تو یہہ عمل اختیار کیا کہ جب خاوند دو چار دن کے لئے کہین باہر جاوے تو یہہ ساری جمعراتین گنکر کہانا پکا کر مسجد مین بہیجدیا کرے اور پیام دیا کرے کہ درویش اُس بندے کے حق مین یہہ دعا کرین کہ خدا جلدی موت دے تاکہ اِس خاوند موذی وہابی کے ظلم سے نجات حاصل ہو

پندرہ برس تک ہم یہی نکا فضیحتی سنتے رہے نہ خاوند اپنے عمل سے باز آیا نہ عورت اپنے عمل سے چوکی - جب عورت فوت ہوگئی تو پھر اولاد مین بھی یہی تفرقہ دیکھنے مین آیا - اب فرمائیے دنیا مین ایسی زندگی جیتے جی دوزخ ہے یا نہین -

جس زن و شوہر مین رنگین ہو نہ پیار اُس زن و شوہر کی کیا ہے زیست یار

علم دین کے رو سے خدا کی ذات وحدہٗ لاشریک مانی گئی ہے مگر اس آزادی کے زمانہ مین خدا کے بندون کو بھی خدائی صفت مین سے حصہ بٹانے کا حوصلہ پیدا ہوگیا ہے کیا معنے کہ جیسے خدا کو اپنا شریک پسند نہین ویسے ہی علمارِ دین کو علم دین مین اپنا کوئی شریک پسند نہین آتا - بقول شخصیکہ

| | | |
|---|---|---|
| راحت کند کنارہ چو پیدا شود شریک | | حق از شریک خوش نشد ولاشریک شد |

ایسے ہی یہہ بھی خدائی صفت کے شرعی حیلے حوالون سے اُڑ رہے ہین اور اصل بات یہ ہے محمود

| | | |
|---|---|---|
| شرک و بدعت کے بہانے سے ہی جنگ | | واقعی اپنے شریکون سے ہین تنگ |

اور اسی عناد باہمی کے سبب قوم کو یہہ تعلیم دے رہے ہین

| | | |
|---|---|---|
| مفارقت کی تو چٹھی ہین پڑھاتے ہین<br>نماز مین رہے شرکت نہ شادی اور غم مین | | پھر اس سلوک مین یہ پیشوا کہاتے ہین<br>یہہ لاشریک ہین جیتے جی بناتے ہین |

اور یہہ بات مین اوپر بیان کر چکا ہون کہ فرقہ سازی تفرقہ پردازی مین داخل ہے دین پروری سے اسکا کچھہ علاقہ نہین بلکہ حکم خدا اور رسول

کے خلاف ہے اور جس حالت مین فرقون کی کثرت سے صریح بربادی
اور کمزوری دین اسلام کی ظاہر ہے پھر ہٹ دھرمی اور عن پدری کی
ضد مین آنکر فرقہ سازی کو دین پدری کہنا ناحق عقل کی گردن مارنا اور
انصاف کا خون کرنا ہے اگر آپ کو قوم کی مرض لاحقہ کی تشخیص نہین ہین
تو کیا یہہ قدیمی خارش اور میٹھی کھُل بھی دکھلائی نہین دیتی جس نے
قومی جسم کا خون جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور اب اُسی غلیظ خون مفسد
کی حرارت سے قومی ہڈیون کا گودا جل رہا ہے اور ہمارے دینی
اطبا ابتک بھی وہی نفرت آمیز سودا انگیز صفرا خیز نسخے اپنے اپنے
زبردست مریضون کو استعمال کرا رہے ہین - قوم نادان بے خبر اور
فرقہ ساز خودغرض گروہ پرور ابتک بھی کوئی نیا نسخہ مصفے خون دافع
مرض تعصب وجنون لکھنے کیطرف متوجہ نہین ہوتے عالمون نے
مُسلمانون کے جوش خون کی بیماری کو دینداری سمجھ رکھا ہے - صریحًا
دیکھ رہے ہین کہ نئے نئے فرقہ اسلام کے جسم واحد سے پھوڑے
پھنسیون کیطرح نکلتے چلے آتے ہین اور یہہ بے پروا اتنا خیال
نہین فرماتے کہ جس بیمار بیکس کے بدن سے اس قدر بیشمار پھوڑے نکلین
کہ ناسورون کی کثرت سے تمام بدن چھلنی ہوکر کالبد بے خون رہجائے
وہ بیمار ناتوان کیونکر زندہ رہ سکتا ہے لیکن یہہ شرف خاص خدا تعالے
نے دین اسلام کو ہی بخشا ہے کہ باوجود اس بیماری اور بیکسی کے کہ جسکی
بوٹی بوٹی فرقون پر تقسیم ہورہی ہے فقط روحی طاقت اور قدرتی صداقت

سے ابتک زندہ ہے اور اپنی ہمت خداداد سے بیمار اور ناچار شیر کی طرح اپنے آپ کو درندون سے بچائے بیٹھا ہے اگر اسمین خدائی عظمت کی برکت اور طاقت نہ ہوتی تو ایسی بدسلوکی کی حالت مین کبھی کا نیست ونابود ہوگیا ہوتا ۔

## تیرھوین صدی کے علماء اہل اسلام کی تعلیم و تلقین پر ایک مثال

اب دیکھین منصف مزاج لوگ اہل اسلام کا علیہ جن سے حال زار پر یہہ مثال وارد ہورہی ہے ۔

مثال ۔ فرض کرو کہ ایک پرگنہ مشترکہ کی ملکیت مین قاضی صاحب مفتی صاحب متولی صاحب تین جاگیردار ہین اور آپس مین ایکدوسرے کی صورت دیکھنے سے متنفر اور بیزار ہین ۔ اسامیون اور کاشتکارون کی تقسیم پر تنازعہ اور تکرار ہے آپس مین متفق ہوکر تو جاگیردار لوگ اپنا فیصلہ نہین کرتے اور نہ ایک کو دوسرے کی بیدخلی کا اختیار ہے ۔ مگر نزلہ بر اعضائے ضعیف ہی آنند تین طرف کے محصل اور شحنے اور ٹھیکہ دار رعایا مجہول بیگناہ کے گلے کا ہار ہورہے ہین اسامیون کو دوعملی نے حیران اور پریشان کر رکھا ہے دو وقتہ سب کیطرف سے یہی فہمایش ہورہی ہے کہ اگر تم ہماری ماتحتی قبول کروگے ہماری ہدایت پر چلوگے ہماری خدمت کروگے تو ہم تمہاری سکونت دایمی کے لئے پختہ کوٹھے بنوادینگے آبنوشی کو چاہات اور کھیتی سینچنے کو نہر

کھدادینگے خوبصورت نیک سیرت ناکتخدا عورتوں سے تمہارے گھر بسادینگے اور اگر ہماری ہدایت کے خلاف ہمارے مخالف کی اغوا پر عمل کروگے تو دایمی آفت اور مصیبت مین پڑوگے اور اس مختلف فہمایش کے اثر سے اسامیان نادان کبھی ادھر کبھی اُدھر بارہ باٹ تیرہ تین ہو رہی ہین اور اس دو عملی نے اُن کے دلون مین ایسا تفرقہ عظیم برپا کر رکہا ہے کہ وہ اپنی جہالت اور مالکان کے اغوا اور بے واجبی حکومت سے آپس مین ایک دوسرے کو خون بہری نگاہون سے دیکھ رہا ہے ایک دوسرے کو اپنے مقبوضہ عبادت گاہون مین گہسنے نہین دیتا ایک دوسرے کے درد دکھ شادی غمی مین شریک ہونا عار سمجھتا ہے دُنیادی کامون مین ایکدوسرے کو زک دینا نقصان پہنچانا ثواب عاقبت جانتا ہے ایکدوسرے کے گھر کا کہانا حقہ پینا حرام سمجھتا ہے۔ انصاف فرمائیے ایسے مخالف سرغنون کی ماتحتی مین یہہ پرگنہ بیچکے بیوقوف باشندون پر یہہ مصیبت مخارفت گذر رہی ہے کبتک آباد رہے گا کہانتک برباد نہ ہوگا

| | |
|---|---|
| ستم کے تیشہ ہی گچین جو بوستان کاٹین | تو اپنی عمر کو بلبل کہو کہان کاٹین |

پس ایسی صورت مین پرگنہ کے وارثون کو آپس مین اتفاق اور فیصلہ کرلینا اسامیون کے حق مین مفید ہے یا دائمی مخالفت اور مخارفت مین اُنکی آبادی کی کچھہ امید ہے محمود۔

| | |
|---|---|
| شکایت ستم چرخ کینہ جو کیا ہے | جو ایسے دوست ہون پہر حاجت عدو کیا ہے |

## اسلام کے جسم پاک مین ابھی تک روح حقانیت موجود ہے

**سوال** - یہہ کون نہیین جانتا کہ اسلام ایک کوہ عظیم الشان اٹھارہ (۱۸) دہاتون کا معدن اور مخزن تھا مگر خود اُسکے ہی مادہ شکمی سے ایسی نفاقی آگ پیدا ہوئی جس نے اُسکو سوختہ کر دیا اب کسی کے پیچنے اور چلانے سے یہہ مُردہ کیونکر زندہ ہو سکتا ہے

**جواب** یہہ بات تو مین تسلیم کرتا ہون کہ اسلام کے شکمی مادہ سے جو آگ بھڑکی اُسکے بجھانے کیطرف کسی حامی اسلام نے توجہ نہ کی بلکہ اپنی غلط فہمی سے اُسکے بھڑکانے یعنی عداوت مذہبی چمکانے کو ہی حمایت اسلامی سمجھا گیا لیکن اسبات سے مجھے ہرگز اتفاق نہیین کہ مین اسلام کو مُردہ تسلیم کر دن نہیین نہیین اسلام کے جسم مین قدرتی روح حقانیت ابھی تک موجود ہے مگر علماء دین جو اہل اسلام کو اپنے اپنے فرقون کے نفاقی کھرل مین سرمہ کیطرح پیس رہے ہین اِسلئے ہم پکار کر یہہ دُہائی دیتے ہین کہ -

ہمین جو بے جرم پیستے ہین یہ جانتے ہین کہ کیا کرینگے
خدا نے چاہا تو سُرمہ ہو کر ہم اُنکی آنکھون مین جا کرینگے

## شاہان اسلام کو علماء دین کس طرح مدد دیا کرتے تھے

**سوال** مجھہ کو یہہ فریاد آپ کی گستاخانہ معلوم ہوتی ہے کہین ایسا نہ ہو

کہ کوئی فتوے تکفیر کا اپنے نام پر حاصل کرو

**جواب** اجی حضرت خدا خدا کرو کجا تکفیر کا فتوے اور کجا مین ناچیز بینوا یہ حق تو بڑے بڑے اونچے اکھاڑے بندوں کا ہے جو قومی بھیڑ بکریوں کو اپنی اپنی طرف کھینچ رہے ہین - میرے معروضہ کا تو فقط یہ مدعا ہے کہ

| | |
|---|---|
| تا نگرید کودکِ حلوے فروش | ابر بخشایش سے نے آید بجوش |

اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ اس زمانہ کے عالمون نے فرقہ پروری کی ضد اور عداوت مین مبتلا ہو کر دینی فتاونکی کیسی بے وقری اور مٹی خراب کر رکھی ہے کہ گویا کفر اور شرک اور بدعت اور لا مذہبی کے فتاوے ذات برادری کی بھاجی بخرون مین داخل ہوگئے ہین ایک دوسرے کی نسبت جو چاہتا ہے لکھتا ہے اور ایک دوسرے کے فتوے کو واہیات مزخرفات بتلاتا ہے - بھلا وہ زمانہ اب کہان ہے کہ کسی کے فتوے کی کچھہ وقعت کسی مسلمان کے دل مین جاگزین ہو وہ وقت گیا گزرا ہوا کہ جب بعضے بعضے عالم بادشاہون کی خوشامد مین آن کر شرعی حیلے حوالون سے مدد دینے کو تیار ہو جاتے تھے ؎

س - اجی توبہ کرو کجا عالم دین اور کجا بادشاہون کی خوشامد پھر کہتے ہو کہ میری فریاد گستاخانہ نہین ؎

ج توبہ ہزار بار مگر آپ کی سمجھہ پر تعجب آتا ہے کہ بے سوچے سمجھے کیون چمک اٹھتے ہو ذرہ تاریخی کتابون کو دیکھو تاکہ معلوم ہو جاے کہ کیسے

کیسے بادشاہ اور کیسے کیسے عالم گزر چکے ہین

حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت مین شرعی حیلون سے کیا پیچیدگیان وقوع مین آئین

س - اچھا آپ ہی فرمایئے کہ کس بادشاہ نے دُنیاوی کامون مین عالمون سے مدد چاہی اور کس عالم نے خوشامدی طریق پر مدد دی

ج - ظاہر ہے کہ حضرت علی مرتضےٰ کی شروع خلافت کیوقت جو کچھ پیچیدگیان حیلہ شرعی کے ساتھ واقع ہوئین وہ سب پیدا کی ہوئین عالمون کی ہین کیا معنے کہ پہلے تو عالمون نے جدال وقتال باہمی فریقین کو جسکا تعلق حفظ حقوق بادشاہت سے تھا اُسکو دین کے شکنجے مین دھر کھینچا اور پھر امیر معاویہ کا پلہ بڑھا ہوا اور دستر خوان فراخ دیکھ کر سوائے محمد بن صدیق اور محمد بن عمر وغیرہ چند علماء رُفقاء کے اور سب عالمون نے امیر معاویہ کی بیعت اختیار کر لی - اب فرمایئے کہ جنہون نے حضرت علیؓ کی زندگی اور موجودگی مین امیر معاویہ کو خلیفہ تسلیم کر لیا وہ عالم خوشامدی دُنیا دار سمجھے جاتے ہین یا دیندار +

نمبر ۲ - وہ بھی تو عالم ہی تھے جنہون نے خلاف عہد نامہ امیر معاویہ کے یزید کے ہاتھ پر بیعت کر کے حضرت امام حسینؓ پر بغاوت کا الزام لگا دیا تھا فرمایئے یہ کام دینی ہے یا دُنیاوی حیلہ سازی

نمبر ۳ - وہ بھی تو فرقہ خوارج کے عالم ہی تھے جنہون نے مروان مفسد کے عہد خلافت مین نعوذ باللہ یہ فتوے دیدیا تھا کہ عثمان غنیؓ اور علیؓ مرتضےٰ اور فاطمہ زہراؓ اور حسنینؓ کو شرعاً مسلمان سمجھنا روا نہین اور پچاس

برس تک اِن مقدس اور مقبول بزرگون کے نام پر جمعہ اور عیدین کے خطبون مین الفاظ ناسزا گوئی کا استعمال ہوتا رہا - جب عباسیون کے ہاتھ سے مروانیون کی بیخکنی ظہور مین آئی تب یہ بدگوئی بند ہوئی -

**نمبر۴** - یہہ بہی تو فرقہ رافضی غالی کی عالم مجتہد ہی تھے اور ابتک موجود ہین جنہون نے یہ فتوے دے رکہا ہے نعوذ باللہ منہا - ابوبکر اور عمر اور عثمان اور معاویہ چار مرد اور حفصہ اور ہندہ اور عایشہ اور ام الحکمہ چار عورتین - اِن آٹھون کے نام پر جو شیعہ مذہب ہوکر لعنت نہ کریگا اُسکی کوئی بندگی اور عبادت خدا کی درگاہ مین قبول نہ ہوگی - اور ادای فرایض اللہ کے وقت لعنت گوئی کو بہی تکبیر اولے کے ثواب مین داخل کر رکہا ہے اور شیعان کو مذہبی عقاید کے رو سے یہہ بہی یقین دلا رکہا ہے کہ سنیون نے جو دنیا مین اتفاقیہ نیک عمل کئے ہین وہ نیکیان قیامت کے دن شیعون کو دلائی جائین گی اور شیعون سے جو عمل بد سرزد ہوے ہین وہ سب سنیون کے سرون پر رکہے جائین گے -

واہ سبحان اللہ خدائی انصاف کے یہی معنے ہین جو فرقہ پرستون کو سوجھتے ہین یہہ شمہ اور نمونہ ہے علماے غالی ناصبی رافضی خارجی مذاہب کے عقاید کا اور قرآن اور حدیث کے اختراعی اور استنباطی اور تاویلی دلائل فریقین کے عالمون کی تصنیفات مذہبی مین موجود ہین جنکے ذریعہ سے ہر کوئی اپنے اپنے مذہب کے حق ہونے پر تامید کر رہا ہے - اگر کوئی انصاف پسند صلح دوست تعلقات مذہبی سے علیحدہ ہوکر امر حق کے

انکشاف کی جستجو کیجیے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو فریق کے علمائے کے دلون مین جو مادہ عنادی قایم ہو کر ترقی پکڑ گیا ہے اس نے قرآن اور حدیث کو مذہبی عداوت کے بخارات نکالنے کا ایک آلہ شرعی بنا رکھا ہے ورنہ دین اسلام کا اصول ایسا پاک اور صاف ہے کہ جنکا اِن مذہبی جھگڑون سے کچھہ بھی علاقہ پایا نہین جاتا اور مسلمانون کے دِلون مین جو کچھہ عداوت اور کدورت ہے یہ سب تعلیم نفاقی کا اثر ہے -

| دوزخ نمونۂ ز دلِ پر شرارِ ماست | | بتخانہ بہ ازین اگر این خانۂ خداست |
|---|---|---|

اکبر کے عہد سلطنت کی ایک مثال -

**نمبر ۵** - اب علماے متاخرین کی کارروائی کا شمہ اور نمونہ دیکھہ لیجیے کہ اکبر بادشاہ عالمون کو نہایت دوست رکھتا تھا اُسکے عہد مین شیخ مبارک متوطن نارنول بڑا فاضل متبحر خوش تقریر تھا جو مولوی علم دین مین اس سے بحث کرتا شکست کھاتا تھا آخر سب عالمون نے جو مقرب شہنشاہ کے تھے جمع ہو کر مشورہ کیا کہ جس دن بادشاہ تک اِسکی رسائی ہوگی ہم سب اُسکی نظر سے گر جائینگے جس طرح ہوسکے اسکو قید کرانا چاہیے - آخر سب نے متفق ہو کر اُسکی تکفیر کا فتوے دیدیا گرفتاری کا حکم جاری کرا دیا وہ یہہ خبر سُنکر مع عیال واطفال جلا وطن ہو کر دکن کی طرف بھاگ گیا - فیضی اور ابو الفضل خُرد سال بچے تھے شیخ مبارک سالہا سال اس مصیبت مین گرفتار رہا - دن کہین رات کہین صبح کہین شام کہین - جان کے خوف سے سب مارے مارے پھرتے رہے اِسی مصیبت کی حالت مین دونون بیٹے جب عالم

اور جوان ہو گئے مصیبت کا زمانہ انتہا پر پہنچ گیا تب بادشاہ نے خود ہی برسر رحم ہو کر شیخ مبارک کو طلب کیا اور مناظرہ مقرر کر کے حکم دیا کہ جو تقریر مین مغلوب ہوگا وہ سزایاب ہوگا اور خود حکم بنا یہہ خبر سنکر وہ مولوی جو اُسکے سامنے ٹھہرنے کی لیاقت نہ رکھتے تھے سب بھاگ گئے شیخ کی بیگناہی اور تباہی پر شہنشاہ نے افسوس کیا اور لیاقت علمی کی یہہ داد دی کہ اُسکو عہدہ وزارت دینا چاہا شیخ نے نامنظور کیا مگر اسکے فرزند شہنشاہ کے مصاحب ہو گئے اونہون نے عروج پکڑ کر ایسا بدلہ لیا کہ جنہون نے اُن کو جلاوطن کرایا تھا انکو خانگی موش بنا دیا۔

دارا شکوہ کے قتل کا افسوسناک واقعہ۔

**نمبر ۶**۔ شاہ جہان کے عہد کا یہہ ذکر ہے کہ جب اُس نے اپنی بیماری کی حالت مین شہزادہ دارا شکوہ کو اپنا قایم مقام مقرر کر کے سکہ دولت سپرد کیا یہ شاہزادہ علم تصوف مین عالی دستگاہ اور فقیر دوست صلح کُل تھا اور اُسکا چھوٹا بھائی اورنگ زیب ملا متعصب دونون مین جنگ ہوئی اورنگ زیب فتحیاب ہوا۔ باپ اور بھائی اُسکی قید مین آ گئے۔ باپ کو جنم قیدی بنایا اور بھائی کی موت کا مدار حیلہ شرعی پر رکھا۔ عالمون نے فتوے دیدیا کہ اس کے اقوال ملحدانہ ہین اور ملحد کا فرلامذہب واجب القتل ہے اُسی فتوے شرعی کے حوالہ سے اُسکو ذبح کرا دیا گیا اور دیگر چار پانچ بھائی بھتیجون کو بھی حیلہ شرعی کے ساتھ قتل اور تباہ کیا گیا۔ پھر یہہ منصوبہ پیش ہوا کہ اور ملحدون سے بھی باز پرس کیجاوے تاکہ یہ کوئی نہ کہنے پاوے کہ

اوروں کو کیون معاف رکھا ہو

اورنگ زیب اور سرمد کا دلچسپ مکالمہ

اورنگ زیب عہد شہزادگی بے اختیاری کے زمانہ مین سرمد فقیر کے ساتھ اِس قسم کی چھیڑ چھاڑ رکھا کرتا تھا

"اورنگ زیب"

اے زاہد رند برہنہ چرا اے باشی

"سرمد فقیر"

| | |
|---|---|
| آنکس کہ ترا تاج جہان بانی داد | مارا ہمہ اسباب پریشانی داد |
| پوشاند لباس ہر کہ را عیبے دید | بے عیبان را لباس عریانی داد |

"اورنگ زیب"

| | |
|---|---|
| اے عارف رند بود نابودت کو | آتش زدہ بخویشتن و دودت کو |
| دل دادی و جان دادی و ایمان دادی | اینک ہمہ سود دست بگو سودت کو |

"سرمد فقیر"

| | |
|---|---|
| نابود شدم بود نمیدانم چیست | اخگر شدہ ام و دود نمیدانم چیست |
| دلدادم و جان دادم و ایمان دادم | سود دست دگر سود نمیدانم چیست |

اگرچہ عقیدہ واجب الوجود کے معتقد صدہا لوگ موجود تھے لیکن آخر یہی قرار پایا کہ سرمد فقیر بھی ہمزبان داراشکوہ ہے اسکو بھی یہی پیام موت دیا گیا

| | |
|---|---|
| ما شریعت را کہ از راہ صفا دانستہ ایم | شہر دہلی را فضای مصطفے دانستہ ایم |
| رفت ہامان در پئے فرعون سرمد نیز رفت | دار بازی را رضاے کبریا دانستہ ایم |

چونکہ یہہ فقیر موحد شاعر ذی استعداد حاصلات دین و دُنیا سے نامراد حاضر

جواب تہا اُس نے اِس قطعہ کو فورًا اس طرح پر ترمیم کر کے واپس دیدیا

| | |
|---|---|
| ما سر خود را ز اوّل زیر پا دانستہ ایم<br>رفت وآرا در پے منصورؔ سرمد نیز رفت | شہر دہلی را بجاے کربلا دانستہ ایم<br>دار بازی را رضائے کبریا دانستہ ایم |

اِس جواب کے پہنچتے ہی یہہ فقیر ملا عبدالقوی کے سپرد ہوا اور ملانے جو سوالات کئے منجملہ اُنکے ایک یہہ بہی تہا ’’اے زاہد رند تو قایل ہے معراج رسول اللہ کا اس طرح پر کہ پیغمبر علیہ السلام راہ ہفت آسمان طے کر کے عرش معلی پر پہنچے اور خدا سے در پردہ متکلم ہوئے سرمد نے جواب دیا ہان قایل ہون معراج کا مگر اس طرح پر کہ معراج کے وقت ہفت آسمان کی عظمت اور ہیئت کذائی بحکم الٰہی رسول اللہ کے قدمون کے نیچے آگئی تہی اور جو در پردہ خدا سے کلام کئے اور سُنے وہ خود آن حضرت کے الہامی ساز کی آواز تھی محمود

| | |
|---|---|
| تھی جبین عرش و کرسی و افلاک جلوہ گر | وہ دلِ رسولِ پاک کا تہا صاف آئینہ |

مگر اس فقیر کے بیباکانہ جوابات سے ملا کا غصہ بڑہتا جاتا تہا اور بار بار جھنجھلا کر کہتا تہا کہ تو ہمارے سوالون کا جواب صاف صاف نہین دیتا آخر کار فقیر گستاخ شایق دار نے پکار کر کہا ’’صاف چہ گویم کہ شیطان بر سر تو لیست بس آنچہ تو در دل داری چرا صاف بر زبان نمے آری ؎

| | |
|---|---|
| وعدۂ وصل چون شود نزدیک | آتشِ شوق تیز تر گردد |

یہ سُنکر ملا نے فرمایا یہہ ملحد کافر پکا معلوم ہوتا ہے قتل کیا جاے - مگر جلاد

کا ہاتھ چلنے سے پہلے جو مرتے دم اُس نے شعر کہا وہ یہ ہے۔

| | |
|---|---|
| سر جدا کرد از تنم شوخیکہ با ما یار بود | قصہ کوتاہ کرد ورنہ درد سر بسیار بود |

خلیفہ سید احمد کے غازیون کا قتل۔

**نمبر ۷** - اور یہہ بھی تو ملک پشاور کے قصباتی علماء دین ہی تھے جنھون نے آمدنی عشر کی ضبطی پر خلیفہ سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی اسمعیل صاحب مرحوم سے ناراض ہوکر اُن کو یہہ دھوکا دیا کہ دو ہزار ہندی غازیون کو خود محصل مقرر کراکے لیگئے اور ایک ہی تاریخ معینہ پر سب بیگناہون کو دغابازی سے قتل کر ڈالا۔

ہنومان گڈھی کے فساد کا اشارہ۔

**نمبر ۸** - ہنومان گڈھی کی مسجد پر جب فساد ہوا - علی نقی خان وزیر لکھنو نے مجتہد صاحب سے سید امیر علی کی بغاوت پر فتوے طلب کیا مجتہد نے کہا کہ امیر علی نے مسجد قدیم کی قایمی کے سبب آپ کی حکم عدولی کی ہے اور اسکا سید سنی ہونا ثابت ہے مین اسکی بغاوت پر فتوے نہین دیسکتا اور فرنگی محل کے ایک سنی مولوی نے اسکی بغاوت کا فتوے لکھدیا اگر یہہ اختلاف مذہبی کا مقتضا نہ تہا تو اور کیا تہا - خدا پناہ دے ایسے عالمون سے - یہ موحدانہ اقوال بطور کہاوت کے مشہور ہین -

| | |
|---|---|
| خود بدہ انصاف ای مرد دغل | دل پر از مکر است مصحف در بغل |
| این دغل بہر معیشت کردن است | ہیچ حاصل نے پشیمان بودن است |

آمدم بر سر مطلب - اب فرمائے ایسے ایسے فسادے جنکا ذکر مختصر اوپر بیان

کیا گیا دینداری اور دین پروری سے کیا علاقہ رکہتے ہین ایسے فتاوے توصریح خودغرضی اور بادشاہوں کی حکمت عملی اور جہوٹی خوشامد طلبی کی ضروریات مین جاری ہوتے رہے ہین اور یہہ معاملات جن کو دینی قانون کے شکنجون مین دے رکہا ہے یہ توصاف صاف شرکاء شکمی کے تنازعات باہمی اور اولاد بنی آدم کی مقتضیات مین داخل ہین - کجا دین سید المرسلین اور کجا خلافت اور بادشاہت کے جھگڑے اور آئین -

| | |
|---|---|
| بادشاہان را ببین کز بہر مال | خون اخوان و پدر داند حلال |

**فتاوی عالمگیری پر ایک مختصر نوٹ**

**س** اورنگ زیب کا عالم متشرع ہونا فتاوے عالمگیری سے ثابت ہے پھر تم کس طرح اس کو ملا متعصب تبلاتے ہو ؛

**ج** - فتاوے عالمگیری سو ملاؤن نے جمع ہوکر تصنیف کیا تہا اور متعصب ہونا اورنگ زیب کا خود اسکے اقوالون سے ثابت ہے دیکھو وہ جد امجد اور پدر اور بہائی کی نسبت کیسے متعصبانہ فقرات لکہتا ہے - اکبر اکفر بود وجہانگیر دیوانہ از دین بیگانہ وشاہجہان مبتلائے شوکت شاہانہ و برادر نامہربان در تخیلات ملحدانہ واین عاصی پر معاصی برطریق فقیرانہ - سبحان اللہ

| | |
|---|---|
| برزبان تسبیح و دل در گاؤ خر | این چنین تسبیح کے دارد اثر |
| بالا پہیرت جگ گیو اور گیا نہ منکا پہیر | کر کا منکا چہوڑ کر من کا منکا پھیر |

س۔ جن فتاووں کا تمنے اوپر ذکر کیا ہے شاید وہ صحیح ہوں تو آپ کے پاس اُن کے غلط ہونے کا کیا ثبوت ہے

ج۔ غیب کا علم تو سوائے خدا کے کسیکو نہیں مگر بظاہر اُن کے ناجائز ہونیکا یہی ثبوت کافی ہے کہ جب بعد مرنے یزید کے اُس کے بیٹے معاویہ کو تخت خلافت پر بٹھلایا گیا تو اُس نے یہہ خطبہ پڑھا۔

اُسکا دادا امیر معاویہ خطا پر تہا جو علی مرتضےٰ کے ساتھ لڑا اور لاکہوں مسلمانوں کا خون ہوا۔ اور اُس کے باپ یزید نے ظالمانہ حرکت کی کہ حسین ابن علی کو معہ اقربا اس خلافت کے استحکام کی غرض سے قتل کرا دیا وہ شخص اس خلافت کو آفت سمجھہ کر چھوڑتا ہے جسکا جی چاہے وہ لیلے۔ پس جب کہ پوتے نے اپنے دادا کی خطا اور باپ کے ظلم کا اقرار کیا۔ پھر حضرت امام حسین کی نسبت فتوے بغاوت کا کہاں صحیح رہا۔ ایسے ہی اورنگ زیب نے بہی کہ یہہ عالم شخص تہا اپنے باپ کی وفات کے بعد قید پدری اور قتل بڑے بہائی وغیرہ پر اپنی ظالمانہ حرکت کا بڑے افسوس کے ساتہہ روبروے سعد اللہ خان وزیر اقرار کیا ہے پہر فتوے الحادی بنام دارا شکوہ کب صحیح رہا۔ یہ نکتہ بہی ناظرین پر ظاہر کرنے کے لایق ہے کہ اورنگ زیب نے اپنا اقتدار حکومت قایم کرنے کی غرض سے جو باپ کو قید اور بہائیوں کو قتل کرایا یہہ عمل اُسکا آئین سلطنت اور راجگان اور شاہان ماضیہ کے خلاف نہیں سمجہا جاتا بلکہ بعین مطابق عمل شاہان کے تہا کیونکہ جو بادشاہ دعویداران بادشاہت کو نیست و نابود

نہین کرتا وہ کبھی اطمینان کے ساتھ سلطنت نہین کرسکتا - ہان اُس نے جو عالم دین ہوکر شرکاے سلطنت کی تباہی ہین حیلہ شرعی سے کام کئے ہیہ البتہ اُسکی ریاکاری مین داخل ہین اگر وہ جاہل ہوتا تو پہر کوی الزام بہی اُسکے ذمہ عایدہ ہوتا ہو

## پختہ دیندار ہونیکا مدار دلایل منطقی اور عالم متبحر ہونے پر نہین

**سوال** - اگر عالم لوگ جاہلون کو حقایق اور دقایق دینی نہ سمجہائین اور ان کو مسایل ثواب اور عذاب کی تفصیل نہ سنائین تو جاہلون کا یقین کیون کر پختہ ہوسکتا ہے -

**جواب** اسبات کا توہین قایل اور مقبل ہون کہ جاہلون کو اصول اور ارکان دین اسلام تلقین کرنا عین صواب ہے لیکن یقین کی پختگی کا حال پوچھتے ہو تو یقین کی قایمی کا مدار کچہہ علم پر موقوف نہین یقین تین قسم کے دیکھنے اور سننے مین آرہے ہین - اول درجہ کا پختہ یقین تو عارفان حق کو حاصل ہے جن کے یقین کی یہ تعریف ہے محمود

| | |
|---|---|
| جنگ ہفتاد و دو ملت پہ ہین خندہ ان دلمین | جنکے ہر روشنئ صلح کا سامان دلمین |
| وہم سے شک دیقین کے نہین لان دلمین | پختہ دیندار یہی ہین کہ جو ہین عارف حق |

دوم درجہ کا پختہ یقین جاہلون کا ہے کہ جو بات ایک مرتبہ اُن کے کان مین پڑجاتی ہے پتھر کی لکیر بن جاتی ہے - سویم درجہ کا یقین عالمون کا ہے اور اُن مین دو قسم ہین جو عالم سادہ لوح جتنے ہین وہ

تو کچھہ کتابون مین ایک مرتبہ دیکھہ لیتے ہین اُسی پر عمر بھر قایم رہتے ہین
اور دوسری قسم کے بعض بعض مجتہد عالم جنکے یقین کا مدار دلایل منطقی
پر منحصر ہوتا ہے اُن کا یقین جاہلون کے یقین کے مقابلہ مین سنگ پا
بہی نہین ہوتا جدہر دلایل منطقی تیز اور چست نظر آتے ہین اسیطرف
طبیعت اُنکی ڈہل جاتی ہے ٭

س کیا ثبوت ہے اِس بات کا کہ جاہلون کا یقین عالمون کے یقین پر
فایق ہے ٭

ج - اول تو بہتر فرقون کا عمل اختلافی ثبوت کافی ہے کہ وہ اپنے
اپنی تحقیق کو صحیح اور دوسرے کی تحقیق کو غلط بتلا رہے ہین یہہ خیال
کسی کے دل مین نہین آیا کہ ہم کچھہ نبی نہین بشریت ہمارے ساتھہ ہی
لگی ہوئی ہے کیا عجب ہے کہ جیسے ہمکو اوردن کی تحقیقات غلط
معلوم ہوتی ہے ایسی ہی ہماری سمجھہ اور تحقیقات بہی غلط ہو لیکن بمقتضاے
بشریت اور عجب علم ظاہری ان کو انصاف کی طرف نہین جانے دیتا
اور جو کبھی اپنی غلطی بہی معلوم ہو جاتی ہے تو اسکی قبولیت کو اپنی کسر
شان سمجھہ کر سخن پروری مین ایسے پھنس جاتے ہین کہ اُسی غلطی کو
صحیح ثابت رکھنے مین اپنی عمر بسر کر کے چلتے ہوتے ہین -

حکایت بر سبیل تذکرہ --

اور جنکا یقین دلایل منطقی کا تابعدار ہے اُنکی ڈہل یقینی کا
یہہ شعار ہے **حکایت** ایک روز حضرت مولانا
سید محمد غوث علیشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہہ نقل چشم دیدہ خود بیان

کی کہ جب ہم حج بیت اللہ شریف کرکے مدینہ منورہ گئے زیارت
روضہ رسول اللہ صلعم سے مشرف ہو کر کربلا معلے اور نجف اشرف
اور بغداد شریف جانیکا قصد کیا - سید جعفر علیشاہ شیعہ مذہب جو کعبہ
سے مدینہ تک ہمارے ہم سفر رہے تھے وہ بھی ساتھ چلنے کو
تیار ہوے ہمنے کہا سنو میر صاحب اس ملک مین شیعہ اور سنی مذہب
کا کچھہ ٹہکانا نہین مگر خیر جیسا موقع پیش آئیگا دیکھا جائیگا آخر توکل بخدا
روانہ ہوے جب قصبہ زبید کی مسجد مین پہنچے اتفاقاً امام مسجد کا ہندوستانی
نکلا ہمین دیکھکر نہایت خوش ہوا اور کہا الحمد للہ بڑی مدت بعد اپنے
ہموطنون کی صورت دکھلائی دی - اس عالم نے اپنی داستان خود
بخود چھیڑ دی کہ مین مولوی محبوب علی صاحب محدث دہلوی کا شاگرد
ہون دستار فضیلت حاصل کرکے لکھنو پہنچا - ایک امیر شیعہ مذہب کے مکان پر
ٹھہرنے کا اتفاق ہو گیا اُن کا عربی کتب خانہ جو دیکھنے مین آیا دلائل شیعہ
مذہب کے قوی معلوم ہوئے سنی سے شیعہ ہو گیا - پھر اُس مذہبی اشتیاق
مین کربلا معلے پہنچا کئی سال وہان رہا - پھر اتفاقاً اس ملک خوارج مین آیا
اور اِن کا مذہبی کتب خانہ عربی دیکھا تو ہر دو مذاہب سے مذہب خوارج
کا اصول قویتر معلوم ہوا خارجی ہو گیا چونکہ ہندوستان مین یہہ مذہب نہین
اس ناچاری سے اسی ملک مین رہگیا - یہہ قصہ سُنکر بے اختیار ہمارے
منہ سے یہ بات نکلی کہ بھلا مولوی صاحب اب لنڈن جانیکا اتفاق ہو
تو کیا ہو - یہ فقرہ سنکر ہماری طرف دیکھ کر خاموش ہو گیا - تین دن ایسے

جب ہم وہان سے چلے دروازہ تک وہ مُلا ہمین پہنچانے آیا اور کان مین کہاکہ مسقط تک یہی بہروپ قایم رکہنا پہر آگے جان کا خوف نہین۔ ہمنے کہا بہروپ کیسا تو کہنے لگا کہ کیا مین نہین جانتا تم سنی ہو اور یہہ شیعہ ہے اور دونون عالم ہو جاہل نہین۔ آخر ہم چلتے چلتے مسقط کی مسجد مین قریب شام پہنچے۔ ہنوز کمر نہ کہولی تہی کہ ایک بڑہیا شیر خرما کا طباق لیکر آئی اور کہا اسپر حضرت یزید علیہ الرحمہ کی فاتحہ پڑہ دو۔ میر جعفر علی تو یہہ سنکر سن ہو گئے مگر ہمنے بڑہیا کو یہہ جواب دیا کہ مائی صاحبہ ہم مسافر ہین ابہی تک کمر نہین کہولی حوائج ضروری سے فارغ نہین ہوے وضو نہین کیا بہلا ایسے علیہ الرحمہ کی فاتحہ بے وضو کیونکر پڑہ سکتے ہین یہہ سنکر بڑہیا خوش ہوئی اُسیوقت ایک مُلا آگیا اُس نے فاتحہ پڑہ دی اور ہمنے دل مین یہہ کہا واہ اللہ صاحب آپ کی شان بے نیازی کے قربان کہ کسی ملک مین کسی کو علیہ الرحمۃ اور کہین کسی کو علیہ السلام کہلا رہے ہو۔ مردود اور مقبول دونون آپ کے ثنا خوان اور باہمدگر غلطان پیچان اور آپ جون کے تیون اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ۔

**مولوی محمد اسمعیل کی خوش اعتقادی کا ایک نمونہ۔**

تیسرے دیکہو مولوی محمد اسمعیل محدث کے عمل کو جب وہ خلیفہ سید احمد صاحب کے مرید بنے تو یہہ خوش اعتقادی ظاہر فرمائی کہ انکی رکاب پکڑکر بجائے سائیس دوڑنا شروع کیا کتاب صراط مستقیم لکہی اپنے پیر کے درجہ کو مرتبہ پیغمبری پر فایق ثابت کرکے دیکہلا دیا۔ پہر ایسی پہرکی لی کہ اسی صراط مستقیم کے عقاید سے

منحرف ہو کر رسالہ تقویۃ الایمان لکھا اسمین اپنی قلمی تلوار کی وہ آبداری دکھلائی کہ صفحہ چار سے لیکر صفحہ آٹھ تک یہی مضمون لکھا انبیاء اور اولیاء اور بہوت پری پلید اور شہید اور شیطان سب برابر ہین اور صفحہ چودہ پر یہہ لکھا کہ "یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چہوٹا وہ اللہ کے آگے چمار سے بہی ذلیل ہے - اور رسول اللہ صلعم کا درجہ بڑے بہائی کے برابر مقرر کیا - جن آیات کا مضمون خاص بُت پرستون سے متعلق ہے اُس مضمون کو تاویلی اور منطقی گہڑت کے زور سے اپنے مخالف مذہب مسلمانون پر جہونکا اور بہ مقتضاء مذہبی عناد اور زعم اجتہاد یہہ خیال اُنکے دلمین نہ آیا کہ - ہر مخلوق کے لفظ مین وہ رسول مقبول علیہ السلام بہی داخل ہے جسکی شان مین اللہ تعالی یہ فرماتا ہے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ط [ترجمہ] اے ایمان والو بلند نہ کرو اپنی آواز کو نبی کی آواز پہ اور نہ پکارو اُسکو جیسے آپسمین ایک دوسرے کو پکارتے ہو - جاتے رہین گے اعمال تمہارے اور تم بے خبر ہو گے پارہ ۲۶ سورہ حجرات - اور دوسری آیتہ مین فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ترجمہ یعنے اللہ اور اُسکے فرشتے نبی پر درود بہیجتے ہین اے مومنو تم بہی اُسپر درود اور سلام بہیجو - ایسے برگزیدہ پیغمبر کو ہر مخلوق کے

لفظ کی لپیٹ مین لانا کسقدر بے ادبی اور بدنصیبی مین داخل ہے پناہ دے اللہ تعالی ایسے عقیدہ اور عداوت مذہبی سے - پس دیکھنا چاہیئے کہ اِن بے اعتدالیون سے صاف یہی ثابت ہوتا ہو کہ جیسا تزلزل اور تلون بعض علماء متعصب کی مزاج مین ہوتا ہے اگر ایسا زلزلہ جاہلون کے دلون مین واقع ہو تو ایمان اور یقین کا خاتمہ ہوجاے +

نقل اسباب کے ثبوت مین کہ اعتقاد عجب چیز ہے

چہارم - نقل ہے کہ - ایک عالم بسم اللہ کے فضایل کا وعظ کر رہا تہا ایک غریب گہسیارہ بہی کان لگائے سن رہا تہا جب واعظ نے یہہ کہا بسم اللہ مین اللہ تعالی کی قدرت سے یہہ بہی برکت ہے کہ اگر کوئی صدق یقین کے ساتہہ باوضو ہوکر بسم اللہ کہہ کر دریا مین قدم ڈالے تو پانی پر ایسا چل سکتا ہے جیسے سطح زمین پر یہہ سنکر گہسیارہ کے دل مین بوسواس ایسا یقین کامل ہوگیا کہ علی الصباح اُٹہا وضو کیا نماز پڑہی کہرپا جالی بغل مین دبائی لب دریا پہنچا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم صدق یقین دل سے کہا اور دریا سے پار ہوگیا دو پیسے روز جو ملاح کو دیتا تہا وہ مولوی صاحب کی نذر سمجہکر جمع کرتا رہا - تین برس کے بعد مولوی صاحب پہر تشریف لائے گہسیارہ ایک گہڑہ ٹکون کا لیکر حاضر ہوا سلام کیا قدمون پر سر رکہہ دیا مولوی صاحب نے گہبراکر کہا - ہین ہین مردود یہہ کیا کرتا ہے آدمی کو سجدہ کرنا کفر ہے تو تو کافر ہوگیا گہسیارے نے کہا حضرت آپ نے مجہے پانی پر چلنا سکہلایا اور

ملاح کی بدگوئی کے عذاب سے چھوڑا یا۔ یہ حقیقت سنکر مولوی صاحب کی عقل چکرا گئی فوراً اٹھکے سنبھال گھسیارے کو ساتھ لیے دریا کے کنارے پہنچے اور فرمایا کہ اچھا ہمین بھی ملاحظہ کرا کہ کس طرح چلتا ہے گھسیارہ نے پانی پر چلکر دکھلایا مولوی صاحب نے فرمایا کہ ابھی تک تیرا قدم بہت سُست اُٹھتا ہے اب تو میرا ہاتھ پکڑ کر میرے ساتھ چلکر دیکھ کہ کیسا تیز بہا گے گا۔ گھسیارے نے کہا کہ آپ تو میرے دستگیر بجاے خواجہ خضر پیر کے ہین آپ کا ہاتھ پکڑنا بے ادبی ہے آپ ہی میرا ہاتھ پکڑین۔ مولوی صاحب کے دل مین گھسیارے کا سا صدق یقین کہان تہا یہان تو فقط منطقی سرمایہ قال اقول کا پیرایہ تہا مگر ناچار اُسکا ہاتھ پکڑ کر دریا مین قدم رکہا دل گھبرایا ہاتھ چھوٹ گیا پتھر کی طرح نیچے کو چلے گئے جب اُچھالا دیا گھسیارے نے کھینچ کر کنارے پر ڈالا پیٹ سے پانی نکالا دیر بعد ہوش درست ہوے گھسیارے نے حیران ہوکر پوچھا حضرت یہ کیا معاملہ گزرا مولوی صاحب نے فرمایا کہ دریا مین قدم ڈالنے سے پہلے ہمارا وضو ٹوٹ گیا اس سبب یہہ صورت پیش آئی اسلیئے تجھہ کو نصیحت کرتے ہین کہ خبردار وضو نماز کی قایمی کا ہمیشہ خیال رکہنا۔ پس اسی پر قیاس کرلو کہ جاہلانہ یقین اَور ہے اور عالمانہ یقین اور ہے اپنے شاگردون کو اپنے اپنے فرقون مین داخل کرنے والا علم اور ہے اور قوم کو فیض اور فایدہ پہنچانے والا علم اور ہے۔ اسی سبب سے دینی امورات

مین پختہ دیندار عارفون کا یہہ مقولہ لایق تسلیم سمجھا گیا ہے

| | |
|---|---|
| گر باستدلال کارے دین بودے | فخر رازی رازدارے دین بودے |
| پاے استدلالیان چوبین بود | پاے چوبی سخت بے تمکین بود |

## بدعتی خطاب اور لامذہبی لقاب صحیح ہے یا غلط

**سوال** بدعتی خطاب اور لامذہبی القاب جو فریقین نے باہمدگر استعمال کرر کہا ہے اسکی نسبت تمہارا کیا عندیہ ہے ۔

**جواب** اس بارہ مین میرا یہہ عقیدہ ہے نہ مقلد بدعتی ہین نہ غیر مقلد لامذہب بلکہ ہر دو فریق اچھے خاصے پکے مسلمان صاحب ایمان دیندار دنیاوی عزت اور ثروت اور شہرت کے طلبگار اور اُمت محمدی کے دینی افسری مین سے حصہ لینے کے دعویدار ہین اور اُن کی آپسمین جو شریعت کی آڑ مین بحث اور تکرار ہے یہہ اِس قسم کی چھیڑ چھاڑ ہے جیسے بادشاہون کے دلون مین مُلک گیری اور حکمرانی کی غرض سے پُرخاش ہوتی ہے ۔

> بادشاہونکی پولٹیکل چالون اور عُلماے دین کی توڑ جوڑ کی ایک صریح مطابقت

**س** بادشاہون مین پُرخاش کیسی ہوتی ہے

**ج** جب تک دو سلطنتون کے بادشاہون کی طاقت مساوی رہتی ہے طرفین سے اظہار دوستی اور عہد پیمان کا برتاؤ اور درپردہ ایک دوسرے کے گھات مین لگا رہتا ہے جب کوئی بادشاہ اپنی ملکی اور مالی طاقت کو اپنے ہمسایہ

سے بڑھی ہوئی دیکھتا ہے تو اپنے سرحدی بادشاہ کے ساتھ اِس

طریق پر چھیڑ شروع کرتا ہے وہ تم امور سلطنت کی حفاظت سے

بالکل غافل ہو رعیت پر جو خدا کی نادر امانت ہے ظلم ہوتا ہے پھر

اُسکے صوبون کو بغاوت اور آزادی کی ترغیب دیتا ہے اُسکے ارکان

دولت کی تالیف قلوب کرتا ہے جب دیکھتا ہے کہ اب اُسکے

ماتحتون مین تفرقہ واقع ہوا حکومت مین ضعف آیا حملہ کرکے اُس کا

ملک دبالیتا ہے مخالف کا پرانا سکہ توڑکر اپنا سکہ چلا دیتا ہے بادشاہ

کو اپنا قیدی وظیفہ خوار بنالیتا ہے

س یہہ توڑ جوڑ تو دنیا کے بادشاہون کی حکمت عملی مین داخل ہین

عالمون کا ایسی منصوبہ بازی سے کیا واسطہ ہے۔

ج - افسر دو ہی قسم کے ہوتے ہین - دُنیادی اور دینی پس جیسے

دُنیاوی افسری لینے کی حرص بادشاہون کے دلون مین ہوتی ہے

ویسی ہی دینی افسری حاصل کرنے کی خواہش ہر ایک دین اور ملت

کے عالمون کے دلون مین ہوتی ہے اور اصول دونون کی چھیڑ چھاڑ

کا ملتا جلتا ہے کیونکہ دُنیا مین جو کچھہ ہوتا آیا ہے اور ہو رہا ہے سوا ے

انبیاء علیہم السلام کے دنیاوی خواہشات کا تعلق سب کے ساتھ

لگا چلا آیا ہے --

س عالمون کی چھیڑ چھاڑ کا دستور کیا ہے -

ج - عالمانہ پرخاش کا طریق بھی عین مطابق پرخاش بادشاہون کے

ہے دیکھو سب سے پہلے تیرھوین صدی مین جو مولوی محمد اسمعیل صاحب نے فرقہ بنایا اور اسکو رواج دینا چاہا اُسکی اجراء مین حنفی سدراہ ہوئے اور یہہ ضد اُن کے دل مین سمائی کہ ہم بارہ سو برس سے موروثی امامت حنفی پر قابض ہین ہم کو بیدخل کرنے والا کون ہے اور جدید فرقون کے عالمون کو یہہ لو لگی کہ ہمارے مجوزہ عقاید جدید کے رد کرنے کا حنفیون کو کیا منصب ہے کیا ایمہ اربعہ کے مقلد قیامت تک کا ٹھیکہ پٹہ لکھا لائے ہین سلطنت اسلامیہ کا خاتمہ ہوگیا جو اُن کے حامی تھے دین اور دنیا کے کامون مین آزادی کے ساتھ مُنادی ہو رہی ہے زمانہ کا رنگ ڈھنگ بدل گیا مگر سلسلہ تقلید کا ابتک نہ بدلا جدہر دیکھو جہان دیکھو دینی افسری کے پیش امام حنفی ہی حنفی نظر آتے ہین اب تو جس طرح ہوسکے ان کو شکست دیکر دینی افسری مین سے کچھہ حصہ لینا چاہیے اور حصہ لینا بغیر ضد ہی مذ اختیار کئے دشوار تھا آخرکار اُنکی بیدخلی کے ارادہ سے وہی پولیٹکل حکمت علی بادشاہانہ اختیار کرکے یہی بحث شروع کی کہ امام اعظم کے اجتہاد مین بدعت بھری ہوئی ہے اُن کے مقلد بدعتی جہنم کے سزاوار ہین جنھون نے مسلمانون کو گمراہ کر رکھا ہے اسلئے ہمنے تقلید کو چھوڑ کر نیا فرقہ غیر مقلد قایم کیا ہے اور یہہ ایسا سیدھا راستہ نکالا ہے کہ جو مسافر راہی ملک بقا اسپر ہو کر چلے گا بہشت کے دروازہ پر جا کھڑا ہوگا اور یہہ قاعدہ مسلم ہے کہ مذہب کی قبولیت کا

صحبت اور شہرت پر مدار ہے - ابتدا مین جو بچہ جیسی صحبت پائیگا ویسا ہی ہو جائیگا - غیر مقلدون نے جب صدہا شاگردون کو پڑہایا اور اپنے جدید مذاہب کا نقش انکے دلون پر جمایا جب وہ بحث مباحثہ کرنے اور لڑنے جھگڑنے کے لایق ہو گئے گروہ قایم ہو گیا تب کہین مذہبی افسری مین سے کسیقدر حصہ پایا اسپر اپنا سکہ جمایا -

س ٹکسال اور سکہ جاری کرنا خاص بادشاہون کا شیوہ ہے عالمون کا سکہ کیا ہوتا ہے -

ج - مولویون کا سکہ یہی ہوتا ہے فرض کرو کہ مقلدین کے مذہب قدیم مین آمین آہستہ کہنا - رفع یدین نہ کرنا - بے نماز کلمہ گو کے جنازہ کی نماز پڑہنا - مقتدی ہوکر امام کی قرأت سننا اور خود سورہ فاتحہ نہ پڑہنا ائمہ اربعہ مین سے ایک کی تقلید کو واجب سمجھنا - سوائے اسکے صوفی محدثین کے حسن عقیدت کی رسمیات کا برتنا ثواب مالی اور بدنی مُردون کے عالم ارواح کو پہنچانا صحیح سمجھنا - سماع موتا کا قائل ہونا - رسول خدا کو شفیع المذنبین بالوجاہت سمجھنا وغیرہ وغیرہ مسایل فرعاتی مقلدین کے سکہ قدیم مین سمجھ لو اور انہین مسایل کو ضد مذہبی کے سبب الٹ پلٹ کرکے ناجایز بتلانا انکی مسدودی مین کوشش اور کاوش کرنا اور ان اعمالون کے چھوڑ دینے پر اپنے معتقدین کو بہشت مرحمت ہونیکا امیدوار کرنا - غیر مقلدون کا نوایجاد سکہ خیال کرلو ورنہ کوئی نیا دین نہ مقلدون نے پیدا کیا ہے نہ غیر مقلدون نے

نقط یہی چند مسایل فروعاتی قومی تفرقہ کے وکیل وکفیل بنے ہوئے ہین -

س جو عالم تمام عمر اپنے جہلا کی ہدایت مین بسر کرتے ہین یہ کارکردگی اُنکی محض دینداری مین داخل ہے یا نہین ج وہ عالم جو وعظ و پند امر بالمعروف کی اُجرت نہین لیتے محض ثواب عاقبت کی غرض سے یہ کام کرتے ہین بیشک محض دیندار کہلاتے اور ثواب عقبیٰ حاصل کرنے کے مستحق سمجھے جاتے ہین اور جو عالم اور مشایخ اپنے اور اپنے اہل وعیال اور خویش و اقربا کی بسر اوقات اور شادی غمی کے اخراجات پورے کرنیکی غرض سے وعظ اور پیری جی بنے پھرتے ہین اُنکی یہ کارروائی اِس قسم کی ہے جیسی اکثر دنیاداروں نے مختلف وسایل اکتساب کے اختیار کر رکھے ہین از انجملہ اُنکے ایک یہ بھی نیک حیلہ شرعی اوقات بسری اور کنبہ پروری کا ہے

## تعلیم انبیائی کا مغز مدعا مسئلہ خوف و رجا برحق ہے

| | | |
|---|---|---|
| گزرے ہین ابتداء جہان سے جو انبیا | سوال | خوف و رجای حق مین رہے ہین وہ مبتلا |
| قانون زہد وطاعت خالق بتاتے تھے | | القا رب سے اُسکا تعلق بتلاتے تھے |
| جنت کو پاکباز ون کا بتلاتے تھے مقام | | اور عاصیونکو دیتے تھے دوزخ کا وہ پیام |
| فرمائیے کہ دوزخ و جنت ہے کسکا نام | | کیا اصلیت ہے اِنکی جو مشہور مین یہ نام |
| تعلیم آسمانی اگر ہے یہی تو بس | | کر سکتے اِس سے بڑھکے ہین عالم دقیقہ رس |
| منظور تھی جو حق کو تجلی ظہور کی | جواب | تصویر ایک اُسنے گل و نار و نور کی |
| قدرت سے اپنے کر کے عیان ہونیکی سہو روح | | اور بخشی اُسکو عزت و توقیر اور فتوح |
| آدم لقب بنا کے فرشتون سے یون کہا | | سجدہ کرو اِسے کہ یہ بندہ ہے با خدا |

لائے فرشتے کہتی ہین فرمان حق بجا
ابلیس نے گر اُسے سجدہ نہین کیا

شیطان خطاب دیکے اُسے لعنتی کیا
آدم کے رہنے کو ہوا خلد برین عطا

قدرت سے ایک زوجہ بہی انکو خدا نے دی
حوّا لقب کہ جسم سے آدم کے وہ بہی تہی

فرمان ہوا بہشت مین چاہو سو کہاؤ پیو
دانہ جو شر کا ہے اُسے مت مُنہ لگائیو

گندم کا دانہ پر جو مقدم کی تہی غذا
ابلیس کی صلاح سے دونون نے کہالیا

جنت سے اس خطا مین یہ دونون ہوے بدر
پہینکے گئے بہشت برین سے زمین پر

جدہ گرین عرب مین عدن مین ابو البشر
برسون رہے مگر غمِ فرقت مین نوحہ گر

آخر خدا نے بچہڑے ہوؤن کو ملا دیا
ملتے ہی خیر و شر کا ہوا سلسلہ بپا

نخل مراد ہونے لگے اُنکے بارور
اسطرح جیسے پہلتے ہین انگور سیب و تر

جنت چہوڑائی جس کے فقط ایک دانے نے
مجنون کر دیا اُنہین سن بہر کے کہانے نے

بغض و حسد کی آگ دلون مین بہڑک اُٹھی
شہوات و خواہشات سے چہاتی دہڑک اُٹھی

روز ازل سے لاگ جو تھی حسن و عشق مین
وہ جاہلون کے آنے لگی کام فسق مین

آپس مین انکے چلنے لگے سنگ و خشت و تیغ
بہائی کو بہائی قتل لگے کرنے بیدریغ

حاکم ہوئے انہین مین سے آمان کیلئے
بہیجے نبی صفائی عصیان کیلئے

پیدا انہین مین ہوگئے پہر سیکڑون حکیم
پر علم انبیا کے مقابل رہے سقیم

عالم نہ ہووے علم الٰہی کا جو مجیب
رد جی مرض کا ہو نہین سکتا ہی وہ طبیب

فرقے جو علم دین کے عالم بناتے ہین
تفریق کے عمل مین وہ گو نام پاتے ہین

پر علم آسمانی مین جو کچھ ہین خوبیان
انسان کی من گہڑت مین ہین یہ عظمتین کہان

محمود و دین حق کی ہے بنیاد استوار
مذہب کہان ہین اسکے مقابل مین پائیدار

ملت کا اہل فرقے سہارا پکڑتے ہین — بنتے ہین مذہب اور ہمیشہ بگڑتے ہین

**سوال**

دنیا مین لذتین ہین جو باعث فتور کی — عقبے مین بھی وعید دہی ہین سرور کی

یعنے شراب صافی و غلمان و حسن و حور — ایوان پر تکلف و ہر عیش کا ظہور

دنیا مین کہتے ہین کہ بری ہین یہ علتین — عقبے مین بہشتیون کے ہی ہونگی نعمتین

کہتے ہین فلسفی یہہ عجائب ہے مسئلہ — جو ہے یہان سزا وہی ہوگی وہان جزا

**جواب**

جو انبیا کہ ہادی بر حق کہاتے تھے — قہر خدا سے ڈرتے تہے وہ اور ڈرتے تہے

دیکھا جب انہون نے کہ اولاد آدمی — زر زن زمین کی کرتی ہے بالطبع خامی

انسان کے جو پیٹ مین پنہان ہے نا رجوع — کرتی ہے یہ بشر کو بدی کیطرف رجوع

ان چیزون پر یہ دولت یہان کہو تے ہین — مر کر یہہ جاگتے ہین تو دوزخ مین روتے ہین

ایسا ہوا جب انکو یہہ الہام غیب سے — آگاہ جاہلون کو کرو انکے عیب سے

تب انبیاء نے طالب دنیا کو کی یہ پند — اِس بیوفا کے غم مین نہ ہوا تنی دردمند

دنیا کی لذتون کو ہے تشبیہ خواب سے — چھوڑیگا جو انہین وہ چھٹیگا عذاب سے

دنیا ہے خواب غفلت و دار فنا پذیر — عقبی اُسکے عیش و غم کی نہ دنیا مین ہے نظیر

دنیا مین ظلم سے جو کسیکو ستائیگا — بدلا وہ اِسکا جا کے جہنم مین پائیگا

چپہ زمین کسیکی کریگا جو یان غصب — ہو ویگا اسکے حال پہ عقبی مین قہر رب

گردن مین طوق اُسکے وہ بہاری پہنائیگا — غاصب کہ جس سے قعر جہنم مین جائیگا

حکمت یہی خدا کی ہے جو انبیا کی ہے — تلقین بالیقین یہ صدق و صفا کی ہے

عظمت قبولیت کی جو اسکو خدا نے دی — پیدا دلون مین خلق کے تاثیر نیک کی

جس علم کا ہے علم الٰہی سے رابطہ — ہر ایک فلسفی سے نہین جسکا واسطہ

وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا

# فریادِ مسلمین

جلد دویم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

| | | |
|---|---|---|
| ہمکو آپسمین ملا اے جامع المتفرقین | | از طفیل سید کونین و ختم المرسلین |

## بحث اِس امر پر کہ تعصّب مذہبی فعل محمود ہے یا مذموم بیہودہ ہے

سوال - اکثر اہل مذاہب کا یہہ قول ہے کہ بغیر تعصب اختیار کئے مذہب قایم نہین رہتا اِسمین تمہارا کیا عقیدہ ہے

جواب یہہ اُس زمانہ کا مقولہ ہے جس زمانہ مین مخالف مذہب علما مذہبی مباحثون مین ایک دوسرے کی جگر کی بوٹیان قلمی موچنون سے نوچنا

ثواب عاقبت جانتے تھے اور جگت بازیون کے ساتھ طعن تشنیع کو انشا پردازی اور املا طرازی کی رونق و زینت سمجھتے تھے ورنہ مذہب کی قایمی کے لئے تعصب کا برتاؤ کسی امر ضروری اور کار ثواب مین داخل نہین ؛

| قلوب المومنین عرش خدا ہے | | کسیکا دل ستانا کب روا ہے |
|---|---|---|

اور جس مذہب کی قایمی کا مدار تعصب اختیار کرنے پر منحصر ہو اس مذہب کی وقعت کا اندازہ اس مثال سے معلوم ہو سکتا ہے ؛

**مثال** - ہند مین یہہ کہاوت مشہور ہے کہ جس بچہ کی زندگی چمار کے گنڈے پر منحصر ہو اسکا جینے سے مرنا بہتر - چونکہ تعصب فعل مذموم مانند چمار کی ہے اور مذہب مانند بچے کی پس ایسا بچہ کس کام کا ہے جس کے زندہ رہنے کی آس چمار کے گنڈے پر موقوف ہو -

اب مین اپنے تجربہ ذاتی کے رو سے یہ بات کہتا ہون کہ مین نے اکثر انسان مختلف المذاہب ایسے مہذب اور شایستہ دیکھے اور دیکھہ رہا ہون کہ جو اپنے اپنے مذہب کے بہی پابند اور تعصب مذہبی سے ہی متنفر اور انکی خوش اخلاقی اور ہر دلعزیزی سے انکے دوست آشنا بہی مسرور اور مشکور ہین

**س** - فرقون کی قائمی کی ضرورت سے تعصب مذہبی کا برتاؤ شرعاً جایز ہے یا نہین ؛

**ج** جس حالت مین کہ نزول کلام اللہ اور ورود حدیث رسول اللہ کے

زمانہ مین کوئی مذہب اور فرقہ ہی نہ تہا تو پہر کجا بلائے تعصب اور کجا اُس کا شرعاً جایز ہونا نعوذ باللہ منہا۔

**سوال**۔ اگر تعصب مذہبی فعل مذموم ہوتا تو عالم لوگ اپنے شاگردون کو مخالف فرقہ کے مسلمانون سے ملنے کی ممانعت کیون فرماتے۔

**ج** اِس ممانعت مین ایک حاکمانہ حکمت علی اہل فرقون کی یہہ پائی جاتی ہے کہ نہ آپسمین ملینگے نہ دل مین محبت نہ آنکھون مین مروت پیدا ہوگی نہ ہمارے حلقہ سے باہر نکلنے پائینگے نہ ہمارے فرقون کی جمعیت مین کمی آے گی۔

**س**۔ علم حدیث کے روسے صاف ظاہر ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ کوئی مُسلمان فرقہ یہود اور نصارا غیر مذاہب سے ملاقات نکرے اگر اہل فرقہ اپنے فرقون کے معتقدون کو غیر مذاہب کی ملاقات سے روکتے ہین تو یہہ عمل اُنکا مطابق حدیث کے ہے۔ پہر اسمین کیا اعتراض ہے

**ج**۔ اہل فرقہ دیندارا اسی قسم کے حدیثات کے حیلہ حوالہ سے تو اپنے اپنے فرقہ پروری کا کام چلارہے ہین لیکن چشم انصاف سے یہ بہی تو دیکھنا چاہیے کہ مثلاً فرقہ سُنی اور شیعہ مقلد اور غیر مقلد کے پیشوا جو اپنے اپنے معتقد مسلمانون کو آپسمین میل جول رکہنے سے ممانعت فرماتے ہین اور خود بہی ایک دوسرے سے نہین ملتے اِن چارون فرقون مین یہودی اور نصرانی کون ہے جن پر اِس حدیث کا مضمون صادق آتا ہے یہ تو سب مسلمان ہین پہر ان کو حدیث کے حوالہ سے کیون منتشر کر رکہا ہے

اگر یہی عند یہ اپنا ہے کہ تعصب مذہبی اچھی چیز ہے تو مین پانچ مقدمے تعصب مذہبی کے نیک اور بد ہونے پر قایم کر کے دکھلاتا ہون۔ ناظرین حق بین چشم انصاف سے دیکھین۔

**نمبر ۱** پہلا مقدمہ یہ کہ دین کا پلہ بھاری ہے یا مذہب کا۔

**نمبر ۲**۔ تعصب فعل محمود ہے یا مذموم بے سود۔

**نمبر ۳**۔ دنیا مین جو متعصب مشہور ہوتا ہے اُسکے قول فعل کا اعتبار زیادہ ہوتا ہے یا بے تعصب اور کم تعصب کا۔

**نمبر ۴**۔ تعصب مذہبی کا برتاؤ دین اور دنیا کے کامون مین مفید ہے یا مضر

**نمبر ۵**۔ تعصب کا استعمال کسکو مرغوب ہوتا ہے اور کس کو معیوب۔

اب ان پانچون مقدمون کی تنقیح سُن لیجیے۔

تنقیح نمبر ۱ ۔ دین اسلام کا منکر کافر سمجھا جاتا ہے اور کسی مذہب کا منکر دایرہ اسلام سے خارج نہین سمجھا جاتا۔ پھر بھلا دین کے پلہ سے مذہبی پلہ کیونکر بھاری سمجھا جا سکتا ہے

تنقیح نمبر ۲ عمل تعصب قدیم سے مذموم مطعون خلایق مشہور ہے۔ اس وجہ سے کہ جس قدر فتنے اور فساد عداوت اور عناد پیدا ہوتے ہین اور مخلوق خدا کے امن اور عافیت مین خلل ڈالتے ہین بنیاد اُنکی تعصب مذہبی ہے اسلئے تعصب کو کبھی فعل محمود نہین مانا گیا نہ آیندہ مانا جا سکتا ہے۔

تنقیح نمبر ۳ ۔ جو لوگ متعصب مذہب مشہور ہو جاتے ہین اُن کے اقوال

اور افعال امور دنیاوی مین معتبر نہین سمجھے جاتے جسکا ثبوت یہ ہے کہ جو لوگ خصوصیت کے ساتھہ مذہب پروری کے سرگروہ مقصود ہوتے ہین جیسے پنڈت اور پادری اور مولوی ایسے لوگون کو عقلمند راجاؤن اور بادشاہون نے خصوصیت کے ساتھ بلا تحقیقات عادات خدمات مالی اور ملکی کا دینا پسند نہین رکھا کیونکہ تعصب مذہبی مختلف المذاہب مخلوق خدا کی دادرسی اور فیض رسانی سے باز رکھتا ہے اور متعصب کا عندیہ اوصاف رب العالمین کے خلاف ہوتا ہے -

تنقیح نمبر ۴ - اور یہہ بھی چشم دید معاملہ ہے کہ منجملہ حکام گورنمنٹ جس حاکم کے عمل سے بوے تعصب مذہبی ظاہر ہو جاتی ہے حکام بالادست درپردہ اُسکی کارروائی کے نگران حال رہتے ہین اُسکے عدل اور انصاف کو مشکوک سمجھتے ہین - اُسکے اختیارات کی ترقی مین بہت تامل کرتے ہین -

تنقیح نمبر ۵ - جس مذہب پرور کا جوش تعصب مذہبی ظاہر ہو جاتا ہے - اُسکو مذہب پروری مین بھی کامیابی حاصل نہین ہوتی جو دنیاوی کامون مین تعصب سے کام لیتے ہین اُنکی کارروائی بے اعتبار سمجھی جاتی ہے اور وہ ہضرت اُٹھاتے ہین - پس ثابت ہو چکا کہ تعصب مذموم ہے اور متعصب مزاج امور سلطنت اور دنیاوی کارروائی کے لایق سمجھا نہین جاتا عمدہ سمجھہ کے آدمی وہی تسلیم کیئے جاتے ہین جو اپنے مذہب پر قایم رہین اور تعصب مذہبی کو بہی معیوب سمجھین - اب ہم اُس فرمان رسول اللہ

کی نقل کرکے دکھلاتے ہین جو مسٹر جان ڈیون پورٹ عالم مسیحی کی کتاب مویدٔ اسلام کے صفحہ ۱۶۵ پر لکھا ہے جس کے فقرہ فقرہ سے پیغمبر اسلام علیہ السلام کی بے تعصبی ثابت ہے ہمارے علماے دین چشم انصاف سے اسکو دیکھین اور اپنی مذہبی کارروائی سے مقابلہ کرین تاکہ اُن کو یہہ معلوم ہو جاے کہ رسول خدا صلعم کی اسلامی کارروائی کا عمل کس خوش اخلاقی اور بے تعصبی کے ساتھ تھا اور اہل فتون کی سمجھہ کا کیا حال ہے۔

نقل فرمان محمدی بے تعصبی کے ثبوت مین جو آپنے کوہ سیاہ کے راہبون اور تمام عیسایون کو عنایت فرمایا۔

خدا تعالی بزرگ ہے اور حاکم اُس نے تمام نبی بھیجے ہین اور کبھی اُس نے ناانصافی نہین کی وُہ نعمتین جو اللہ تعالی نے آدمیون کو عطا کی ہین محمد ابن عبداللہ رسول خدا و حامی دنیا نے اُن کے ذریعہ سے یہ سند اپنے ہمقومون اور اُمت کے نام لکھدی ہے یہ قوم عیسائی اور نصرانی کے ساتھہ بہت پختہ اقرار ہے اور ہم مین سے ہر فرد بشر کے ساتھہ وفا کیا جایگا خواہ عیسائی شریف ہو خواہ رذیل اور خواہ معزز ہو اور خواہ ذلیل۔

اوّل - میری قوم مین سے جو کوئی میرے اقرار اور قسم کو جو اس عہدنامے مین لکھی ہے توڑیگا اُس نے خدا کا اقرار توڑا اور قسم کے خلاف کیا اور ملت سے پھر گیا کیونکہ وہ لعنت کا مستحق ہوا یہہ حکم سب کے واسطے عام ہے خواہ بادشاہ خواہ غریب خواہ کوئی ہو۔

دوم جب کبھی کوئی راہب سفر کرتے کرتے کسی پہاڑ یا پہاڑی یا گانون یا اور آباد جگہ یا سمندر یا صحرا یا کسی عبادتخانہ گرجے یا مہانسرائے مین اگر ٹھہرے گا تو مین جان و دل سے اُسکی اور اُس کے اسباب کی محافظت کرون گا اور ہر طرحکی اُسکو مدد دون گا اور میرے ہمقوم بھی اُسکی مدد کرینگے - کیونکہ وہ بھی میری ہی قوم سے ہوگا اور میری عزت کا باعث ہوگا -

سوئم - علاوہ اسکے مین تمام عمال کو حکم دیتا ہون کہ وہ راہبون سے محصول نہ لین اور اُن پر اس بات مین زبردستی نہ کرین

چہارم کوئی راہبون کے حکام وغیرہ کو تبدیل کا حکم نہ دیگا بلکہ وہ اپنے عہدون پر ہمیشہ قایم رہین گے -

پنجم جب راہب سفر کرتے ہون تو کوئی اُنہین راستہ مین تکلیف نہ دے

ششم جتنے گرجے اُن کے قبضہ مین ہین کوئی اُن گرجونکو اُنسے چھینے

ہفتم جو کوئی اِن حکمون مین سے کسی حکم کو بھی منسوخ کریگا اُسے خوب جان لینا چاہیئے کہ اُس نے خدا کے قانون کو منسوخ کیا

ہشتم - راہبون کے حاکمون اور معتقدون اور نوکرون اور متعلقون سے جزیہ نہ لیا جائیگا کوئی اُنہین اسباب مین نہ ستائے کیونکہ وہ کہین کیون نہ ہون خواہ سمندر مین ہون خواہ زمین پر خواہ مشرق مین ہون خواہ مغرب مین خواہ شمال مین ہون خواہ جنوب مین مین اُن کا محافظ ہون کیونکہ وہ اور تمام اُن کا مال اِس میری قسم وعدہ عہد اور

فرمان مین شامل ہے۔

نہم[۹] مسلمانون کو چاہیے کہ جو راہب اُن سے تنہا پہاڑ و نپر رہتے ہین اُن سے نہ جزیہ لین نہ عشرہ اور نہ جو اُنکے پاس مال ہے اُسمین سے حصہ لین کیونکہ یہہ لوگ صرف اپنی بسر اوقات کے واسطے محنت کرتے ہین

دہم[۱۰] جب ارزانی ہو اور فصل تیار ہو جائے تو وہان کے باشندونکو ضرور ہے کہ وہ ہر ایک بسل مین سے اُن لوگون کو کچھہ کچھہ دین۔

یازدہم[۱۱] مسلمان لڑائی کے زمانہ مین بہی اُن لوگون کو اُن کے مکانون مین سے باہر نہ نکالین اور نہ اُنہین زبردستی لڑائین نہ اُن سے جزیہ طلب کرین۔ یہ گیارہ فقرے صرف راہبون سے متعلق ہین اور آیندہ کے سات فقرے عام عیسائیون کے واسطے لکھے گئے ہین

دوازدہم[۱۲]۔ جو عیسائی کہ اہل اسلام کی علداری مین رہتے ہین اور اپنی تجارت اور دولت کے سبب سے جزیہ دینے کے لایق ہین اُنہین فی آدمی بارہ[۱۲] درم سالانہ سے زیادہ نہین دینا پڑیگا۔

سیزدہم[۱۳]۔ اُس سے خدا کے حکم کے موافق اِس جزیہ کے سوا اور کچھہ نہین لیا جاویگا اور وہ حکم یہہ ہے ؎ جو لوگ خدا کی کتابون کی عظمت کرتے ہین انکو تکلیف نہ دو بلکہ بہت نرمی سے اُنہین اپنے تحفے دو اور اُن سے گفتگو کرو اور اگر کوئی اُنہین ستاے تو منع کرو۔

چہاردہم[۱۴]۔ اگر کوئی عیسائی عورت کسی مسلمان سے نکاح کرے تو مسلمان کو چاہیے کہ اُسکے امور مذہب مین دست اندازنہ ہو اور اُسے

گرجا جانے اور نماز پڑھنے سے باز نہ رکھے۔

پانزدھم[۱۵] - کوئی مسلمان عیسائیون کو اِنکے گرجون کی مرمت کرنے کی ممانعت نہ کرے۔

شانزدھم[۱۶] - جو کوئی اس فرمان کے برخلاف کام کریگا یا اُسکی کسی خلاف بات کو یقین کریگا وہ گویا حقیقت مین خدا اور اُس کے نبی سے پھر گیا کیونکہ یہہ میرا عہد اُنکی خلافت پر مبنی ہے۔

ھفتدھم[۱۷] کوئی مسلمان اِن عیسائیون سے جنگ نہ کرے بلکہ برخلاف اسکے اگر کوئی اِن سے لڑے تو اُسکی حمایت کرین۔

ھیژدھم[۱۸] - اس فرمان مین حکم دیتا ہون کہ میری قوم مین سے کوئی قیامت تک اس وعدہ کے خلاف کوئی کام نہ کرے۔

## فہرست گواھان

علی[۱] ابن ابیطالب - عمر[۲] ابن عدوی - زبیر[۳] ابن العوام - سعید[۴] ابن معاذ ابو[۵] بکر ابن قحافہ - عثمان[۶] ابن عفان - ابی[۷] طلق ابن مسعود - فیضل[۸] ابن عباس طلحہ[۹] ابن حنظلہ - طلق[۱۰] ابن عمر - بقلم سردار قایم مقام علی ابن ابوطالب مزین بدستخط ونشانی رسول کریم سلام اللہ علیہ درمسجد نبوی مورخہ سیوم محرم سنہ ۴ھ

## دین اسلام کی بنار کیا ہے اور مسلمان کسکو کہتے ہین

سوال - بنیاد دین اسلام کی کیا ہے اور مسلمان کسکو کہتے ہین -

جواب بناءِ اسلام نماز روزہ وکلمہ وحج وزکوۃ ہے اور توحید جناب

باری تعالی رکن اعظم یہی بنیاد مسلمانی کی ہین اور انہین اصول کے پابند کو مسلمان کہتے ہین - اب رہا علم دین یعنے فقہ اور حدیث یہہ ایک ایسا بحر بے پایان ہے جسکی علمی اور عملی موجون کا کچھہ شمار اور پایان نہین اور اِس مین تفسیر اور تاویل کو اس قدر گنجایش ہے کہ اگر علم معقول سے بے واجبی کام لیا جاے تو پر کا کبوتر اور رائی کا دانہ پہاڑ بن سکتا ہے - جو لوگ عقل سلیم اور طبع رسا رکہتے ہین وہ مختلف المذاہب عالمون کی تفسیر اور مافی الضمیر کا مغز مدعا جانتے پہچانتے ہین اِسلیئے وہ سب کے خرمن کلام سے مطلب کا دانہ چگ لیتے ہین اور دام مین نہین آتے افراط تفریط مین نہین پہنستے بلکہ مرکز اعتدال پر قایم رہتے ہین اور اپنا من سمجہوتا اس طرح پر رکہتے ہین :-

حباب وار ز بحرِ نظارہ آمدہ ایم — کہ سر زنیم و تماشا کنیم و باز رویم

اور جو بیچارے سادہ دل موم صفت بہشتی بندے ہین وہ مذہبی چاشنی مین ایسے پہنس جاتے ہین جیسے شہد شیرہ مین مکہیان اور یہ بات اُنکی سمجہہ مین نہین آتی کہ یہہ مذہبی شیرہ کے کھنتے ہمارے عالم کہنڈ سالیا بہائیون کے بنائے ہوے ہین جسنے ہمارے طایر عقل کے پرون کو بند اور بیکار کر رکہا ہے **مولف**

یہ اقتضاء قضا و قدر ہے یہان ورنہ — کہان نشیمن بلبل ہے اور کہان صیاد

مذہبی تعلیم نے تو قوم کے متفرق کرنے مین کچھہ کسر باقی نہین رکہی

مگر ہان زمانہ حال مین جو انجمنین اسلامیہ قایم ہوئی ہین انکی کارروائی سے یہ امید ہوتی ہے کہ اس سلسلہ سے اگر قوم کو کچھہ فایدہ اور فیض پہنچے تو تعجب نہین اسلئے ہر مذہب اور ہر فرقہ کے مسلمانون پر واجب ہے کہ بلا طرفداری مذہب اور پاسداری فرقہ کے ہر ایک انجمن کی امداد کرین تو بہتر ہے محمود

| | |
|---|---|
| اب اتفاقی مذہبی دعوت پہ رکھو دست رد<br>کی بہت فرقہ پرستی آرزو سے خلد مین | صلح قومی اب ہو قایم کہہ کے اللہ الصمد<br>اب پڑھو لِل کے تم سب قل ہو اللہ احد |

## مذاہب ائمہ اربعہ کے پابندونکا چار فرقونمیں شمار ہے یا فرقہ واحد مین

**سوال** حنفی - مالکی - حنبلی - شافعی ائمہ اربعہ جنکے نام سے چار مصلے کعبہ شریف مین ابتک قایم ہین یہہ چار فرقون مین شمار ہین یا مذہب واحد مین

**جواب** ان چارون کا اجتہاد زمانہ تابعین اور خلفائے عباسیہ کے عہد سے آجتک اللہ تعالی کی رحمت اور اجماع اُمت اہل سنت کی جمعیت سے معمور ہے اور بلائے فتنہ اور فساد اور تفرقہ قومی سے محفوظ اور دور ہے یہہ چارون مذہب حق مشہور ہین گو برائے نام کہنے کو چار فرقے ہین لیکن فرقون مین شمار نہین ہوتے -

**س** جس حالت مین کہ ان چارون کے اجتہاد مین بہی کسیقدر اختلاف واقعہ ہے پہر چارون مذہب واحد اور برحق کیونکر سمجھے گئے ہین

**ج** اُنکے اجتہاد مین جو کہین کہین جزوی اختلاف واقع ہوا ہے

اسمین کسیکی غرض ذاتی اور نفسانیت اور عداوت کی بدبو ہرگز نہین پائی جاتی بلکہ نیک نیتی اور پاک باطنی کی خوشبو آتی ہے اِن کا اختلاف رحمت الٰہی مین داخل ہے -

**س** - کیا ثبوت ہے اُنکی نیک نیتی کا -

**ج** - اِنکی نیک نیتی کا ایک بڑا ثبوت کامل یہی ہے کہ اُنہون نے اپنے اجتہاد مین یہ فتوے تفرقہ انگیز نہین دیا کہ میرا متبع نجات کا حقدار ہوگا اور دیگر امامون کے متبع نجات سے دور رہین گے -

دویم - ایک نے دوسرے کی نسبت یہ اعتراض نہین کیا کہ فلانے امام کی تحقیق غلط ہے اور میری تحقیقات صحیح ہے - بلکہ اُمت محمدی کو تفرقہ کی بلا سے بچانے کے لئے صاف صاف چارون نے یہ فتوے دے رکہا ہے کہ چارون مذہب حق پر ہین منجملہ اُن کے جس نے جس امام کی تقلید اختیار کی ہے نجات کا حقدار امیدوار ہے

سیوم - اِن چارون مذاہب کے مقلدون مین ابتک یہ محبت اور اتفاق اور ادب صریح موجود ہے کہ ایک کا مقلد دوسرے امام کا نام نہایت تہذیب اور ادب کے ساتھ لیتا ہے اور ایک دوسرےکے نام پر رضی اللہ عنہ پکار رہا ہے - پہر مذہب ائمہ اربعہ چار فرقون مین کیونکر شمار ہوسکتا ہے - اہل فرقہ کہلانے کے وہ لوگ مستحق ہین جو صریح ایکدوسرے کیطرف تبرہ کا چہرہ اور ناسزا گوئی کا لٹھ ادہر ادہر چلا رہے ہین اور ایک نے دوسرے کے فرقہ کا لقب اور خطاب ناصواب مقرر کر دیا ہین

کر کہا ہے - اِن کا اختلاف رحمت مین داخل نہین سمجھا جاتا بلکہ زحمت مین شامل نظر آتا ہے -

س - بہلا صاحب یہ تو فرماؤ کہ امام اعظم حنفی رحمتہ اللہ علیہ کے اجتہاد مین ایسی کونسی بزرگی ہے جو اُنکی تقلید کو مُسلم سمجھا جاتا ہے -

ج - ابو حنیفہ کی تقلید کو مُسلم سمجھین یا نہ سمجھین یہہ ایک اختیاری بات ہے اور خود پسندی کے متعلق ہے مگر آجکل مذاہب جدید کے عُلما جو اُن کے اوصاف کو چہپانا اور عیوب کو ظاہر کرنا دینداری مین داخل سمجھتے ہین یہی دینداری موجد تفرقہ کی ہو رہی ہے - دیکھو رسالہ صیانۃ الانسان عن الملۃ الشیطان اور رسالہ ایضاح المحجۃ للعمرۃ والحجۃ کے مصنف عُلماء غیر مقلد ہین کہ جنہون نے امام ممدوح پر الزام اور اتہام لگانے مین کوئی دقیقہ باقی نہین چہوڑا - اور اب دیکہو حضرت علی مُرتضےٰ کرم اللہ وجہ کی پاک باطنی کو جن سے یہ منقول ہے کہ ایک یہودی عالم جب آپ کے پاس آتا تہا تو جناب امیر اُسکی تعظیم کو سروقد کھڑے ہو جاتے تھے ایک روز کسی سلمان نے عرض کیا کہ حضرت آپ ایک مُرتد کی تعظیم فرماتے ہین یہہ آپ کے مرتبہ کے شایان نہین فرمایا حضرت ممدوح نے مین نے اس عالم سے کچہہ علم سیکہا ہے اسلئے میرا یہ عندیہ ہے مَنْ تَعَلَّمَ حَرْفًا فَهُوَ مَوْلَى یعنی جس سے کوئی ایک حرف سیکھے وہ بجائے مولا یعنے آقا کے ہے اِسلئے ہم اُسکی عزت کرتے ہین اور ایک اس زمانہ

کے مولوی ہین کہ جن کے خرمن حدیث سے دانہ چگ کر مولویت کے
درجہ کو پہنچے ہین اُن کو ہی بُرا کہنا اور الزام لگانا اپنے فرقہ کی رونق
اور زینت سمجھتے ہین نعوذ باللہ منہا۔

اب حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی کے اثبات مین دیکھنا
چاہیئے رسالہ فضائل عشرہ کہ دس خوبیان اُنکی ذات خاص سے
ایسی خصوصیت رکھتی ہین کہ دیگر ائمہ مین نہین اور دیکھین رسالہ مشمولہ
کتاب فقہ اکبر جو مفتی محمد سعد اللہ نے فضایل ابو حنیفہ کے
بارہ مین عربی سے زبان اُردو مین ترجمہ کر کے طبع کرایا ہے اور اِن
ہر دو رسالون مین سوائے صدہا اقوال اور روایات کے یہ حدیث امام
اعظم کے اجتہاد کی خوبی اور صحت اور مقبولیت پر شاہد کافی موجود ہے

---

کہ اگر ہوگا ایمان ثریا پر کوئی نہ پا سکے گا اُسکو مگر ایک مرد عجمی اُسکو
نکال لیگا۔ اور ملک عجم مین اُن سے بڑھکر کوئی فقیہ و محدث نہین
ہوا۔ طوالت کے سبب دیگر فضایل کی نقل کرنا ضرور نہین سمجہا گیا ہر دو
رسالے موجود ہین جسکا دل چاہے دیکھ سکتا ہے۔ سوائے اِسکے
امام موصوف متقی اور پرہیزگار ایسے تھے۔

**امام اعظم کی پرہیزگاری کا ذکر۔**

نقل ہے کہ یہ تجارت کیا کرتے تھے ایک مرتبہ
اُنہون نے پارچہ دارائی کے صندوق اپنے
شریک پتی دار کی معرفت مصر کو روانہ کیئے روانگی کے بعد یاد آیا کہ منجملہ
کھرے مال کے ایک تھان کھوٹا چلا گیا فوراً قاصد کو دوڑایا اپنی شریک

کو مطلع کیا کہ ایک تھان کھوٹا سہوًا صندوق مین رکھا گیا ہے اُسکا
کھوٹ ظاہر کرکے فروخت کرنا مگر قاصد اور نامہ کے پہنچنے سے پہلے
وہ سب مال فروخت ہوچکا تھا تعمیل خط کی نہ ہوسکی جب شریک انکا مصر
سے واپس آیا سواے راس المال کے تیس ہزار دینار منافع کا امام کے
سامنے رکھہ دیا امام موصوف نے اپنی اصلی جمع کو لے لیا اور منافع
کی نسبت یہ فتوے دیا کہ یہہ رقم شکی ہے مین اُسکو اپنے تصرف مین
لانا جایز نہین سمجھتا - مساکین اور غربا کو تقسیم کردو چنانچہ وہ محتاجون کو
دلاے گئے - اب جاے غور ہے کہ اگر ایسی رقم مشتبہ تیرہوین صدی
کے ائمہ مجددو کے ہاتھہ لگے تو کیا وہ اسکی نسبت ایسا فتوے دیسکتے
ہین نہین ہرگز نہین - یہ تو سوداگری کو عیب سمجھتے ہین اور امام موصوف
کو سوسی بیچنے والا جولاہا کہتے ہین - اور علم فقہ اور حدیث کو بیچ کر کھانا
فخر علمائی سمجھہ رکھا ہے -

## اجتہاد باریک اور دلایل قیاسی عام مسلمانون کے حق مین مفید نہین

**سوال** - اگر جہلاء کو احتیاط مزید سکھلانے کی غرض سے بعض سایل
ہین جو دلایل قیاسی اور تاویلی لکھے جاتے ہین تو کیا وہ اہل اسلام کے حق مین
مفید نہین سمجھے جاتے -

**جواب** جو دلایل جوش مخالفت مذہبی کی ضد مین اگر اپنی لیاقت
علمی کا فروغ دکھلانے کی غرض سے کتابون مین لکھکر شایع کیے جاتے

ہین وہ اہل اسلام کے حق مین مفید نہین کیونکہ بعض مسایل کو بال کی کہال چھیلکر ایسا خارج از عمل کر دیتے ہین کہ وہ خود اُنپر عمل نہین کر سکتے - پہر عوام نادان معتقدو بنا واروں سے تعمیل ایسے باریک مسایل کی کب ہو سکتی ہے -

س - کیا ثبوت ہے اِس امر کا کہ علماے دین خلاف واقع تاویلات کے ذریعہ سے بعض مسایل کو ممتنع العمل کر دیتے ہین -

ج - حضرت امام میران شعرانی جو معتبر ایمہ دین سے گذرے ہین اُن کا یہ قول مشہور ہے کہ امورات دین مین جس قدر آسانی اور آزادی ہے وہ اللہ اور رسول کیطرف سے ہے اور جس قدر دقتین اور مشکلین ہین وہ سب عالمون کیطرف سے ہے پس اِسلیئے کہا جا سکتا ہے کہ اسلام دقتون سے آزاد ہے - لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا -

## چند مسایل خارج از عمل کی تفصیل جنپر علما بھی عمل نہین کر سکتے

**سوال** - وہ ایسے کون سے مسایل خارج از عمل ہین کہ جن پر عالم بھی عمل نہین کر سکتے

**جواب** صدہا مسایل ایسے ہین کہ اگر اُنکی تفصیل لکھی جائے تو ایک جدی کتاب بن جائے اِسلیئے بطور نمونہ کے چند مسایل مروجہ دکھلائے جاتے ہین ؛

مسئلہ ستر عورات

(۱) دیکھو مسایل ستر عورتون کے باب مین لکھا ہے

کہ جب کسی پردہ دار عورت کو کہین ضرورت جانے کی ہو تو اول ڈولی
مین کوئی بہاری بوجھہ رکھین پھر ڈولی اٹھانے کی اجازت دین تاکہ کہارون
کو مستورات کے وزن کی تمیز نہ ہو اب دیکھئے قرآن مجید مین تو عورتون
کو فقط پردہ کرانے کا حکم ہے کہار اور ڈولی اور بہاری بوجھ رکھنا کہان
لکھا ہے یہ تو سب باریکیان علمی اور اجتہادی نمود دکھلانے کی غرض سے
ہین اور تعمیل اس باریک مسئلہ کی یہ ہو رہی ہے کہ امام وقت کی منکوحہ
بھی نامحرمون سے ملاقات اور مصافحہ فرماتی ہین -

| | | |
|---|---|---|
| ہر یکے ناصح برائے دیگران | | ناصح خود یافتم کم در جہان |

مسئلہ سود

(۲) جیسے مسلمان کو مسلمان سے بیاج لینا چارون
مذہب مین قطعی حرام ہے ایسا ہی بیاج کا دینا بھی حرام ہے اور ہمارے
عالمون نے اس مسئلہ کی تعمیل یہہ اُلٹی کر رکھی ہے کہ ساہوکارون سے
خود قرض لیتے ہین اور بیاج دیتے ہین گویا گناہ پر مضرت کو جایز کر رکھا
ہے اور گناہ پر منفعت کو حرام - بیاج لینے والا ہو یا دینے والا دونون
کے گھر کا کھانا روا نہین اور عمل یہ ہو رہا ہے کہ بیاج دینے والون کے
گھر کا کھانا سب عالم بسم اللہ کہکر تناول فرماتے ہین اور بیاج لینے والے
کے گھر کا کھانا بظاہر نہین کھاتے اور یہ خیال نہین فرماتے کہ بیاج دینے
والے بلائے خسر الدنیا والآخرۃ مین مبتلا ہین اور بیاج لینے
والے فقط ایک خسارہ عاقبت مین پانے والے ہین -
اب یہ بات غور طلب ہے کہ دونون جہان مین خسارہ پہنچنا مسلمانون کے

حق مین اچھا ہے یا ایک جہان مین تو کوئی مسلمان ذی علم خسر الدنیا والآخرت کو تسلیم نہ کریگا - پس جس حالت مین کہ اکثر عالم لوگ فرقہ پروری کی ضد مین آکے بعض بعض آیات اور حدیثات کو تفسیر اور تاویلات کے زور سے اپنے اپنے فرقون کا موید بنا لیتے ہین اور اپنے گھڑے ہوئے مسایل جاری کر دیتے ہین تو کیا عالم لوگ مظلوم مسلمانون کے حلقوم کو بیاج کی چھری کے نیچے سے نہین نکال سکتے - فرقہ پروری مین قیاس علماء کو جایز کر رکھا ہے تو قوم پروری مین اُس قیاس سے کام کیون نہین لیا جاتا

س اگر کسی مخالف اسلام سے سود لینا روا ہوتا تو علماء اسلام سود لینے کی اجازت دینے سے کیون باز رہتے اور خود کیون بیاج بھرتے

ج - اگر بیاج لینا جایز نہین تو بیاج کا دینا ہی قرآن اور حدیث کے رو سے ثابت کر کے دکھلائین

کچھ تو فرمائین کہ امید رہے وعدہ روز قیامت ہی سہی

کیا قیاس علماء کے نزدیک یہہ عمل قرین انصاف ہے کہ مسلمان بیاج کے ہلیچہ سے اپنے باپ دادا کے گھرون کی نیوین کھدائین اور خانہ بدوش ہو کر بھیک مانگتے پھرین فاقون کی مارے بن آئی مرجائین تب کہین دیندار کہلائین اور جنت پائین - یہ بھی ظاہر ہے کہ اس زمانہ مین بعض بعض مسلمانون نے بیاج لینا شروع کر دیا ہے اور واعظانہ لعنت ملامت اُن کے دلون مین اس سبب اثر نہین کرتی

کہ بیاج کی آمدنی سے واعظون کو بھی کسیقدر حصہ پہنچتا ہے اور لالچی مسلمانون
کو جوابتٔ بیاج لینے کی چاٹ لگ گئی ہے وہ کسیطرح رکتے نظر نہین
آتے - کیونکہ بمبئی کے سیٹھ مسلمان جن کی مساجد عالیشان مین جھاڑ
اور فانوس اور قنادیل جگمگا رہے ہین اور حاجیون اور مساکینون
کو لاکھون روپے سے امداد پہنچا رہے ہین وہ سب روشنی اور فیاضی
کا ظہور بیاج کے روپیہ سے ہے - اور شہر لکھنؤ کے امام باڑون
اور حضرت عباس کی درگاہ مین جو پلاؤ اور زردے اور قورمے اور
شیرمال ذاکران حضرت امام حسین ع کو پہنچ رہے ہین وہ سب آمدنی
بیاج کی ہے جسکا نام وثیقہ داری مشہور ہے -

س - اگر کوئی صورت اس مسئلہ کے انفصال اور یکسوئی کی ہوتی
تو علماء دین اسکے فیصلہ مین کیون درگذر کرتے -

ج - معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے علماء دین سے اسلام مین نئے
نئے فرقے ہی بنانے آتے ہین قوم کو بیاج کی مار سے بچانا نہین آتا

س - آپ ہی بتلائیے کہ قوم مسلمان بیاج کی مار سے کیونکر بچ سکتی ہے

ج - اگر علماء دین چاہین تو انتظام اسکا کچھ امر محال نہین بلکہ ممکن ہے
کیونکہ جہاد کے مسئلہ کو اختلاف آرای علماء نے کیسا پیچیدہ کر رکھا تھا
غیر مقلدون کے معتقد اسمین کیسے الجھے ہوئے تھے مگر چار پانچ
مولویون نے یکے بعد دیگرے ایک نے دوسرے کی رائے
سے اتفاق کرکے اسکا کیسا فیصلہ قطعی کردیا کہ ناواقف اور کم علم

مسلمانون کی بالکل خاطر جمع اور یک سوئی اِس بات سے ہو گئی کہ انگریزون کے ساتھہ جہاد کرنا اِس سبب سے ناجائز ہے کہ وہ فرائض اور مراسم مذہبی مروّجہ اسلام کے ہرگز مارج اور مزاحم نہین بلکہ اُنکے اجرا مین ممد اور معاون ہین اور یہہ بات کل مسلمانون کے سمجہہ مین آگئی کہ حقیقت مین یہہ بات سچ ہے - پس اگر ایسے ہی چار پانچ علماء اسلام آپسمین متفق ہوکر سود کے مسئلہ کا بھی ایسا ہی قطعی فیصلہ کردین تو کیا اُن کے نزدیک کچہہ مشکل کام ہے نہین نہین مشکل کچہہ نہین بلکہ بہت آسان ہے -

اگر آپ اِس کے فیصلہ کی تجویز مجہہ سے پوچہتے ہین تو آپ جانتے ہین کہ مین عالم نہین فاضل نہین صاحب فرقہ نہین اہل خرقہ نہین اور اسور دینیات مین ملّا کی ماری حلال سمجہی جاتی ہے - ہان اگر عقلی تدبیر پوچہتے ہو تو اول تجویز یہہ ہے کہ پہلے بیاج روپیہ لینے سے خود علماء دین توبہ کرین بعد اس کے وہ مسلمان جو ساہوکارون سے سودی روپیہ لیتے ہین اُن کے گہر کا کہانا کھانا قطعی چہوڑ دین

س یہہ امر ممکن نہین معلوم ہوتا کہ بغیر بیاجو روپیہ لئے مسلمانون کا کام چل سکے کیونکہ صدہا سال سے قرض لینے پر ہی مسلمانون کی کارروائی کا مدار ہے -

ج اگر ایسی ناچاری اور مجبوری واقع ہے اور بیاج دینے اور لینے کا گناہ برابر ہے تو پہر ہردو عمل اختیار کرنے کی اجازت دینی چاہیے

تاکہ یہ صورت پیدا ہو کہ اگر ایک لاکہہ مسلمان سر منڈاہین تو فی لاکہہ ایک دو دولت مند مسلمان ایسے بہی ہو جائین کہ وہ بہی کھلم کھلا استرا چلانا سیکھ جائین - اور اگر یہہ بہی نہ ہو سکے تو پہر حضرات مجتہد شیعان لکہنو کی ہی گہڑت پر چلنے کا ڈہنگ نکالین جیسا کہ انہون نے یہہ فتوے دیدیا ہے " مومن کو مومن سے بیاج لینا حرام یعنی شیعہ شیعہ سے بیاج نہ لے باقی سب کے سرون پر دست شفقت پہیرین اور کمائین کہائین " - اور غور کرنے کی بات ہے کہ کیا مجتہد شیعان علم حدیث دانی کی آڑ پکڑ کر اہلسنت کے ساتھ مسایل مذہبی مین لڑنے جہگڑنے سے کچھ کم ہین - نہین نہین علم محدثی کو تو ہر ایک فرقہ کے عالم نے مذہب پروری کے صندمین آکے ربڑ کی رسی بنا رکہا ہے مذہبی ضرورت کے وقت جس قدر چاہتے ہین تاویلی اور منطقی قوت سے گہٹا بڑہا کر دکہلا دیتے ہین تو پہر قوم پروری کے موقع پر ایسی صنعت علمی کیون نہین دکہلاتے -

س کیا مجتہد صاحب کے نزدیک سنی مومن نہین جو اُن کو اِس مہربانی معافی سود سے محروم رکہا

ج اگر مجتہد صاحب و دیگر مولوی صاحبون کے علم فقہ اور حدیث کے رو سے سنی مومن اور شیعہ مسلمان ہوتے تو اسلام کی مٹی کیون خراب ہوتی فرقہ پرور بزرگون مین تو یہی ایک بدیہ کرامت ہے - کہ وہ سوا اپنے فرقہ کی اسامیون کے دوسرے فرقہ کے

پابندون کو مسلمان ہی نہین سمجھتے

| ایک عجیب اجتہادی مسئلہ |
|---|

**نمبر ۳۔** عالم لوگ جانتے ہین کہ تخمیناً سو برس کے عرصہ سے انگریزی عہد مین مسلمانون کی اوقات بسری نوکری پیشہ پر منحصر ہے اور عالمون کے ہدایتی رسالے مسلمانون پر یہ بہالے چلا رہے ہین۔ دیکھو رسالہ احبط الاعمال مصنفہ مولوی محمد عبد اللہ پکے مسلمان کو کہ جسنے اپنے قلمی جہاڑو کے زور سے نوکری پیشہ و زمیندار اور کاشتکار اور تجار و دنیادار مسلمانون کو خس و خاشاک کی طرح سوہر کر جہنم مین داخل کر دیا ہے۔ جسکے اجتہاد کا ایک شمہ دکہلایا جاتا ہے اور وہ یہ ہے "جو مسلمان سودی تمسک لکہانے کے لیئے کاغذ خرید کر لائے جو مسلمان عرضی نویس تمسک یا عرضی لکہے جو مسلمان گواہی کرے یا گواہون کے اظہار تحریر کرے مثل مرتب کرکے ڈگری ڈسمس کا حکم دے وہ سب گنہگار دوزخی ہین" بہلا صاحب یہ تو ہر کوئی جانتا ہے کہ سود کا دینا اور لینا حرام ہے۔ لیکن یہہ اجتہادی تفصیل جو ملاجی نے گہڑ کر شایع کی جسکے ذریعہ سے سب کو دوزخی ٹھہرایا گیا یہ قرآن مین تفصیل کہان ہے اور طرفہ ماجرا یہہ ہے کہ جو پکے مسلمان ہونے کے دعویدار ہین اُنہین سے بھی بعض بعض مولوی منصف اور ڈپٹی کلکٹر ہین اور یہی کام ناصواب کر رہے ہین۔ اب فرمائیے ایسا الزامی اجتہاد کس کام کا ہے کہ جسپر پکے اور کچے مسلمان عمل کرنے سے مجبور اور معذور ہین

تو دیگر نوکری پیشون کو ملزم اور جہنمی بنانا کونسی دینداری مین داخل سمجھا جاسکتا ہے - بدون انگریزی نوکری چہوڑے تو یہ احتیاط کسی سے ہوہی نہین سکتی اور پیشہ نوکری بہی آجکل قوت لایموت اور عزت دنیاوی کا حیلہ اور وسیلہ بہی ہے پہر اسکو جہنم کے خوف سے کروڑہا مسلمان کیونکر چہوڑ سکتے ہین اور جو یہہ مسئلہ باریک چھانٹ رہے تہے وہ خود اس بلا مین مبتلا ہین - پہر اس مسئلہ پر کسکو عمل کرانے کے لئے تجویز فرمایا گیا ہے بظاہر تو یہی صورت نظر آتی ہے کہ -

| | | |
|---|---|---|
| عالم کہ کامرانی و تن پروری کند | | او خویشتن گم است کرا رہبری کند |

مسئلہ اکل حلال

**نمبر ۴** - دیکھیں مسئلہ اکل حلال کی تشریح کو کہ ترکاریون کے کہیت اور باغات کے میوہ جات کا بیع الثمار دلایل منطقی اور تاویلی کے زور سے ناجائز کر رکہا ہے اور اراضی مرہونہ کا محاصل اور غلہ فروشون اور رشوت خورون کے گہر کا کہانا اپنی اپنی تصنیفات مذہبی اور وعظ گوئی مین تو حرام بتلاتے ہین اور انہین ترکاریون اور میوہ جات اور آمدنی زمین مرہونہ کا کہانا اپنے حق مین شیر مادر سمجھ رکہا ہے پس جن افعال کے ترک کرنے پر وہ خود قادر نہین تو پہر دنیا دار مسلمانون کو ملزم اور جہنمی کہنا صریح بے انصافی ہے ایسی باریک پسائی سے کیا فایدہ جو خود انکو ہی کرکرا کہانا پڑتا ہے

مسئلہ نکاح

**نمبر ۵** - دیکھو نکاح کے مسایل کو عالمانہ تاویلون نے مکڑی کے جالے سے بہی زیادہ کمزور اور نازک بنا رکہا ہے کہ

جہان خاوند کے مُنہ سے غصہ کی حالت مین دور ہو جا نکل گیا
نکاح ٹوٹ گیا۔ اگر منکوحہ بغیر اجازت گہر کے دروازہ سے باہر نکلی
نکاح سے باہر سمجہی گئی۔ جن عورتون کے خاوند سید سالار کے
نیزون اور شاہ مدار کی چہڑیون اور دیگر اولیاء اللہ کے عرسون اور
کانگی نہان اور جیتی اٹہون اور دیوالی اور دسہرہ وغیرہ کے میلون
ٹھیلون مین گئے اُنکی منکوحہ اُنپر حرام ہوگئین۔ اب کوئی پوچہے
اُن مولویون سے کہ قرآن اور حدیث مین اُن عرسون اور میلون کا ذکر
کہان ہے اور جبکہ قرآن اور حدیث مین ان کا کہین ذکر نہین تو پہر یہہ
مزاحمت اور ممانعت اگر اجتہادی اور قیاسی اور تاویلی مسایل سے
نہین تو اور کیا ہین اور جس حالت مین کہ وہ لاکہون مسلمان جنکی روزی کا
مدار پروردگار عالم نے میلون ٹھیلون کے بنج بیوپار پر منحصر کر رکہا
ہے اور پیٹ موذی جو دنیا مین دوزخ کا نمونہ ہے وہ دو وقتہ
هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ پکار رہا ہے اگر یہ تجارت پیشہ اس بناوٹی
فسخ نکاح کے اندیشہ سے گہر مین گہس کر بیٹھ رہین میلون اور عرسون
مین جانا چہوڑ دین تو کیا کر کے کہائین اور یہہ کروڑون آدمی اہل حرفہ
اپنی زندگی کیونکہ بسر کرین۔ کیا انصاف اسی کا نام ہے کہ فرقہ پردر
عُلماء جن جُہلاء کو اپنا حلقہ بگوش بنائین اُنکی آمدنی سے اپنی بسر
اوقات کرین اور اُنکی ہی عورتون کے ہاتہہ کا پکایا ہوا کہانا کہائین
اور پہر اُنہین پر فسخ نکاح کا الزام لگائین ؞

## تیرہوین صدی مین علم احادیث کا نیا دفتر کس ملک سے ہندوستان مین آیا

**سوال** - تیر۱۳ہوین صدی مین جیسی نئی کتابین علمِ حدیث مین جدید فرقون کے علماء نے بہم پہنچائین اور تازہ اجتہاد کیا اور ہندی مسلمان نے بدعتیون کو پکا مسلمان بنایا - زمانہ گذشتہ مین ایسا اجتہاد کس امام کیا تھا اگر ہند کے کل مسلمانون نے اِس اجتہاد جدید پر عمل نہ کیا اور بدعتیون کے اغواء سے افعال بدعت کو نہ چھوڑا تو فرقہ سازی اور تفرقہ پردازی کا الزام علماء تیرہوین صدی کے ذمہ کس طرح عاید ہو سکتا ہے

**جواب** - تیرہوین صدی کے علماء نے یہ اجتہادی باریک پسائی خدا واسطہ نہین فرمائی - بلکہ اصلیت اِس اجتہاد جدید کی یہ ہے کہ جب تیرہوین صدی کے آغاز مین سلاطین حامیان دین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اسلام لاوارث رہگیا اور اُسی زمانہ مین مُلک عرب مین شیخ عبدالوہاب نجدی نے سر اُٹھایا کعبہ تک پہنچ گیا اور بزرگون کے مقبرون کو ڈہوایا شیخ مسطور کو تو خدیو مصر نے فوج بھیجکر قتل کرادیا اور اُسکے جہادی لشکر کو بھی منتشر کر دیا ملک عرب کو تو امن چین حاصل ہو گیا - لیکن ہندوستان مین جو اُسکے اجتہادی شرارے آکر گرے اُس مادہ کے اثر نے علماء کے دلون کو مذہبی آتش سے افروختہ کیا - مولوی اسمٰعیل صاحب بھی اُسی پیرایہ پر چلے حنفی علماء نے

اُنکے ساتھ مخالفت کی۔ مولوی صاحب کو عزم جہاد کے سبب مسلمانون
کے اجتماع کی ضرورت ہوئی اور کُل ہندی مسلمان حنفی مذہب کے پابزنجیر تھے
اسلئے اِس بند کا توڑنا اور مسلمانون کو اپنے مذہب کا مطیع کرنا لابُد ہوا تو
عُلماءِ مجدد نے ملک ہندوستان مین دورہ کر کے مسلمانون کو اپنے
جدید فرقہ مین داخل کیا ہر دو فریق کے آپسمین یک لخت تفرقہ لاحق
ہوگیا۔ چونکہ ہر دو فریق کے پیشوا عُلماء ناتجربہ کار خانہ نشین تھے اختلاف
مذہبی کے بلا مین مبتلا ہو گئے۔ زمانہ کی آزادی نے فریقین کی
مذہبی نا اتفاقی کو امداد پہنچائی۔ دو سوکنون کیسی ضد اُنکے دلون میں
سما گئی جیسی ایک سوکن کو دوسری کا عمل کتنا ہی اچھا اور بجل کیون نہو
معیوب ہی معلوم ہوتا ہے۔ یہی حال فریقین کا ہو گیا۔ ورنہ علم حدیث
میں کتب جدید کا دستیاب ہونا ثابت نہین۔ کیونکہ اگر علم حدیث مین
کوئی جدید کتاب برآمد ہوتی تو اول بہر حال کسی امیر عرب کے نئے کُتب خانہ
سے برامد ہوتی اور مُلک عرب سے جدید کتاب نکلتی تو سب سے پہلے
علمائے عرب کے ملاحظہ مین آتی اِسکے بعد ہندوستان مین پہنچتی تو تعجب
نہ تہا یہ کیا تماشے کی بات ہے کہ عُلماءِ عرب تو نئی حدیثون کی کتاب کے مطالعہ
سے محروم رہے اور وہ کتابین بالا بالا مُلک ہند مین پہنچ گئین اور
پہر طرفہ ماجرا یہہ کہ اُنہین سے حنفیون کے ایک بہی ہاتھہ نہ لگی سب غیر مقلد
علما کو پہنچ گئین۔ اگر وہی نئی حدیثون کی کتابین جو علماء غیر مقلد کو دستیاب
ہوئی تہین مُلک عرب کے علماء کو ہدیہ بہیج کر یہہ لکہدیتے کہ دیکھو ہمنے

یہ تحفہ فلانے ملک سے بہم پہنچایا ہے تو علماءِ عرب حنفیون کی امداد اور غیر مقلدون کے عقاید کی تردید مین **فتاوے** کیون لکھتے۔ اِسلیے ہمارا تو یہی عقیدہ ہے کہ اگر یہی کتابین ملک عرب سے آتین یا ملک روم اور مصر مین موجود ہوتین تو کعبۃ اللہ مین مولود نبوی کی مجالس نہ ہوتین اور آئے سال جو ملک روم اور مصر مین **وفات رسول اللہ** کے دن لشکر سلطانی اور خدیو مصر بڑی تزک اور احتشام سے آراستہ ہوکر شاہان کی نظرون سے گذرتا ہے اور رسول اللہ کی یادگار مین اُنکے نام نامی پر **سلامی** دیتا ہے یہ طریقہ وہان مروّج و مقرر کیون ہوتا۔ اور ہندی علما جو اُن کو بدعتی اور مشرک لکھہ رہے ہین یہہ اِن کو کیون لکھتے پس ہماری دانست مین تو عُلماے ہند کی یہہ سب مُنہ زوریان گورنمنٹ انگلشیہ غیر ملت کی قانونی آزادی کا طفیل ہے ورنہ ہندی مولویون کی تازہ محدثی اور نئی حدیثون کے بہم پہنچانے کا یقین اُسوقت لایق یقین کے ہوسکتا ہے جبکہ وہ ملک عرب اور روم اور مصر مین جاکر کوئی نیا مذہب نیا فرقہ اجرا فرمادین اور اتنی دور بھی جانا کیا ضرور ہے کابل بہت نزدیک ہے ذرا وہان ہی رونق افروز ہوکر نیا سکہ مذہبی چلادین اور امیر صاحب کو منبر پر چڑھکر بدعتی کہین۔ پھر دیکھین کہ کس تعظیم کے ساتھ بہشت مین پہنچاے جاتے ہین۔ واے قسمت مسلمانان ہند کہ اِس آزاد سلطنت کے چراغ معدلت کے بدولت اپنی قوم کی بگڑی ہوئی حالت سنوارنے کیطرف تو متوجہ نہ ہوئے اختلاف مذہبی کے

جھگڑدن مین پھنسکر عداوت مذہبی کا بخار شریعت کی آڑ مین نکال رہے ہین ع کون رہ بتلاسکے جب خضر بھکانے لگے ؎

# ملکی رسومات کا برتاؤ اسلام کی ترقی مین مفید ہے

ملک روم اور فارس اور چین وغیرہ کے رسومات مروجہ کا تذکرہ و حلیہ

**سوال** ابتدا آمد اسلام سے جو ہندی مسلمانون نے بت پرستون کی رسومات اختیار کر رکھی ہین۔ اگر تیرہوین صدی کے مولوی انسداد انکا نہ کرتے تو ان رسومات کے برتاؤ مین کسیقدر کمی کیون کر واقع ہوتی

**جواب** جس جس ملک کے باشندون نے اسلام قبول کیا ہے اُن کو اپنی اپنی زاد بوم اور وطن مالوفہ کی رسمیات کا برتنا لابدی ہے اور چونکہ یہ دین حق یعنے **اسلام** حضرت **محمد** علیہ السلام پیغمبر آخرالزمان کی رسالت کے ذریعہ سے جملہ ادیان جہان سے پیچھے پیدا ہوا ہے اسلئے ہر ملک مین تعداد اِس ملت جدید کی کم ہے اور ملکی باشندے غیر ملت شمار مین زیادہ ہین لہذا بمقتضاء اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ وَالصُّحْبَۃُ تَاْثِیْرٌ رسوم ملکی کے اثر کا قطعی زایل ہونا غیر ممکن ہے اور ملکی رسومات کے برتاؤ سے کچھہ حرج دین کا نہین بلکہ ترقی اسلام متصور ہے۔

س۔ کیا ثبوت ہے اس بات کا کہ ملکی رسومات کا برتاؤ ہر ملک کے مسلمانون مین رائج ہے اور اسمین حرج دین کچھہ نہین۔

ج۔ ثبوت یہ ہے کہ ملک روم کے ترکون اور ملک فارس کے آتش پرست

پارسیون اور مصر کے یہودیون اور افریقہ کے حبشیون اور ملک یورپ کے عیسائیون اور ملک چین کے لاما مذہبون اور ملک ایشیا اور تبت اور تاتار وغیرہ کے بت پرست باشندون نے جو اسلام قبول کیا ہے وہ سب کے سب اپنے اپنے ملکون کی رسمیات استعمال کررہے ہین۔ روم کے ترک اپنے ملک کی رسم کے مطابق داڑھی بچپین سے منڈانا اور گل مچھے رکہنا کچھ معیوب نہین جانتے وضع اور قطع چال اور چلن سب کا رومی ہے۔ ایرانی مسلمان بعینہ وضع قطع مین ہم شبیہ پارسیون آتش پرستون کے ہین۔ ملکی رسم کے مطابق داڑھی صفاچٹ رکہتے ہین۔ مصر کے مسلمانون کا لباس و پوشاک صورت اور شکل مانند یہودیون کے ہے۔ ان ملکون کی شریف خاندان عورتین سر پر ٹوپی رکہتی ہین یا رومال باندہتی ہین۔ برقع پہنکر بازار سے سودا سلف خود خرید لاتی ہین۔ شہر بلخ کی مسلمان عورتین سر پر پگڑی باندہتی ہین افریقہ کے مسلمان اپنی ملکی رسومات برت رہے ہین جو یورپ مین مسلمان ہین وہ اپنی ملکی وضع قطع مین بدستور ہم شبیہ اپنے ملکی عیسائیون کے ہین۔ چین کے ملک مین دو کروڑ مسلمان ہین انکی ملکی رسومات کا یہ حال ہے۔ چند سال کا یہہ ذکر ہے کہ ملک چین مین ایک سید صاحب جو دو کروڑ کی آمدنی کے بادشاہ بااختیار ہین جب فغفور چین نے فوج کشی کر کے اُن کو اپنا ماتحت کرنا چاہا تو اُس بادشاہ نے اپنے فرزند ولیعہد کو بطور سفیر کے گورنمنٹ ہند کے پاس بھیجا۔

کہ گورنمنٹ اُن کی سرپرستی منظور کرے یہ درخواست اُنکی نامنظور ہوئی مگر اُنکی رسومات ملکی اور شکل صورت کی کیفیت یہ ہے کہ جب انگریزی افسر مسلمان ڈپٹی کلکٹر وغیرہ اُنکی پیشوائی اور مہمانداری پر متعین ہوکر سمندر کے کنارہ پر گئے - جہاز سے اُن کو اوتار کر شہر کلکتہ مین لائے عمدہ مکانون مین ٹھہرائے - حلیہ اُس سیّدزادہ ولیعہد اور اُنکے ملازم مسلمانون کا یہ تہا کہ سب مسلمانون کے تمام سرون پر بال چوٹیان گندہی ہوئی چوتڑون سے نیچے لٹکتی تہین - بڑے بڑے سر اور فراخ پیشانی چھوٹی چھوٹی آنکھین جیسے زرد کوڑیان گول گول ناکین جیسے کہ جہڑبیری کے بیر رنگ گورے گورے سرخی مائل جیسے بھدروال کے سیب ٹھوڈیون پر چند بال داڑہی کے جیسے لہسن کے پیندے سرون پر چینی ٹوپیان ابریشمی سیاہ رنگ کے لمبے لمبے کوٹ چینی بوٹ پاؤن مین گھٹنون تک چڑہے ہوئے جن کو وہ کسیوقت بھی نہ اُتارتے تہے - جسوقت ہندی اور ولایتی اور انگریزی ہر قسم کے طعام سجا کر اُنکے سامنے رکھے گئے اُن کو چکہتے ہی بُرا مُنہ بنا کر اُٹھہ کہڑے ہوے اور بدھ زبان مین یہ کہا کہ ہم سے یہ کہانا نہین کہایا جاتا اُنکے باورچیون نے بکری مو بح کر کے گوشت نکالا نہ پیاز نہ لہسن نہ گرم مصالحہ فقط تہوڑا سا نمک اور قدرے سیاہ مرچ ملا کر دیگون مین ڈالدیا - جب اصلی پانی گوشت کا سوکھ گیا دیگین اُتارلین اور وہی گوشت اور میدہ خمیری کے چار چار نان اور دو دو لکڑیان کاٹ کے بجائے چمچون کے سب کے

سامنے رکھہ دیگئین انہین لکڑیون کی مدد سے سب روٹی کہاکر اٹھ کھڑے ہوئے - شہر کے تماشائی جو اُن کو دیکہنے آتے تہے ہرگز کوئی یہ شناخت نہ کرسکتا تہا کہ اِن مین کوئی مسلمان ہوگا مگر جب مغرب اور عشا اور فجر کی نماز باجماعت مین آیات قرآنی قرأت کے ساتھ پڑھتے تہے اُس وقت یقین ہوتا تہا کہ یہہ مسلمان ہین اور دیگر رسومات ملکی کا یہ حال تہا کہ چینی باجے اور گویئے مطرب بہی اُن کے ساتہہ تہے - غرضیکہ اُن کا لباس پوشاک خوراک جاگنا اور سونا گانا اور بجانا سب مطابق رسومات ملکی کے تہا - اب فرمائیے کہ کیا ملک عرب کے قریش کا یہی حلیہ ہے جیساکہ اُس چین کے سیدزادے اور اُسکے ہمرکاب مسلمانونکا تہا - نہین نہین -

قریش عرب کا ملک چین مین سیاحانہ طریق پر جانا

اصل وجہ یہ ہے کہ عباسیون کے آغاز سلطنت کے زمانہ مین چند کس قریش بنی ہاشم اپنی عالی ہمتی اور سیاحی کے شوقین تاجرانہ طریق پر شہر پیکن مین عرب کے گہوڑے لیکر گئے اور شہنشاہ سے جاملے فغفور وقت نے مسافر نوازی و قدر افزائی کو کام فرمایا - یہہ اُسی ملک مین آباد ہوگئے - چالیس کروڑ بودہ ملت کی صحبت اور ملکی رسومات کی کثرت اُنکی اولاد پر اِس درجہ غالب آئی کہ تو اٰئے اور اعضائے جسمی کی ترکیب تک بدل گئی - مگر اُنکی بغل مین جو قرآن مجید اور دل مین اور زبان پر وِردِ کلمہ توحید کا تہا وہ نقش الٰہی نہ بدلا اور اُسی کی برکت سے آجتک دو کروڑ مسلمان ہوگئے اور دو کروڑ

آمدنی کا ملک و سچ بہی خدا نے اُن کو فغفور چین کی ماتحتی مین دیدیا۔
اَب ہم مطلب کیطرف رجوع ہوتے ہین اور اپنے بہائی مسلمانون
کو یہہ بات سمجہاتے ہین کہ اگر ہمارے ہندی مولوی ایسے غیر ملکون کے
مسلمانون کو جن کے سر کی چوٹیان سُرین سے باتین کرتی ہین ملاحظہ
فرماوین اور اُنکی ملکی رسومات کے برتاؤ کو دیکہین تو کیا یہہ حضرات اُن
مُسلمانون کو کافر کہنے سے باز رہ سکتے ہین۔ نہین کبہی نہین اور کیا
اُنکے کہنے سے دو کروڑ مُسلمان سچ مچ کافر ہو سکتے ہین۔ نہین ہر گز
نہین۔ ہندی مولویون نے تو اسلام کو ایک چہوئی سوئی بوٹی اور
موم کی ناک اور کچے سوت کا دہاگا اور حوض محدود سمجہہ رکہا ہے
کہ اُنکی علمی بحث کے نزدیک اسلام کو اُنگلی لگی اور مرجہا گیا ہوا لگی
اور ٹوٹ گیا حوض ہین دو چہیٹین رسومات ملکی کی پڑین اور ناپاک
ہو گیا یہ تو اپنی سمجہہ کے نزدیک سوائے اُن لوگون کے کہ جو اُن کے
فرقہ کے بہیڑ بکریون مین داخل ہین اور کسیکو مُسلمان ہی نہین سمجہتے
سوائے شرک اور بدعت اور کفر کے اور کوئی وظیفہ ہی اِنکو یاد نہین
رہا۔ اور یہہ بزرگ مساجد کے گنبد سے باہر نکل کر یہہ نہین دیکہتے
کہ اسلام چہوئی سُوئی بوٹی نہین بلکہ کایا پلٹ نباتات سے ہے۔
اسلام موم کی ناک اور کچا دہاگا نہین بلکہ اصیل لوہے کی تلوار اور
زنجیر سے زیادہ تر استوار ہے۔ اسلام تنگ حوض محدود قلتین
کا مسئلہ نہین جسکی صفائی مین غوطے کہا رہے ہین بلکہ اسلام بقول

پادری ایزاک ٹیلر صاحب چار دریاؤن کے سوتون کا ایک بحر رواں ہے۔ جسکی سچی برکتون کا جوش تائید الٰہی سے تمام روے زمین پر مختلف صورتون مین لہرین ارتا بڑھتا چلا جاتا ہے اگرچہ ہر ایک ملک کے مسلمانون کی صورتین اور خصلتین اور ملکی رسمین ایک جیسی نہین وضع اور قطع بھی ایک کی دوسرے سے نہین ملتی لیکن اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پر کل مسلمانون کا ایمان اور یقین واحد ہے اور حقیقت مین مسلمانی بھی اسیقدر ہے اور اس فرمان رسول اللہ صلعم پر سبکا یقین پختہ ہے کہ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَفَاتِيْحُ الْجَنَّةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ترجمہ جس نے کہا نہین کوئی معبود سواے اللہ کے مگر اللہ ہے داخل ہوگا وہ جنت مین اور تالی درجنت کی کلمہ توحید ہے۔

**ملکی رسومات کی نسبت صلح پسند اسلام دوست مسلمانون کا خیال**

پس جس صورت مین کہ ملکی رسومات کا برتاؤ کل روے زمین کے مسلمانون مین مروج ہے پھر نہین معلوم کہ بیچارے ہندی مسلمان اپنے دیس کی رسومات برتنے سے مشرک اور بدعتی کیونکر بن سکتے ہین۔ جو اسلام کے دانا دوست صلح پسند مسلمان ہین وہ اس بات کو جانتے ہین کہ اس زمانہ مین جن رسومات کو شرک اور بدعت قرار دیا گیا ہے دراصل وہ ہی رسومات ہین کہ جن کے برتاؤ کی بدولت ملک ہند مین اسلامی درخت کی جڑ قائم

ہوئی ہے جو عالم فرقہ پرور ضد مذہبی کے سبب ان رسومات کو چہوڑنا دین پروری سمجہتے ہین وہ ناتجربہ کار اسلام کے نادان دوست ہین کیونکہ اس زمانہ مین جس قدر رسومات چہوڑائی گئی ہین اُسیقدر غیر ملت والون کے دل اہل اسلام کی طرف سے کشیدہ اور برگشتہ مائل فساد اور عناد ہو گئے ہین جسکا انجام اور نتیجہ ہندو اور مسلمانون کے امن اور عافیت مین مخل اور مضر دیکہنے مین آرہا ہے ۔

اکبر شاہ بے تعصبی اور صلح کلی اور اسلامی دوستی بنکاؤ کر معہ ایک مثال ۔

سنو صاحب " اکبر اکفر بود " زبان سے کہدینا بہت آسان بات ہے مگر بار سلطنت کا اُٹہانا دینی اور مذہبی پیچیدگیون کا سلجہانا مختلف ملت اور مذہب مخلوق خدا کو سنبہالنا بے تعصبی اور تالیف قلوب کے ساتھ بیگانون کو یگانہ اور حلقہ بگوش بنانا اور اسلامی طاقت کا بڑہانا اکبر مسلمان صاحب ایمان وایقان اہل اسلام کا ہی کام تہا نہ کہ ملّا اورنگ زیب کا کہ جس نے ساٹھ کروڑ دولت اندوختہ پدری اور پچاس برس کی ملکی آمدنی اور تمام عمر اپنی فقط مہم دکن پر صرف کردی اور پہر بہی اکبر شاہ کیسی سلطنت نکرسکے اور اسکی بیٹے بہی اسکے اُسی چال پر چلے جسپر وہ چلاتہا اور اسی سبب سلطنت کو زیان پہنچا کہ جلد برباد ہو گئے

نہ ہر کہ مو بتراشد قلندری داند نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند

اکبر شاہ کی نیک نیتی اور حکمت عملی کو ملا لوگ شناخت نہین کرسکتے کہ اُسنے اس ہند کی سرزمین مین نخل اسلام کو کیسی حراکیب شائستہ صنعت پیوندی کے ساتہہ

سرسبز کیا اور مثمر بنایا۔ مگر ان جو امور مملکت کے باغبان ہین وہ اسکی صنعت اور ترکیب کو جانتے اور پہچانتے اور مانتے ہین۔

مثال کہ جیسے کاشتکار لوگ پہلے زمین کو قلبی رانی سے درست اور صاف کرتے ہین پھر اُن کہیتون مین کہات کوڑہ ڈالتے ہین اُسکے بعد تخم گندم ونیشکر بوتے ہین ایسے ہی دین حق کے باغبان بہی جس ملک کی سرزمین مین نہال اسلام کو نصب اور قائم کیا کرتے ہین تو وہ بہی بعینہ کرسانون کی ترکیب کو عمل مین لاتے ہین کہ اول پودہ لگاتے ہین پھر اُس پنیری کو جماتے ہین آفات ارضی وسماوی سے بچاتے ہین طرح طرح کی حفاظت کرتے ہین اُسکی پرورش مین صدہا قسم کی مصیبتین اُٹھاتے ہین دولت خرچ کرتے ہین جب کہین اُسکا ثمرہ پاتے ہین لیکن جب وہی پلا پلایا باغ کسی زمانہ مین اولاد کو بطور ترکہ جدی کے ہاتھ لگتا ہے تو اُسکی قدر اولاد کو نہین ہوتی اول وہ اُس باغ کے درختون کو آپس مین لڑ جھگڑ کر تقسیم کر لیتے ہین غور پرداخت کی توفیق نہین ہوتی۔ مگر اپنا پیٹ پالنے کی ضرورت سے اُسی باغ کے درختون پر یہہ الزام لگاکر کہ اِنکے پھل کھٹے ہین اُنکو کاٹتے ہین اور احاطہ منقسمہ کو مسمار کرکے لکڑی اور اینٹین بیچنا اور کہانا شروع کر دیتے ہین۔

| | |
|---|---|
| اب ناظرین کو اِس مثال کا ماحصل یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ رسومات ملکی بمنزلہ کہات کوڑہ کے ہین اور | مثال مذکورہ بالا کا ماحصل اور عالم تشبیہ اور تنزیہ سے مناسبت |

جیسے گندم اور نیشکر مین کہات کوڑہ کا اثر مخلوط ہی اور وُہی غذائی بنی آدم ہی ویسا ہی رسومات ملکی کے کہات کوڑہ کا اثر اسلام اور اسلام کے رگ و ریشہ مین پیوستہ ہی اور وہی اثر اسلام کی بالیدگی و ترقی کا سبب ہی اور جب حالتین کہ عالم تنزیہ یعنے روح امر ربی کثافت جسمی کے اشتراک سے خالی نہین تو پہر اسلام ملکی رسومات کی کثافت کے لگاؤ سے خالی کیونکر ہو سکتا ہے غنچۂ گل کی شگفتگی اور بالیدگی اور ترو تازگی شاخہاے خار دار سے وابستہ ہے اور گل کا کانٹون سے جدا ہو کر شگفتہ رہنا غیر ممکن ہے

| | |
|---|---|
| لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہین سکتی | چمن زنگار ہے آئینۂ باد بہاری کا |

**مذہب معتزلہ کے عقیدہ کا بیان اور اسکی تردید**

دیکہو مذہب معتزلہ کے فقیہ اور محدث اپنے زعم علمی کے مقتضائے سے یہ پکار رہے ہین کہ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالیٰ کا یہہ منشا نہین کہ خیر کو خدا سے اور شر کو شیطان سے متعلق سمجہا جائے عالم لوگ جو اپنی رائے مصلحت آمیز کو دخل دیکر یہ تعلیم دے رہے ہین کہ وہ خیر اور شر کو دل مین تو منجانب اللہ سمجہین اور زبان ظاہری سے یون کہین کہ خیر کا ظہور فضل الٰہی اور شر کا وقوع اغواے شیطان سے ہوتا ہے یہ تعلیم صریح ناقص ہے کہ اِسکے روسے اقرار زبانی اور تصدیق قلبی مین نفاق اور تفرقہ عاید ہوتا ہے اور زبانی اقرار سے شیطان بہی خدائی کامون مین نصفا نصف کا شریک مانا جاتا ہے اور جب اقرار زبانی اور تصدیق قلبی مین یہ تفرقہ لاحق ہے تو پہر نتیجہ اِس سمجہہ کا سوائے اِسکے

اور کیا برآمد ہوسکتا ہے۔ **محمود**

خیر خالق سی شرف شر بشر سے نامزد
ناز اس قسمت پہ زاہد بنکے فرمانگیے کیا
ہی گنہگارون کا حق جب بخشش خوانِ کریم
توشہ پہر جز معصیت ساتہ اپنے لیجا نگیے کیا

یہ شرعی انتظام انبیائے علیہم السلام کی مصلحت سی متعلق ہے جو زمین پر اپنی اولاد اور امت کو بڑہانے اور آباد کرنے کو آئے تہے جو موحد خدا پرست حاصلات دین اور دُنیا کی طرف سے نامراد فقط دیدار حق کے طالب اور عاشق ہین وہ ایسی انتظامی مصلحت کے قایل نہین بلکہ اُنکی تعلیم کا یہہ منشاء ہے کہ جو کوئی شیطان کے اختیار بدآموزی کا اقرار کرے وہ موحد نہین بلکہ مشرک خایف ہے فقط۔ اور جس حالت مین کہ لطافت و کثافت خیر اور شر کا اشتراک بنی آدم کے خمیر مین ایک قُدرتی جزو ہے اور حضرات مُوسیٰ اور داؤد اور عیسیٰ ابن مریم اور محمد علیہم السلام ہر چہار انبیائے اُولو العزم نبی معصومین کی ہدایت سے بہی اُنکے اُمتیون کے دلون سے خیر اور شر کا اشتراک زایل نہین ہوسکا اور کسی پیغمبر کی امت بہی گناہ کرنے سے باز نہین رہی تو اب وہ لوگ جو خدائی کامون مین اختیار شیطان کے قایل ہین اور مصنوعی موحد بنکر شرک کے شاکی ہین اُنکی تعلیم خود غلط ہے اور وہ خود مشرک ہین پہر وہ کسیکو شرک کی آمیزش سے کیا پاک کرسکتے ہین۔

س کیا تم عقاید معتزلہ کے قایل ہو

ج نہین ہرگز نہین میرا تو یہہ عمل ہے کہ نہ کسی مسلمان کو مشرک سمجھتا ہون

نہ بدعتی اور اگر شرک اور بدعتی ہون تو مین خود ہون

ہرچند سبکدست ہوئے بت شکنی مین ہم ہین تو ابہی راہ مین ہے سنگ گران اور

مگر ہان جہان کہین جب موقع جس فرقہ کا مذکور آجاتا ہے بپرو رعایت

ان کا عقیدہ بیان کر دیا جاتا ہے اور پہر اپنی طبیعت کے پر پرزے

جہاڑکر اپنے ہی مستعار پنجرے مین آبیٹہتا ہون ۔محمود

چھوٹکر جاے کہان زندان الفت کا اسیر مرغ دل نے اپنا گھر سمجہا ہے گہر صیاد کا

س ۔جو عقاید معتزلہ تمنے بیان کئے ہین یہہ تو بڑی منضبط معلوم ہوتے

ہین پہر ان عقاید کے قایل نہ ہونیکی کون سی دلیل ہے

ج اگر ہم یہہ ضد اور ہٹہ کرین کہ حضرت آدم علیہ السلام نے

ربنا ظلمنا خلاف واقع تقدیر نہین کہا تو عقاید معتزلہ سے انکاری

ہونے کی کوئی دلیل معقول نہین لیکن جس حالت مین کہ ہم مقبل

ہین اس بات کے کہ حضرت آدمؑ نے بمقتضاے حفظ ادب عبودیت

تقدیری خطا کو دانستہ اپنے ذمہ قبول کر لیا اور جب پوچہا گیا کہ اے

آدم کیا تو مختار تہا اِس گناہ کرنے پر تب عرض کی آدم نے کہ اے

پروردگار تو سچا ہے کہ مین مختار نہین تہا مگر تو خالق ہے اور مین مخلوق

اسلئے میری عاجزی اور ادب کا یہی مقتضا ہوا کہ مین اس تقدیری گناہ

کو اپنے ذمہ قبول کر دن یہہ عجز و ادب خدا کو پسند آیا تاج پیغمبری عنایت

فرمایا ۔ اور شیطان سے جو استفسار ہوا کہ تو نے آدم کو سجدہ کرنے سے

کیون انکار کیا اُس نے یہہ بے ادبانہ جواب دیا کہ اے خدا تو نے جو کچھ

مجھسے کرایا سو مینے کیا اسلیئے وہ لعنت کا مستوجب ہوا - پس اس سے ثابت ہے کہ حضرت آدم کی خلاف گوئی مصلحت آمیز جو عجز و آداب کی راہ سے تہی قبول ہوئی اور شیطان کی راست گوئی فتنہ انگیز مردود ہوئی اب ہم اِس مثال کا نتیجہ نکال کر دکھلاتے ہین کہ معتزلہ کی راست گوئی علم باطنی کے رو سے مسرت خیز ہے اور علم ظاہری کی وجوہ سے فتنہ انگیز اور اہلسنت کا عقیدہ جو مطابق عجز اور ادب ابن البشر کے ہے یہ سمجھہ مقبول اور محمود متصور ہے - لہذا انسان کو یہی لازم ہے کہ وہ تقدیری گناہ کو بھی اپنے ہی خطا مین داخل سمجھے کیونکہ تقدیر پردہ غیب مین ہے اور تعلیم انبیائی اِس وجہ سے برحق مانی گئی کہ ظاہر مین جس بندہ سے جیسا فعل سرزد ہو اُسکی جزا اور سزا کا وہ مستحق ٹھہرایا جائے تاکہ انتظام ظاہری درست رہے ورنہ حقیقت مین تو حق بات یہی ہے کہ -

آپ کرتے ہین جہان کا نام ہے — آپ کے ہاتھون مین سارا کام ہے
باب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد — گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ

آمدم برسر مطلب - اِن بحث مباحثون اور شرک بدعت کے جھگڑون سے قومی بھلائی اور اسلامی ترقی کی امید نہین اور نہ فقط رسومات ملکی ترک کرانے سے اسلامی طاقت بڑھنے کی توقع ہے بلکہ اِس کارروائی سے اسلام کو ضرر اور ضعف پہنچنے کا قوی احتمال ہے

## ملکی رسومات کے برتاؤ کا سبب معہ ایک نقل جسیمدید

**سوال** وہ ایسی کونسی رسومات ملکی ہین جنکے چھوڑ دینے سے اسلام کو مضرت پہنچنے کا احتمال ہے

**جواب** ہندوستان مین لاکھون اہل اسلام معزز خاندان اوسط درجہ کے رئیس راجہ اور جاگیردار اور تعلقہ دار اور زمیندار ایسے ہین کہ جن کو اسلام قبول کئے صدہا سال کا عرصہ گذر گیا اور مطابق تحریر فرامین بادشاہان اسلام اس وقت تک بہی دولت انگلشیہ کے مراسلات مین وہ لوگ بدستور قدیم خطاب اور القاب راجگی اور کنور اور ٹھاکر اور رانا اور چودہری اور میان اور خان وغیرہ سے لکھے جاتے ہین - اُنکے آپس مین اپنے جدی بھائیون کے ساتھ یہ راہ و رسم مروج ہین کہ جب اُنکی برادری مین شادی اور غمی کے موقع پر کہانا اور مٹھائی تقسیم ہوتی ہے تو وہ ہندو اور مسلمانون کو ایک جیسی بھاجی بخرے آپس مین دیتے لیتے ہین اور دعوت تواضع کہاتے کہلاتے ہین اور وہ لوگ ایک دوسرے کے دکھہ سکھہ مین ایسے شامل اور شریک رہتے ہین کہ ہندو یا مسلمان اپنی برادری کے دشمن کو اپنا دشمن اور دوست کو اپنا دوست سمجھتے ہین اور جہان کہین خانہ جنگی کا موقعہ آپڑتا ہے تو ایکدوسرے کی حمایت اور امداد مین اپنی جان اور مال دیدینے مین صرفہ نہین کرتے سبب مجھے اس موقعہ پر ایک نقل جسیمدید یاد آئی -

تیس برس کا یہہ ذکر ہے کہ - ایک گانو ہندو راجپوتون کا تہا-
جسمین نو گہر مسلمان اور چالیس گہر ہنود کے تہے - مسلمانون کے گہر
پر بڑی بہاری برات آئی - مگر آدمیون کی قلت کے سبب کہانا
کہلانے مین جو دیر ہوئی براتیون نے غل مچانا اور برا بہلا کہنا شروع
کردیا یہ غل سُنکر پنڈت رہنیں ہندو دوڑکر آئے حال دریافت کیا
صاحب خانہ نے کہا کہ کہانا تو بہت کچہہ تیار رہے مگر شتربان اور
گاڑیبان اور میراسی منگتا وغیرہ جو کثرت سے ہین اور کہانا بڑتانے
والے کم اِس سبب براتیون کی بے صبری سے ناحق ہماری
بدنامی ہوا چاہتی ہے - ہم حیران ہین کیا علاج کرین یہ بات سُنتے
ہی ہندون نے نانون کے ٹوکرے بہر کر سرون پر رکہہ لئے اور
پلاؤ اور قلیہ کی رکابیان اور پیالے اپنے ہاتہون سے براتیون کے
سامنے رکہنا اور کہلانا شروع کردیا ایکدو گھنٹہ مین سب کو بھگتا دیا-
چارون طرف سے شاباش کے مستحق ہوئے - اگراس زمانہ مین کوئی
ہندو کسی مسلمان کے ساتھ ایسا نیک سلوک اور مدد کرے تو کیا پنڈت
جی یہہ بیوستہ دینے سے باز رہ سکتے ہین کہ تمہارا دہرم بہرشٹ ہوگیا
گنگا جاؤ پر اشچت کرو ڈنڈ بہرو - اور کیا مولوی صاحب یہ فتوے
دینے سے درگذر کرسکتے ہین کہ جنہون نے مشرکون کا چھوا ہوا کھانا
مکروہ کہایا وہ گنہگار کفارہ دینے کے سزاوار ہین - اور یہہ منصفانہ اور
برادرانہ خیال کسی کے دل مین نہ گذرے گا کہ جس حالت مین فریقین

زراعت پیشہ ہین کہات کوڑے کی ٹوکری ہاتہون سے بہر کر کہیتون مین ڈالتے ہین اگر اُنہون نے مسلمانون کے کہانون کو کہ وہ خدا کا رزق تہا اپنے ہاتہون سے برتا کر اپنے جدی بہائیون کو بدنامی سے بچالیا تو اسمین دہرم بہرشٹ کیونکر ہوگیا اور مسلمان گنہگار کس طرح بنگئے کیا یہہ طعام اُس غلاظت خام کہات کوڑے سے بھی زیادہ ناپاک تہا جسکو فریقین ہاتہون سے بہر کر سرون پر رکہہ کر کہیتون مین ڈال لیتے ہین - نہین نہین یہ سب تعلیم نفاقی کا مقتضا ہے جس نے ہر قوم اور ملکی بہائیون کو آپس مین لڑا رکہا ہے

| | |
|---|---|
| اے میر روئیے کیا اُن پہلی صحبتون کو | وہ یار سیدہے سادہے غمخوار اب کہان ہین |

**ملکی رسومات مروجہ قدیم کی تشریح -**

علیٰ ہذا القیاس جو رئیس والی ملک با اختیار رہین انکی آپس مین یہہ رسومات مفصلہ ذیل اسوقت تک جاری ہین :-

(۱) بیاہ شادی کی خوشی مین ہندو اور مسلمانون کا بطور مہمانون کے جمع ہونا - نیوتا منبول سلامی نوشہ کے سہرون پر مبارکباد کہہ کر دینا لینا

(۲) لڑکیون کی شادی کے موقع پر گہوڑے اور اونٹ اور دیگر مویشی شیر دار سونے چاندی کے زیورات دوشالون کے تہرد - اور پارچہ دارائی کے جہولون سے سجا کر بدائی (وداعی) کے وقت مرحمت کرنا -

(۳) فرزندان کے پیدا ہونے کی خوشی پر کڑتے ٹوپی زر نگار اچہودا

اور ہنسلی اور دستاری طلائی و مرصع کا بھجوانا۔

(۴) بیماری کی حالت میں خود عیادت کو جانا یا طرفین سے بذریعہ مراسلت مزاج پرسی کے لیے معزز اہلکارون کا آنا جانا۔

(۵) صحت یابی کی مبارکباد کے موقع پر طرفین سے سر صدقہ دینا زر نثار کرنا۔

(۶) ماتم پرسی کی تقریب سے دوشالے اور دستار دینا۔

(۷) مسند نشینی کے وقت طرفین سے آنا جانا رقص سرود کے جلسون مین شریک ہونا۔ رخصت کے وقت طرفین سے خلاع فاخرہ کی کشتیون کا پیشکش ہونا۔

(۸) ہندو اور مسلمانون کا باہم گر بغلگیر ہو کر ملنا۔

(۹) موسمی ثمر اور ملکی تحایف کا طرفین کیطرف سے بھیجنا اور بھجوانا۔

(۱۰) ہندو اور مسلمانون کا آپس مین دستار بدل بھائی ہونا اور ایک نے دوسرے کی امداد اور ہمدردی مین دریغ نہ کرنا۔

پس ان رسومات کا برتاؤ طرفین کی بے تعصبی اور اخلاص باہمی اور ملکی برادری ہونے پر دلیل قاطع ہے۔

**مصنف رسالہ تذکیر الاخوان کی رائے پر افسوس**

اگر اب خلاف اس عملدرآمد قدیم کے ان رسومات کو چھوڑ دیا جائے اور مولوی سلطان احمد بیگ مسلمان مصنف رسالہ تذکیر الاخوان مشمولہ رسالہ تقویۃ الایمان کی اس تعلیم اور ہدایت پر عمل کیا جائے جیسا کہ اُسنے اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۶۳

پر یہہ فقرات لکھے ہین ؎ کافرون کو ایسا سمجھنا چاہیے جیسا کہ گدہون
اور کتون اور چوہڑے چمارون کو جانتے ہین ؎ اور
یہی مولوی صاحب اپنے اجتہاد مین اِن خطابون یعنے کنور اور راجہ
وغیرہ کے استعمال کو سخت گناہ بتلاتے ہین اور اُن کے ترک کردینے
کو حکم فرماتے ہین اگر یہ بمقتضاے کوتہ اندیشی اور تعصب مذہبی نہین
تو اور کیا ہے اور نتیجہ ایسے اجتہاد پر فساد کا سواے قطع تعلق اور بربادی
اتحاد اور ظہور عناد اور فتنہ اور فساد کے اور کیا برامد ہوسکتا ہے اور
ایسے اجتہاد سے اسلام اور اہل اسلام کو کیا فیض اور فایدہ پہنچنے کی
امید ہے - نہین کچھہ بہی نہین - افسوس ہے کہ اس زمانہ کے بعض
عُلماء ناعاقبت اندیش بظاہر اسلام دوست اور مآل کار کے دشمن اپنے
دل مین یہہ نہین سوچتے کہ ملک عرب کے قریش بُت پرست جبتک
کہ اسلام قبول نکرتے تہے وہ بہی تو کافر ہی کہلاتے تہے مگر منجملہ اُنکے
جو کوئی اسلام قبول کرتا تہا اُس کا وُہی نام اور وُہی لقب اور وُہی خطاب
خاندانی بدستور قدیم قایم رہتا تہا اور ابتک قایم ہے جیسا کہ بنی ہاشم
بنی اُمیہ بنی تیم بنی عدہ وغیرہ لکہے جاتے ہین پہر نہین معلوم کہ یہہ عُلما
لوگ خطاب راجگی اور کنور اور راٹھور اور راجپوت اور ٹہاکر وغیرہ
کو کس دلیل سے بند کرانا چاہتے ہین جاے تعجب ہے کہ دریا
مین رہنا اور مگرمچھہ سے بیر - ملک ہند مین بیس کروڑ ہندو علمی دولت
اور دُنیاوی ثروت اور زمین کی ملکیت سے بہرہ مند آباد ہین - اور

پانچ کروڑ مسلمان سپاہی پیشہ مزدور مفلس بے ہنر بیکار اور وہ بہی مذہبی تفرقہ کی بلا مین گرفتار ہین اور کنجڑے بھٹیارے اور قصائی وغیرہ وغیرہ دوکاندار جن کے پیٹ کی کارروائی آجکل کچھہ چمکی ہوئی ہے اور وہ اُردو پڑھنا لکھنا سیکھ گئے ہین اور آجکل وُہی اول نمبر کے دیندار ہین اگر خدا نخواستہ وہ ایسے نقرات مفسد کو سُنکر اِن کے اجتہاد پر عمل کرین اور بگڑ بیٹھین تو انجام اسکا سوائے اِسکے اور کیا ہوگا کہ مُلاجی تو بہس مین چنگاڑی ڈال جا لو دور کھڑے۔ استنجے کے بہانہ مسجد کے غسل خانہ مین جا گھسین اور معزز غیرت مند مسلمان سپاہی پیشہ ناکردہ گناہ بلائے ناگہانی مین گرفتار ہوکر آپس مین لڑ پڑین تو سوائے جیلخانہ کے اور کہان ٹھکانہ ہے۔ جیساکہ سال گذشتہ کے دسہرے اور عشرہ محرم مین اقوام رذیل کے بیہودہ مسلمان اور ہندؤن کے جوش خروش سے تو بنیاد فساد کی شروع ہوئی اور وہ بلا فریقین کے معززین بیگناہون کے سر آپڑی جسکے سبب عزت بہی خراب ہوئی اور دولت بہی برباد گئی وکیلون کو فیس اور گورنمنٹ کو رقومات جرمانہ حاصل ہونے سے فایدہ پہنچا اور ہندو مسلمانون کو سخت نقصان اور وہ یار لوگ بانی فساد اگر قید بہی ہو گئے تو فاقہ کشی کی مار سے چہُٹ گئے۔ جن لوگون نے سن ستاون کا غدر چشم عبرت سے دیکہا ہے وہ جانتے ہین کہ چند روز کی بد عملی مین ہندو گنوارون نے راہ گیر مسافر مسلمانون کے سر کچل کر پہینکدئے ہولی کی آگ مین ڈالکر ہولے کردئے جنکی رسید بھی نہ ملی اور جہان کہین دہقان مسلمانون

کو غلبہ حاصل ہوا اُنھون نے ہندؤن کے گھر لوٹ کر شہر بدر کر دیا۔

اجی جناب مُلّا صاحب! پہلے تم اپنی تعلیم نفاقی کی طرف دیکھو کہ تمنے اپنی قوم کے دلون مین کیسا تخم عداوت مذہبی بویا ہے کہ اگر ایسی زبردست سلطنت انگریزی کا قانون مانع خانہ جنگی نہ ہوتا تو مسلمان نادان آپس مین احمق چھری مارون کی طرح اپنا خون اپنے ہاتھ سے بہانے کو مستعد بیٹھے ہین کسی دشمن کو اِس قوم پر ہاتھ اُٹھانے کی کچھہ حاجت نہین مگر کیا کرین ناچار ہین کہ گورنمنٹ کا قانون عداوت مذہبی کا ارمان نکلنے نہین دیتا ورنہ مجمع عام مین جب ایک دوسرے کو مشرک بدعتی اور وہابی لامذہب پکارتا ہے تو کٹھہ ملاؤن کے شاگرد معتقد دانت پیسکر اپنے اپنے بوجھ بجھکڑون کیطرف دیکھہ کر یہی کہتے ہین کہ جناب مولانا ہم کیا کرین کچھہ بس نہین چلتا ورنہ دل تو یہی چاہتا ہے کہ

| | |
|---|---|
| مقابل ہو تیری لب کے اگر مصری چبا جاؤن | تیری چشمون سے ہمچشمی کرے بادام کہا جاؤن |

نہایش برادرانہ

پس اے بہائی مسلمانون تم اِس اختلاف مذہبی اور تعلیم نفاقی کے نتایج کی طرف خیال کر کے دیکھو کہ جو جو اشخاص تیرہوین صدی مین امام مجدد ہونے کے دعویدار بنے ملک ہند مین رہکر اور کعبہ شریف مین تشریف لیجا کر کیا کیا فیض اور فایدے مسلمانون کو پہنچائے سوائے تفرقہ قومی کے اور کونسی یادگار چہوڑ گئے۔۔ اے اسلام کے سچے خیر خواہو تمکو یہہ بات سمجھنی اور سوچنی چاہئے کہ ملکی رسومات مذکورہ بالا کا برتاؤ اسلام کے دامن پر ایسا کونسا کیچڑ کا دہبہ ہے کہ جو یدون چہوڑا ئے

اِن رسومات کے چھُٹ ہی نہین سکتا - فرض کیا ہمنے کہ اِس قسم کے
ہندو اور مسلمان جو مندرون کے پجاری اور مساجد کے خدمتی ہین اور
وہ کسی کے نوکر ہین نہ چاکر اگر ایسے بیکار لوگ اِس تعلیم نفاقی کو تسلیم
کر کے اپنی اپنی عباؤنگا ہون مین گھُس کر بیٹھ رہین تو ممکن ہے لیکن وہ
رئیس ہندو اور مسلمان نامدار صاحب اقتدار جنکے آپس مین اِن رسومات
کا برتاؤ اِنکی محبت و اخلاص باہمی کا سنگار ہے اور نیز وہ عالم اور اطبّاء
اور ڈاکٹر نوکری پیشہ اہل الرائے و اہل مطبع اخبار نویس جو گورنمنٹ وقت
اور اسکی رعایا کے خیر طلب اور کفیل اور وکیل ہین اور اُن کو خاص و عام
درباروں اور حکام وقت کی کوٹھیون مین کہ جہان مخلوق ذی روح کی
تصویرین آویزان ہین حاضری کا اتفاق اور رقص اور سرود اور آتشبازی
کے جلسے اور تماشے دیکھنے سُننے کا موقع ملتا ہے ایسے لوگ اپنے
گھرون مین چھپ کر کیونکر بیٹھ رہ سکتے ہین اور جبکہ وہ دُنیاوی کارروائی
کی ضرورتون سے غیر محتاط ہو رہے ہین تو پھر وہ کام کے لوگ اِن
بیکار ملاؤن کے کہنے سے مشرک اور بدعتی کس طرح بن سکتے ہین -

## دو تین مسایل مختلف فیہ کا ذکر بنظر رفع نزاع باہمی

**سوال** مسایل مختلف فیہ جو آجکل قومی تفرقہ اور فساد کی بنیاد بنے ہوئے
ہین بنظر اطمینان ناظرین کچھہ انکا بھی بیان کرنا چاہیے

**جواب** میری سمجھہ کے نزدیک تو کوئی بھی مسئلہ مختلف فیہ نہین سب متفق

ہی نظر آتے ہین جیسا جس کسی امام نے اپنے معتقدون کو یقین دلا رکھا ہے اسی لکیر پر فقیر بنے ہوئے بیٹھے ہین - میرا مدعا دلی تو یہہ ہے کہ اگر آپس مین ایک دوسرے کو بُرا کہنا چھوڑ دین تو مسایل مختلف فیہ سے ہمارے اسلام کو کچھہ نقصان نہین پہنچ سکتا -

مسلہ شرک اور استعانت کا ذکر بغرض رفع مخالفت

س شرک کا اصول کیا ہے اور استعانت کا مستحسن طریقہ کیا ہے -

ج شرک کا سیدھا سادا اصول عام فہم تو یہہ ہے کہ خدا یتعالی کی صفت قادر مطلق ہے اور سواے خدا کے کسی بندہ خدا کو خواہ نبی اللہ ہو یا ولی اللہ قادر مطلق سمجھنا شرک ہے - پس جو کوئی علم دین کا واقفکار ہوکر سواے خدا کے کسی بندہ کو قادر مطلق سمجھے اُسکو مشرک کہتے ہین - اور کسی جاہل انجان آدمی کا کوئی عمل اور فعل سند مین داخل نہین سمجھا جاتا

س جو لوگ کہ انبیا و اولیا، پیر فقیرون سے مرادین مانگتے ہین وہ مشرک ہین یا نہین -

ج یہہ سوال آپ کا اُصول مذکورہ بالا کے خلاف ہے کیونکہ وہ اصول صاف یہہ خبر دیتا ہے کہ اگر کوئی انبیا، اولیا، کو خدا یا بجاے خدا قادر مطلق سمجھہ کر اُن سے مرادین مانگتا ہے تو وہ مشرک ہے اور جو اُن کو مقبول درگاہ الٰہی سمجھہ کر اُنکے توسّل سے مراد مانگتا ہے وہ مشرک نہین بلکہ عمدہ عقیدہ کا مسلمان ہے

س جس صورت مین کہ اللہ تعالی قاضی الحاجات ہے اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ

وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۔ ترجمہ تیری ہی عبادت کرین اور تجھ سے ہی مدد چاہین
قرآن مین موجود ہے تو پھر انبیاء و اولیاء کے توسل سے مراد مانگنا شرک سے
خالی کیونکر سمجھا جا سکتا ہے

ج اِن ہر دو فقرات کے تو صاف معنی یہی ہین کہ اللہ تعالی اپنے رسول
کی زبان سے کہلاتا ہے کہ اے اللہ تو ہمین ایسی توفیق دے کہ ہم تیری
ہی عبادت کرین اور تجھ سے ہی مدد چاہین ۔ لیکن یہ بات اِس فقرہ
دوم سے کہان ثابت ہوتی ہے کہ سوائے خدا کے کسی بندہ سے مدد
مانگنے کو خدا منع فرماتا ہے ۔ اب دیکھو اس آیت کو جسمین خدا تعالی اپنے
بندون کو صاف طور پر ایک کو دوسرے سے مدد مانگنے اور مدد دینے
کی ہدایت فرماتا ہے ۔ وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا
عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۔ ترجمہ اور مددگاری کرو آپس مین اوپر بھلائی
کے اور پرہیزگاری کے اور نہ مددگاری کرو اوپر گناہ کے اور تعدی کے
(پارہ ۶ ربع) ۔ اب دیکھو کتاب حصن حصین مین یہ صاف لکھا ہے
کہ جب کسیکا چوپایہ جنگل مین کھویا جاوے تو وہ یون کہہ کر پکارے اے
بندگان خدا تم میری مدد کرو خدا تم پر رحم کرے ۔ اور اسی کتاب مذکورہ بالا
مین یہ بھی لکھا ہے اگر مدد مانگنی درکار ہو تو یہ کہہ کر پکارو یَا عِبَادَ اللّٰہِ
اَغِیْثُوْنِیْ ۔ ترجمہ اے بندگان خدا میری فریاد کو پہنچو ۔ اب دیکھو
اس دلیل مروجہ معقولی کو واضح ہو کہ ۔ اللہ پاک نے ابتداء پیدایش بنی آدم
سے حاجت طلبی کو توسل کے ساتھ وابستہ رکھا ہے اور استعانت طلبی

کا یہی طریقہ مروجہ ہے کہ۔ جب کبھی اتفاقاً کسی کے گھر کو آگ لگ جاتی ہے یا کسی کے گھر چور پڑتے ہین تو وہ مصیبت زدہ یہی کہہ کر پکارتا ہی کہ اے محلہ والو شیاً للہ یعنے واسطے خدا کے میری مدد کرو اور جب محلہ والے اسکی فریاد سُن کر پہنچتے ہین تو آگ بجہاتے ہین چورون سے بچاتے ہین۔ پس یہہ مانگنا عین خُدا سے مدد مانگنے مین داخل ہے کیونکہ اگر خدا تعالی محلہ والون کو توفیق مدد کرنے کی نہ بخشے تو کوئی کسیکی امداد نہین کرسکتا اور مصیبت اور ضرورت کے وقت یہہ بات کسی کے مُنہ سے نہین نکلتی کہ اے خدا تو غیب سے میری مدد کر۔ پس اب ہم یہہ دریافت کرتے ہین کہ جو لوگ امداد غیب کے تو منکر ہین اور بندگان خدا سے امداد طلبی کو شرک بتلاتے ہین تو اب یہ بتلاؤ کہ جن لوگون نے محلہ والون سے استعانت طلب کی تو کیا وہ بیچارے حاجتمند اپنے محلہ کے لوگون کو خدا یا بجاے خدا قادر مطلق سمجھہ کر پکارتے ہین۔ نہین ہرگز نہین۔ بلکہ سیدہا سادا قاعدہ امداد طلبی کا یہی ہے۔ پہر ایسی امداد مانگنے والے مشرک اور جہنمی کیونکر سمجھے جاسکتے ہین۔ اور مولوی اسمٰعیل صاحب نے جو تقویۃ الایمان مین یہ لکہا ہے کہ شیاً للہ یعنے براے خدا کہہ کر اور انبیاء اور اولیاء کے توسل سے مدد مانگنے والے مشرک ہین یہہ کارروائی مولوی صاحب کی اس قسم کی ہے جیسے ہاتہی کے دانت دکہانے والے اور کہانیوالے اور ہوتے ہین ورنہ استعانت طلبی کے بارہ مین فریقین کا عمل برابر ہے پس مُقلد توسل کے ساتہہ حاجات طلبی کے قائل ہین اور غیر مقلد توسل کے

قایل نہین پہر استعانت طلبی مین دونون کا عمل اور عقیدہ ایک جیسا کیونکر سمجہا جاسکتا ہے۔

ج شناخت ہر ایک بشر کے قول کی اُسکے فعل سے ہوا کرتی ہے۔ اب دیکہو مولوی صاحب کے اقوال کا تو یہہ حال ہے کہ رسالہ تقویۃ الایمان کے صفحہ ۳۳ پر اپنا اجتہادی عقیدہ تو یہہ ظاہر کیا کہ سواے خدا کے بندون سے حاجت طلبی شرک ہے اور اُنکے ذاتی افعال اور اعمال کا یہہ حال ہے کہ عین مطابق آیت مذکورہ بالا یعنے تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوىٰ امیر بخارا اور اخوند سوات بنیر اور پنجاب کے مسلمان رئیسون اور عالمون سے بذریعہ خط کتابت تادمِ زندگی مدد مانگتے رہے مگر خدا نے کسی کو توفیق اُنکی مدد کرنے کی نہ دی۔ سواے اِسکے اُنکے شاگرد اور معتقدین برس تک اِس حیلہ سے خیرات مانگتے رہے کہ خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ندہ ہین خرچ کی ضرورت ہے مسلمان بہائی عند اللہ امداد کرین۔ اگر یہہ لوگ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ پر عمل کرنا برحق سمجہتے تہے تو پہر خدا کے بندون سے شیاءللہ کہہ کر امداد کیون مانگتے رہے۔ کسقدر جاے افسوس ہے کہ اپنی کم علم اور جاہل اسامیون کو تو اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِین سکہلا کر موحدین بنائین اور اُن بیچارے نادانون کو حنفیون سے لڑائین اور آپ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوىٰ پر عمل فرمادین۔ اے یارو رند شرب بھی عجائب فرقہ ہے جنکا ظاہر اور باطن مین یہ عندیہ ہے

| | |
|---|---|
| رندی و راستی شعار من است | مومنم لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه |

اِس فرقہ کے لوگ مولویوں کی گالیاں کھاتے ہین دوزخی کہلاتے ہین پھربھی یہ کہنے سے باز نہین آتے -

| واعظان کین جلوہ بر محراب و منبر میکنند | چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند |
| --- | --- |

## تین قرون کے افعال کا حوالہ بدعت کی بحث کا آلہ درست ہے یا نہین

**سوال** - تین قرون مین جو افعال نہ تھے وہ بعد مین جاری ہوئے وہ افعال بدعت مین داخل اور اُن کے کرنیوالے بدعتی کہلانے کے سزاوار ہین یا نہین -

**جواب** میری سمجھہ کے نزدیک جو افعال مُستحسنہ بعد تین قرون کے جاری ہوئے ہین اِنکے فاعل بدعتی کہلانے کے ہرگز سزاوار نہین کیونکہ یہہ افعال جدید ایسے ہین کہ جو زمانہ حال مین بمنزلہ واجب اور مستحب کے دکھائی دیتے ہین - س اجی حضرت توبہ کرو کہین افعال بدعت بہی واجب بن سکتے ہین نہین ہرگز نہین ۔

ج - گھبراتے کیون ہو پہلے اُن اعمالون کا نمونہ دیکھہ لو جنکا تین قرون مین کہین نام ونشان نہ تھا -

(۱) تین قرون مین یہ دستور کہان تہا کہ بجاے السلام علیکم کے کورنش اور آداب بجالاتا ہون تسلیمات عرض کرتا ہون - ان تکلفات زمین بوسی اور جبین فرسائی کی تعمیل تو خلفاے عباسیون کے زمانہ مین علم ادب کے آموختن کے ذریعہ سے شروع ہوئی ہے -

(۲) تین قرون کے زمانہ مین محلات اور بیگمات کی حفاظت کے لئے خواجہ سرائے اور خواصین اور درباروں مین عصا بردار چوبدار اور نقیب اور ادیب کہان تھے یہ بھی عباسیون کی ایجاد ہے۔

(۳) - تین قرون مین تو مجاہدون کے لڑانے اور چمکانے کیلیئے نعرۂ تکبیر اور عرب کے شاعرون کی فخریہ تقریر اور ساربانون کی خوش الحانی حدا خوانی سے کام لیا جاتا تھا - اسلام کی سپاہ ایرانی افغانستانی اور دیہات کے پشتونیون کو اُبھارنے کے لئے شہنا اور قرنا اور بوق اور جنگی طبل نواز اور دوتارے اور قوم راجپوت کے لشکریون کا جوش بڑہانے کی خاطر برہمن بہاٹ میراسی کڑکا دینے والے کہان تھے اور سلطنت کے ہندو اور مسلمان امیرون کی زیب و زینت کے بڑہانے کے واسطے اپسی اور شتری ڈونکیان اور دوہونسے اور نقارے نوبت اور نشان ماہی مراتب سازو سامان اسلام کی شوکت و عظمت کے عنوان ظاہری کہان تھے - یہ سلطانی بانات اور پشمینہ اور دارائی زردوزی کے خیمے دل بادل اور مقیشی اور موتیون کی جھالرون کے سائبان جلاجل کہان تھے یہ تو تیموریون کی ایجاد ہے

(۴) - تین قرون مین جشن نوروز اور آرایش بزم نشاط کے دربار کرنا اُمراءان سے نذرین لینا اور انکو انعام اور خلعت اور مناصب سہ ہزاری اور ہفت ہزاری وغیرہ کا دینا لینا کہان تہا یہہ تو سب بدعات ایجاد کی ہوئین سلاطین اسلام کی ہین -

(۵) تین قرون مین قوم نصاریٰ کی ملازمت اور سود بیاج کے مقدمات کی عدالت کرنا کہان جایز تہا جو اب شریف خاندان کے عالمون کا یہی فرض منصبی سمجہا جاتا ہے۔

(۶) تین قرون مین علوم فلسفیہ منطق اور ریاضی سیکھنے کے مدرسے کس نے جاری کیئے تھے یہہ بہی ایجاد خلفاے عباسیہ کی ہے کہ جنہون نے اپنے عہد سلطنت مین مرے ہوے علوم کو عربی زبان مین ترجمہ کراکر از سر نو زندہ کیا ملک یورپ مین جس قدر بلاد مقبوضہ اسلام کی رعایا جہل کی تاریکی مین پڑی ہوئی تھی اُنکی تعلیم کے لئے ھسپانیہ وغیرہ مین مدرسے قایم کیئے یورپین کو زبان عربی سکہلائی علوم تازہ پڑہائے اور وہ طالبعلم زبان انگریزی وغیرہ مین ترجمے کرکے لیگئے وہی علوم اپنی قوم کو پڑہائے جسکے سبب وہ وحشی سے انسان بنگئے آج وہی قوم مسلمانون کو نیم وحشی خطاب سے پکارتی ہے اور یہہ کہنا اُن کا حقیقت مین صحیح اور سچ ہے کیونکہ اُنہون نے علمی خزانہ اسلام سے نقد علوم حاصل کرکے اپنی ہمت بلند سے اُن علوم کو ترقی دی۔ اور اب تک بہی علمی ترقی مین کوشش بلیغ کام مین لارہے ہین۔ اور ہماری قوم کے علما سُنی اور شیعہ بنکر مذہبی جہگڑون مین ایسے پہنسے کہ علمی ترقی تو ایک طرف رہی وہ اپنے اصلی موروثی علوم کو بھی یجوز لایجوز کی بحث مین کہو بیٹھے۔ اور اِسوقت تک بہی اُسی تعصب مذہبی مین مبتلا ہین۔

(۷)- تین قرون مین اسلامی کمیٹیون انجمنون کا وجود کہان تہا جیسا کہ اِس زمانہ مین جاری ہوا ہے کہ اِسوقت کے امام مجدد بھی انگریزی بان کو وظیفہ کی طرح یاد کر رہے ہین اور زبان انگریزی اور علوم فلسفہ کا سکہلانا ہر ایک انجمن مین بمنزلہ واجبات کے سمجہا گیا ہے- اور مین بہی اپنی سمجہہ کے موافق یہی گواہی دیتا ہون کہ بادشاہان وقت کی زبان سیکھنا بیشک بمنزلہ واجب کے ہے کیونکہ بغیر اسکے سیکھے دُنیا اور دین کے قایمی کی امید نہین +

(۸) تین قرون کے زمانہ مین تسبیح کے دانون پر ذکر اللہ کا وظیفہ کون کرتا تہا جو صدہا سال سے مرد صالحین اور زاہدین کا یہی عمل ہے

(۹) تین قرون مین کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ کی عبارت پر زیر زبر پیش شد مد وغیرہ اعراب لکھنے کا دستور کہان تہا یہہ عمل بہی تین قرون کے خلاف ہے-

(۱۰) تین قرون کے زمانہ مین سوا ے ایک قسم کے طعام اور ایک طباق کے یہہ گیارہ گیارہ بلکہ اکیس اکیس قسم کے کہانے اور انواع اقسام کے ظروف رنگارنگ اور چمچے اور سینیدان اور چاولدان کس خلیفہ اور امام کے سامنے رکہے جاتے تھے جو اس زمانہ کے ایمہ مجتہدین کے دسترخوانون کا سنگار بنے ہوے ہین کیا یہہ لوازمات حظ نفسانی بدعت مین داخل نہین-

(۱۱) تین قرون کے زمانہ مین ہنود وبت پرستون کی بولیان بولنا کہان

جایز نہین جو ہزار برس کے عرصہ سے ملک عرب اور فارس
ملک ایشیائی مسلمانون کی اولاد بول رہی ہے اور اب ڈیڑہ سو
برس کے عرصہ سے یہی زبان مادری بادشاہی تسلیم ہوچکی ہے
ہزار بدعتیون کی ایک بدعت تو اُردو زبان کا بولنا ہے اور جسقدر
ملکی رسومات مسلمانان کے گلوگیر ہین اِن سب کی امّا جان یہی اُردو
زبان ہے اور جس قدر رسومات ملکی ہین یہہ اسکی سہیلیان ہین۔
اِس زمانہ مین زبان مادری سے تو یہان تک آلفت ہے کہ
علم فقہ اور حدیث کو اسمین شایع کیا جاتا ہے اور اسکی سہیلیون سے
اختلاف مذہبی کے سبب یہہ ضد اگر پڑی ہے کہ اِن کے لئے
دیس نکالا تجویز کیا جاتا ہے۔ این خیالست و محالست و جنون۔
(۱۴)۔ تین قرون کے زمانہ مین رسول اللہ صلعم سے لیکر تبع تابعین تک
کس نے اپنے اصحاب اور رفقاء کو اپنے گھوڑون کی رکاب
پکڑاکر دوڑایا ہے اور کون دوڑاتا رہا ہے اُن کے نام تو کوئی
بتلائے۔ رسول اللہ صلعم کی تو یہہ عادت تھی کہ ایک روز قیس
اصحابی کے مکان پر تنہا تشریف لیگئے۔ واپسی کے وقت قیس نے اپنے
چارگوش پر سوار کراکر خود ہمرکاب چلنا چاہا۔ آنحضرت نے فرمایا اے قیس
اگر چاہتا ہے کہ تو میرے ساتھہ چلے تو پس پشت سوار ہوجا ورنہ گھر کو واپس
جا مین نہین چاہتا کہ تو میرے ساتھہ پیادہ پا چلے۔
حضرت عمرؓ کی یہہ عادت تہی کہ جب سوار ہوتے غلام کی باری بدلتے

تہے حضرت علی کی یہ عادت تہی کہ بغیر اجرت دیئے اپنے گہوڑے کی
باگ تک نہ پکڑاتے تہے - ہزار ہا آدمیون نے دیکہا ہے کہ مولوی محمد
اسمعیل خلیفہ سید احمد صاحب اپنے پیر کے گہوڑے کی رکاب پکڑ کر ایک
مدت دراز تک مثل سائیس کو سون تک دوڑتے رہے - اگر اس اصول
بدعت کو پیش نظر رکہہ کر دیکہا جاے تو کیا اسکے روسے پیر اور مرید دونو
پر یہہ الزام بدعت عاید نہین ہو سکتا - نہین نہین یہ اصول تو انکو بہی
بدعتی بنانے کو تیار ہے - کیونکہ شرعی نکتہ چینیون سے تو حضرت عثمان رضؓ
اور حضرت علی رضؓ جیسے بزرگوں کو بہی ملاؤن نے الزام لگانے سے
محفوظ نہین رکہا تو پہر اور کیسکی کیا ہستی ہے شرعی نکتہ چینیون کا شکنجہ
ایسا سخت ہے جسکی گرفت سے فرشتہ خصلت انسان بہی باہر نہین ہو سکتا
یہ اصول بدعت کا جو صوفیون کو ملزم بنانے کی ضرورت سے قایم ہوا
تہا اس اصول نے پچاس برس تک قومی تفرقہ مین خوب کام دیا لیکن
زمانہ حال کی آزادی جو خم ٹہوک کر سامنے آکھڑی ہوئی اُس نے اس
اصول کی چول ایسی ڈہیلی کر دی کہ زمانہ حال کی کارروائی کے سامنے
یہ محض نکما نظر آتا ہے اور اے بہائیو دراصل یہہ اصول بدعت کسی مخالف
زمانہ کی ناموافق ہوا کا ایک جہوکا تہا جو درخت اسلام کی جڑ کو ہلا کر چلا گیا۔
ورنہ تم اپنی عقل کی آنکہین کہول کر دیکہو تو نہ کوئی بدعتی ہے نہ لامذہب
تم سب اچہے عمدہ مسلمان ہو بے وسواس ہو کر آپس مین ملجاؤ فرقہ سازون
کی خدمت مین خیرباد کہہ کر آداب بجالاؤ - فرقہ پرستی کو چہوڑو خدا پرستی اختیار

کرو - آپسمین رلمل کرنمازین پڑہو - مصافحے کرو -

| جب سمجہہ آئی تبہی آئی سہی | عقل زایل کیا ہوا چندے رہی |
| --- | --- |

## ختم فاتحہ مرّوجہ کے اجراء اور انسداد کا شور و شرّ

**سوال** - آجکل ختم فاتحہ بند کرانے اور جاری رکہنے کے معاملہ مین مسلمانون کے آپس مین نہایت نفاق پہیلا ہوا ہے علم دین مین اِسکا کچہہ اصول بھی ہے یا نہین

**جواب** اصول اِسکا آگے چلکر بیان ہوگا اول ایک نقل چشمدید سن لیجے: نقل - محکمہ بندوبست مین سید غوث علی فرخ آبادی ایک ذی علم شخص سپاہی مزاج نوکر تھے اور مین بھی اُسی زمرہ مین ملازم تھا ایک روز اُنہون نے جمعرات کے دن کچہہ مٹھائی منگائی پیالا پانی کا بہر کر رکھا ختم پڑہ رہے تہے کہ ایک محرر غیر مقلد بھی اتفاقاً آ نکلے جب وہ ختم پڑہ چکے غیر مقلد نے کہا یہہ مٹھائی بمنزلہ گوبر اور یہہ پانی بجاے پیشاب کے ہوگیا - سید صاحب نے کہا ارے ظالم مینے تو اسپر الحمد اور قل ہو اللہ اور درود شریف بزرگان کے عالم ارواح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے پڑہا ہے کیا کلام اللہ شریف مین یہہ تاثیر ہے کہ وہ پاک شے کو ناپاک کردے یہہ کہہ کر اُسکی ڈاڑی پکڑی آپس مین لات مُکون سے لڑنا شروع کیا اُسیوقت ایک مذکوری جسکے ہاتہہ مین سونٹا تہا اُن کے چہوڑانے کو دوڑ کر آیا - میر صاحب نے سونٹا اُسکے ہاتہہ سے چہین کر غیر مقلد

کو اسقدر مارا کہ قریب المرگ کر دیا - علاج معالجہ کے بعد جوان کو ہوش آیا مقدمہ فوجداری مین رجوع کیا - صاحب مجسٹریٹ نے اِس بنیاد پر کہ اول اسوہ مذہبی مین اشتعال طبع کا باعث مدعی ہوا ہے مقدمہ خارج کر دیا - اب دیکھیے اِس نفاقی تعلیم نے قوم مسلمان کو یہہ کچھہ فیض اور فایدہ پہنچا رکہا ہے اور ہمارے دین کے عالمون نے اِس تعلیم کو دینداری سمجھہ رکہا ہے اگر یہی دینداری ہے تو معلوم نہین اِس سے بڑہکر ذلت اور خواری کیا ہوگی -

## مولود شریف کی مجالس اور عرس وفات رسول کا ذکر خیر -

جسکو مولود شریف کی مجالس اور وفات رسول کے عرس کے جواز مین کچھہ شک وشبہ ہو اُسکو اپنی تسلی کے لئے کتب مفصلہ ذیل کا دیکھنا اور سننا واجب ہے -

اوّل دیکھو کتاب احسن الدلائل ترجمہ رسالہ انفع الوسائل کا باب نذر نیاز جسکے مصنف نے اکبابشی کتب متداولہ علماء متقدمین مین سے لیکر متاخرین تک کی تحقیقات کو تمسک پکڑکے لکھا ہے کہ عمل مولود شریف اور عرس وفات رسول اور عمل فاتحہ خوانی کا کار ثواب مین داخل ہے سوم دیکھو رسالہ تنویر فی مولد البشیر مین مولانا ابو الفضل اور مولانا ابو الخطاب ابن وجیہ رحمت اللہ علیہما نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہہ روایت لکھی ہے انہ کان یحدث ذات یوم فی بیتہٖ وقائع

وِلَادَتِهٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَوْمٍ فَیَسْتَبْشِرُوْنَ وَیَحْمَدُوْنَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَاِذَا جَآءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ حَلَّتْ لَکُمْ شَفَاعَتِیْ **ترجمہ** تحقیق کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک روز بیان کرتے تھے اپنے گہر مین حالات وقایع پیدائش نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم درمیان ایک قوم کے اور خوش ہوتے تھے وہ لوگ اور تعریف کرتے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اُسوقت تشریف لائے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال ہوی واسطے تمہارے اے قوم شفاعت میری۔

چہارم اور دوسری حدیث یہہ ہے کہ حضرت ابو دردا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اِنَّہٗ مَرَّ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی عَامِرِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَکَانَ یُعَلِّمُ وَقَایِعَ ھٰذَا الْیَوْمِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ فَتَحَ عَلَیْکَ اَبْوَابَ الرَّحْمَۃِ وَمَلٰٓئِکَۃٌ یَسْتَغْفِرُوْنَ لَمَنْ فَعَلَ فِعْلَکَ نَجَا نَجَاتَکَ **ترجمہ** حضرت ابو درداء رضؓ ہمراہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے گذرے طرف عامر انصاری رضی اللہ عنہ کے درحالیکہ وہ تعلیم کرتے تہے حال ولادت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے بیٹون اور لوگون کو اور کہتے تہے یہ دن ہے آج کا پس فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ نے کہول دئے دروازے رحمت کے اور سب فرشتے استغفار کرتے ہین واسطے تیرے پہر جس کسینے عمل کیا تیرے عمل کو نجات پائی تیری نجات جیسے

پنجم)، اور دیکہو رسالہ براہین القاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد صاحب گنگوہی جو رسالہ انوار الساطعہ مولفہ مولوی سمیع اللہ صاحب رامپوری غیر مقلد کی تردید مین لکہا ہے - گنگوہی صاحب نے از روے علم دین ثابت کر دیا ہے کہ مولود شریف اور وفات رسول اور عمل فاتحہ خوانی کار ثواب ہے اور منکر اسکے متعصب اور حاسد ہین - دیکہو نمبر ۶ کتاب موردِ روی فی المولد النبوی مصنفہ ملا علی قاری جس مین صاف لکہا ہے ”مولود نبوی علیہ السلام کے مشایخ محدثین اور علماے اسلام محققین ہر ملک اور دیار کے اس قدر تعظیم کرتے ہین کہ اُس مین حاضر ہونے سے کسی مسلمان صاحب ایمان کو انکار نہین اِس امید سے کہ اُس محفل مین حاضر ہونے سے نور و سرور حاصل ہوتا ہے اور کعبۃ اللہ مین یہہ دستور قدیم سے چلا آتا ہے کہ جب کسی مسلمان کے گہر شادی اور دیگر خوشی کا موقع ہوتا ہے مولود شریف کی محفلین ہوتی رہتی ہین اور بغیر کسی تقریب کے بہی دوشنبہ کے روز کہ وہ یوم مبارک آنحضرت کی ولادت پر سعادت کا ہے محفلین ہوا کرتی ہین اور دیکہین نمبر ۷ کتاب سر غنۃ الاسلام تصنیف حسن ابن الہدیہ کی انتیسوین فصل کہ جسمین کہ آنحضرت کے عرس مبارک کا ذکر صاف طور پر لکہا ہے اور شارح موصوف نے تفسیر زاہدی سے یہ منقول ظاہر کیا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلعم کے عرس کے دن ستو مٹہا شتر کا ثواب آنحضرت کی روح طیبہ کو بخشا اور خلفاء کرام کے

عہد سے آجتک کعبہ شریف مین پہلا عرس ماہ ربیع الاول کی پہلی تاریخ اور دوم عرس ماہ رجب مین برابر ہوتا ہے اور اسی عمل کے رو سے جو پہلی تاریخ عرس کے لیئے مقرر ہے متعین کرنا تاریخ کا اعراس اور شادی غمی کے مواقعات پر فراہمی سامان رسد اور پخت طعام و حاضری مہمانان وغیرہ کی غرض سے صریح جایز معلوم ہوتا ہے جو علما تعین تاریخ کو شرک اور بدعت بتاتے ہین وہ اپنا اپنا مذہبی سکہ چلانے کی غرض سے نادانون کو بہکاتے ہین کیونکہ بدون معین کرنے تاریخ کے کسی صورت سے اہتمام مہمانداری نہین ہوسکتا - سوائے اِسکے مولود شریف کی مجالس اور وفات رسول کے عرس کا اہتمام مسلمانون کا مجمع عام دین اسلام کی شوکت اور غربا اور مساکین اور دوستون کی دعوت اور باہمی محبت کا سبب ہے سلطان رُوم کے توپخانون سے اِس یادگار کے تقریب مین شلک سلامی سر ہوتی ہے - ولیمہ کے طور پر فوج آراستہ ہوکر سلطان کی نظر سے گذرتی ہے - اہل اسلام ارادت مند اُس روز وصال کو عیدین اور شب برات کے برابر سمجھتے ہین - خطۂ کشمیر کے مسلمان خاص و عام تاریخ وفات رسول سے ایک دو دن پہلے ہر قسم کا سامان رسد اور خیمے ساتھ لیکر مرغزار اور باغون مین چلے جاتے ہین بڑی مسرت اور زندہ دلی سے انواع اقسام کے طعام پکاتے ہین اول ختم فاتحہ پڑھکر غربا اور مساکین کو کھلاتے ہین پھر آپس مین جمع ہوکر کھاتے ہین بڑی بڑی جماعتون کے ساتھ نمازین پڑھتے ہین اور کلمہ توحید کے نعرے لگاتے ہین - اور ہمارے

ہندی علماء جدید مذاہب کے پیشوا انہی ضد مین مبتلا اِس قسم کے کار ثواب
شوکت اسلام کو شرک اور بدعت بتلاتے ہین۔

## ختم فاتحہ خوانی کے عمل کا مفصل ذکر خیر

اگرچہ مجھکو فاتحہ خوانی کے جایز ہونے مین پہلے سے بھی اطمینان کلی
حاصل تھی مگر بوقت تحریر کتاب ہذا بنظر مزید احتیاط جو اِس عمل کی تصدیق
مین مولانا شیخ ولی محمد صاحب عرف احمد حسن حنفی مفتی فاضل جالندہری سے
بطور فتوے کے دریافت کیا تو مولانا موصوف نے اپنے عنایت نامہ
کے ذریعہ سے دس گیارہ احادیث نقل کر کے بھیجین اور پہر کتاب
ثمار تنکیت مصنفہ مولوی محمد صدیق حسن صاحب کے اخیر اوراق مین بہی
بجنسہ وُہی حدیثات دیکھنے مین آئین معلوم ہوا کہ حدیثین واحد ہین اور
بجز تاویلی تفاوت اور طبعی نفاق کے اور کوئی فرق اور اختلاف نہین
اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ اُنکے چھوٹے بہی شاگرد اِس معاملہ مین بہت
سخت کلامی کر رہے ہین اُنکا قدم اپنے پیشواؤن سے بھی ضد مذہبی
مین بہت کچھہ آگے بڑھا ہوا ہے جیسے کہ نقل مین اوپر بیان کر چکا ہون
اور اب سب سے اول مفتی صاحب کے خط کی نقل بجنسہ کرتا ہون۔

جناب مکرم بندہ منشی محمد حسین صاحب محمود السلام علیکم

مجھکو جالندہر مین اتنی فرصت نہ ہوئی کہ مین احادیث مطلوبہ آپ کی جو متعلق
فاتحہ خوانی مروجہ کے ہون ارقام کردن۔ مگر اب مین روایات صحیح ارسال

کرتا ہون واضح ہو کہ بعض ملکون مین جو رواج فاتحہ خوانی کا بایںطور مروّج ہے کہ کچھہ طعام تیار کرکے غربا اور مساکین کو بہ نیت ایصال ثواب میّت کھلاتے ہین اور چند سورہ قرآن شریف مثلاً سورہ فاتحہ و سورہ اخلاص وغیرہ بھی پڑھکر بخشتے ہین تو کوئی ہرج دینی آئین نہین کیونکہ ثواب عبادت بدنی و مالی میت کو پہنچتا ہے اور یہہ فاتحہ خوانی بصورت مذکورہ جمع بین العبادتین ہے اور ظاہر ہے کہ جو وجود مجموعہ کا ہوتا ہے وہ بعینہ وجود اجزا کا ہوتا ہے جب اجزا کا وجود عین درجہ صحیح شریعت غرا سے مطابق ہو تو کل کا وجود بھی ثابت ہو گیا اور جو اس سے انکار کرے انکار اُس کا خالی تعصب مذہبی سے نہین - الراقم فقیر مفتی ولی محمد از لاہور مسجد شاہی

اب منجملہ اُن حدیثون کے بخوف طوالت چند احادیث نمونہ کے طور پر نقل کرتے ہین اور وہ یہہ ہین وَاَخْرَجَ اَیْضًا فِی الْاَوْسَطِ عَنْ اَنَسٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ اَھْلِ بَیْتٍ یَمُوْتُ مِنْھُمْ مَیِّتٌ فَیَتَصَدَّقُوْنَ عَنْہُ بَعْدَ مَوْتِہٖ اِلَّا اَھْدَاھَا لَہٗ جِبْرَئِیْلُ عَلٰی طَبَقٍ مِنْ نُوْرٍ ثُمَّ یَقِفُ عَلٰی شَفِیْرِ الْقَبْرِ فَیَقُوْلُ یَا صَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِیْقِ ھٰذِہٖ ھَدِیَّۃٌ اَھْدَاھَا اِلَیْکَ اَھْلُکَ فَاقْبَلْھَا فَتَدْخُلُ عَلَیْہِ فَیَفْرَحُ بِھَا وَیَحْزَنُ جِیْرَانُہُ الَّذِیْنَ لَا یُھْدٰی اِلَیْھِمْ شَیْءٌ ترجمہ اور بیان کیا طبرانی نے اوسط مین انس سے کہ سنا مینے رسول خدا صلعم سے فرماتے تھے کہ کسی کے گھر والون مین سے جو مرے کوئی اور خیرات کرین اُسکے وارث اُس میت کیطرف سے

اسکے مرنے کے بعد پہنچاتا ہے جبرئیل اُس ہدیہ کو نور کے طبق مین رکھہ کر اور کہتا ہے گور کے کنارے کہڑا ہو کر اے صاحب قبر عمیق یہ ہدیہ ہے جو بہیجا ہے تیرے وارثون نے پس قبول کر اسکو خوش ہوتا ہے وہ اُس ہدیہ کے پہنچنے سے اور رنجیدہ ہوتے ہین اُسکے ہمسائے مردے جنکو کچھہ ہدیہ اُنکے وارثون کیطرف سے نہین پہنچتا۔

اخرج احمدؒ والاربعۃ عن سعد بن عبادۃ قال یا رسول اللہ اِنَّ اُمّی مَاتَتْ فای الصدقۃ افضل قال الماء فحفر بیرًا وقال ھٰذہٖ لِاُمّ السَّعْدِ **ترجمہ** بیان کیا ہے احمد نے اور چار محدثین نے سعد بن عبادہ سے تحقیق یہ کہ عرض کیا سعد نے یا رسول اللہ میری ماں مرگئی پس کون چیز بہتر ہے صدقہ سے فرمایا پانی پس کہدایا کنوان اور فرمایا یہ کنوان واسطے والدہ سعد کے۔ اسی مضمون کی چودہ پندرہ حدیثین ہین جو کتاب شرح الصدور امام حافظ علامہ جلال الدین سیوطی مین درج ہین اور دیکھین کتاب آذرجندی تصنیف ملا علی قاری کہ محدث معتبر ہے اسمین یہ لکہا ہے قال کان یومُ الثالث عن وفاتِ ابراہیم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم جاء ابوذرٍ عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع تمرۃٍ یابسۃٍ ولبنُ الناقۃ وخبزُ الشعیر فوضعہا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرء النبی علیہ الفاتحۃ مرۃً وسورۃ الاخلاص ثلاث مرۃٍ وقرءَ اللھم صلِّ علی محمد انت لھا اھلٌ وھو لھا اھل فرفع یدیہ ومسح وجھہ وقال بابی ذران یقسمہا وقال النبی

صلی اللہ علیہ وسلم ثواب ھٰذہ الاطعمۃ لابنی ابراھیم انتھیٰ +

**ترجمہ** کہا محدث نے کہ جب تیسرا دن ہوا ابراہیم پسر محمد صلعم کی وفات کو تو حاضر ہوا ابی ذر اصحابی آنحضرت کی خدمت مین اور تھی اُسکے پاس خرمائے خشک اور دودہ اونٹنی کا اور روٹی جو کی اور کہا اُسکو رسول اللہ صلعم کے سامنے پس پڑہی آنحضرت نے اُسپر سورہ فاتحہ ایکبار اور سورہ اخلاص تین بار اور پڑہا اِس درود کو (**ترجمہ**) ایخدا رحمت بہیج محمد پر وہ رحمت کہ تو اسکا صاحب ہے اور وہ رحمت کہ محمد جسکے لایق ہے بعد اُسکے اُٹھائے دونو ہاتہہ اور پہیرا اُن کو اپنے مُنہہ پر اور فرمایا ابوذر کو یہ طعام حاضرین کو تقسیم کردے اور یہ بھی کہا ثواب اِسکا میرے فرزند ابراہیم کو ہو۔ اور اسی طریق پر اُمت رسول اللہ علیہ السلام کی بارہ سو برس سے ثواب مالی اور بدنی یعنے طعام اور کلام کا مُردون کے عالم ارواح کو پہنچا رہی ہے۔

**س**۔ یہ حدیث جو تمنے بحوالہ مُلا علی قاری لکھی ہے اُسکو وضعی بتلاتے ہین تمکو اِس حدیث کی صحت مین کہانتک یقین ہے۔

**ج** مین تو اِس حدیث کو صحیح سُنتا رہا ہون اور مولوی نور اللہ صاحب کتاب انوار الرحمٰن کے مصنف بھی اسکی صداقت کرتے ہین اور چند روز کا یہ ذکر ہے کہ مولانا سید محمد نجم الدین شاہ صاحب متوطن ددکوہہ نواح جالندہر جو ایک عالم بزرگ اہل اللہ باخدا مشہور ہین جب اُنسے اِس حدیث کی صحت و عدم صحت کے بارہ مین ذکر ہوا اُنہون نے یہی فرمایا کہ میری عمر اب سو برس کی ہے مین اِس حدیث کو زمانہ گذشتہ و حال کے عالمون سے صحیح سنتا آیا ہون

اور خود ہی صحیح جانتا ہون - **راے مولف** اور میرا اس معاملہ مین عندیہ
یہ ہے کہ اس بارہ مین بحث ہی کرنا فضول ہے کیونکہ جو کوئی جس فرقہ کے
پیشوا کا معتقد ہے وہ تو بہر حال اپنے ہی فرقہ کے ملا کی ماری حلال سمجھتا
ہے خواہ وہ گلا مروڑ کر ہی حوالہ کردے اسلئے مین یہ بات کہتا ہون
کہ اگر یہ حدیث صحیح نہین تو نہ سہی لیکن ثواب مالی اور بدنی کے اثبات مین
دیگر حدیثات مقبولہ فریقین خصوصًا ایک یہی روایت کافی ہے کہ ھٰذا
لِاُمِّ سَعْدٍ یعنے یہ کنواں ہے سعد کی والدہ کے لئے جس کے
منشا اور ہذا کے لفظ سے خصوصیّت تعین نام کی اجازت ہی صاف
پائی جاتی ہے یعنے اگر کوئی مسلمان طعام نیاز نذر عند اللہ تیار کرائے اور
ارواح میت کو ثواب پہنچانے کی نیت سے یون کہے کہ ہذا طعام بنام
رسول اللہ وہذا طعام بنام امامین الشہیدین وہذا طعام بنام غوث الثقلین
وہذا طعام بنام اولیاء اللہ وغیرہ کے ثواب پہنچانے اور غربا اور مساکین
اور عزیزون و دوستون کو کھلانے کی نیت سے پکوایا ہے
تو یہ کہنا بھی بحوالہ اس حدیث کے کہ ھذا لِاُمِّ سعد صریح جایز معلوم ہوتا ہے
س اس حدیث مین تو مُردون کے نام پر چاہ لگانے اور صدقہ ہدیہ
دینے کی اجازت ہے کسی مُردے کے نام پر طعام پکانے اور پیالہ بھر
پانی کا ثواب پہنچانے اور آیات قرآنی پڑھکر بخشنے کا ذکر نہین -
ج اسبات کو عالم سے لیکر جاہل تک بھی جانتے ہین کہ اصول جڑ کو
کہتے ہین اب فرض کرو کہ اصول فاتحہ خوانی کا یہی ہے کہ میت کی روح کو

ثواب مالی اور بدنی پہنچانا جایز ہے اور پہنچتا ہے اور تشریح مالی اور بدنی کی یہ ہے کہ جیسے کنوان بغیر مال خرچ کیئے تعمیر نہین ہو سکتا ویسے ہی طعام بھی بے زر خرچ کیئے تیار نہین ہوتا اسلیئے پانی اور طعام کا اکٹھا اور مہیا کرنا ثواب مالی سے متعلق ہے اور جو کلام آلہی یعنے الحمد اور قل ہو اللہ اور درود پڑھکر بخشا جاتا ہے یہ ثواب بدنی مین داخل ہے اور اسکو ہی مجموعہ عبادتین بولتے ہین جیساکہ مفتی ولی اللہ صاحب نے اپنے فتوے یعنے خط مین لکھا ہے پس اگر اختلاف مذہبی کی لاگ لپیٹ سے علیحدہ ہوکر منصفانہ نظر سے دیکھا جائے تو عمل فاتحہ خوانی مروجہ قدیم صاف مطابق اصول ثواب مالی اور بدنی کے ہے کچھہ بھی تفاوت اور اختلاف نہین ۔ اور جن غریب اور مفلس مسلمانون کو مردون کے نام پر چاہات تعمیر کرانیکا مقدور نہین اور وہ بیچارے پیالہ بھر دودہ یا پانی طعام کے ساتھ رکھکر ثواب اسکا مردون کی روح کو ہدیہ دیتے ہین تو انہین کونسا حرج اور نقصان دین متصور ہے کچھہ بھی نہین کیونکہ جس حالت مین کنوان کل ہے اور پیالہ پانی کا اسکا جز ہے اور جز تعلق رکھتا ہے اپنے کل کے ساتھ تواب فرمائے کہ یہ عمل فاتحہ خوانی ثواب مالی اور بدنی مین داخل ہے نہ کہ بدعت مین ۔

ختم فاتحہ دلانا مشابہ رسم کناگت ہے اور بدعت مین داخل ہے

س ۔ ومن تشبہ بقوم فھو منھم ترجمہ جو شباہت کرے کسی قوم سے وہ اسی مین سے ہے اور ختم فاتحہ دلانے کی رسم عین مطابق رسم کناگتون کے ہے اور کسی قوم کی مشابہت سے رسول اللہ صلعم منع فرماتے ہین پہر رسم فاتحہ خوانی کس طرح داخل ثواب

سمجھی جاتی ہے۔

ج غیر ملت اور غیر ادیان مین جس قدر کار ثواب مطابق رسمیات اسلام کے ہین انکا چھوڑ دینا منشا اس حدیث کا نہین اور وہ نیک کام جو کفر اور اسلام مین مروج ہین مشابہت کے وہم سے چھُوٹ سکتے ہین

س تمکو بھی کیا الٹی باتین سوجھتی ہین بھلا ادیان غیر ملت مین وہ افعال کون سے ہین جو شریعت محمدی کے نیک افعالون سے ملتے جلتے ہین

ج۔ تعصب مذہبی سے خدا بچا دے تو دل سیدھا ہو اور حق بات سیدھی نظر آوے اجی جناب صدہا نیک عمل ایسے ہین کہ جو شریعت محمدی کے مطابق ہین مگر اُن کا ایک شمہ نمونہ مین آپ کو دکھاتا ہون

۱۔ اپنے ماں باپ اور اُستاد اور گرو پیر کی متابعت کرنا۔ اور خدمت بجالانا۔ ۲۔ اپنے خویش و اقربا اور اہل محلہ و ہمسایہ کے ساتھ نیک سلوک سے پیش آنا۔ ۳۔ یتیم بچون کی پرورش کو ثواب عظیم اور اُنکا مال کھانا حرام سمجھنا۔ ۴۔ بیوہ دکھیا عورتون پر رحم کرنا اُنکی بھوک پیاس مین مدد دینا۔ ۵۔ صبح اور شام اپنے اپنے اوقات معینہ کے ساتھ پرمیسر اور خدا کی بندگی اور عبادت کرنا۔ ۶۔ بیماری کے وقت ایک طبیب سے علاج کرانا مرض واحد مین ایک جیسا نسخہ استعمال کرنا۔ ۷۔ بیمارون کی عیادت اور مُردون کی ماتم پرسی کو جانا ۸۔ برادری مین جو موت ہو جاے اُن ماتم زدون کو غمگساری کرنا اور غمخواری کے ساتھ روٹی کھلانا۔ ۹۔ اپنے معصوم بچون کو عموماً پانچوین برس مین مکتب نشین کرانا۔ ۱۰ دھرم ادہتہ سدابرت

یعنے صدقہ اور خیرات نذر اور نیاز غربا اور مساکین کو دینا ۱۱- دہرم شالہ اور پاٹ شالہ یعنے مسافر سرائے اور مدرسے بنانا-۱۲- گپت دان اور پوشیدہ خیرات کو ثواب عظیم سمجھنا- ۱۳- چاہات تعمیر کرانا بھوکون کو روٹی کہلانا پیاسون کو پانی پلانا ۱۴- نہر اور تالاب کہدانا دیگر فلاح خلایق اور رفاہ عام کام کرنا ۱۵ عدل گستری رعایا پروری مسافر نوازی مہمان دوستی کرنا ۱۶- سخاوت مروت محبت سے پیش آنا- ۱۷- مُردون کی عالم ارواح کو کناگتون اور ختم فاتحہ کے ذریعہ سے ثواب مالی اور بدنی پہنچانا-
۱۸- بے ثباتی دُنیا اور اصلاح امور عقبیٰ مین متفق الرائے ہونا

## مثال

گٹھری باندھی دہُول کی اور رہی پون ہوئے پہول ‌ ‌ گرہ جنت کی کہُل گئی انت دہول کی دہول
ابتدا انتہا ہے خاک کی خاک ‌ ‌ نفی و اثبات کر رہا کیا ہے
سارے جگت بیوپار مین اُتم ہین دو کام ‌ ‌ دینے کو ٹوکا بہلا اور لینے کو ہر نام
نیم نانے گر خورد مردِ خدا ‌ ‌ بذل درویشان کند نیمے دگر

حق پرایا نانکا اُت گائے اُت سور

یعنے اے نانک بیگانہ حق مار کر کہانا ہندو کو گائے اور مسلمان کو سور کے برابر ہے

حق مخور بیگانہ ہرگز اے پسر ‌ ‌ کین حرام مطلق است از خوک تر
مالا ساجی کاٹ کی اور منکے لئے پرو ‌ ‌ من مین گہنڈی پاپ کی رام جپے کی ہو
بر زبان تسبیح و دل در گاؤ خر ‌ ‌ این چنین تسبیح کے دارد اثر

اسی قسم کے ہزارہا افعال اور اقوال ہر ایک دین اور ملت مین مطابق احکام

شریعت اسلام کے ہین - اور کوئی ملت اور دین ایسا نہین کہ جسمین چوری چغل خوری - زناکاری - شراب نوشی - دروغگوئی - خون ناحق - دغابازی اور فریب جسقدر گناہ کبیرہ اور صغیرہ ہین قطعی حرام نہ ہون - اب فرماے یہ اعمال مذکورہ بالا غیر ادیان مین عین مشابہ اسلام کے ہین یا نہین اور مشابہت کے وہم اور وسواس مین پہنسکر منجملہ ان کے کون کونسا عمل چھوڑ دینے کے لایق ہے - نہین ایک بہی نہین اور جبکہ اس قدر اعمال نیک عین مطابق غیر ملت مسلمانون کے استعمال مین آرہے ہین تو پہر ایک عمل فاتحہ خوانی اگر مطابق رسم کنا گتون کے ہے تو اسکے استعمال سے اسلام کو کیا بٹہ لگ جائیگا اندیشہ ہے *

قوم ہنود کے تیرتہہ اور قوم مسلمان کے حج کے شرائط اور شباہت

اب دیکہو قوم ہنود کے تیرتہون کی رسومات اور حج بیت اللہ کی شرائط کو کہ یہ آپس مین بظاہر کیسے مشابہ اور مطابق ہین جن کی تفصیل یہہ ہے کہ جب ہندو دہرم پراگ جاکر تیرتھ کرتے ہین اول بھدر یعنے سر منڈاتے ہین پہر ایک پارچہ سفید لیکر ادہا بطور دہوتی باندہتے ہین اور ادہا حصہ اُس کا پشت اور مونڈہون پر رکہتے ہین اور جب کانشی جی جاتے ہین پرکرما یعنی طواف کرتے ہین شہر مین دوڑتے بہاگتے پہرتے ہین جیو رچھیا یعنے جانون کی حفاظت کرتے ہین - اب دیکہو مسلمانون کے شرائط حج کیطرف کہ جب حاجیون کو مکان کعبہ دکہائی دیتا ہے اول ایک چادر سفید لیکر جس کو احرام بولتے ہین اُسکا نصف حصہ بطور تہبند کے باندہتے

ہین اور نصف سے بایان مونڈہا ڈہنپتے ہین داہنا مونڈہا اور تمام سر کہلا رکہتے ہین - تمام سر منڈاتے ہین - کعبۃ اللہ کا طواف بیغرض پرکرمان کرتے ہین - سنگ اسود کو چومتے ہین - پہر عمرہ کے موقع پر بمقام صفا و مروا کی پہاڑیون کے میدان مین دوڑتے ہین مونڈہے ہلاتے ہین - شیطان کے نام پر کنکرین سنگریزے مارتے ہین - حفاظت جانون کی اس درجہ کرتے ہین کہ سواے معمولی قربانی کے جون تک نہین مارتے - اب ہم کہتے ہین کہ اگرچہ اِن شرایط کی معنوی مطابقت جسکا تعلق علم باطنی سے ہے رسمیات تیرتھ سے کچھہ علاقہ نہین رکہتے لیکن ظاہری مشابہت سے تو انکار نہین کیا جاسکتا بلکہ اس موقع پر یہہ قول موحدانہ کہنے مین آتا ہے -

طلسم صورت ما بر بتان شکست آورد     وگرنہ دیر و حرم خانہ زاد یک سنگ اند

اور جس صورت مین کہ رسول اللہ صلعم جو بحکم خدا تعالی موجد دین اسلام کے ہوے اور آنکے اصحاب مکرم تادم زندگی انہین شرایط مذکورہ بالا کے مطابق فرض حج بیت اللہ ادا فرماتے رہے ہین - تو اب تیرہوین اگر کوئی امام مجدد حج بیت اللہ کی شرایط کو قوم ہنود کی رسومات تیرتھہ سے مشابہ سمجہہ کر حج کرنا چہوڑدے تو کیا وہ امام تارک فرض خدا نہ سمجہا جائیگا -

**آمدم برسر مطلب** جس حالت مین صدہا اور مسایل غیر ملت والون کے مسایل اسلام سے مشابہت کلی رکہتے ہین اگر ایک مسئلہ فروعی ثواب مالی او ربدنی بہی بظاہر رسم کناگتون کے ہم شبہ ہے تو کیا وہم مشابہت کے

سبب یہ کار ثواب لایق چھوڑ دینے کے ہے۔ نہین ہرگز نہین۔
اے بھائی مسلمانون تمکو یہہ بہی معلوم ہے کہ ختم فاتحہ کا بند کرانا محض واسطے اللہ خدا کے دین پروری کی غرض سے ہے یا شائبہ خصومت اور عداوت مذہبی کی غرض سے ہے۔ مین یقین کرتا ہون کہ علت غائی اس جھگڑے کی اُن لوگون کو جو چالیس پچاس برس کی عمر کے ہین ہرگز معلوم نہوگی اسلئے مین ظاہر کرتا ہون کہ ختم فاتحہ کا بند کرانا وہ ایفا سے وعدہ ہے کہ جو مولوی محمد اسمعیل کے شاگردون نے اپنے مخالفون سے شاہ نصیر دہلوی کے زمانہ مین اور بلوہ کے وقت کیا تہا۔ نذر و نیاز اور دعوتِ ٹکڑون پر کیا صوفی اور پیرجی اور ستان جی بنے بیٹھے ہو اب چند روز مین یہ حلوا مانڈا سب بند ہو جائیگا اور یہہ مشایخی اور شیخی سب کرکری ہوجائیگی سواے میرے نوعمر عزیزو تم کو اِس عداوتی عمل طاوُن سے واقفیت نہین اِس وجہ سے تم اِس تعلیم کو دینداری سمجھے بیٹھے ہو اور ختم فاتحہ دلانے والون کو اپنا دشمن جانتے ہو اور مین کہتا ہون کہ دینداری سے ایسے عملون کا کچہہ علاقہ نہین۔ مین اِس موقعہ پر تمہاری تسلی کے لیئے ایک تازہ نظیر پیش کرتا ہون۔

پنڈت دیانند جی بانی دہرم آریہ کو نوجوانی کی عمر مین متہرا کے پنڈتون نے ناستک (لامذہب) کہا تہا اور پنڈت موصوف نے رنجیدہ خاطر ہوکر اپنے مخالفون سے یہ وعدہ کیا تہا کہ آج سے میرا یہہ عہد ہوچکا کہ مین اسی ناستک دہرم کی روسے مال مفت کہانے والے

پنڈتون کی آمدنی کا بغیر ستیاناس کئے نہ چھوڑون گا۔ سواب دیکھ لو
اُن کے ایفائے وعدہ کو کہ کنا گتون مین جو تسمی اور وہی پیڑے
برہمنون کو ملتے تھے پنڈت جی اُس رسم شہزادہ پربھی چوکا پھیر گئے۔
اے یارو دُنیا مین وہی طرح پر اپنے دشمنون سے بدلہ لینے کا دستور
ہے۔ دُنیادار اپنے زور بازو سے بدلہ لیا کرتے ہین اور دیندار دین
کی آڑ پکڑ کر قلمی تلوار کے ساتھ ہاتھ صاف کیا کرتے ہین۔ سو یہ تو
سب عداوتی عمل ہین ذرا عقل کی آنکھین کھولکر دیکھو۔ کیون آپسمین ناحق
مذہبی عداوت سے پریشان ہورہے ہو اگر تم اپنا اور اپنی قوم کا بھلا
چاہتے ہو تو آپسمین متفق ہو کر اپنی زندگی بسر کرنے کا بندوبست کرو
ختم فاتحہ کا کہانا محتاجون کو دو یا نہ دو یہ تمکو اختیار ہے مگر آپس مین اس
حیلہ بہانہ سے مت لڑو +

## روضہ رسول اللہ صلعم و مزار اہل اللہ کی زیارت کا ذکر

روضۂ رسول اللہ کی زیارت کے بارہ مین دیکھو کتاب شفاء السقام
فی زیارت خیر الانام جسمین یہہ حدیثات درج ہین قال رسول اللہ
صلعم من زار قبری کنت شفیعا و شہیدا ترجمہ جو شخص میری
قبر کی زیارت کریگا مین اسکی شفاعت کرونگا اور گواہی دونگا۔ من زار
قبری وجبت شفاعتی ترجمہ جو شخص میری قبر کی زیارت کریگا اسکی شفاعت
مجھہ پر واجب ہوگی۔ من حج فزار قبری بعد وفاتی فکانما زارنی

فی الحیاتی ترجمہ جو شخص حج کرکے میری وفات کے بعد میری زیارت کریگا پس گویا زندگی مین اُس نے میری زیارت کی - من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی ترجمہ - جو کوئی کعبہ کا حج کرے اور میری زیارت کو نہ آوے مجہہ پر ظلم کیا - ان حدیثون کی روسے معلوم ہوتا ہے کہ روضۂ رسول اللہ کی زیارت کرنا ثواب ہے اور بارہ سو برس کے عرصہ سے اسیطرح مسلمان زیارت کر رہے ہین اور اولیاء اللہ بہی اُسی مہر منیر آسمان نبوت کے ستارے ہین پہر اُنکی قبرون کے زایرون کو مشرک اور بدعتی کہہ کر ستانا ضد مذہبی کا مقتضا نہین تو اور کیا ہے -

بدعتی خطاب اور لامذہبی وہابی القاب کا بولنا عداوتی حس ہے ———

س غیر مقلد کچہہ اپنی طرف سے کسی کو بدعتی نہین کہتے بلکہ علم فقہ اور حدیث کے رو سے کہتے ہین

ج حنفیون کا بہی یہی قول ہے کہ ہم اپنی طرف سے کسی کو وہابی لامذہب نہین کہتے بلکہ علم دین کی رو سے کہتے ہین - مگر مین کہتا ہون کہ یہہ ہر دو خطاب ناصواب قومی تفرقہ کا باعث ہین اِن الفاظون کا بولنا مسلمانون کے دلون مین زہر گہولنا ہے مجہے ان کے استعمال سے اتفاق نہین -

س تمہین اتفاق ہو یا نہو بہلا کہین فقہ اور حدیث کی تابعداری بہی کسی سے چہٹ سکتی ہے

ج قرآن اور حدیث کا حیلۂ شرعی جو فریقین نے پکڑ رکہا ہے یہ برائے نام اور در اصل یہ عداوتی کام ہے - کیونکہ اس بات کو سب

جانتے ہین کہ قرآن اور حدیث کی وسعت معانی کا سلسلہ ایسا محدود نہین کہ وہ ایک ہی فریق کے دعوے کا مؤید سمجھا جاوے بلکہ علم فقہ اور حدیث کا میدان ایسا وسیع ہے کہ جبین بہتر فرقون کے عالم تاویلون اور مُرادون کے ذریعہ سے مذہبی گوئے بازی کرتے رہے ہین اور یہی ہر دو گواہ قدیم سے سب کی بغل مین موجود چلے آتے ہین مگر بعض اقوال خدائی اور محمدی مین اِس قسم کی قدرتی وسعت اور گنجایش موجود ہے *

| | |
|---|---|
| نقش پر اُسکے مصور کو بھی کیا کیا ناز ہے | کھینچتا ہے جسقدر اُتنا ہی کھچتا جاے ہے |

اور کھوٹی کھری تاویل اور تفسیر کی شناخت بہت مشکل ہے عامیان اسکو نہین سمجھ سکتے۔ اِسی وجہ سے اختلاف دایمی چلا آتا ہے عالمون کے دلون مین جب عناد اور فساد جگہہ پکڑ جاتا ہے تو شرعی حیلون سے قوم کو لڑایا کرتے ہین۔

س جس حالت مین کہ وسعت معانی علم فقہ اور حدیث کا یہ حال ہے کہ اُسکو جمیع اہل فرقون نے اپنے اپنے فرقون کی صحت پر دستاویز بنا رکھا ہے تو پھر مناظرون مین فریقین اپنی اپنی جیت اور ہار کیونکر سمجھ لیتے ہین

ج - فروعاتی مسایل مین جو ابتدائے اسلام سے بحث مباحثے ہوتے چلے آتے ہین اُنکی جیت ہار کا کبھی کسیکو پتہ نہین لگا اور نہ کبھی قطعی فیصلہ ہوا نہ قیامت تک ہو سکتا ہے مگر اسلامی اصول اور ارکان جو علم الٰہی کی امداد سے قایم ہوئے ہین وہ قطب کی طرح اپنے مرکز پر

بدستور قایم چلے آتے ہین اُن کے توڑ دینے کی کبھی کسی عالم کو مجال نہین ہوئی نہ ہو سکتی ہے اور وُہی اصول قدرتی قطب کی طرح رہنما اہل اسلام کا ہے۔

س۔ فروعاتی مسایل کا قطعی فیصلہ نہ ہونیکا کیا سبب ہے۔

ج۔ قطعی فیصلہ نہ ہونے کی وجہ یہہ ہے کہ بانیان مذاہب جو اپنے مخالف کے اجتہاد کو غلط اور اپنے تازہ اجتہاد کی صحت کا دعوے کیا کرتے ہین یہہ اپنے اور اپنے مخالف کے اجتہاد کو کسی ثالث یا منصف غیر مذہب کی سپرد نہین کیا کرتے جس سے اُنکی کھوٹی کھری تاویلون کا جوہر کھُلے بلکہ عالم لوگ آپ ہی مدعی آپ ہی منصف آپ ہی اپنے دعوے کے ڈگریدار بنکر بیٹھ رہتے ہین اور جو اُنکے شاگرد اور معتقد ہوتے ہین وہ اُنکے اجتہاد کی صداقت اور شہرت مین امداد پہنچاتے رہتے ہین اور بڑی علامت فرقہ سازون کی جیت کی یہہ ہے کہ جس طرف دس پانچ اسامی موٹے تازے چلتے پُرزون والے ان کا اتباع قبول کر لیتی ہین اور اُن کے دباؤ اور قرابت داری کے لحاظ اور مروت کے سبب عوام الناس جنت پرست کثرت سے رجوع ہو جاتے ہین وہی عالم اپنے وقت کا امام بن جاتا ہے پُرانے سکہ کو توڑتا ہے اور اپنا نیا سکہ چلاتا ہے۔

| | |
|---|---|
| جسیم جسکے ہون شاگرد پیشوا ہے وہی | مفتوح جسکو زیادہ ہو رہنما ہے وہی |
| قلم کی جسکی ہو رفتار تیز مضمون جست | گروہ خلد پرستون کا دلربا ہے وہی |

## بدعتی اور لامذہب تکیہ کلام قومی تفرقہ کا موجد ہے

**سوال** تم نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تقریظ مین لکھا ہے کہ جب مولانا جلال الدین ہتانیسری شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے مرید رسول اللہ صلعم کی مزار پرانوار پر سلام رخصتی کرنے کو حاضر ہوئے تو غیب سے یہ آواز سُنی " اپنے پیر بدعتی سے ہمارا اسلام کہدینا" پس جس شخص کو کہ آنحضرت ؐ نے بدعتی کہا اسکو بدعتی کہنا سنت مین داخل ہوچکا پھر تم کس دلیل سے کہتے ہو کہ صوفیون کو بدعتی نہ کہنا چاہئے

**جواب** جن کے عقیدہ کے نزدیک نداے غیب اور الہام وغیرہ لایق اعتبار کے نہین اُنکے حق مین یہہ نداے غیب بدعتی کہنے کی دستاویز نہین ہوسکتی مگر ان صوفی محدثین جو آنحضرت اور خلفاے راشدین اور دیگر اولیاء اللہ کے عالم مثال اور عالم رویا کی بشارت اور اشارات اور الہامی واقعات کے قایل ہین اُن کے عقیدہ کے روسے بیشک رسول اللہ صلعم نے شیخ موصوف کو بدعتی پیام کے ساتھ ہدیہ سلام دیا اور یہہ نداے غیب اِس قسم کی نداے غیب تھی جیسے حضرت عمر رض نے خطبہ خوانی کے وقت مسجد مدینہ مین یاساریہ الجبل الجبل کہا تھا اور وہ آواز ساریہ اور نیز دیگر مسلمانون نے ملک نہاوند مین سُنی تہی - سواے یاروں اس معاملہ مین چند امورات غور طلب ہین -

اول یہ کہ جس شخص کو رسول خدا صلعم ہدیہ سلام سے بذریعہ ندائے غیب یاد فرماوین وہ شخص کسدرجہ کا مسلمان صاحب ایمان سمجھا جاتا ہی دوم یہ بات خیال کرنے کے لایق ہے کہ ایسے مسلمان عاشق رسول اللہ صلعم حضور رس کو جو آنحضرت کی طرف سے شرف یاب عندر ہدیہ سلام کا ہوا اسکو وہ مولوی خشک باطن جنکو کبھی تمام عمر مین پیغمبر علیہ السلام کی طرف سے نہ پیام پہنچا ہو نہ سلام بدعتی لکھنے کے مجاز ہین یا نہین سوم جو مولوی صوفیون کو بدعتی کہنا سنت نبوی سمجھتے ہین اُنکو اپنے دل مین یہ بہی تو انصاف کرنا چاہیئے کہ جس صورت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخ کو بدعتی بہی کہا اور سلام بھی دیا تو گویا یہ پیام اور سلام دونون سنت مین داخل متصور ہین - پہر جائے تعجب ہی کہ صوفیون کو بدعتی کہنا تو سنت سمجھا جائے اور ہدیہ سلام بہیجنے سے دریغ روا رکہا جاوے پیام نبوی کو سنت اور ہدیہ سلام کو بدعت یہ زبردستی مولویون کی ہے یا صوفیون کی کہ ایک سنت پر عمل کرتے ہین اور دوسری سنت کو ترک فرماتے ہین

**آمدم برسر مطلب** اے یار و واقعات علم آلہی سمجھنے کے لئے فضل و آلہی درکار ہے اسکے مفہوم کا علم ظاہری پر مدار نہین اسلئے ہماری سمجھہ کا تو یہی مقتضا ہے کہ علم ظاہری کی رو سے شیخ کو بدعتی کہنا اور علم باطنی کی مسرت اور حضوری کے توسل سے ہدیہ سلام کا دینا رسول اللہ صلعم کے ہی مرتبہ نبوت و معرفت کے شایان ہے عام مولوی جو اُنکو

بدعتی پکارتے ہین یہ اُنکی لاعلمی باطنی کا سبب ہے کیونکہ جب اُنہین سے ہی مثل مولانا جلال الدین تہانیسری کسیکو بفضل الہی پیر کامل کی توجہ سے وقوف قلبی حاصل ہو جاتا ہے تو پہر وہ بھی یہی پکارنے لگتا ہے کہ

| | |
|---|---|
| یک زمانِ صحبتِ با اولیا | بہتر از صد سالہ طاعت بیریا |
| جملہ عالم زین سبب گمراہ شد | کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد |
| ہمسری با انبیا برداشتند | اولیا را ہمچو خود پنداشتند |
| گفت ایشان ہم بشر ما ہم بشر | ما و ایشان بستہ خوابیم و خور |
| اولیا را مے شناسد اولیا | دزد را ہم دزد داند بے ریا |
| غیرِ جنسیت نمیداند کسے | مے شناسد جنس خود را ہر یکے |

# تذکرہ اعمال صوفیائے کرام

**سوال** پیر زادے اور مجاور مُردون کی قبرون پر لکڑیان کہڑی کرکے نقارے بجواتے ہین خیراتی لنگر جاری کر رکہے ہین قبور پرستی کراتے ہین جاہلون سے نذر نیاز لیتے ہین گہر بیٹھے گوشت پلاؤ کہاتے ہین مخدوم زادے اور سجادہ نشین کہلاتے ہین فرمائے اگر یہ شرک اور بدعت نہین تو اور کیا ہے اور یہ بدعتی لوگ اپنے دل مین یہ خیال نہین کرتے

| | |
|---|---|
| تا کے بزبار سنت متقا بر | عمرے گذرانی اے فسردہ |
| یک گربۂ زندہ پیش عارف | بہتر ز ہزار شیر مُردہ |

**جواب** اس بحث کا تعلق تو ہماری فریاد سے نہین مگر چشم غور سے

دیکھا جاتا ہے تو بنیاد تفرقہ قومی کی انہین رسمیات صوفیاے کرام کے حیلہ بہانہ سے شروع ہوئی ہے اسلئے ہم کو اسکا جواب دینا لابدّ ہوا - واضح ہو کہ یہہ معاملہ چشم عبرت سے دیکھنے اور سمجھنے کے لایق ہے کہ سلطان محمود - تیمور - بابر - ہمایون - شیر شاہ - سلیم شاہ - اکبر شاہ جہانگیر شاہ - شاہجہان - اورنگ زیب وغیرہ صدہا بادشاہان اہل اسلام ملک ہند پر حکمران رہے اور یہ وہ صاحب اقتدار تاجدار تھے کہ اپنے عہد حکومت مین گداؤن کو امیر اور امیرون کو مفلس بے توقیر کردیتے تھے اور اُنکے نام نامی خطبون مین محی الدین لقب سے پکارے جاتے تھے - اور بعد مرنے کے جو اُنکے مقبرے کروڑہا روپے کی لاگت سے تیار ہوے اُن کے میناروں کی بلندی اسوقت تک بھی آسمان سے باتین کرتی ہے - ایسے ہی وہ عالم خشک زاہد جو فقرا اہل اللہ کے عروج کو چشم حقارت سے دیکھتے اور اپنی عُلماے فضیلت کے ثبوت مین یہہ وعظ سناتے رہتے تھے کہ جو مُسلمان کسی عالم شریعت کی جوتی کو بھی نظر حقارت سے جوتی اُوتی کہیگا وہ دوزخی ہو جائیگا - اب دیکھیے قدرت الہی کا تماشا کہ بعد مرنے اور سلطنت بگڑنے کے اُن شاہان کے نام خطبون مین سے خارج ہوگئے اُنکی قبرون کو نہ جھنڈے نصیب ہوے نہ نقارے نہ اُنکی تربت پر غلاف ہے نہ چادر نہ پھول نہ اُنکے ہار نہ عطر بہار نہ دربان نہ فرش نہ چوبدار کچھہ بھی میسر نہین

| | |
|---|---|
| جنھونکی کرتا تھا بالِ ہما مگس رانی | اب اُنکی قبرون کے گنبد مین آشیانہ بُوم |

ذ اُنکے مقبرون کے توسّل سے کسی مسکین محتاج کو روٹی میسّر ہے نہ کپڑا چونکہ کارساز حقیقی نے اُنکو فقط انتظامی خدمت لازمی بخشی تہی جس کام کے لئے اُن کو پیدا کیا تہا اُسکو اُنہوں نے انجام دیا اور چلتے ہوئے محمود

اپنا بتلاتے تہے جو ملک و سپاہ و مال و جاہ — اُنکی ہستی کا کہین نام و نشان کچہہ بہی نہین
خوب دیکہا ہمنے تعمیر خراب آباد کو — اک سرائے رہروان ہے اور یہان کچہہ بہی نہین
نار دم پر ہے مدار ہستی آدم فقط — بُلبُلونکا کہیل ہے اے مردمان کچہہ بہی نہین

اب دیکہو نگاہ غور سے بیتُ المقدّس کیطرف کہ حضرت مُوسیٰ اور داؤد اور عیسیٰ علیہم السلام کی مزارون کی عزت اور توقیر کو کہ وہ کیسی بدستور قایم ہے - اور دیکہو حضرت محمد علیہ السلام اور خلفائے کرام اور سید الشہدا اور اولیاء اللہ کی مزار پُر انوار کی عظمت اور برکت کو مدینہ منورہ اور نجف اشرف اور کربلائے معلّٰی اور بغداد شریف وغیرہ ملک عرب اور عجم مین جا کر کہ اُنپر شمع مومی اور کافوری روشن ہین - ہر سال لاکہون مسلمان جو حج بیت اللہ کو جاتے ہین اُنہین ہزارہا آدمی ایسے عالی ہمت ہوتے ہین کہ وہ اُنکی زیارت کو کس شوق دلی سے جاتے ہین اور باوجود اسکے کہ اسلامی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا سلاطین اسلامیہ کے نام خطبہ سے خارج ہو گئے مگر رسول اللہ علیہ السلام اور خلفاء کرام کے نام نامی ابتک بہی ہر جمعہ کے خطبون مین بدستور قدیم پکارے جاتے ہین ۔

اور دیکہو ہندی اولیاء اللہ کی عظمت کو کہ حضرت خواجہ مُعین الدین چشتی سید مسعود سالار غازی - شاہ مدار مکن پوری - شاہ بہاؤ الحق ملتانی - امام ناصر الدین

جالندہری - میان میر اور داتا گنج بخش لاہوری - بابا فرید گنج شکر سلطان نظام الدین اولیا - مولانا شرف الدین قلندر - خواجہ علی احمد صابر خواجہ شمس الدین ترک - شاہ سلیمان سنگری - شاہ عبد الحق رودلوی صاحب توشہ - شیخ عبد القدوس گنگوہی - میران سید بھیکہ - وغیرہ ہزارہا فقرا اور اُنکے متعدد علما و صوفی محدثین اہل اللہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے مزاروں پر جو کچھہ ظہور ہو رہا ہے سبب اسکا یہہ ہے کہ یہ بزرگ علم الٰہی کے طالب خدا کے نام پر عاشق تھے اور عندیہ اُن کا ظاہر اور باطن مین یہ تہا جیسے کہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اقوال ہین -

| | |
|---|---|
| در جان چو کرد منزل جانانِ ما محمد | صد در کشاد در دل از جانِ ما محمد |
| ما طالبِ خدائیم بردین مصطفے ایم | بردر گہش گدائیم سلطانِ ما محمد |

ولہ

| | |
|---|---|
| دلا بہ حلقۂ رندانِ بزم عشق درآ | کہ جرعۂ ز شراب بقا دہند ترا |
| اگر بقا طلبی اول تست فنا باید | کہ تا فنا نشوی رہ نمیبری بہ بقا |
| توچند در طلبِ یار در بدر گردی | بجو و بنگر کہ توئی مظہرِ ہمہ اسما |
| اگر تجلئ نورِ قدم ہے خواہی | معین نقاب حدوث از جمال خود بکشا |

اور ایسے ہی شاہ عبد العزیز اپنے والد بزرگوار کے قول کی تصدیق مین یہ شعر لکہتے ہین -

| | |
|---|---|
| روح پدر م شاد کہ میگفت باستاد | فرزند مرا عشق بیاموز دگر ہیچ |

ایسے ہی حضرت مولانا عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہین

| | |
|---|---|
| چون تو ذاتِ پیر خود کردی قبول | ہم خدایت اندر آمد ہم رسول |

آمدم بر سرِ مطلب - یہ انبیاء اولیاء اللہ جیسے اپنی زندگی مین خاکسار اور مخلوق خدا کی نظرون مین صاحب عزو وقار تھے مرنے کے بعد اُس سے بھی زیادہ نامدار ہوے - جیسی خدا کی مخلوق اُنکے زندگی کے زمانہ مین اُنکی سلامی تھی مرنیکے بعد اُس سے بھی بڑھکر غلامی اُنکی اختیار کی جسکا یہ بدیہ ظہور ہو رہا ہے کہ - اِنکی قبرون پر جھنڈے لہرا رہے ہین نوبت دو وقتہ بج رہی ہے دیگین کھڑک رہی ہین ہزارہا فقرا اور مساکین اور غربا اور صدہا حافظ قرآن مجید اور طالبعلم توحیدنان نفقہ پاتے ہین علم ظاہری اور باطنی حاصل کرتے ہین اور اُن صاحب قبور کی عالم ارواح کو ثواب مالی اور بدنی پہنچا رہے ہین متولی اور خادم جاروب کش سقے اور فراش چوبدار اور نعلین بردار وغیرہ اپنی اپنی خدمات معینہ پر مامور ہین اور قوالانِ خوش الحان خواجہ حافظ اور مولانا احمد جام کی یہ غزلین گا رہے ہین

| | |
|---|---|
| ساقی بنور بادہ برافروز جام ما | مطرب بگو کہ کارِ جہان شد بکام ما |
| ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق | ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما |
| ما در پیالہ عکس رخِ یار دیدہ ایم | اے بیخبر ز لذت شرب مدام ما |

ولہ

| | |
|---|---|
| منزل عشق از مکان دیگر است | مردِ این رہ را نشانے دیگر است |

| | |
|---|---|
| دل خورد زخم و ز دیدہ خون چکد | اینچنین تیر از کمانے دیگر است |
| کشتگانِ خنجرِ تسلیم را | ہر زمان از غیب جانے دیگر است |

پس اِس روئیداد موجودہ سے صاف ظاہر ہے کہ خاصان حق اپنے آپ کو گدا اور سلطان ما محمد سمجہنے والے اور ہین اور حامیان اخوان ما محمد کہنے والے اور ہین

| | |
|---|---|
| بندہ از بندگی خدا گردد | نتواند کہ مصطفے گردد + |
| بندگی ہست تا قیام وجود | چون خودی رفت شد خدا موجود |

اور یہہ بہی واضح ہے کہ انبیاء اولیا کی نسبت لازمی نہین بلکہ متعدی ہے اور یہہ مُردون مین داخل نہین بلکہ زندہ جاوید ہین اور یہہ جو کچہہ ظہور انکی یادگار مین ہو رہا ہے یہ اُس جان نثاری کا صلہ ہے جو یاد آلہی اور طلب معرفتِ حق مین یہ اپنا عندیہ رکہتے ہین

| | |
|---|---|
| دُنیا و دین کو اور خریدار لیجیے | ہم دل کے آئینہ مین فقط یار لیجیے |
| ہمکو نہین ہے دوزخ و جنت سے کچہہ غرض | جائینگے ہم ادہر کو جدہر یار لیجیے |
| کہدیجیو یہ جاکے محلہ مین عشق کے | مرتے تلک تو تیرا سروکار لیجیے |

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب جو اپنے اجتہاد مین فقیرون کی درگاہون کے جہنڈون کو بدعتیون کی لکڑیان لکہہ گئے اگر چشم عبرت سے دیکہا جائے تو اِس گئے گزرے زمانہ مین کہ نہ کوئی تاجدار حامئی دین باقی رہا ہے نہ محی الدین اور اگر ہین تو یہی فقیرون اولیاؤن کے مزار پرانوار کی لکڑیان یعنے جہنڈے ہین جن کے دیکہنے سے آثار شوکت و عظمت اسلام نمایان ہین

ہین - اگر شہنشاہ حقیقی مولوی اسمٰعیل کی غذا مین برکت اور اُن کے لنگر خانہ کو ترقی بخشتا تو یہی لکڑیان اُنکے غازیون کی دیگون کا ایندھن بنجاتین مگر خدا کو جوان جھنڈون کا اُلٹ دینا منظور نہ تھا اسلئے بدستور قایم اور لہرا رہے ہین -

پس اے بھائی مسلمانون اولیاء اللہ کے مزارون کے چراغ فرقے سازون کے مصنوعی روغن اجتہاد کے دیئے نہین ہین کہ جن کو آئے سال ایک مُلا بڑی جد و جہد کے ساتھ روشن کرتا ہے اور دوسرا مُلا اُسکا مخالف مذہب پھونک مار کر گل کر دیتا ہے بلکہ یہہ اُن خاکسارون خدا کے پیارون کی گور دن کے چراغ ہین جنکے نور مین یہ قدرتی ظہور اسوقت تک موجود ہے -

| | |
|---|---|
| اگر گیتی سراسر باد گیرد | چراغ مقبلان ہرگز نمیرد |

## سماعِ غنا کا مسئلہ

**سوال** - سماع غنا حرام قطعی ہے اور مشایخ راگ سُنتے ہین پھر اُن کو بدعتی کہنا کیا بیجا ہے -

**جواب** - سماع کا مسئلہ مختلف فیہ ہے اور جو مسئلہ مختلف فیہ ہوتا ہے اُسکو قطعی حلال یا حرام سمجھنا اور کہنا شرعاً روا نہین کیونکہ نص قرآنی اور حدیث کی رو سے صاف اور واضح طور پر کہین حلت اور حرمت سماع کی پائی نہین جاتی - ابتداے اسلام سے آجتک سماع کے حلال اور

حرام ہونے پر علماے جمہور کا کبھی اتفاق نہین ہوا۔ جس قدر عالم سماع
کے موافق اور مخالف گزرے ہین اور ابتک موجود ہین سب اپنی اپنی
تاویلات طبعی اور استنباط دلیلی و منطقی تقریر کے ذریعہ سے سماع کو
حلال اور حرام بتلاتے چلے آتے ہین اور جن اشارون اور کنائون کے
ذریعہ سے ایک گروہ کے عالم سماع کی حرمت ثابت کر رہے ہین
اُنھین اشارون کی تاویلات عقلی اور نقلی سے اُنکے مخالف سماع کی
حلت ثابت کر کے دکھلا رہے ہین اور سماع غنا کے حلال اور حرام
ہونیکے بارہ مین شاید ہی کوئی رسالہ ایسا ہوگا جو میرے دیکھنے مین آیا
ہوگا۔ مگر مین تو بلا طرفداری کسی فریق کے یہی گواہی دیتا ہون کہ مین نے
کوئی قول فیصل ایسا کہ جس سے سماع کی حلت اور حرمت قطعی ثابت
ہو آجتک نہین دیکھا اور ہر ایک عالم کے اجتہاد پر یہی مثل موزون پائی
کہ ع تنہا پیش قاضی روی راضی آئی "سب کے سب اپنی اپنی
طبعی اور تاویلی گھڑت پر نازان چلے آتے ہین جسکا نتیجہ بجز اسکے اور
کچھہ برامد نہین ہوسکتا ع فکر ہر کس بہ قدر ہمت اوست۔ باقی رہا
مولویون کے تابعین کا یقین سو اسکی کیفیت یہہ ہے کہ جسکا پیشوا
سماع کو حلال سمجھتا ہے اُسکے تابعدار بھی حلال سمجھتے ہین اور جن کے
پیشوا حرام جانتے ہین اُنکے شاگرد بھی حرام جانتے ہین۔

حاصل کلام یہ کہ قطعی حرام یا حلال ہونے سماع غنا کا کچھہ ثبوت نہین
لہذا اپنا یہ عقیدہ ہے کہ جو مرد خدا اہل اللہ عشق الٰہی کے شوق ذوق مین

شب و روز کلمہ توحید کے ذاکر ہین اور سماع غنا کو آتش اشتیاق کا محرک سمجھتے ہین اُنکو بدعتی اور بہانڈ بہگتیون کا سنگتی اور بچنیا کہکر چڑانا اور کہجانا دلازاری مین داخل ہے اور جو عالم سماع کو قطعی حرام سمجھتے ہین اُن کو وہابی لامذہب کہنا بڑی بے انصافی اور فضولی ہے کیونکہ ہر ایک فرقہ کے پابند اپنے اپنے پیر پیشوا کے دام اعتبار مین گرفتار ہین مگر اللہ اور رسول اللہ کی تابعداری سے کوئی منحرف اور منکر نہین۔ فساد تو فقط اِس بنیاد پر برپا ہے کہ ہر کوئی اپنی اپنی فقہ دانی اور محدثی کے زعم مین ایک دوسرے کو گمراہ بتلا رہا ہے اور جس حالت مین کہ ایک دوسرے کی تحقیق کو صحیح نہین سمجہتا بلکہ غلط کہتا ہے اور علما سے جمہور کا اتفاق نہین مسئلہ مختلف فیہ ہے اور جن علماء کے باہم یہہ اختلاف واقع ہے وہ سب علم دین مین فقیہ اور محدث ہین تو پہر ایسے اختلاف کی حالت مین اپنے اپنے اجتہاد کے اعتبار پر کسی کو بدعتی کہہ کر لامذہب کہلانا کیا ضرور ہے اگر ضد مذہبی سے درگزر کر یہ سمجہین تو فیصلہ اِسکا بہت آسان ہے اور وہ یہہ ہے کہ جو سماع غنا کو حرام سمجہتے ہین وہ اپنے حق مین حرام سمجہین اور جو جایز سمجہتے ہین وہ اپنے حق مین جایز سمجہین مگر صرف بدگوئی سے باز رہین۔ پیرزادون کا اِسمین کیا قصور ہے جو اِن کو بہانڈ بہگتیون کا سنگتی کہکر کہجاتے ہین صوفی محدثین بہی تو علم الیقین کے ایک عجائب دور بین ہین۔ دیکہو سماع غنا کی تحقیق کے بارہ مین درمیولا ایک رسالہ مصنفہ مولانا قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ زبان فارسی سے

اُردو مین ترجمہ ہو کر مطبع مصطفائی دہلی مین چھپا ہے جسکا نام نغمۂ داؤدی ہے - قاضی صاحب نے کسیقدر عملی اور علمی زور دکھایا ہے کہ حدیثات اور اقوال بزرگان کے حوالون اور استنباط اور تاویلی دلیلون سے ثابت کر دیا ہے کہ سماع غنا حلال ہے - اب فرمائیے پیرزادے کیا کرین جہان یہ صورت درپیش ہے

| | |
|---|---|
| پند ناصح میکند از بادہ ام اما چہ سود | میکند ساقی حوالہ گاہ راس گاہ جیب |

## فرقہ اہل تشعیہ پر تقریظ

دل کی گرہ نہ ناخن تدبیر سے کھلی عقدہ کھلے گا مہر یہ مشکلکشا کے ہاتھ

**سوال** اہل تشعیہ اور اہلسنت جماعت کے مذہبی اصول مین کیا تفاوت ہے

**جواب** - مذہبی اصول مین تو کوئی تفاوت نہین پایا جاتا کیونکہ خدا کی وحدانیت اور قرآن مجید کی منزلت کے دونو مجیب پیغمبر علیہ السلام کی نبوت اور رسالت کے دونون بقبل ارکان دین اسلام کے دونو مقر اور معترف ہین - باقی رہے خاص عقاید شیعہ مذہب کے جنین باہم فریقین کے اتفاق اور اختلاف ہے وہ یہ ہین -

(۱) محبت رکہنا اہلبیت سے (۲) متاسف اور غمگین ہونا اہل بیت کے مصائب پر (۳) بیزار رہونا اہلبیت کے قاتلون اور دشمنون سے (۴) افضل سمجھنا حضرت علی کو ہر سہ خلفائے راشدین سے - سو منجملہ ان چار عقاید کے نمبر ا و ۲ و ۳ مین تو اہلسنت جماعت بہی شامل ہین

کیونکہ کوئی اہلسنت نہین جو حُبِ اہلبیت سے خالی ہو۔ لفظ حب علی اور سُنی قدرتی ہم اعداد ہین ۔ من دوست دامان آلِ رسول کُل اہلسنت وجماعۃ کا عقیدہ ہے ۔ اور کوئی اہلسنت نہین جو مصائب اہل بیت پر متاسف نہو اور کوئی اہلسنت نہین جو اہل بیت کے قاتلون سے بیزار نہو ۔ اب رہا بیان اختلاف کا وہ یہہ ہے کہ عقیدہ نمبر ۳ مین جو لفظ بیزاری کا ہے شیعون نے اُسکے معنے اُس زمانہ مین کہ جب واقعہ کربلا کا غم اور غصہ تازہ تہا لعنت گوئی اور دشنام دہی معین فرمائے اور سُنیون نے بیزاری کے معنے متنفر ہونا اہلبیت کے قاتلون سے اب اس مختلف مفہوم کا نتیجہ منصف مزاج صلح دوست خود نکال سکتے ہین کہ بیزاری کے معنے سمجہنے مین کس کا مفہوم تزاید اور افراط پر ہے اور کسکا عندیہ اعتدال اور انحطاط پر ۔ باقی رہا عقیدہ نمبر ۴ اسمین سبب اختلاف کا یہ ہے کہ سُنیون کی سمجہہ کا یہہ مقتضا ہے کہ جس صورت مین اللہ اور رسول نے چارون اصحابون کے اعمال اور افعال کو قرآن اور حدیث مین سراہا ہے اگر آنحضرت کے بعد مین انکی آپس مین بظاہر کچہہ نزاع واقع ہوا تو ہم تابعدارون کو اُنکے محاکمہ کا کیا منصب ہے، کیونکہ یہ چارون بزرگ مقدس دین اسلام کے حامی اور پیشوا اولیاء اللہ ہین اسلئے غلامانہ ادب کا یہی مقتضا ہے ۔

| | | |
|---|---|---|
| میرا مذہب ہے صدیق و عمر عثمان و حیدر کو | | برابر جاننا محمود بے تکرار چارون کو |

اور جو لوگ حضرت علی کے فضایل کے قایل ہین مبارک ہو اگر شیعہ مذہب کلمہ

توحید مین علی ولی اللہ وصی رسول اللہ ستزاداور شامل کر کے
پڑھتے ہین تو اسمین اہلسنت کے مذہب کا کیا نقصان ہے۔
کیونکہ علی رضؓ کے ولی اور وصی ہونے مین کسی مسلمان کو کب انکار ہے
بلکہ سنیون کو تو حضرت علی کی تعریف مین اس مضمون سے اتفاق ہے

کس سے ہو سکتی ہی مداحیٔ ممدوح خدا کس سے ہو سکتی ہی آرایش فردوس برین
کفر سوز آسکا وہ جلوہ ہی کہ جس سے ٹوٹے رنگ عاشق کیطرح رونق بتخانہ چین

باقی رہا نواصب اور غالی اور خوارج عالمون کے مسایل زہر خصائل کا
کا ذکر وہ اس قسم کا ہے کہ جیسے دو شریک آپسمین لڑائی کے وقت
ناتہذبانہ الفاظ بول اُٹھتے ہیں جیساکہ آجکل اہل فرقہ مین بدگوئی کا استعمال
ہورہا ہے سو ایسے مسایل جو خلاف عقل اور تہذیب اخلاق کے منافی
ہون لایق اعتبار کے نہین سمجھے جاسکتے ۔

**سوال** ہندوستان کے شیعہ اور سُنی تو آپسمین ایک دوسرے کے
ایسے بدخواہ نظر نہین آتے جیساکہ اُنکی مذہبی کتابون کا منشاء ہے کیونکہ
اکثر قدیمی خاندانون مین ایسا برتاؤ دیکھنے میں آرہا ہے کہ باپ بیٹون
چچا بھتیجون مین سے کوئی شیعہ ہے کوئی سُنی بلکہ یہ بات مشہور ہے کہ
میرن صاحب مرحوم مجتہد لکھنوی کی والدہ شریفہ سُنی مذہب تہین۔
اور مرتے دم تک سُنی ہی رہین۔ پس جنکے آپسمین اس قسم کی یگانگت
کا سلسلہ اور رابطہ ہو پھر وہ مذہبی مغائرت اور عداوت کو کیونکر پسند
کر سکتے ہین ۔

**جواب** مذہبی مغایرت کا حال نہ پوچھو جو شیعہ اور سنی قرابت قریبہ کے سبب سے آپسمین دوستانہ عزیزانہ میل جول رکھتے ہین وہ مذہبی تعلیم کی روسے اپنے اپنے پیشوا عالموں کی نظرون مین بڑے گنہگار اور گمراہ متصور ہوکر مورد ملامت رہتے ہین کیونکہ مسایل مذہبی کی روسے تو باہم فریقین کے نکاح تک بھی جایز نہین بتلاتے اگر سچ پوچھو تو اسلام مین فرقے ہین تو یہی دو ہین جنکی مفارقت نے اسلامی طاقت کو زندہ درگور کردیا ہے اگرچہ شیعہ اور سنیون کے رگ وریشہ مین قرابت قریبہ کا جوش موجود ہے اور وہ مادہ صلبی انکی دلی موافقت پر آمادہ ہے لیکن نفاقی مسایل زہر خصایل جو مذہبی کتابون مین لکھے ہوئے ہین انکا اثر فریقین کے دلی زخمون کو مندمل نہین ہونے دیتا اور فریقین کی مفارقت کی یہ صورت اور کیفیت دیکھنے مین آرہی ہے کہ صلبی یگانگت اور تہذیب اخلاق اور انسانیت کا اثر تو فریقین کے دلون کو جذب مقناطیسی کیطرح کھینچ رہا ہے اور نفاقی تعلیم کا اثر گوشت سے ناخن جدا کرنے مین کوشش کر رہا ہے - بیٹا خلف الصدق شیعہ مذہب عبادت تبرا گوئی مین مشغول ہے اور باپ اسکا سنی مذہب اس عبادت سے سخت رنجور اور ملول ہے - بیٹا جن کو اہلبیت کا دشمن قرار دیکر گالیان دے رہا ہے باپ انہین بزرگون کو اپنی سمجھ کے موافق مرد خدا اہل اللہ دوست رسول اللہ اپنا ہمقوم جدی جان کر انکی تعریف اور اپنے فرزند مخالف کی توہین کر رہا ہے - قرابت قریبہ کی تاثیر فریقین

کو بغلگیر ہونے کی رغبت دلا رہی ہے اور بارہ امامون کے سجادہ نشین
اور ائمہ اربعہ کے تابعین جنت کی بہار اور دوزخ کے آتشین گرزون
کی مار کا تماشا دکھا دکھا کر سادہ لوح مومنین اور صاحب یقین مسلمین کو
بھیڑ بکریون کیطرح اپنے اپنے فرقون مین داخل کر رہے ہین - اور
اس تفرقہ مذہبی نے فریقین کے تابعین کی یہ حالت کر رکھی ہے -

ادھر تو تنگ ہین دردِ غمِ جدائی سے | ادھر کہین ہین فرشتے ہمین حساب تو دے

اب برائے خدا انصاف فرمائے کہ اس کشمکش مین شیعہ اور سنیون کی نادانی
ہے یا علمائے فریقین کے تعلیم نفاقی کی مہربانی ہے

دم دیکھے الگ کر دیا کیسا ہمین دیکھو | قطرے سے جدا کہتے ہین دریا نہین ہوتا

اے بھائیو مین سچ کہتا ہون کہ اس زمانہ کے جو لوگ عقلمند دور اندیش
صلح پسند ہین اُن کی سمجھ کا یہی مقتضا ہے کہ جملہ ادیان جہان مُروّجہ کی
شریعت مین جو خوف و رجا کا مسئلہ ہے یہی مسئلہ فرقہ سازون کی کارروائی
مین بھی پورا پورا کام دے رہا ہے اُسی کے ذریعہ سے ہر ایک بانی
مذہب نے اپنے فرقے کے پابندون کو یہ یقین کُلّی دلا رکھا ہے کہ
بموجب منشاء آیات اور احادیث کے میرا ہی مُتبع نجات کا حقدار اور
جنت کا جاگیردار ہے اور کُل فرقون کے مُعتقد گمراہ جہنم کے سزاوار ہین
اسی سبب سے کُل فرقون کے پابند جو دوزخ سے ڈرتے اور حُورون پر مرتے
ہین وہی آپس مین لڑتے جھگڑتے ہین اور ایسی سمجھ کے لوگ صلح کُل
کروڑون مین ایک دو ہی ہوتے ہین جیسا اس قول کا منشا ہے -

ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

**سوال** جنگ جمل اور جنگ صفین اور جنگ کربلا جہاد فی سبیل اللہ مین داخل ہے یا نہین۔

**جواب** زمانہ گزشتہ کے روافض اور خوارج عالمون کی نفاقی تعلیم کا تو یہی عقیدہ تہا کہ وہ ایک دوسرے کو کافر اور ان لڑائیون کو اپنے اپنے گروہ کے حق مین جہاد فی سبیل اللہ سمجھتے تہے مگر تعصب مذہبی کا پردہ آنکھون سے اٹھا کر دیکھا جاے تو فریقین مین سے سواے مسلمان کے کافر اور مشرک اور فاسق کا کہین نام ونشان نہ تہا۔ حضرت علی رضہ کا یہ قول اُخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا لَيْسُوْا بِكُفْرٍ وَّلَا بِفِسْقٍ" ترجمہ بہائی ہین بغاوت کی ہے ہمپر نہ وہ کافر ہین نہ فاسق۔ اس امر کے ثبوت کے لئے شاہد کافی ہے کہ حضرت علی رضہ اور حضرت امام حسن رضہ اور حضرت امام حسین رضہ کے مقابلہ مین کوئی خدا اور رسول اور کلمہ توحید کا منکر نہ تہا سب کی بغلون مین قرآن موجود تہی۔ معرکہ کربلا کے وقت کئی مرتبہ لشکر یزید کے سردارون نے حضرت امام حسین کو طلب کرکے اُن کے پیچھے نماز پڑہی اور جب حضرت ممدوح نے اُن کو اپنے مقابلہ سے باز رہنے کی ہدایت کی تو یہی جواب صاف دیا یا حسین ابن علی ہم جانتے ہین کہ تم اصل خلیفہ کے فرزند ہو مگر خدا کی تقدیر سے خلافت امیر معاویہ کے قبضہ مین آچکی ہے اور اب اُسکا بیٹا یزید مستقل خلیفہ ہوچکا ہے ہم تمہاری خاطر اُس سے منحرف ہوکر اپنے مال اور جان اور عزت دنیاوی کو برباد نہین کرسکتے۔ اس لئے

آپ کو یہی صلاح دیتے ہیں آپ ہی بیعت قبول کرلیں - اور واقعہ کربلا حقیقت میں جنگ صفین کا ایک بقیہ مادہ عنادی تہا حضرت امام حسین رض کے دل میں خلافت کی حق تلفی کا رنج تو پہلے سے موجود ہی تہا اُسپر حضرت امام حسن رض کا زہر سے شہید ہونا اور یزید کا برخلاف عہدنامہ خلیفہ ہونا اور بیعت طلبی میں تقاضا کرنا نمک بر جراحت ہوگیا - لہذا امام ممدوح کو اس غم اور غصہ کی حالت میں بجز اسکے کہ

| | |
|---|---|
| یا بامراد بر سرِ گردون نہیم پائے | یا مُردہ وار در سر ہمت کنیم سر |
| یا دُر بہر دو دست کند خواجہ در کنار | یا موج روزے افگندش مُردہ بر کنار |

اور کوئی تدبیر نہ سوجھی اور اسباب ظاہری کیطرف دیکھا جائے تو بیشک یزید سے انتقام طلبی کا انتظام اور حصول خلافت کا سامان قرار واقعی لایق اطمینان کے ہوچکا تہا - اگر امام ممدوح نعمان کی معزولی اور یزید کے بند وبست جدید سے ایک ہفتہ پہلے ہی کوفہ پہنچکر دار الامارت پر قابض ہوجاتے تو کوفہ کے کل رئیس بنی ہاشم کی تلوار کے نیچے آجاتے اُسوقت یزید کیطرف سے اگر فوج کشی ہوتی تو امام ممدوح جنگ صفین کے معرکہ کو تازہ کر دکہلاتے اور وہ قیامت آشوب جنگ کرتے کہ ایکبار تو یزید کی صف کو ضرور الٹ دیتے اور بے طوق بندگی پہنائے نہ چھوڑتے مگر کیا کریں تدبیر بنکر بگڑ گئی موت گلا گیر ہوگئی شیر اجل رسیدہ کی طرح گہیرے میں آگئے تقدیر نے ناچار کردیا اور یہ ناچاری وہ پہلو رکھتی ہے اگر اس معاملہ کو مشیت ایزدی سمجھکر رضا بقضا سپرد کیا جائے تو دم مارنے

کی گنجایش نہین یَفعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیَحکُمُ مَا یُرِیدُ کی تسلیم مین
کسیکو جاے عُذر نہین خدا کی ذات ایسی ہی بے پرواہ ہے کہ ۔

| | |
|---|---|
| گہ ارہ را بہ فرق سر زکریا کشیم | یحیی کشیم و دم نزند در رضای ما |
| گہ چاشنی زہر بحلق حسن کنیم | گہ تیغ بر حسین کشد کربلاے ما |

س ۔ یہ تو اہل حقیقت اور صاحب معرفت کی سمجہہ کا مقتضا ہے جسکا تعلق تقدیر سے ہے اور یہ گفتگو عالم اسباب مین مورخانہ طریق پر ہے اِسلئے یہ بیان کرنا چاہئے کہ بنیاد واقعہ کربلا کی دین اسلام کی حمایت کے ارادہ سے قایم ہوئی یا حقوق مطالبہ خلافت کے سبب سے ۔

ج ۔ معاملات دُنیا اور دین ایسے لازم ملزوم باہم مخلوط ہین جیسے دودہ مین پانی جسکا نتارنا اور جدا کرکے دکہلانا دشوار بلکہ غیر ممکن ہے اگرچہ عالمون کو علم کلام کے زور سے یہ بہی اختیار حاصل ہے کہ وہ امور دُنیاوی کو بہی تاویل کے ذریعہ سے دین مین داخل کر سکتے ہین مگر واقعہ کربلا کو تو فریقین کے عالمون نے بالاتفاق خاص متعلق امور دین سے ہی تسلیم کرلیا ہے اور دینی پیرایہ پر ہی ساڑہے بارہ سو برس سے لڑتے جہگڑتے چلے آتے ہین اِس لئے اب یہ واقعہ دینی ضمیمہ بن گیا ہے ۔

س وہ کونسی وجوہات ہین جن کے ذریعہ سے واقعہ کربلا امور دینیات مین داخل سمجہا گیا ہے ۔

ج اول ۔ وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم مخبر صادق نے حضرت امام حسین رضہ

کی شہادت کے بارہ مین پیشین گوئی فرمائی۔

دوم شہادت کا تعلق خاص امور وہبنیات سے ہے۔

سوم بعد وقوع حادثہ کربلا آسمان سے خون برسنا اور زمین سے خون کا پیدا ہونا مظلومی اور مقبولی پر دلالت کرتا ہے۔

چہارم کرامتون کا ظہور اور صالحین کی خوابون کا مذکور۔

پنجم یادگار ماتم کا ثبات ان وجوہات سے ثابت ہوتا ہے کہ وقع کربلا امور وہبنیات مین سے ہے۔

س اس زمانہ کے فلسفی ان وجوہات کو بالکل نہین مانتے اعتقادی روایات بے ثبات جانتے ہین ان کا مفہوم یہ ہے کہ واقع کربلا بھی ایک بادشاہانہ معرکہ تہا۔ مگر اسوقت کے عالمون نے جو علم تاریخ سے رغبت اور آئین سلطنت سے واقفیت نہ رکھتے تھے بادشاہی معرکہ کو دینی معرکہ تصور کر کے آپسمین شرعی نکتہ چینیون سے لڑنا اور جھگڑنا شروع کر دیا جسکا انجام یہ ہوا کہ اسلامی گروہ واحد کی طاقت دو فرقون پر تقسیم ہوگئی اور اسلامی شمشیر عالمگیر کو توڑ کر اسکی دو چہری بنا لے گئے اور پھر ان دو چہرون کو توڑ کر بہتر فرقون پر تقسیم کر کے قلمتراش چاقو بنائی اور جب ان مین بھی تفریق اگر پڑی تو آریون اور سوئیون کی ساخت تک نوبت پہنچی جسکے سبب سے شیخ سید مغل پٹھان بساطیون اور درزیون کے درجہ کو پہنچ گئے اور مذہبی نوک چوک ہنوز موجود ہے اگر عالم لوگ حقوق حفظ خلافت کے جھگڑون کو دینی لڑائیان قرار نہ دیتے تو قوم

ہین تفرقہ کیون لاحق ہوتا اور یہ بہی ظاہر ہے کہ علماء مذاہب فریقین متفق ہین اس مسئلہ مین کہ سجادہ خلافت کا خاتمہ حضرت امام حسن کی چند روزہ خلافت تک ہوچکا تہا اور امام ممدوح نے جو ترک خلافت کیوقت امیر معاویہ سے عہدنامہ کیا تہا مضمون اُسکا صاف بادشاہانہ طریق پر دلالت کرتا ہے۔

دوسرے حضرت امام حسین نے جو یزید سے مخالفت اختیار کرکے اُس سے مقابلہ کرنیکا بندوبست کیا تہا وہ انتظام سلاطینون کے دستور کے مطابق تہا یون بگڑ جانا تدبیر ظاہری کا تقدیر الٰہی سے جدی بات ہے ؛

**جواب** ہان اِس زمانہ عقل کے کورے گراے مسلمانون فلسفیون کی سمجہہ کا تو یہی مقتضا ہے جیسا آپ نے فرمایا لیکن یہ بہی ایک نازک معاملہ ہے جسمین چون وچرا کو دخل دینا بیجا ہے من سکت سلم ومن سلم نجا

**سوال** اکثر شیعون کی زبانی یہہ سننے مین آیا ہے کہ حضرت امام حسین اپنے نانا کی گنہگار امت کی نجات کرانے کے واسطے معہ خویش وتبار خدا کی راہ مین قربان ہوئے ہین اسمین تمہارا کیا اعتقاد ہے

**جواب** علماء شیعان کا یہہ عقیدہ ہرگز نہین یہ عوام الناس شیعان کا مفہوم ہے اور یہ عندیہ صحیح نہین یہ عقیدہ تو عیسائیون کا ہے کہ حضرت مسیح اپنی امت کے اگلے پچہلے گناہون کے عوض مین بطور کفارہ کے صلیب پر کہینچے گئے ہین جنپر محمدی یہہ اعتراض کرتے ہین کہ خدا تعالیٰ

کا عدل اور انصاف ایسا نہیں کہ اپنے کسی بندہ مقبول بیگناہ کو گنہگاروں کے عوض میں قتل کرائے اور اُسکے خون ناحق کے عوض میں اُمت کو نجات دے خدا کی عدالت اور شان مغفرت ایسی رسوم اور ناداں لیکر گنہگاروں کو نجات دینے کی محتاج نہیں اُسکی شان غفار ہے سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ عَلٰى غَضَبِيْ اور وَسِعَتْ رَحْمَتِيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ہے۔ ہان یہ عقیدہ اپنا ضرور ہے

| | |
|---|---|
| شنیدم کہ در روز امید و بیم | بدان را بہ نیکان ببخشد کریم |

**سوال** کیا سبب ہے کہ تیرہوین صدی مین شیعون کے مجتہدون نے کوئی نیا فرقہ ایجاد نہین کیا۔

**جواب** حضرات شیعان مین بفضل خدا امیر معاویہ کے عہد سے خلفائے عباسیہ کے خلافت کے خاتمہ تک بارہ فرقے موسوم باثنا عشریہ پہلے ہی قایم ہو چکے تہے جن کے اتفاق باہمی اور محبت اسلامی کی یہ تعریف ہے کہ بارہ کو معصومین تو سب کہتے ہین اور مانتے ہین لیکن ایک امام کا معتقد دوسرے امام کے معتقد کے پیچہے نماز پڑہنا جایز نہین سمجہتا ہر ایک امام کے تابعین نے اپنے اپنے جدا جدا مصلے قایم کر رکہے ہین ایک امام مقدس کے معتقد دوسرے امام کے تابعین کو علم حدیث کی رو سے گمراہ سمجہتے ہین ۱۰

**سوال** نماز فرض اور سنت کا بجالانا واسطے خدا کے ہے یا واسطے آیمہ ہدا کے اگر نماز واسطے خدا ہے تو پہر کیا سبب ہے کہ ایک امام کی متابعت دوسرے امام کا پیرو نہین کرتا اور اُن کے پیچہے نماز پڑہنا جایز نہین جانتا

جواب فرائض اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم کا ادا کرنا تو سب اہل فرقے
محض واسطے خدا کے ہی کہتے ہین لیکن اختلاف اور ضد مذہبی اور تعلیم
نفاقی کے سبب جو دلون مین عداوت بہری ہوئی ہے اِسلیئے سب نے
اپنے اپنے امام مقبولہ کی پیروی کو مقدم اور مسلم اور حاجت روائے
دارین سمجہہ رکہا ہے اور ایسے بندگان خدا منصف مزاج کم دیکہنے مین
آتے ہین جنکا یہ عندیہ ہے کہ ع ندا ریم غیر از تو فریادرس
سوال فرقون کی پابندی اور تنفر دلی کا مدار ابتدائی تعلیم پر ہے
اور اُس اعتقادی خیال کا بدلنا امر محال پہر بہلا کسی کے کہنے سے
اعتقاد مذہبی مین بہی کہین کمی بیشی ہوسکتی ہے نہین ہرگز نہین۔
جواب مینے یہ کب کہا ہے کہ اعتقاد مذہبی اور فرقہ کی پابندی کسی کے
کہنے سے چہُٹ سکتی ہے میری فریاد کا مدعا تو یہ ہے کہ اگر انسان عاقل
منصف مزاج کی سمجہہ مین یہہ بات آجائے کہ یہ مذہب کیونکر پیدا ہوے
اختلاف مذہبی کی بنیاد آپس کا فساد ہے یا خدائی اور تعلیم محمدی کا ارشاد
ہے تو بیشک تعصب مذہبی مین کسیقدر کمی ضرور ہوسکتی ہے۔
مخفی نرہے کہ مسایل ثوابی اور عذابی کے ذخیرے اور خروار او زناد بلات
روایتی کے انبار اور ہین اور خدا تعالی کی پلک نوازی اور بے نیازی
کے انعامات کے آثار اور ہین۔ دیکہو احیاء العلوم مین حضرت عمر بن عبد العزیز
رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ صلعم کو خواب مین دیکہا کہ حضرت ابو بکر صدیق رض
اور حضرت عمر رض آنحضرت کے پاس بیٹھے ہین مین بہی سلام کرکے اُن

دونوں کے بیچ میں جا بیٹھا اتنے میں حضرت علی مرتضیٰ اور امیر معاویہ تشریف لائے آنحضرت نے دونوں کو ایک کوٹھری میں داخل کر دیا۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ حضرت علی رضؓ یہ کہتے ہوئے باہر تشریف لائے کہ قسم ہے رب کعبہ کی کہ میرے ہی حق میں حکم ہوا ان کے بعد امیر معاویہ بھی بہت جلد یہ کہتے ہوئے باہر نکلے کہ قسم ہے رب کعبہ کی میں بخشا گیا۔ پس خدا کی بے نیازی کا یہ حال ہے۔ کہ

| | | |
|---|---|---|
| فضل ساعت کار صد سالہ کند | | نار ابراہیم را لالہ کند |
| ذرہ سایہ عنایت بہتر است | | از ہزاران کوشش طاعت پرست |

ایک دم میں دونوں کا فیصلہ کر دیا اور ایک ہم لوگ دیندار غم اور غصہ بشریت میں گرفتار ہیں کہ اسی غم و غصہ میں ساڑھے بارہ سو برس سے لڑتے جھگڑتے مرتے چلے آتے ہیں اور مذہبی تفرقہ ہنوز روز اول ہے خدا اور رسول کو حاضر ناظر جان کر دیکھیں اور کہیں کہ اس تنازعہ باہمی اور مفارقت دائمی میں دین اسلام کی کونسی خیر خواہی اور خیر طلبی پائی جاتی ہے خیال کرنیکی بات ہے کہ جس قوم کے حامیان دین اور باپ دادا دین کے پیشوا حقوق حفظ خلافت کی لاگ لپیٹ میں اگر آپس میں لڑے تو وہ لڑائیاں دین اسلام میں داخل اور جہاد میں شامل کیونکر سمجھی جا سکتی ہیں اور جس دین کی آئین میں عداوت قلبی دینداری میں شامل ہو بھلا وہ دین بھی کبھی ترقی پکڑ سکتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ عداوت قومی اور مذہبی وہ بری بلا ہے کہ رفتہ رفتہ دین اور دنیا دونوں کی بیخکنی کر دیتی ہے۔ پس جو اہل اسلام

نفاقی تعلیم پاکر آپسمین عداوت رکہتے ہین وہ دین اسلام کے خیر خواہ نہین بلکہ وہ فرقہ پرستون مین داخل ہین *

**سوال** شیخین اور عثمان بنی امیہ اور بنی ہاشم کی اولاد کہان گئی کہ یہ لوگ اب بہ نسبت گروہ بنی فاطمہ فیصدی دو بہی دکہلائی نہین دیتے

**جواب** اصل بات تو یہہ ہے کہ بنی فاطمہ آغاز اسلام کے زمانہ مین نہایت قدر قلیل بطور تبرک کے تہے اور بلکہ اسوقت تک مدینہ منورہ مین کل تین چار گھر اور کعبۃ اللہ مین فقط انیس ۱۹ گہر بنی فاطمہ کے ہین اور بنی ہاشم اور صدیقی بنی عدہ اور فاروقی بنی تیم اور عثمانی بنی امیہ اور دیگر گروہ انصار اور اعوان کی اولاد بے تعداد بیشمار تہی جب ہندوستان مین قوم مسلمان آمتی کروڑہا ہو گئی اور بنی فاطمہ کو آل رسول مقبول جانکر پیر پکڑنا شروع کیا اور زر اور زمین اور زن انکو بطور نذر نیاز دینے لگے تو شیخین کی اولاد کے دل مین رشک پیدا ہوا خطاب سیادت مین حصہ لینے کو جہکے - بنی فاطمہ سے انکا چولی دامن کا ساتھ قدیم سے چلا آتا تہا رشتہ قرابت کا سلسلہ بہی جاری تہا فقط شیخ کے لفظ کا اخفا اور خطاب سید کے اظہار کی کسر تہی سو انہین حصہ لینے کو ایسے ڈہلے کہ رفتہ رفتہ سب فنا فی اللہ فاطمہ ہو گئے -

| | |
|---|---|
| شیر و شکر و برنج سب آمیز ہو گئے | فرنی کی دیگ سب بکے دلاویز ہو گئے |

اسلئے گروہ بنی فاطمہ بڑہگیا اور یہہ سو مین دو بہی نرہے مگر یہہ سب نسلیں بنی فاطمہ مین موجود ہین -

| | |
|---|---|
| انکے دامن سے جو الجہا انکو عزت ملگئی | خار صحرائی بہی اب باندہی ہوے دستار ہین |

اس بیان سے ہماری مراد یہہ ہے کہ اب دیکھیے کیا معاملہ نازک درپیش ہے کہ حضرات امامیہ شیخین کی اولاد خصوصًا اولاد بنی اُمیہ سے سخت متنفر اور بیزار رہتے ہین اور اپنے دل مین یہہ خیال نہین فرماتے کہ بنی ہاشم کی اولاد معہ اولاد بنی اُمیہ اور بنی تیم اور بنی عدہ سب بنی فاطمہ کے جزو بدن ہو چکی ہے پہر یہ نفرت کس سے اور یہہ صلواتین کسکو سنائی جاتی ہین موردِ تصلیہ کون ہے اور کدہر کو جاتی ہین اب توصاف یہ صورت ظاہر ہے ؎

اپنے ہی مقلدِ عمل ہین — جو دل مین شکوک ہین خلل ہین

**سوال** - اگر اہل تشیعہ قاتلان اہلبیت پر لعنت کرتے ہین تو سنی کیون بُرا مانتے اور مخالفت کرتے ہین ؛

**جواب** مخفی نرہے کہ سنیون کو شیعون کے ساتہہ اس سبب مخالفت نہین کہ وہ قاتلان اہلبیت پر لعنت کرتے ہین - اگر حضرات شیعان اہلبیت کے قاتلون پر لاکہہ بار لعنت کرین تو سُنی بیش باد کہنے سے بہی دریغ نکرین بلکہ اصل سبب ناموافقت اور نفرت کا یہی ہے کہ شیعان جو ہر سہ خلفاے کرام اور خصوصًا حضرت عمر کے نام پر صلواتین سناتے ہین یہہ بدگوئی انکی سُنیون کو ایسی سخت ناگوار ہے کہ وہ کسی حالت مین سُن نہین سکتے اور کیونکر سُن سکین ؛

(۱) وہ حضرت عمر کہ جنکے مسلمان ہونیکے لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی درگاہ مین بڑی التجا کے ساتہہ دعا کی اور اس دعا کی قبولیت سے حضرت عمر نے اسلام قبول کیا -

(۲) وہ عمر کہ جس نے سب سے پہلے کعبۃ اللہ میں مصلّی نماز کا بچھوایا اور شوکت اسلام کو ظاہر کیا۔

(۳) وہ عمر کہ جسکا خداداد اقبال ہرقل شہنشاہ کی چھہ لاکھہ فوج کے حملہ کو خاطر میں نہ لایا اور چالیس ہزار مسلمانوں نے اسکو مار بھگایا۔

(۴) وہ عمر کہ جو بلاد شام کے مشرکین کی درخواست پر اپنا حلیہ تصدیق کرانے کے لئے چمڑے کے پھٹے پرانے کپڑے مونڈھے پر پانی کا مشکیزہ کمر سے تھیلی ستو کی بندھی ہوئی اونٹنی پر سوار بے خوف وخطر قلعہ کی دیوار کے نیچے جا کھڑے ہوئے اور مشرکین نے زمانہ گزشتہ کے کاہنوں کی کتاب سے حلیہ ملایا اور مطابق پایا اور کہا بیشک تم اسلام کے وہی امیر سردار ہو جن کے حکم سے یہہ قلعہ فتح ہونے کی خبر ہمارے کاہنوں نے لکھی ہے فوراً دروازہ قلعہ کا کھول دیا اور صلح کی التجا کی اور حضرت عمر رضؓ نے منظور فرمائی۔

(۵) وہ عمر کہ جس نے ایکہزار چھتیس شہر اپنی خلافت کے زمانہ میں فتح کئے چھہ سو مساجد عالیشان تعمیر کرائیں اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کلمۃ الحق کی آواز کو بلند کیا۔

(۶) وہ عمر کہ جس نے ایوان کسرٰے کے کنگروں پر اسلامی جھنڈا نصب کیا

(۷) وہ عمر کہ جسکے عہد خلافت میں نوشیروان کی اولاد اسیری میں آئی اور حضرت بی بی شہربانو حضرت امام حسین علیہ السلام کے مشکوئے دولت میں بھجوائی گئیں۔

(۸) وہ عمر کہ جس کے عدالت اور سیاست خداداد کو بادشاہان روے زمین مانتے تہے اور کہتے تہے کہ خلافت عمر کو شایان ہے اور فتح مسلمانون کی تلوار پر قربان ہے۔

(۹) وہ عمر عادل کہ جسکے حکم کو عرب اور روم اور مصر اور بلاد شام کے ناظمان اہل اسلام سیف بے نیام سمجھتے تہے۔

(۱۰) وہ عمر کہ جس کا ایک دستی رقعہ رود نیل کے کنڈہ مین ڈالنے سے دریاے مذکور جاری ہوگیا اور نیل بند ہو جانے کیوقت جو مصر کی رعایا ایک خوبصورت دختر ناکتخدا کو دریا کی بہینٹ دیا کرتی تھی وہ رسم ظلم اور کفر بند ہو گئی

(۱۱) وہ عمر کہ جسکی ایک آواز الہامی مدینہ منورہ سے ملک نہاوند مین پہنچی اور لشکر اسلام کو مشرکین کی دغا سے بحکم خدا بچا لیا جائے افسوس ہے کہ ایسے حامی دین اسلام ولی اللہ مسلمان کو کہ جسکی خلافت کی برکت اور حضرت علی کی مشورت اور معاونت سے اسلام نابالغ پرورش پاکر پہلوان گیتی ستان بنگیا اُسکو غاصب اور مرتد اور منافق اور کافر کہین گالیان دین اور عبادت سمجھین تو فرمائیے ایسی عبادت مین کوئی بیچارا اہلسنت کیونکر شامل ہو سکتا ہے۔ بقول اخباری شیعون کے۔

| | |
|---|---|
| دشنام بمذہبیکہ طاعت باشد | مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم |

اور خاک پڑے مُنہ مین فرقہ خوارج کے جو حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا

شہ سوار میدان لافتا مشکل کشا وصی رسول اللہ اور حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا اور اُن کے جگر گوشہا ئے حسنین اور حضرت عثمان ذوالنورین کو شرعی نکتہ چینیون کے حیلہ بہانہ سے کافر کہنا دینداری سمجھتے ہین اگر یہ بزرگان دین نعوذ باللہ کافر ہوے تو پہر روے زمین پر اور کون مسلمان باقی رہا۔ ہیہات اگر روافض اور خوارج علماء کی یہی دینداری لعنت کی ماری ہے تو ایسی دینداری سے امید نجات کی رکہنا اس قسم کی کاشتکاری ہے جیسے کوئی تخم ببول بوئے اور آم کہانے کی توقع رکہے۔

س۔ بہلا صاحب گفتگو تو بہت ہوئی اب یہ کہو کہ شیعہ اور سنی گروہ مین اتفاق پیدا ہونیکی بہی کوئی صورت ہے۔ یا نہین

ج آج ہندوستان مین پانچ کروڑ مسلمان ہین جو چہہ سات فرقون پر منقسم ہورہے ہین منجملہ اُنکے کل نولاکہہ فرقہ امامیہ مین سے ہین اور یہہ بات صاف ظاہر ہے کہ فرقہ خوارج مین سے ہندوستان مین کوئی نہین مگر فرقہ روافض کے پابند بہت ہین اور جو ہند مین اہل سنت ہین وہ سب خلفاء کرام اور پنجتن پاک کے غلام ہین سو اگر حضرات شیعان ہرسہ اصحاب رسول اللہ کو گالیان دینا چہوڑدین اور لایق اور برگزیدہ اور چیدہ بزرگان شیعہ مذہب کی پیروی اختیار فرمادین تو گروہ اہلسنت گروہ امامیہ کو اپنے دل مین جگہ دینے کو تیار ہے۔

س جس صورت مین کہ شیعہ مذہب کے اصول مین تبرا گوئی خدا اور

رسول کی خوشنودی مین اور عبادت الٰہی مین داخل ہے اور نجات کا ذریعہ ہے پھر وہ ایسے کار ثواب کو کیونکر چھوڑ سکتے ہین -

ج - یہ بات تو علماے شیعان کے اقوال سے ثابت ہی کہ تبرا گوئی ہرگز روا نہین شعار جہلا ہے جسکا ذکر مین آگے چلکر بیان کرونگا باقی رہا نجات کا عقیدہ اسمین فقط اتنا ہی غور کرنا کافی ہے کہ آیا نجات کا ذریعہ حق پرستی ہے یا مذہب پرستی - خیال کرنے کی بات ہے کہ جب دین اسلام پیدا ہوا اسوقت کسی مذہب اور فرقہ کا نام و نشان نہ تھا اُسوقت مین پیغمبر اسلام نے ذریعہ نجات کا کیا قایم کیا ہے - سو اس سوال کے جواب مین نادان آدمی بھی کہہ سکتا ہے کہ رسولِ خدا نے ذریعہ نجات کا مفاتیح الجنت لا الہ الا اللہ قرار دیا ہے جس کے یہ معنے ہین کہ کنجی بہشت کے دروازہ کی کلمہ توحید ہے اور مدار نجات کا حق پرستی پر منحصر رکھا ہے - پھر عقل سلیم اس بات کو کیونکر تسلیم کرسکتی ہے کہ نجات لعنت گوئی پر منحصر ہے - نہین ہرگز نہین -- اور جس حالت مین کہ خوشنودی خدا اور رسول خدا کی حق پرستی پر منحصر ہوچکی اور اُسکے بعد مین مذہب خوارج اور روافض پیدا ہوے ایک فرقہ نے حضرت علی رضؓ کو برا کہنا شرعًا جائز قرار دیا اور دوسرے فرقے نے اُنکی ضد مین ہر سہ اصحاب کو برا کہنا ذریعہ نجات کا قایم کیا اور ہر دو فریق نے عداوت کی حالت مین عمل بدگوئی کو کار ثواب مین داخل سمجھا تو اب عقل صواب اندیش کو تنقیح نکالکر محاکمہ اس امر کا کرنا لازم اور واجب ہے کہ آیا

جو اصول نجات کا رسول خدا صلعم نے قایم فرمایا ہے وہ لایق صحیح سمجھنے کے ہے یا وہ اصول قبول کرنے کے لایق ہے جو عداوت کی حالت مین فریقین نے مقرر کیا ہے تو نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اصول معینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق ہے اور باقی عمل عداوتی محض غلط - اور فرض کیا ہے کہ مذہبی اعتقاد بہت عزیز ہے لیکن عقل بھی تو آخر کچھہ چیز ہے جسکی نسبت یہ مشہور ہے کہ خدا دیکھا نہین عقل سے پہچانا ہے - پھر عقل اسبات کو کیونکر مان سکتی ہے کہ رسول خدا نے جو کلمہ توحید کو جنت کے دروازہ کی تالی قرار دیا ہے وہ صحیح نہین اور جو اصول فریقین نے معین کیا ہے وہ صحیح ہوگا - نعوذ باللہ - پس لایق یقین کے وہی اصول نجات صحیح ہے جو رسول اللہ نے مقرر فرمایا ہے باقی سب عداوتی عمل ہین اور طبایع مختلف کے خلل مین داخل ہین

**س** فرقے خوارج اور روافض نے جو عمل ناسزا گوئی کو ثواب عظیم سمجھہ رکھا ہے بنیاد اس تعلیم کی کیا ہے

**ج** اِس تعلیم نفاقی کی بنیاد تو دراصل آپکا فساد ہے لیکن عُلماے فریقین کی کمر سے جو ترکش دو علم فقہ اور حدیث کا بندھا ہوا ہے اِسلیئے مناظرہ مین فریقین اُسی ترکش واحد کی تاویلات علمی کی مدد سے لڑتے چلے آئے ہین اور نیز فرقہ سنت جماعت جو ہر چہار خلفاے کرام کی عظمت کی قبولیت کو اپنا ایمان سمجھتا ہے وہ بھی اس بدگوئی کے عمل سے ناراض ہوکر دونون کے عقاید کی تردید کرتا رہا ہے مگر علم کلام خطا

اور جبکہ دل مین اسقدر گنجایش ہے کہ جبتک طبیعت مین غصہ اور ضد مذہبی قایم رہی علم کلام کے زور سے حق کو ناحق اور ناحق کو حق ثابت کر کے دکھلانے مین کوئی مناظر معذور اور مجبور نہین ہو سکتا۔ اور تاویل منطقی ایسی بری بلا ہے کہ جبتک امر حق کی تحقیق کا شوق اور انصاف دل مین پیدا نہو سلسلہ تاویل قطع نہین ہو سکتا۔ ابتداے فرقون سے فریقین کو یہی پسند ہا کہ انصاف کا خون ہو جاے تو مضایقہ نہین مگر ضد مذہبی خواہ سچی ہو یا جھوٹی اسکو چھوڑ دینا کسی نے گوارا نہین کیا کہا وہ تاویل کس قسم کی ہوتی ہے کہ جس سے سچ بات کو جھوٹا اور جھوٹ کو سچ کر کے دکھلا دیتے ہین

ج فرض کرو نظامی کے اس شعر کو

| | |
|---|---|
| بمہر علی گرچہ محکم پے ام | ز عشق عمر نیز خالی نے ام |

سنی اس کے معنے اپنے شاگردون کو یون سمجھاتے ہین مولف اس شعر کا سنی تھا اسلئے وہ کہتا ہے کہ اگرچہ مین حب علی مین محکم ہون لیکن عمر کے عشق سے بھی خالی نہین۔ شیعہ اپنے شاگردون کو اسکے معنے اسطرح پر بتلاتے ہین کہ نظامی شیعہ تھا اسلئے اُس نے بطور تقیہ کے اسمین یہ باریکی رکھی ہے کہ سنی مذہب کے علما لفظ نے کے معنی نفی کے سمجھکر خوش ہو جائینگے گر در اصل مفہوم باطنی مولف کا لفظ نے سے خالی بانسی مراد ہے تو اب معنی اسکے یہ ہوئے کہ مین علی رض کی محبت مین محکم ہون اور عمر کے عشق سے خالی بانسری کی۔ پس اسکو

تاویل کہتے ہین جسکے ذریعہ سے ہر ایک مخالف کو گنجایش سچی جہوٹی بحث کرنے کی نکل آتی ہے۔

س ہر دو مصرعہ مین جو الفاظ اگرچہ اور نیز شرطیہ اور جزائیہ و الفاظ مہر اور عشق موجود ہین تو بہہ شیعان کی تاویل کے مؤید نہین بلکہ منافی ہین

ج یہ امر تنقیح نکالنا اُسکا کام ہے جو نہ شیعہ ہو نہ سُنی اور وہ فیصلہ اِس امر کا لکہے تو قابل التفات کے ہو سکتا ہے ورنہ مخالف مخالف کی حجت کو کب مانتا ہے اور سکندر نامہ اپنے اپنے بچون کو پڑہانا ضرور ہوا تو پہر کوئی اپنے بچون کو منافی مذہب معنی کب سمجہا سکتا ہے۔ تاویلی نمونہ تو ہم دکہلا چکے اب مطلب کی بات شروع کرتا ہون کہ زمانہ حال کے اہل مذاہب کی سمجہہ نے ایسا پلٹا کہایا ہے کہ سقط کے خوارج تک بہی خارجی کہنے سے چڑتے اور گہبراتے ہین اور جملہ اصحاب اور اہلبیت کے نام پاک نہایت ادب سے لیتے ہین اور رضی اللہ عنہ کہتے ہین تو ایسی علمیت اور انسانیت اور امن و عافیت کے زمانہ مین جو اہل ہند کو خدا کے فضل اور گورنمنٹ ہند کی عدالت گستری کی بدولت حاصل ہے ایسی بناوٹی عداوت کی اصلاح کوئی امر محال نہین بلکہ ممکن ہے بشرطیکہ فریقین کے علما اور مجتہد زمانہ گذشتہ کے دلآزار مباحثون کا نتیجہ نکالکر دیکہین کہ اُنکی باہمی قلمی نوک چوک سے مذہبی تعصب اور عداوت مین کچہہ کمی ہوئی یا ترقی اگر نتیجہ اُن کے مباحثون کا تعصب مین کمی ثابت ہو تو بیشک سخت کلامی انکی کارامد اور تعریف کے

لایق ہے اور جو تعصب اور عداوت مین ترقی ثابت ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ یہہ مباحثے دلخراش محض بیہودہ بلکہ مضر تہے اُن سے دست بردار ہونا واجب تہی - اور یہہ بہی خیال فرمادین کہ وہ فرقے روافض و خوارج ہندوستان مین کہان ہین جو ایک دوسر کیو مار کر خون مخالف مذہب آدمیون کا تبرکاً پی لیتے تہے - اُن ہر دو مذاہب کے وحشی تو ملک ہند مین کبہی آئے ہی نہین اور نہ خدا لائے نہ اُنکی صورت دکہلائے - اب دیکہین اُن احکام کے حوالون کو اور شناخت کرین اس امر کی کہ آیا یہہ احکام جن کو مین دکہاتا ہون یہ حضرات شیعان کے پیشوایان کے ارشاد ہین یا نہین -

نمبر ۱ دیکہین حدیقہ سلطانی کو جسمین بحوالہ ارشاد حضرت امام رضا علیہ السلام فرقہ ہاے مفصلہ ذیل روافض بدگو - فرقہ غالی تبرائی - فرقہ ناصبی - فرقہ منصوصہ مشرکین کو کافرون اور مشرکون سے بدتر قرار دیا ہے -

نمبر ۲ - دیکہین اس اشتہار کو جو شاہ کجکلاہ والئی ملک ایران کے پیشگاہ سے جاری ہوا ہے نقل اسکی پنجابی اخبار لاہور مین چہپکر شایع ہو چکی ہے جس کے مضمون کا خلاصہ یہہ ہے کہ "تبرہ گوئی شیعہ مذہب کے اصول کے خلاف ہی اور تہذیب اخلاق اور انسانی وفاق سے بعید اس امر کو ترک کرنا چاہیئے"

نمبر ۳ - دیکہین وہ چہوٹے چہوٹے رسالے مناظرہ تنقیح المسایل منع تبرہ رد تبرہ وغیرہ جو مولوی سید الفت حسین صاحب مدرس گورنمنٹ سکول

لاہور شیعہ مذہب رئیس قصبہ سکارپور ضلع مظفر نگر نے اپنے مذہب کی اصلاح اور رفع قومی نزاع کی غرض سے تصنیف فرمائے ہین جمیں؟ پچیس مجتہدون اور عالمون شیعہ مذہب کی کتابون کے حوالون سے اِس امر کو ثابت کر کے دکھلایا ہے کہ بدگوئی شیعہ مذہب کے اصول کے خلاف اور فعل ناصواب ہے اور جہلاے عوام دنگیون کا شیوہ ہے، حضرات مجتہد شیعان حصول معاش کیوجہ اور جہلا کی منحرفی کے خوف سے دبگئے ہین مگر توبھی خود اپنے مُنہ سے کوئی مجتہد تبرہ نہین کہتا - مجبورانہ طور پر حاضری کے وقت دبے دبائے سر نیچے کئے سُنتے رہتے ہین -

نمبر ۴ - خود آئمہ نے بدگوئی سے منع کیا ہے -

نمبر ۵ - خواجہ مولوی جعفر علی صاحب مجتہد پانی پتی مفسر عمدۃ البیان مین تبرہ گوئی اور اشہدان امیرالمومنین اذان مین اپنے معتقد شیعان کو کہنے نہ دیتے تھے -

نمبر ۶ - کتاب مسعودی مطبوعہ مطلع العلوم دہلی مین صاف لکھا ہے کہ بدگوئی نواصب اور خوارج سے نکلی ہے -

نمبر ۷ - مولوی محمد باقر صاحب مجتہد بدگوئی کو ناجایز بتلاتے ہین -

نمبر ۸ - سید ابراہیم صاحب مجتہد مفسر قرآن مجید مطبوعہ نواب حامد علیخان ساتوین سیپارہ کی تفسیر مین صفحہ ۹۱ پر تبرہ گوئی کو شعار جہلا ثابت فرماتے ہین

نمبر ۹ مولوی سید عمار علی صاحب مجتہد بدگوئی سے رد کرتے ہین -

نمبر ۱۰- حکیم مولوی محمد تقی صاحب سونی پتی تبرا گوئی کے بدخلاف ہین
نمبر ۱۱- مولوی محمد علی بیگ صاحب مجتہد رئیس اکبرآبادی تبرہ گوئی کو محض بے اصل شعار جہلا بتلاتے ہین

نمبر ۱۲- دیکھین کتاب آیات بینات جو کمال صراحت سے مولوی سید مہدیعلیخان صاحب سابق تحصیلدار و حال فنانشل کمشنر بہادر ریاست نظام حیدرآباد دکن امامیہ مذہب نے سنی ہو کر اپنے بہائیون کی تسلی اور اطمینان کی غرض سے لکھی ہے

نمبر ۱۳- جسقدر روائتین حدیثین متعارض نفرت آموز جگر سوز کتابون مین شعلہ افروز ہین انکو ایسا سمجھنا چاہیے جیسا اونٹ جوش مستی مین جہاگ ڈالا کرتا ہے ایسی ہی فریقین کے عربی زباندان لڑاکے آدمیون نے غضب اور غصہ کی حالت مین یہہ زہریلی روائتین منہ سے اُگل کر معتبر اماموں کی تصنیفات مین اس ارادہ سے داخل کردین ہین کہ ایک فرقہ کا آدمی دوسری فرقہ کے لوگون سے ملنے نپائے۔

نمبر ۱۴- جس گرما گرمی سے ایکدوسریکے مذہبی مسایل کی تردید مین لیاقت علمی دکہلا رہے ہین اور طرح طرح کے اتہام اور الزام ایک دوسرے کی نسبت لگا رہے ہین اب لازم یون ہے کہ ان قلمی گہوڑون کی باگین مصالحت کے راستہ کیطرف پہیرین۔

نمبر ۱۵- ایک دوسرے کی مذہبی عیب جوئی دلآزاری شیوہ انسانیت کے خلاف سمجہین ۔ ۱۲

نمبر ۱۶ - سینہ ہر مومن کا معرفت الٰہی کے اسرار کا گنجینہ ہے فریقین اپنے اپنے دلون مین بغض اور حسد اور عداوت مذہبی کو قید رکھنا چھوڑ دین

نمبر ۱۷ حضرات شیعہ امامیہ حاضری کے وقت لعنت گوئی کو عبادت الٰہی مین داخل سمجھین کیونکہ بدگوئی دراصل عداوتی عمل ہے خدا کی عبادت سے اسکا کچھہ واسطہ نہین

نمبر ۱۸ - امور مذہبی مین علم اور عقل دونون سے کام لینا چاہئے فقط منقول پر ہی یقین کرکے بیٹھ رہنا مناسب وقت نہین مذہب بھی ایک بڑا بھاری گورکھہ دہندا ہے جس کے دہندے مین اُلجھ کر سُلجھنا ہر ایک اہل مذہب کا کام نہین -

| | |
|---|---|
| حور و غلمان کی طلب مین بنگئے دیوانے ہم | سامنے دیدار حق کے ہی جو لڈو بور کا |
| ابتو آنکھین کھول اے محمود دین حق پرست | دیکھہ جلوہ صفت رب العالمین کے نور کا |

# فرقہ حنفی مذہب مقلدین لقب پر تقریظ

**سوال** فرقہ مقلدین کا اصول اور اُنکے عقاید کا مغز مدعا بیان کرو

**جواب** - حنفی مذہب ایک گروہ عظیم جو اہلسنت جماعت مشہور ہے - اسمین دو فرقے ہین ایک فرقہ کے علمار کا لقب محققین اور دوسرے گروہ کا خطاب صوفی محدثین مشائخین ہے مگر ابتدائے اسلام سے ان ہر دو گروہ کے عالمون مین ایسا تفرقہ کبھی لاحق نہین ہوا جیسا کہ تیرہوین صدی کے علماء مین - ہان اس قسم کے اختلافات

اِن کے آپسمین ضرور لاحق رہے اور اتبک بہی ہین کہ یہہ علما و مشایخین سجادہ نشین کے مریدون کو سجدہ تحت کرنے سے اور گروہ چشتیون کے فقرا کو سماع غنا با مزامیر سُننے سے اور دیگر جہلا فقرا کو اقوال مُلحدانہ بولنے سے اِس طریق کے ساتہہ کہ ع بر رسولان بلاغ باشد وبس ممانعت اور مزاحمت بہت ملائمیت کے ساتہہ کرتے رہے اور ابتک برابر کر رہے ہین - اِن ہر دو گروہ کی مذہبی تعلیم کا عقیدہ یہہ ہے کہ یہ شریعت اور طریقت دونون کو برحق سمجہتے ہین اور ہر دو علوم کا منبع اور ماخذ علم فقہ اور حدیث کو ہی مانتے وجانتے ہین - علم ظاہری کے اتباع کو مسلم اور مقدم سمجہنا عین انکا ایمان ہے - عبادت الٰہی کے بارہ مین ان کا عندیہ ظاہری اور باطنی یہہ ہے کہ - علم شریعت مثل پوست نخل بادام کی ہے اور ماحصل اُسکا مقام حقیقت مثل روغن بادام اتباع شریعت کے ذریعہ سے جو عبادت الٰہی کرتے ہین اُس کے ثمرۂ مقصود کی کیفیت اِس طرح پر بتلاتے ہین کہ اول جیسے کسی درخت مثمر پر ثمر نمودار ہوتا ہے ویسی ہی عبادت الٰہی کا ثمرہ آغاز طریقت کے اثار سے مُراد ہے - سب سے اول پہل مین دودہ پیدا ہوتا ہے وہ مقام طریقت کا ہے اور جب بسبب اتباع شریعت کی امداد سے پختہ ہوکر مغز بستہ ہوتا ہے وہ مقام معرفت ہے اور جب مغز سے روغن برآمد ہوتا ہے وہ آخری درجہ حقیقت کا ہے اور جن مردان خدا کو مقام حقیقت نصیب ہوتا ہے اُنکا عندیہ باطنی یہہ ہوتا ہے -

| | |
|---|---|
| تیر قضا ہر آئینہ در ترکش حق است | اما کشاد آن ز کمان محمد است |

اور مردانِ خدا اہل حقیقت کی ہدایت کا یہ منشا ہوتا ہے

| | |
|---|---|
| ز خامی اے ثمر نونہال شکوہ مکن | اگر بچگان ہمہ ہر شکست خود سنگ اند |

جبتک کہ معاملات طریقت کا انکشاف نہو اُسوقت تک واقعات علم الٰہی اہل ظاہر کی سمجھ مین نہین آتے کیونکہ احکام ظاہری کے سمجھنے کا مدار عقل پر ہے اور اسرار باطنی کے واقعات کا مفہوم مشاہدہ پر اسلیئے طالب اسرار حق کو چاہیئے کہ اگر اُسپر انکشاف علم ولایت کا نہو اور واقعات غیب سماعی سمجھ مین نہ آوین تو اُن سے انکاری نہ ہو۔ اور علم ظاہری اور باطنی کو لازم و ملزوم سمجھنے مین مطابق اس قول امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے رہے "علم ظاہر بے باطن ناتمام است و علم باطن بے ظاہر نافرجام" جس کی تشریح یہ ہے۔

| | |
|---|---|
| علم رسمی خواندۂ بسیار و نادانی ہنوز | جامہ بر بالائے ہم داری و عریانی ہنوز |
| از غبار کینہ در خاکست دایم مردہ ات | این ہیولائے عدم را زندہ میدانی ہنوز |

| | |
|---|---|
| مقلدین کے اعمال کی پختگی اور بداسلوبی | س۔ مقلدین کے اعمال کی خوبی اور افراط تفریط کی بداسلوبی بیان کرو |

ج تعریف اُن کے عمل کی یہہ ہے کہ اُن کو اپنے عقاید مذہبی کی صحت مین کسی قسم کی غلطی کا شک اور شبہ واقع نہین ہوا اس سبب وہ مستقل مزاجی کے ساتھ اپنے مذہبی مرکز حق پر بدستور قطب کی مانند

قایم ہین اور جس کیسینے منجملہ اس گروہ کے فرقہ علماء جدید سے علم سیکھا ہے اور غیر مقلدی اختیار کی ہے انکی طبایع ابتک تذبذب کی حالت مین ہین - علماے حنفی کے عمل مین آجکل ایک یہ نقص بڑا بھاری دکھائی دیتا ہے کہ منجملہ اس گروہ کے بعض بعض علماء کے دلون مین یہ ضد اور تعصب پایا جاتا ہے کہ تہوڑے تہوڑے اختلاف عقاید مذہبی کے سبب غیر مقلدون کو کافر کہنے کو تیار ہو جاتے ہین اپنے مساجد مقبوضہ مین غیر مقلدون کو گہسنے نہین دیتے یہ انکی زبردستی اور بے پروائی بلکہ بے انصافی اور کوتہ اندیشی مین داخل ہے - اور تکفیر کے بارہ مین ملا علی قاری نے شرح اکبر مین لکھا ہے -

"اگر ننانوے احتمال کفر کے ہون اور ایک احتمال عدم کفر پر ہو تو مفتیون کو لازم ہے کہ وہ عدم تکفیر پر فتوے دین اور یہان فریقین کے عمل مین یہہ اندہیر دکھائی دیتا ہے کہ ایک طرف غیر مقلدون کے سرا سر بلند حنفیون کو خطاب زنار بند سے یاد فرما رہے ہین اور دوسری طرف سے حنفی ان کو وہابیون کا دستار بند خود پسند کہہ کر للکار رہے ہین اسلئے اعمال ہر دو فریق کے مبنی عناد اور فساد بنے ہوئے نظر آتے ہین جس سے مسلمانون کو کچہہ فائدہ پہنچنے کی امید نہین بلکہ یہ شیوہ تفرقہ قومی مین ترقی کا سبب ہو رہا ہے "

| | |
|---|---|
| لہذا بہت ادب سے انکی خدمت مین عرض کیا جاتا ہے کہ جسحالت مین علم دین کا یہ منشا ہے کہ جس مسلمان کلمہ گو | مصنف کتاب کی التجا اور خواہش |

اہل قبلہ مین ایک بہی بہلائی پائی جاوے اُسپر فتوے کفر کا دینا روا
نہین چہ جائیکہ غیر مقلد اور مقلد تو اچہے خاصے عالم فاضل منطقی
مسلمان ہین اُن کو کافر کہہ کر چڑانا اور زنار بند کہہ کر چمکانا کسطرح جایز ہوسکتا
ہے اگر غیر مقلد انبیاء اولیاء کی عظمت کے قائل نہین تو یہہ مقتضاء
ضد مذہبی کا ہے فرقہ سازی کا یہی قاعدہ کلیہ ہے کہ مخالف کو اپنے
مخالف کا عمل پسند نہین ہوا کرتا جس حالت مین کہ حنفی انبیاء اولیا کی
عظمت کے مقر و مداح ہین اور اُنہون نے اپنے مذہب کا عمل اُنکی ضد
قرار دیا ہے تو بس یہہ مسئلہ حل ہو چکا کہ جس عمل کو حنفی ثواب بتلامین گے
وہ اُس عمل کو بغیر عذاب ثابت کئے کب رہ سکتے ہین اور ضد مذہبی کا
یہی مقتضا ہوتا ہے کہ جبتک اپنے مخالف مذہب کے اعمال اور افعال کو
شرعی نکتہ چینیون کے حیلہ حوالہ سے غلط نہ بتلایا جاوے تب تک
نیا فرقہ قایم نہین ہو سکتا اور چونکہ مذہب کے معنے طریق ہین لہذا جبتک
کہ کوئی بانی مذہب جدید پُرانی مذہب کی پٹری کو قلمی بیلچہ سے نہ اُکہاڑے
اُسکے نئے مذہب کے داغ بیل قایم نہین ہوتی۔ اِسی ضرورت نے
بانیان فرقون کو مجبور کر رکہا ہے لہذا مخالف مذاہب کی کارروائی
پر صبر اور تحمل کرنا چاہئے کیونکہ اسلامی بادشاہ تو اب کوئی نہین رہا جو جھگڑا نہا
فیصلہ کرادے اور زمانہ آزادی مذہبی کا ہے جسکا یہہ اثر ظاہر ہے
کہ جو کوئی کسیکو ایکبار برا کہے جبتک کہ مخالف اُسکی سات پشت کو برا
نہ کہلے اُسکو صبر نہین آتا اب قوم کی بہلائی اسی مین ہے کہ آپسمین

ایک دوسرے کو شرعی حیلون سے ناسزا کہنے سے باز رہین تو قومی تفرقہ مین اصلاح ہوسکتی ہے عنداللہ قوم کے حال زار پر رحم کرو

| | |
|---|---|
| ہمتون مارے ہی مرتے ہین تمہارے مارے | ذبح کیون کرتے ہو کیا ہوگا ہمارے مارے |

## مخالف مذاہب علماء کے اتفاق باہمی کا ذکر خیر

سوال ۱۔ فرقہ مقلدین فرقہ عامل بالحدیث اور فرقہ موحدین اور فرقہ غیر مقلدین اور فرقہ اہل حدیث کے اتفاق باہمی کا ذکر خیر بیان کرو

جواب فرقہ عامل بالحدیث تو بالغ بہی نہونے پایا تہا کہ خلیفہ صاحب اور مولوی محمد اسمعیل صاحب کے شہید ہوتے ہی اُن کے مخالف مریدون نے جیسے عبدالجبار و عبدالحق بنارسی گزرے ہین فرقہ موصوف کا قالب بدل کر اسکی روح کو اپنے طبعزاد فرقون مین حلول کر لیا تہا اور اسی روحی طاقت سے حنفیون کے ساتہہ تین پشت تک خوب ہاتہا پائی جنگی ہوتے رہے اور بجاے عامل بالحدیث وہابی لقب کو بہی تسلیم کر لیا گیا تہا مگر کچہہ مدت بعد جو نتیجہ اس لقب کا مضر نظر آیا اور تازہ بتازہ اجتہاد کا سلسلہ بہی اجرا تہا انجام کار آخر یہی تین فرقے یعنی موحدین اور غیر مقلدین مستقل طور پر قایم اور مروج ہوگئے اور فرقہ اہلحدیث تو تہوڑے دنون کی پیدایش فرقہ نیچری کا ہم عمر ہے

س ۲۔ ان جملہ فرقہ کے پیشواؤن کے آپس مین بہی کچہہ اتفاق مذہبی ہے یا نہین؟

ج اس بات کو زمانہ جانتا ہے کہ ہندوستانی عالموں مین اتفاق اور اتحاد کا برتاؤ مکروہ تحریمہ سمجھا گیا ہے ہمنے تو اپنے آغاز سن تمیز سے آج تک کبھی دش پانچ مخالف مذہب مولویون کو ایک دسترخوان پر کھانا کھاتے ایک کو دوسرے کے گھر فروکش اور مہمان ہوتے بیماری کی حالت مین عیادت کرتے مُردہ کی تعزیت کا پُرسا دیتے جنازہ کے ساتھ جاتے ایک کو دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے ایک کو دوسرے کی نسبت کلمۃ الخیر کہتے نہ آنکھون دیکھا نہ کانون سنا پھر اتفاق کیسا محبت اور ہمدردی کا کیا واسطہ ۔۔

| پر جو دیکھا تو صرگجا ہین جدا ایک سے ایک | ورُد کے لفظ مین کہنے کو ہین تین حرف |
|---|---|

## توحید کا ذکر فرقہ مُوحّدین کی وجہ تسمیہ بطور تقریظ

سوال ۔ خطاب موحد اور افعال موحدین کی تعریف بیان کرو ۔
جواب توحید کا مسئلہ بظاہر تو ایسا آسان ہے کہ عوام الناس کے ورد زبان ہے اور یہی مسئلہ ایسا نازک اور ادق لا حل ہے کہ خاص موحّدون کی عقل اس لا حل مسئلہ کی ماہیت سمجھنے مین حیران ہے ۔ یہی مسئلہ تمام انبیاء علیہ السلام کی تعلیم کا مغز مدعا ہے اور یہی شریعت کا قبلہ اور ایمان کی کلید اور علم طریقت کی جان معرفت اور حقیقت کی نردبان ہے ✢

اہل تصوف نے موحدون کی تین قسمین لکھی ہین ۔ (۱) موحّد عام

(۲) موحد تابع (۳) موحد حنیف سو منجملہ اِنکے جو مسلمان قل ہو اللہ احد اور لا الہ الا اللہ زبان سے کہتے اور دل سے تصدیق کرتے ہین وہ علم ظاہری کی تعلیم کی رو سے سب موحد سمجھے جاتے ہین مگر راز توحید سے عوام کو واقفیت نہین ہوتی اہل مشاہدہ اُن کو ارباب جہل کہتے ہین۔ چونکہ اول وقوف توحید کتابین ہی دیکھ کر سیکھا کرتے ہین جس کسیکو انہین سے وقوف قلبی ہو جاتا ہے اسپر موحد اصلی اور نقلی کی کیفیت کہل جاتی ہے اور اسکو حدوث ہستی موہوم ہیولائے عدم کی فنا اور ذات قِدم کی بقا کا جلوہ عرفان علم الہی کے انکشاف سے سوجہائی دیتا ہے وہ موحد اصلی سمجہا جاتا ہے اور اُسی کو قسم دوم مین داخل سمجہتے ہین اور موحد تابعہ کہتے ہین اور موحد تابع واقف حال رموز اسرار الہی ہوتا ہے اور موحد تابع کی تعلیم کا یہ طریقہ کتب تصوف مین لکہا ہے کہ جب کوئی پیر کامل اکمل کسی علم آلہی کے طالب کو اذکار اسمار الہی اور مراقبات منازل سلوک مشائخین زمانہ اور طریقہ تعلیم اقسام توجہ توحید اصلاحی و اتحادی اور مراتب عرفان ذات حق کے تلقین کر چکتا ہے تو ان سب کے بعد مین تلقین تعلیم توحید کی شروع کرتا ہے اور توحید کی تعلیم مین ہی مقام استغنا اور مقام فنا اور مقام بقا کا مفہوم مذکور ہے وہ ہی طالب علم حق کو سمجہاتا اور بتلاتا ہے اور ان جملہ رموزات توحید کے جاننے اور پہچاننے والے کو موحد کہتے ہین۔
اور موحد تابع کی صفت یہ ہے کہ وہ جملہ مراتب اور مقامات توحید مذکورہ بالا

کو سبقاً سبقاً طی کر جانے کے بعد بھی اگر غلبہ راز توحید کے سکر سے مدہوش نہ ہو۔ اور اتباع شریعت کے احکام پر ثابت قدم رہنے کا عالی ظرف رکھتا ہو وہ موحد تابع سمجھا جاتا ہے

موحد خیف کی تعریف یہ ہے کہ وہ واسطہ اور بلا واسطہ انبیاء علیہم السلام کے خدا کو ایک جانے مگر ادراک توحید کے غلبہ سے اکثر ہوش بجا نہیں رہتے۔ جب کبھی کسیوقت مین آسکے ہوش حواس ٹھکانے آتے ہین تو شریعت کا سہارا بھی پکڑتا ہے مگر لذت تقرب الی اللہ مین جو کیفیت اور استغراق حاصل ہوتا ہے اُسکی کیفیت کے مقابلہ مین معاملات عبادت ظاہری کھیل تماشے معلوم ہوتے ہین جنکی طرف طبیعت موحد خیف کی اصلا و مطلق رجوع نہین ہوتی کفر اور اسلام اس مقام مین یکسان دکھائی دیتے ہین۔ اور مرتبہ موحد کو پہنچ کر موحدون کا مفہوم باطنی لذت توحید کے سکر سے اس قسم کا ہو جاتا ہے ع کافر عشقم مرا با کفر و با ایمان چہ کار۔ اور ایسی سمجھ والون کو خطاب ملحدی بھی دیا جاتا ہے

سوال۔ کیا ثبوت ہے اس بات کا کہ عالم شریعت کے بھی درجہ موحد کو پہنچکر ایسے بیباک ہو جاتے ہین

جواب ثبوت یہی ہے کہ جبتک مولانا شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ علم ظاہری کے پابند رہے یہ پند وعظ فرماتے رہے

| | |
|---|---|
| بادشاہا جرم ما را در گذار | ما گنہگاریم تو آمرزگار |

تو نکو کاری و ما بد کرده ایم ... جرم بے اندازه بیحد کرده ایم
نفس شیطان زد کره مارا کن ... رحمتت باشد شفاعت خواه من
مغفرت دارم امید از لطف تو ... زانکه خود فرموده لا تقنطوا

اور جب موحدی کے درجہ کو پہنچے تو ہمہ اوست بول اٹھے اور یہہ راگ گانے لگے۔

چشم بکشا که جلوهٔ دلدار ... متجلی است از در و دیوار
نحن اقرب الیه آمده است ... دور افتادهٔ تو از پندار
رمز من کان هذه اعمی ... بشنوید اے خران کودن بار
هر که اینجا ندیده محروم است ... در دنیاست ز لذت دیدار
هر که از وے نزد انا الحق سر ... هست او از جماعت کفار
هر که نادیده نام او گوید ... مشرک است آن فضول ناهموار
ناظر خود خود است و خود منظور ... خود تماشا و خود تماشا کار
قم باذنی و قم باذن الله ... هر دو یک نغمه ایست از لب یار

دوم... مولانا شاہ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ عالم متبحر ایک مدت دراز ایک شہر دہلی میں علم دین کے مدرس رہے جب انپر موحدی کی دولت وارد ہوئی تو یہ بول اٹھے

جبه و دستار و تعلم و قیل و قال ... جمله در آب روان انداختیم

اور یہ تو سمجھو اور کیفیت طاری ہو گئی کہ یہ بڑ مارنی شروع کر دی۔

دیکھو انکی مثنوی دوم میں۔

| | |
|---|---|
| کار دنیا سر بسر در فست و دون | عاقبت آرد پشیمانی ہمون |
| مرد دنیا دار خود محزون بود | مرد دینی عاقبت مجنون بود |
| در غمش ہر دو نمد عاقل خس نشد | در پے این کار عاقل کس نشد |
| کفر و ایمان ہر دو بر ہم زن را | بعد ازین در باب این معنی بفن |
| عشق را با کافرے نسبت بود | عاشقان را این چنین قسمت بود |
| آب رحمت چیست کو پاک از ہمہ | مرد عارف کیست بیباک از ہمہ |

اب غور فرماسے کوئی محدث تابع شریعت ایسی بیباکانہ بڑ مار سکتا ہے نہیں ہرگز نہیں۔ مگر ہان در اصل موحد اور قلندر وہی ہوتا ہے جسکی فہمید کا یہہ مقتضا ہو جاتا ہے کہ

| | |
|---|---|
| ما در دو جہان غیر خدا یار نداریم | با کافر و دیندار سر و کار نداریم |
| ما شاخ درختیم پر از میوۂ توحید | ہر رہگذرے سنگ زند عار نداریم |
| سرمد تو حدیث کعبہ و دیر مکن | در وادی شک چو گمرہان سیر مکن |
| رو شیوۂ بندگی ز شیطان آموز | یک سجدہ گزین و سجدہ بر غیر مکن |

محدث کو موحدی کا دعوی زیبا نہین —

آدم بیہر مطلب محو کرنے کی بات ہے کہ اس زمانہ مین بہت سے بہائی موحدین ادہر خطاب موحدی کے طلبگار اور پہر منصب محدثی کے بہی دعویدار ہین بہلا یہہ ڈبل حصہ اور گہی چپڑی دو دو کبہی کسیکو میسر ہوئی ہین یا ہو سکتی ہین۔ نہین نہین

| | |
|---|---|
| ہوشیار آداب دانان دیگراند | سوختہ جان و روانان دیگراند |

مس قلندر صاحب تو دیوانے ہو گئے تہے ان کے قال حال کی

سند کیونکر لایق تسلیم ہو سکتی ہے

ج - دیوانے تو اخیر مین ہو گئے پہلے تو مشاہیر عالم متبحر فرزانہ تھے مگر حقیقت مین موحد کی تعریف یہی ہے کہ ظاہر مین مورد ملامت دیوانہ اور باطن مین زندہ دل فرزانہ ہو وہی خطاب موحدی کا مستحق سمجھا جاتا ہے کوئی واعظ امر بالمعروف کا ہادی موحدی کا خطاب نہین پاتا - اور قلندر صاحب ایسے دیوانہ بکارِ خویش ہشیار تھے - **نقل** ہے کہ سلطان نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے یہہ رباعی قلندر صاحب کی خدمت مین ارسال فرمائی ÷

اے راہبرِ خلق مرا راہ نما — در مشکلم این بیت جوابم فرما
گویند خدا بود و دگر ہیچ نبود — گر ہیچ نبودست کجا بود خدا

اسکے جواب مین قلندر صاحب نے یہ رباعی بھجوائی ÷

از ملت و مذہب خبری نیست مرا — مے دان بیقین کہ لامکانست خدا
خواہی کہ ترا کشف شود این مخفی — جان در تنِ خود بین کہ کجا دارد جا

دوم مرتبہ اولیاء ممدوح نے یہ رقعہ لکھا

سنکہ ہیچ بن ہیچ بن ہزاران ہیچ من خود را ہیچ مے پندارم دحق مے فرماید کہ من در توام و شریعت میگوید کہ ادب کن - پس جواب این ہر سہ کلمہ قلمی فرمائید ÷ قلندر صاحب نے اس رقعہ کے جواب مین یہ رباعی رقم فرمائی

اسرار ازل را نہ تو دانی و نہ من — این حرف معمانہ تو خوانی و نہ من
ہست از پس پردہ گفتگوی من و تو — چون پردہ برافتد نہ تو مانی و نہ من

اب دیکھ لیجیے اِس گفتگو سے کونسی دیوانگی پائی جاتی ہے مگر ہان جو شخص ایسی بیباکانہ گفتگو کرے وہ اہل ظاہر کے نزدیک دیوانہ ہوتا ہے اور اُسکے نزدیک تمام جہان باولا مگر دیوانے کروڑون مین ایک دو ہی ہوتے ہین اسلیئے کثرت راے کے سبب اس قسم کے اہل معرفت ہی پاگلون مین شمار ہوتے ہین اور یہہ معاملہ بفحواے اِس آیت کے حکمت الٰہی مین داخل ہے خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

س - اہل ظاہر اس آیت کے مضمون کو منکرین اور مشرکین سے منسوب سمجھتے ہین عارفان حق سے اسکا کیا واسطہ ہے -

ج - اہل شریعت کا مفہوم اُنکے ادراک علمی اور عقلی کے موافق بہت صحیح ہے اِسمین کچھہ جائے بحث نہین - لیکن اسی قسم کی آیات کے معنے سمجھنے مین اہل ظاہر اور اہل باطن مین اختلاف چلا آتا ہے - صوفی محدثین جیسے محی الدین ابن عربی وغیرہ گذرے ہین وہ اِس آیت کے مضمون کو خاصان حق کے احوال پر دار و سمجھتے ہین

س صوفی کس دلیل اور تاویل سے عارفون کے حال پر نازل سمجھتے ہین

ج -- اہل تصوف کی دلیل یہہ ہے کہ جیسے اللہ تعالی نے مشرکین کے دلون اور کانون اور آنکھون پر اپنی قدرت کاملہ سے مُہر لگا کر حق بات سمجھنے اور دیکھنے اور سننے سے انکو اندھا اور بہرہ کر دیا پھر کس گناہ مین انکو عذاب عظیم کا سزاوار ٹھراے گا کیونکہ وہ تو مُہر لگا دینے کے سبب

معذور ہو چکے اور خدا عادل ہے اور منصف اور یہ فعل عدل کے خلاف
ہے کہ خدا خود ہی مہر لگا کر اُن کو امر حق کے اتباع سے باز رکھے اور پھر
عدم قبولیت امر حق کے قصور مین مستوجب عذاب عظیم ٹھہرائے یہ فعل
خدائے انصاف کے شایان نہین یہ تو شیوہ نادر شاہی ظلم کا تھا

نقل ہے کہ ایک روز نادر شاہ حضرت امام علی موسےٰ رضا کاظم
رضی اللہ عنہ کے مزار پر گیا وہان ایک اندھا بیٹھا تھا وہ تعظیم کو نہ اُٹھا۔
نادر نے اُسکے قتل کا حکم دیا۔ نابینائی چلا کر کہا کہ کس گناہ مین گردن
مارتا ہے۔ نادر نے جواب دیا۔ گناہ ہمین بست کہ نابینا چون شدی
اسلئے صوفیون کی سمجھ کا یہہ مقتضا ہے کہ یہ آیت خاصان حق کے
حال پر موزون معلوم ہوتی ہے۔ کہ مہر لگا دی ہے اللہ نے اُن کے
قلبون اور آنکھون اور کانون پر کہ سوائے محبت اور درد اور عشق الٰہی
کے اور کوئی وسوسہ اور خطرہ اُن کے دلون مین راہ نپاوے اور
بجز ظہور ذات حق کے اور کچھہ اُن کو سُنائی اور دکھلائی نہ دے اور
عذاب کے لفظ کے معنے عذب شیرین سے مراد لیتے ہین۔

س درجہ محدثی کا بڑا ہے یا موحدی کا۔

ج گروہ اہل ظاہر قدیم سے معتبر سمجھا گیا ہے اِس سبب سے
کہ یہہ انتظام ظاہری کا ناظم ہے اور گو گروہ اہل باطن سر مخفی سے
خبردار ہوتا ہے مگر وہ دیوانون مین شمار ہوتا ہے اور ملامتی کہلانیکا
بھی حقدار سمجھا جاتا ہے۔ اِسی سبب تعجب آتا ہے کہ خطاب محدثی پر

اکتفا نہ کرکے جو عالم موحد لقب بنتے ہین ایسے عالمون کے نام پر جوامر بالمعروف مین مشغول ہین خطاب موحدی کے شایان نہین معلوم ہوتا۔

مخالف مذہب مسلمانون کو حقارت کی نظر سے دیکھنا اسلام کی بدخواہی ہے

جو لوگ اپنے مخالف مذہب بہائیون کو یہ مغرورانہ فقرات سُناتے ہین کہ ہم موحد اور تم بدعتی اور لامذہب پہر ہماری تمہاری ملاقات کیسی۔ ایسے بناوٹی اور نادان موحدون کو لازم ہے کہ وہ اس منقول عبرت آموز کو ملاحظہ فرماوین۔

نقل ہے ایک روز کسی ولی اللہ نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو بعد وفات خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ کہو حق تعالی سے کیا معاملہ گذرا فرمایا کہ جب مین اس دار فانی سے گذر گیا عالم قدس سے یہ ندا آئی کہ بایزید ہمارے لئے کیا تحفہ لایا عرض کیا کہ گناہون کا بار لایا ہون کہ تیرا نام غفار ہے مگر تیری توحید مین شرک نہین کیا پہر ارشاد ہوا کہ تجہکو لیلۃ اللبن بہی یاد ہے اسکے سننے سے مجھے خجالت ہوئی کیفیت اسکی یہ ہے کہ ایک رات مینے دودہ پیا اور میرے پیٹ مین درد اُٹہا میری زبان سے یہ نکلا کہ دودہ پینے سے درد ہوا اور یہ کلمہ جو خلاف توحید تہا ذات احد کو ناگوار ہوا۔ پس جو موحد ہو کر رنج اور راحت نیک اور بد کو سوائے مسبب حقیقی کے دوسرے سے متعلق سمجھے وہ خدا کے نزدیک موحد نہین شرک ہے ۱۲

ہر چہ آید در نظر از خیر و شر    جملہ ذات حق بدان اے بے خبر

بھلا جب مقام توحید مین ایسے مقبولِ بارگاہ موحدون کی یہ حالت نازک ہو کہ درد کی شدت مین ایک کلمۂ خلافِ توحید نکلنے سے یہ بازپرس ہوئی تو عوام الناس گنہگارون کی نسبت توحید اور موحدی کا دعوا کیونکر صحیح سمجھا جا سکتا ہے۔ پس اے بھائیو! یہ بات کہنی کہ ہم موحد اور تم بدعتی یہ گفتگو شیوۂ اخلاق محمدی اور طریق طلب معرفت الہی کے خلاف ہے ؟

س۔ فرقہ موحدین کے تقوے طہارت زہد اور عبادت اور پختگی عقاید کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے ؟

ج مین اُنکے تقوے طہارت زہد اور عبادت ظاہری کا مُتقبل ہون کہ وہ بڑے پکے نمازی نظر آتے ہین لیکن اُنکے عقاید مذہبی کی پختگی کا اِس سبب قایل نہین کہ صاف طور پر یہ دیکھنے مین آ رہا ہے کہ جسقدر نیچری ہوئے اور ہوتے جاتے ہین اکثر فرقہ موحدین اور غیر مقلدین مین سے ہی ہوتے ہین اگر فرقہ جدید کے لوگون کو اپنے عقاید جدید کی صحت پر پختہ یقین ہوتا تو تبدیل مذہب کی صورت ظہور مین نہ آتی۔ محمود

عقبےٰ کی طلب کا جنکو ہو ڈھب اچھا    دُنیا مین وہ ڈھونڈتے مین مذہب اچھا
عاشق جو تیرے نام کے ہین دیوانے    جز عشق نہین جانتے کرتب اچھا

## فرقہ غیر مقلدین پر تقریظ اور اُن کے اجتہاد کا مغز مدعا

**سوال** علمائے غیر مقلد کے اجتہاد کا عام فہم مغز مدعا کیا ہے

**جواب** اُنکے اجتہاد کی اصل بنیاد تو یہہ ہے کہ جب حنفیون کے ساتھہ اِس گروہ کی عداوت قلبی ہوگئی تو اُنکی طبیعت مین اس قسم کی مغایرت اور کدورت سماگئی ع گر ورت قبلہ بود سجدہ بآنسو نکنم - اور یہی مصلحت وقت قرار پائی کہ جس قدر اعمال اور افعال فروعاتی حنفی گروہ مین مروج ہین ان کو یک قلم منسوخ کردیا جاوے تاکہ اِس گروہ سے قطع تعلق ہوجاوے آخر اِس مفارقت کے ارادہ سے اجتہاد کرنے کی ضرورت پیش آئی تو اس گروہ کے علماء نے یہہ تجویز نکالی کہ - اس مذہب جدید کے پیدا ہونے سے پہلے جو شریعت اور طریقت کے بعض بعض فروعاتی مسایل مین ایک قسم کا خلط ملط چلاآتا تہا اُسکے جوڑ بند جدا کرکے شریعت کے معاملات کا مدار جو پانچ ارکان (نماز و حج زکوٰۃ روزہ کلمہ) سے متعلق ہے اُسکو علیحدہ کرلیا اور پہر اُسکے شرایط کی تکمیل اپنے عقائد کے مفید مطلب درست کرکے اُسپر عملدرآمد شروع کردیا - یہانتک تو میری سمجہہ کے نزدیک بہت اچہا کیا کیونکہ علم ظاہری کی تعلیم کا منشا خاص اسی حد تک محدود ہے - لیکن صوفیون کو زک دینے کی غرض سے جو یہ گروہ علم ولایت سے منحرف ہوگیا اور علم باطنی کی تردید کو اپنے فرقون کا فرض منصبی لازمی قایم کیا اور علم غیب کی نفی کی ضرورت

سے انبیا اولیا رر کی کسر شان اور توہین کو بھی مخالفون کے کہجانے
اور دبانے کی غرض سے روا رکھا۔ یہ کارروائی اُنکی قومی تفرقہ کا
باعث ہوگئی اور جس عمل سے کہ قوم مین فساد برپا ہو وہ عمل اسلام
اور اہل اسلام کے حق مین کبھی مفید نہین ہوسکتا۔ اب معزز نما
فرقۂ غیر مقلد کا یہ سمجھنا چاہیئے کہ اس فرقہ کی تعلیم مین شریعت کے
اتباع سے تو اقرار ہے اور علم ولایت سے بظاہر انکار ہے۔

س اس فرقہ کے لوگون مین ہم صدہا مسلمانون کو بچشم خود ایسا ہی
دیکھ رہے ہین کہ وہ دلائل الخیرات کا ورد رکھتے ہین مُردون کا تیجا اور
چہلم بھی برسم قدیم کرتے وفات رسول اللہ کا ختم بھی دلاتے ہین
مولود شریف کی مجالس مین جاتے ہین اور انبیا اولیاء اللہ کے معجزات
اور کرامتون کے بھی قائل ہین پھر کیونکر تسلیم کر لیا جاوے کہ اُنکے
اصول مذہبی مین علم ولایت سے انکار ہے۔

ج۔ اس گروہ مین بھی تین چار فرقے ہین اور سب کے عقاید کا منشا
جدا جدا ہے جنکی تفصیل یہ ہے

اول۔ جو پکے غیر مقلد اور موحد ہین وہ علم ولایت کی تردید کرتے ہین
اور عقاید علم باطنی پر ہنستے ہین۔

اور دوسری قسم کے لوگ جو دلائل الخیرات کا وظیفہ کرتے ہین اور
وفات رسول کا ختم بھی دلاتے ہین اُنکے عقاید ایسے ہین جیسے نومسلمون
کے ہوا کرتے ہین کہ وہ گنگا جمنی برتاؤ رکھتے ہین مقلدی کے زمانہ مین

جو اُنکو عادت دلائل الخیرات پڑہنے کی پختہ ہوگئی تہی۔ اور اسکی برکت کا ظہور بہی وہ اپنے دل مین اور گہر مین ظاہر دیکہتے تہے اِس سبب سے وہ وظیفہ اُن سے نہین چہٹ سکا وہ نیم مقلد اور نیم غیر مقلدی حالت مین اپنی اوقات بسر کرتے ہین ورنہ غیر مقلدون کے مذہبی اصول کی روسے دلایل الخیرات کا وظیفہ کرنا سخت بدعت مین داخل ہے اور جو اِس قسم کا برتاؤ نہیے وہ دون سینیے برون رکہتے ہین اُنہین بزرگون کا یہہ قول ہے کہ ہم علم ولایت کو کچہہ غلط اور بے وجود نہین سمجہتے لیکن اسکا شریعت سے کچہہ تعلق نہین اِسلئے مذہبی گفتگو کے وقت علم ولایت کا اقرار کرنا فضول سمجہتے ہین۔

تیسرے گروہ کا یہ بیان ہے کہ ہم کسی غیر نبی کے الہام اور کرامت واقعات متعلقہ علم ولایت کو نہین مانتے جس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ نبی کے علم ولایت باطنی سے منکر نہین مگر جو اولیاء اللہ غیر نبی ہین اُن کی خرق عادات سے قطعی انکاری ہین

چوتہے فرقہ نیچری کا یہ عقیدہ ہے کہ اُنہون نے علم ولایت کو فطرت اِنسانی قرار دیا ہے وہ جمیع واقعات علم باطنی انبیا و اولیا کو نیچر مین ہی حلول بتلاتے ہین۔ الگر رنگ مذہبی ہو تو کوئی مبصر اسکو شناخت کر سکے تیرہوین صدی کے مذاہب کا رنگ ایک فرقہ کا دوسرے سینے نہین ملتا پہر کوئی پہچانے تو کیا پہچانے مگر ہان جب کسینے جو کچہہ اپنے معتقدون کے گوش گزار کر رکہا ہے وہی پتہر کی لکیر بنا ہوا ہے۔

س - اس بات کا بھی کچھہ ثبوت ہے یا نہین کہ رسول اللہ صلعم علم ظاہری کے عالم اور علم باطنی کے عارف ہین ۔

ج - ماننے والے کے لئے صدہا ثبوت موجود ہین نہ ماننے والے کے لئے ایک بھی نہین -

س - جو لوگ علم غیب کو نہین مانتے وہ معجزات اور کرامت کے ثبوت کو بھی تسلیم نہین کرتے لیکن اگر علم حدیث سے کوئی ثبوت کسی امر کا دے تو اسکو تو تسلیم کرتے ہین -

ج - جن لوگون کو علم غیب سے انکار ہے انکو حدیث کے ثبوت سے انکار کر دینا کیا مشکل ہے مگر آپ جو حدیثی ثبوت مانگتے ہین لہذا مین حدیث مقبولہ علماء جمہور سناتا ہون اور وہ یہہ ہے کہ روایت ہے احمد اور ترمزی اور ابن ماجہ اور ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے جو مین دیکھتا ہون وہ تم نہین دیکھتے اور جو مین سنتا ہون وہ تم نہین سنتے - پس اس سے صاف ثابت ہے کہ جو واقعات علم الہی عالم غیب رسول اللہ صلعم کو بفضل خدا دکھائی اور سنائی دیتے تھے وہ عوام مسلمانون کو سوائے اولیاء اللہ کے دکھائی اور سنائی نہین دیتے - اب فرمائیے علم غیب کے حق ہونے مین کیا جائے اشتباہ باقی ہے کچھہ بھی نہین مان نہ ماننا جدی بات ہے -

س - تمنے حنفی مذہب کی تقریظ مین بیان کیا ہے کہ اس فرقہ کے عالم علم ظاہری اور باطنی کا منبع اور ماخذ علم قرآن اور حدیث کو ہی

سمجھتے ہین اور علم شریعت سے علم طریقت کو جدا نہین جانتے اس کا کیا ثبوت ہے

ج - علم شریعت کا منشا تو مطابق ان آیات اور حدیثات کے ہے ۱ قوم بنتی ہے اپنے آپ کو بنائے سے اور ۲ مومن سب بھائی ہین بھائیون کو آپس مین ملاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ اللہ تم پر رحم کرے ۳ دنیا کھیتی ہے عاقبت کی جیسا بیج بوئے گا ویسا ہی پھل پائے گا — اور طریقت علم باطنی کی یہہ تعلیم ہے کہ — یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ [ترجمہ] اللہ جو کچھ چاہتا ہے سو کرتا ہے اور حکم کرتا ہے جو کچھ ارادہ رکھتا ہے — نہین جنبش کر سکتا ایک ذرّہ بغیر حکم اللہ کے

من چرا شکوہ کنم از بدِ مستی بخت — بے رضائے تو یکے برگ نجنبد ز درخت

— دنیا مردار ہے اور اسکے طالب کتّے ہین — اب دیکھو سب سے اوپر کی آیت اور حدیث کو اور مقابلہ کرو سب سے نیچے کی آیت اور حدیث سے اور دیکھو اس حدیث کے مضمون کو — آدمی سعید اور شقی اسوقت معین ہو جاتا ہے جبکہ وہ اپنے باپ کی پشت اور مان کے پیٹ مین ہوتا ہے اب فرمائے کہ اگر تعلیم شریعت اور طریقت کے احکام اور تعلیم مین تمیز نہ رکھی جائے اور فقط ایک ہی علم ظاہری کو تسلیم کیا جائے اور علم باطنی سے انکار تو یہ تناقص صریح کیونکر دلون سے اٹھ سکتا ہے مگر ہان جب ایک آیت اور ایک حدیث کو علم ظاہری کے متعلق مانا

جاوے اور دوسری آیت اور دوسری حدیث کو علم طریقت سے وابستہ سمجھا جاوے تو پھر تناقص کا نام ونشان تک باقی نہین رہتا اب چشم انصاف سے دیکھیے کہ ہر دو علوم کا مخزن اور معدن علم قرآن اور حدیث ہے یا نہین اور جبکہ ہر دو علوم کا منبع اور ماخذ قرآن اور حدیث ہے پھر ایک علم سے اقرار کرنا اور دوسرے علم سے ضد مذہبی کے سبب انکاری ہو جانا صریح خود پسندی ہے یا نہین اور جو لوگ علم ظاہری اور علم باطنی کی مطابقت ڈہونڈ رہے ہین تطبیق اسکی کیونکر ہو سکتی ہے جہان یہ صورت درپیش ہے - محمود

علم باطن مین کہین جز حق نہین باطل کا نام
امر و نہیے ظاہری پر دُرّہ ابرا ہے
واعظون مین ہے کہین شانِ ہدایت کا ظہور
خاکسارون پر کہین بابِ ولایت باز ہے

س علم ظاہری کی تعلیم اور تلقین مطابق عقل کے ہے اور علم باطنی کے واقعات اور الہامات اور خرق عادات خلاف عقل کے ہوتے ہین پھر کسی غیر نبی کے الہام وغیرہ کے قایل ہونے کی کیا ضرورت ہے

ج دہریون کو تو خدا کی ہستی کے قایل ہونے کی بھی کچھہ حاجت نہین اور خدا کے نہ ماننے سے اُن کی کونسی ضرورت دُنیاوی بند ہے مگر اہلسنت کے عقیدہ کے نزدیک جبحالت ہین کہ انبیاء علیہ السلام کی نبوت اور اولیاء اللہ کی ولایت اور کرامت حق ہے اور نبی کا

فیض باطنی ولیون کے قلوب پر پہنچنا ثابت ہے تو نبی کے الہام سے اقرار اور ولی کے اسرار باطنی سے انکار اس قسم کے استفہام انکاری مین داخل ہے جیسے کوئی آفتاب کے نور کا اقرار کرے اور ماہتاب کے نور سے انکار تو اس قسم کا انکار کچھ وقعت نہین رکھتا بلکہ خود پسندی اور ضد مذہبی مین داخل سمجھا جاتا ہے علم ظاہری کا سمجھنا اور سیکھنا عقل جزوی کے متعلق ہے اور واقعات علم باطنی کا ادراک عقل کُل سے علاقہ رکھتا ہے۔ پس جن علماء ظاہری کو ہی کی عقل کُل سے حصہ نہین پہنچا وہ لوگ رموز باطنی کے اسرار کو کیونکر پاسکتے ہین کیونکہ اہل مشاہدہ اور ہین اور ارباب جہل اور ہین۔ اب رہا جواب اِس امر کا کہ جن لوگون نے علم ظاہری کے احکام کو مطابق عقل کے قرار دے رکھا ہے یہ مفہوم ہی صحیح نہین معلوم ہوتا۔ چشم انصاف سے دیکھنا چاہئے۔ احکام قرآنی مفصلہ ذیل کو۔ تحریر نامۂ اعمال۔ عذاب قبور کا احوال۔ واقعات حشر کے مسرت اور ملال۔ جنت کی تعریف اور دوزخ کا وبال۔ حاصلات ثواب اور عذاب مین بیشمار قیل و قال۔ وغیرہ صدہا اُمور جنکا تعلق صاف صاف علم غیب سے ہے اور بظاہر عقلاً اِن امور کا کچھہ ثبوت نہین اور نہ یہ مطابق عقل کے ہین اور ہر فرقہ کے علما نے ان کو اعتقاداً تسلیم کر رکھا ہے اور یہی خلاف عقل احکامات خوف ورجا جب جہلا کو رو رو کر سنائے جاتے ہین تب وہ راہ راست پر آتے ہین دوزخ کے عذاب سے خوف کھاتے ہین

اور حورون کے حسن وجمال کی تعریف سنکر للچاتے خدا کی درگاہ مین سر جھکاتے ہین - اب جائے تعجب ہے کہ مطلب کے واقعات غیب کو جو صریح خلاف عقل ہین انکو تو تسلیم کرتے ہین اور کام مین لاتے ہین اور علم ولایت کے واقعات غیب کو خلاف عقل قرار دیکر اُن سے انکاری ہوتے ہین یہ عمل اجتہادی انکا انصاف سے بعید ہی یا نہین نصف علم غیب سے اقرار اور نصف سے انکار یہ علم خود پسند کی گھاٹ پچھاڑ ہے یا نہین -

| | |
|---|---|
| علم رسمی خواندہ ام بسیار ونادانم ہنوز | جامہ بر تن دارم وہیہات عریانم ہنوز |
| از غبار کینہ در خاکست وایم مردہ ام | این ہیولائی عدم را زندہ میدانم ہنوز |

باقی رہی فرقہ غیر مقلدین کی وجہ تسمیہ سو وہ یہی ہے کہ جب ابتدا مین فریقین کے دلون مین دینی افسری کے قبضہ قدیم اور مطالبہ جدید کی وجہ سے کشمکش شروع ہوئی اور طرفین کے دِلون مین غصہ کی آگ جگہ پکڑ گئی اُسکے بجھانے کیطرف توکسی کی توجہ نہ ہوئی بلکہ جو شاگرد فریقین مدرسون سے علم دین پڑھکر نکلتے رہے اُسی آتش مفارقت پر علمی دُھونکنی چلاتے اور اپنے اپنے مخالفون کے دلون کو جلاتے رہے چنانچہ یہ لفظ غیر اخیری غیر مقلدین کی غیریت قبول کرنیکا تمغہ ہے ورنہ کسی ملت اور مذہب کا پابند ہوکر غیر مقلد ہونا غیر ممکن ہے -

س - اگر مذہب غیر مقلد کے بانی نے ایمہ اربعہ کے اجتہاد کی پڑتال کرکے اُن کے اجتہاد قدیم سے وہ مسایل جو حدیثون کے

مطابق پائے اُن کو بطور انتخاب اخذ کر لیا اور کچھ نئی حدیثین بہم پہنچا کر مسایل ائمہ اربعہ کو بطور ترمیم یعنے اُن مین سے کچھ گھٹا کر کچھ بڑھا کر ایک نیا مذہب اپنے اجتہاد جدید کے ذریعہ سے قایم کر لیا اور تقلید شخصی کو بدعت سمجھہ کر چھوڑ دیا تو اس امام مجدد کا غیر مقلد ہونا غیر ممکن کیونکر سمجھا جاتا ہے

ج - اِس قسم کی غیریت قبول کرنے کے بارہ مین چند دلایل معقولی لایق سننے اور سمجھنے کے ہین

اول یہہ کہ ائمہ اربعہ اہل سلسلہ کے علم اور فضل اور عمل اور ایمان اور یقین اور بدانتہ صالحین ہونے اور صحبت اور قرب زمانۂ تابعین کے رشد اور اعتماد سے آجکل کے ائمہ جدید کا مقابلہ اور موازنہ کر کے دیکھا جائے کہ علم اور عمل اور صدق مقال اور اکل مین پہلی صدی ہجری کے علمار کا پلہ بھاری ہے یا تیرھوین صدی کے علمار کا سو بفحواے منشاے اس حدیث کے کہ "کل یوم بدتر" یہ معاملہ صاف ظاہر ہے کہ اِن ستر قسم کی خوبیون مین بہرحال پلہ اعمال ائمہ اربعہ کا ہی بھاری سمجھا جاتا ہے اور تیرھوین صدی کے علمار فرقہ ساز کے اعمال اُن کے مقابلہ مین پاسنگ بھی نظر نہین آتے -

دوسری جبکہ اجتہاد ائمہ اربعہ سے مسایل کا انتخاب کر کے اِن کی تقلید سے انکار ظاہر کیا گیا تو انصاف پسندون کے نزدیک بمقتضائے حرفاً سوئے پہلے تو تقلید شخصی کے ہی مقلد تھے اب انتخاب مسایل لیکر

چاروں کے عمل کے مقلد بنگئے پہر لفظ غیر کہان قایم رہا

تیسری جب تقلید شخصی سے انکاری ہوئے اور چاروں کے اجتہاد سے انتخاب لیا گیا اور ائمہ اربعہ کے اجتہاد مین بہی بعض مسایل مین اختلاف واقع ہے مثلاً ایک امام ایک قسم کی مچھلی کو حلال کہتا ہے اور دوسرا امام اسی مچھلی کو حرام بتلاتا ہے تو وہ انتخاب بہی دونگاون کی پیروی مین نہ حلال ہوا نہ حرام ایسے دوطرفہ اتباع مین اطمینان کیونکر حاصل ہوسکتی ہے دو گہر کا مہمان تو اکثر بہوکا اور حیران رہتا ہے۔

چوتھی تقلید کی وجہ سے اسلام اور اہل اسلام کو نہ کبہی پہلے کچھ نقصان پہنچا نہ آیندہ کچھ مضرت پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

س آئمہ غیر مقلدین کا یہہ بیان اور خیال ہے کہ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ جسکا لب یہ ہے کہ قرآن اور حدیث مین جمیع احکام دین موجود ہین اور ہم مفسر اور محدث ہین پہر ہمکو کسی امام زمانہ گذشتہ کے تقلید کی کیا حاجت ہے

ج مذہبی عداوت اور ضد بشریت اور عزم مخالفت کے غصہ مین آکر جو چاہین سو کہین انکو اختیار ہے لیکن تہوڑی دیر کے لئے ضد بشریت سے علیحدہ ہوکر غور فرماوین کہ اب ہندوستان مین پانچ کرور مسلمان کلمہ گو اہل قبلہ آباد ہین مگر منجملہ اُنکے ایسے عالم دین جنکو کسی کی تقلید کی ضرورت نہ ہو دو تین سے زیادہ ہرگز نہ ہونگے اور اُن دو تین کی

مفسری کا بھی یہہ حال ہے

**پنجم نقل** ہے کہ ایک روز مولانا سید محمد غوث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے یہ ذکر کیا کہ تحصیل علم دین کے بعد ہمارے دل مین اس آیت کے معنے سمجھنے مین یہہ خیال گذرا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے **الدُّنیا مَتَاعٌ قَلِیْلٌ** اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین **الدُّنیا جِیفَۃٌ وَّطَالِبُھَا کِلَابٌ** اِس نقیض کی کیا وجہ ہے اکثر علما اور فضلا ہندی سے دریافت کیا گیا مگر سوا تاویلون اور مرادون کے کسی سے یہ عقدہ حل نہوا۔ جب ملک عرب کے دیہات مین جانیکا اتفاق ہوا ایک قریش بددی کے مکان پر پانی پینے کی ضرورت سے گئے۔ ایک جوان عورت نے اپنی بڑھیا والدہ سے منہ پھیر کر کہا کہ متاع قلیل اسکی مان نے کہدیا فلانی جگہ دیکھ۔ ہمنے بڑھیا سے پوچھا مائی صاحبہ متاع قلیل کسکو کہتے ہین بڑھیا نے کچھہ شرمگین ہو کر کہا کیا تو نہین جانتا اسوقت ہمنے کہا قرآن مین یون لکھا ہے مگر اسکے معنے ہمین معلوم نہین تب اُس بڑھیا نے شرماکر کہا کہ متاع قلیل لتّے حَیض کو کہتے ہین یہ سنتے ہی فوراً اصلی معنے حل ہو گئے نقیض کا جو اشتباہ تہا جاتا رہا کیونکہ لتے حیض سے زیادہ ہیچ اور ناپاک شے کوئی نہین۔ اب فرمایئے عام ہندی مفسرون کو یہ زباندانی کہان حاصل ہے عالم کہلانا جدی بات ہے زباندانی اور چیز ہے۔

**ششم** یہہ کہ اہل ہند نے آٹھہ سو برس تک زبان فارسی سیکھی اور یہ کمال پیدا کیا کہ ایرانیون کی نظم ونثر پر بھی ایسے اعتراض کرتے تہے کہ اُن کو

جواب دینا مشکل ہوتا تہا مگر اس کمال پر بہی خطاب زباندانی میسر نہ ہوا -
اہل فارس کے مقلد ہی کہلاتے رہے پہر جاے تعجب ہے کہ ہندی
مولوی عربی زباندانی مین اہل عرب کی تقلید سے انکاری ہوکر غیر مقلد
کسطرح بن سکتے ہین

**ہفتم** - قرآن مجید مین سنت ختنہ کے بارہ مین کوئی آیت نازل نہین
ہوئی یہ رسم حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے زمانہ سے ملک عرب کے مجبت پر ست
قریشون مین مروج تہی ویسی ہی شریعت اسلام مین بہی بدستور جاری رہی
اگر غیر مقلدی کی ضد اور رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ کے ثبوت کو ہی مقدم رکہا جاے
اور یہ عمل قران مین نہین بلکہ صریح تقلید مین داخل ہے تو غیر مقلدی
کے عمل کے رو سے یہ بہی لایق ترک کر دینے کے ہے اور اگر وہ
اسکو نہین چہوڑ سکتے تو بیشک مقلدون مین داخل ہین اور دعوے
غیر مقلدی کا بیفائدہ ہے -

**ہشتم** - دیکہو قرآن مجید مین اوقات معینہ کے ساتہ تعداد رکعت نماز
کی کہین بہی درج نہین - پس جو مسلمان تعین تعداد کے ساتہ فرائض
اللہ ادا کرتے ہین وہ سب مُقلّد ہین غیر مقلد ہر گز نہین - اور طرفہ ماجرا یہ ہے
کہ تعداد فرایض نماز کی شب معراج مین معین ہوئی ہے اور معراج کا تعلق
خاص علم غیب علم ولایت سے ہے - پس جو فرقہ کہ علم غیب سے منکر ہی
اور تعین تعداد کے ساتہ فرائض اللہ ادا کر رہا ہے اور اپنے آپ کو تقلید
سے منکر ہوکر غیر مقلد قرار دیتا ہے تو یہ انکار اسکا ایک موہوم مفہوم مین

داخل ہے اور تقلید اور علم ولایت سے مقرر ہونا اُسکا صاف ثابت ہے۔

نہم۔ فرقۂ غیر مقلدین مین ایک یا دو امام ایسے ہین کہ جن کو قرآن اور حدیث کے سمجھنے کا دعوے ہے اور باقی لاکھون معتقد اُن کے کم علم اور اَن پڑھ ایسے ہین کہ جن کو حروف الف بے تے کی بہی شناخت نہین اور وہ بہی اپنے آپ کو غیر مقلد پکار رہے ہین اُنکو چشم انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ کیا وہ اپنے مجدد اماموں کے مقلد نہین۔ نہین نہین وہ تو سب اچہے خاصے مقلد ہین۔

دہم۔ عالمون مین یہ بات مشہور ہے کہ ایک صدی کے بعد علماء اسلام مین ایک امام مجدد پیدا ہوا کرتا ہے جو مصحح مسائل دینی ہوتا ہے۔ مگر تیرہوین صدی تو ایسی برکت والی بہاگوان ہوئی کہ جسمین پانچ چھہ امام مجدد ایکبارگی ہی پیدا ہو گئے۔ اب نہین معلوم کہ منجملہ اُن کے امام صادق کون ہے اور کاذب کون ہے مگر مین قبول کرتا ہون کہ تیرہوین صدی کے کل امام صادق ہی سہی لیکن غیر مقلدی پہر بہی کسی حالت مین تسلیم نہین کیجا سکتی۔ ہان اگر ائمہ مجدد کے متبع عوام الناس انگریزی آزادی کے عادی یہ بات کہین کہ ہمنے ائمہ اربعہ کی تقلید کا پرانا پٹا ناپسند کر کے اپنے گلے سے کاٹ کر پہینکدیا ہے اور جدید اماموں کی اجتہادی پہنور کلی بخوشی خود اپنے گلے مین پہن لی تو یہہ کہنا اُن کا بیشک صحیح سمجھا جاسکتا ہے۔ لیکن جب اس ردّ و قبول کا نتیجہ نکال کر دیکھا جائیگا تو بجز اسکے اور کیا برامد ہوگا

رہی جیسی تھی ویسی ہی اسیری ہم اسیرون کو ہوا نقشہ مبدل گو در و دیوار زندان کا

تقلید کی پہانسی تو جیسی قدیم سے گلوگیر تہی جون کی تون بدستور گلوگیر رہی۔ پس اے بہائی مسلمانون اب تم اپنے دل مین غور کرو کہ مذہبی تقلید کے جال سے تو ہماری رہائی مشکل ہے اور یہہ مثال ہمارے حسب حال ہے کسی نے کہا بہاگو کہ غلامون فوج آئی۔ جو غلام آزادی پسند جدید لذیذ کے آرزومند تہے وہ بہاگ کہڑے ہوئے اور جو مستقل مزاج دور اندیش تہے انہون نے یہ جواب دیا کہ۔ بہائی یہان بہی غلام اور وہان بہی غلام پہر بہاگنے سے کیا کام۔ بہیڑین اور بکریان جہان جائینگی وہین مونڈی جائینگی۔ اے بہائی مسلمانون آجکل ہمارا یہی حال ہو رہا ہے کہ ہم آزادی کے شوق مین ایک صیاد کے دام مذہبی سے نکلتے ہین دوسرے کے جال مین جا پہنسے ہین

تا زیست رہے ہم زن دنیا کے غلام طاعت مین رہا خیال حورون کا مدام
کیونکر نہ رہین قرب خدا سے محروم کب حرص کا **محمود** ہوا ہے انجام

اب باقی رہا آیات اور حدیثات کی تاویلی اور منطقی طاقت سے لڑنا جہگڑنا سو یہہ ترکش واحد جس کو علم فقہ اور حدیث کہتے ہین ہر مذہب کے پیشوا کی کمر سے بندہا ہوا موجود ہے جس فرقہ کا کوئی عالم زعم علمیت مین اگر اپنے مخالف مذہب کی طرف دو تیر طعن تشنیع آمیز چلاتا ہے تو مخالف اُس کا اُسی ترکش واحد سے پانچ تیر نکال کر ایسے سہی کرتا ہے کہ مخالف کا دل پارہ پارہ ہو جاتا ہے عداوت مذہبی ترقی پکڑ جاتی ہے اسلام اور اہل اسلام

کو سوائے نقصان اور کچھہ فائدہ نہین پہنچتا*

## شریعت کالٹھ اور ارّہ اہل فرقون کی شرعی لڑائی کا روز مرّہ

**سوال** تمنے اہل فرقون کے بحث مباحثہ مین کیا دلآزاری اور بدتہذیبی دیکھی ہے جو اہل فرقون کی تعلیم کو نفاقی تعلیم قرار دیا ہے

**جواب** غیر مقلدون نے جو اول مقلدون پر حملہ مذہبی کیا ایک شخص نے ایک رسالہ نظم مین لکھا اُس کا نام شریعت کالٹھ رکھا اور اُس کے جواب مین جو ایک مقلد نے لکھا اسکا نام شریعت کا ارّہ قرار دیا اور اسکے بعد فریقین کے دلون مین یہ طوفان بے تمیزی پیدا ہوا کہ ارّہ کے جواب مین تبرہ اور فوارہ بنایا گیا اب یہ چارون رسالہ جنگی ایسی بے شرمی اور بے ننگی سے آپسمین لڑرہے ہین کہ الٰہی توبہ فریقین کے دنگئی لڑکون اور کٹھ ملاؤن نے اپنے اپنے فرقون کے جاہل ساہیون کے سُنانے اور رجھانے کی غرض سے حفظ یاد کررکھے ہین۔

**س** کیا خوب یہ لطیفہ بھی آج ہی سننے مین آیا کہ علم دین کے مناظرون مین ایسے جنگ جو نامون کے بھی رسالے تصنیف ہوتے ہین معلوم نہین انکے مصنف کون کون حضرات ہین مضمون کیا ہے۔

**ج** مطبع ریاض ہند امرتسر مین یہ رسالہ معہ تصویر لٹھ اور آرہ کے چھپکر شایع ہوا ہے۔ لٹھ کے مصنف مولوی شمس الدین صاحب دیوبندی اور آرہ کے مولف حافظ فتح محمد صاحب چشتی حنفی دہلوی ہین مضمون دونون کا محض

فتنہ انگیز عداوت خیز ہے دو دو اشعار ہر دو مولویون کے کردار ناہنجار سے بطور نمونہ کے درج ہوتے ہین اور دیگر حضرات کے نام نامی فضول جانکر لکہنے سے چشم پوشی اختیار کیگئی۔ عنوان رسالہ کا یہ ہے

### قال وہابی دیوبندی

| | |
|---|---|
| میان تم ہو سید ویا خان جی ہو | ویا شیخ ویا میرزا جان جی ہو |
| ویا ہفت کشور کے سلطان جی ہو | ویا پرلے درجہ کے مستان جی ہو |
| تری خاندانی شرافت پہ لعنت | اور اس عقل و فہم و فراست پہ لعنت |
| تری اس فصاحت بلاغت پہ لعنت | تیری قبرون سے استعانت پہ لعنت |

### جواباً قال حنفی دہلوی کو

| | |
|---|---|
| کمینہ نہ کر تو شرافت پہ لعنت | بتون سے نہین چاہئے استعانت |
| تیرے پیر نجدی کی ملت پہ لعنت | تیری ایسی جہوٹی نصیحت پہ لعنت |
| ارے بہڑوے کر میرے آگے نہ بکبک | طوائف نچانا بڑا ہے بلا شک |
| نہ بیہودہ لب کہول صوفی پہ مردک | سزا دون تجہے گر تو آجائے یان تک |

ہائے تعصب مذہبی تیرا ستیاناس ہو کہ تونے عالمون کو بہی ایسا نامہذب کوتہ اندیش کردیا کہ قومی تفرقہ کا خیال تو چولہے مین گیا نزاع لفظی اور معنوی مین کنجڑے بہٹیارون کی بول چال کو بہی مات کردیا۔ وہنی مخالفون کے قہقہے لگانے اور مسلمانون کو شرمانے کا فکر بہی دل سے بہلا دیا۔ اس مشہور مثال کے حفظ کا بہی خیال نہ رہا۔ کہ زہر قلب بہر کس کہ دہی باز دہد ؞

| دیکھیں جو عالموں کے یہ ہذیان کی نئے | | مجھو کس طرح نہ ہنسیں دشمنان دین |
|---|---|---|

سوال کچھ یہ بھی معلوم ہے کہ لٹھ پہلے گھڑا گیا یا آرہ -

جواب سب سے پہلے لٹھ گھڑا گیا اور وہ مدت دراز تک چلتا رہا اور جس آرہ نے لٹھ کو چیرا ہے یہ تو آجکل کی تازہ گھڑت ہے

س ان دونوں مولویوں میں قصوروار کون ہے -

ج خطاوار وہی سمجھا جاتا ہے جس نے پہلے خاندانی شرافت پر لعنت بھیجنے کو قلم اٹھایا - ہم کو یہ تو معلوم نہیں کہ مولوی شمس الدین صاحب کس درجہ کے عالم ہیں لیکن اُن کے لٹھ کا مضمون تو یہ گواہی دیتا ہے کہ وہ پرلے درجہ کے مجنون اور وحشی ہوں تو عجب نہیں کیونکہ جب اُنہوں نے یہ لکھا کہ - تیری خاندانی شرافت پہ لعنت - اگر وہ مجنون اور وحشی نہ ہوتے تو اپنے دل میں یہ خیال کرتے کہ سلطان جی اور مرزا جانجی وغیرہ مشایخ جن پر قبروں سے استعانت کا اُنکو گمان ہوا تھا وہ ایسے شریف خاندان سے تھے کہ اُن کی شرافت خاندانی کا سلسلہ پیغمبر علیہ السلام کے خاندان سے ملتا ہے - اب یہ بات سمجھنے کے لایق ہے کہ جس نے خاندانی شرافت پر لعنت بھیجی تو یہ لعنت خاندانی سلسلہ کے ذریعہ سے کہاں تک نہیں پہنچتی ہے نعوذ باللہ منہا - پس جو شخص کہ خاندانی شرافت پر لعنت بھیجنے کا مرتکب ہوا وہ کس درجہ مجنون اور وحشی ہوگا -

س اجی توبہ توبہ لاحول ولا قوۃ ایسے پھکڑ لڑنے والوں کو مولوی کون

ہان سکتا ہے ۔ ہان اگر کسی مہذب اور مستند عالم کا ذکر ہوتا تو ایک بات بہی ہوتی ۔

امام مجدد بہوپالی کی تعصب آمیز قوالی

**ج** سنو صاحب جنکی طبیعت پر تعصب مذہبی کا جوش غالب آجاتا ہے وہ آدمی پہکڑ ہو یا مہذب عندیہ دونون کا برابر ہوتا ہے ہان اتنا تفاوت ہوتا ہے کہ پہکڑ مغلظ گالیون سے لڑتے ہین اور مہذب جگت بازیون کہہ مکریون میٹہی میٹہی چٹکیون سے مگر نتیجہ دونون کا دلازاری اور دل شکنی برآمد ہوا کرتا ہے ۔ غور فرمائیے کہ جناب فضیلت مآب سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر امام مجدد تخلص نواب سے زیادہ مہذب اور ذی علم مستند کون ہوگا امور مذہبی مین انکی شیرین کلامی اور تالیف قلوب انسانی کی بہی چاشنی دیکھ لیجئے ۔

| | |
|---|---|
| ساقیا سنت پرستم بلی | در رہ تقلید پرستم بلی |
| پیش سنت گشت بدعت منفعل | بر خرد ہا شیشہ بشکستم بلی |
| سبحۂ یاران کم از زنار نیست | رشتہا از ہم گسستم بلی |
| نیستم نواب پروائے خرد | بندۂ ایزد پرستم بلی |

اور غور فرمائیے کس ترکیب شاعرانہ اور تہذیب عالمانہ سے اپنے یارون کو بدعتی بناتے ہین اور اپنی طبعزاد سنت پرستی کا دعوے فرماتے ہین اور دل مین انصاف کو اتنی جگہ نہین دیتے کہ کس کو کہتے ہین زنار بند ۔ ہرچہ بر خود نہ پسندی بر دیگرے مپسند اور طرفہ ماجرا یہ ہے کہ فقط بدعتی کہنے پر بہی تو اکتفا نہین کرتے بلکہ کہلم کہلا زنار بند کہتے ہین ۔ بہلا جب عالمون کی قلم سے

ایسے ایسے تعصب آمیز فساد انگیز فقرے نکلیں تو پہر فریقین کے شاگردون کے دِل وبائے تفرقہ مذہبی کے اثر سے کیون کر محفوظ رہ سکتے ہین

| | |
|---|---|
| نازانیقدر بدولت دُنیا زبہر جیت | این تحفہ را بدست تو در خواب داده اند |

کتاب مطالعه الدہور دیکہنے مین آئی - تاریخی احوال اچہے مگر تعصب مذہبی کی چہینٹون سے کسی مضمون کا دامن پاک نظر نہ آیا - خصوصًا خاتمہ کتاب پر اپنے مذہب کی تعریف و دیگر مذاہب کی ہجو سے نہین چوکے ملک فارس اور روم وغیرہ مین جو بادشاہان اسلام برائے نام ایک ٹمٹماتے چراغ سحری کی مانند ہین انکو بہی مخالفت مذہبی کے سبب سے ظالم اور اظلم وغیرہ لکہہ کر خوب بخار طبعی نکالا ہے - مرحبا جزاک الله این کار از تو آید و مردان چنین کنند

## غزل محمود مصالحت آمود

| | |
|---|---|
| فکر حاصل اور غم بیحاصلی | آپہ پہر یہ وجد نعرے نا قلی |
| مدرسون کے اور مساجد کے قسیم | ساقی اور پیر مغان سے دل لگی |
| حامدِ خلاقِ کفر و دین کہب | اور کہجا فرقہ پرستون کے ولی |
| دعوے سنت پرستی بر زبان | اور محمد سے نہین اُلفت ولی |
| جو کرین اپنی صفت یارونکی ہجو | کب تعصب سے اُنہین فرصت ملی |
| تاکہ دیکہین شان رب العالمین | اور وہ سمجہین مزا خفا و جلی |
| گر کے دِل کو مذہبی ضد سی صفا | دیوبن عند الله داد و عالی |

| | |
|---|---|
| ناظمون کی ہے عبادت عدل و داد | ہو مصلے شافعی یا حنبلی |
| مارنے محمود کب زیبا ہین یہ | بے تعشق نعرہ ہائے یللی |

اور اتفاقیہ نمونہ دیکھئے کہ جب کاتب غزل مذکورہ بالا کی نقل لکھہ رہا تہا — برخوردار نذیر احمد میرا ہمشیرہ زادہ جو ایک نوعمر طالب علم ہے اُسنے نواب صاحب کی غزل کو دیکھا اور فوراً قلم برداشتہ یہ غزل لکھہ کر کاتب کے حوالہ کردی جو ذیل مین درج ہے -

## غزل کامل توحید شوامل

| | |
|---|---|
| ساقیا مست الستم یللی | بادۂ وحدت پرستم یللی |
| کار با تسبیح و زنارم نماند | از قیودِ رشتہ رستم یللی |
| کفر و دین برہم زدم در عشق یار | در خیالش محو ہستم یللی |
| خانۂ چشم و دلم شد جائے دوست | در بروئے غیر بستم یللی |
| از طفیلِ پیر کامل میفروش | شاہدے بگرفت دستم یللی |

اب جائے غور ہے باوجود اسکے کہ ہر شعر سے موحدانہ رموز تراوش کرتی ہین مگر حال اس بچہ کا ایسا نظر نہین آتا جیساکہ اس کا یہ قال ہے اسلئے مین یہی سمجھتا ہون کہ یہ تصوف کی کتابین دیکھنے کا اثر اور خیال ہے پس ایسے ہی جو لوگ رات دن فقہ اور حدیث کی کتابین دیکھتے اور یجوز و لایجوز مین بحث مباحثے کرتے رہتے ہین وہ بھی ایسے ہی سنت پرستی کے مدعی ہوجاتے ہین مگر یہہ اُن کا زبانی دعوے ہی دعوے ہے باقی خیر صلاح ؏

# فرقہ پرستی کا مشغلہ اور سنت پرستی کا دعوےٰ

**سوال** کیا تم عالموں کے دعوائے سنت پرستی کے قایل نہیں
**جواب** کجا فرقے پرستی اور کجا سنت پرستی کا دعوائے۔ مجھے تو جو لوگ سنت پرستی کے مدعی ہین وُہی خود ترک سنت خاص کے روادار دکہلائی دیتے ہین

**س**- اجی توبہ کرو کیا کہتے ہو بہلا کہین امام مسجد بہی روادار ترک سنت کے ہو سکتے ہین- نہین ہرگز نہین۔

**ج**- اِس بات سے بچے کم علم بہی واقف ہین کہ رسول اللہ صلعم کی خاص سُنتین یعنی عادات معہودہ مفصلہ ذیل تہین-

(۱) آنحضرت- کی کہانے پینے مین یہ عادت تھی کہ اکثر جو کی روٹی کبہی شہد اور کبہی کہجور دن کبہی کہہن کبہی دودہ کبہی سرکہ کبہی فقط نمک کبہی بکری کے گوشت سے تناول فرماتے تہے اور شیر برنج اور پلاؤ بہی گاہے ماہے اتفاقیہ کہا لیتے تہے اور ایسا موقع بارہا اور اکثر در پیش رہتا تہا کہ فاقہ پر فاقہ بہی ہوجاتا تہا دو دو روز تک چولہا بہی گرم نہ ہوتا تہا

(۲) پوشش کا یہ حال تہا کہ موٹا کپڑا جسکو گزی گاڑہا کہتے ہین اُسی کی چادر اسی کا کرتہ اور تہبند پہنتے اور باندہتے اور اوڑہتے تہے اور جو کوئی عمدہ لباس فاخرہ ہدیہ کے طور پر کہین سے آجاتا تہا اسکو ایک آدہ دن پہنکر حاضرین دربار کو بخشدیتے تہے۔

(۳) بچھائی کی یہ صورت تھی کہ گرمیوں کے دنوں مین کہجور کا بوریا بچھاتے تہے جس کے خط جسم مبارک پر نمودار ہو جاتے تھے اور جاڑے کے موسم مین شتر کی اون کا کمل اوڑھتے تہے اور درخت کہجور کی کٹی ہوئی چہال ایک موٹے کپڑے کے غلاف مین بہری ہوئی اور وہی چہال تکیہ کے غلاف مین ہوتی تہی بچھاتے اور سرہانے رکھتے اور زمین پر سوتے تہے اپنے جوتے کا تسمہ آپ درست کر لیتے تھے ۔۔

(۴) سواری کا یہہ طریق تہا کہ اکثر اونٹ اور چارگوش یعنی خر اور کبہی کبہی گہوڑے پر سوار ہوتے تہے ۔

(۵) ازواج مطہرات کے ملبوسات خصوصاً حضرت عایشہ صدیقہ رض کی یہ عادت تہی کہ جو چادر یا کورتہ وغیرہ نیا پہنتی اوڑہتی تہین جبتک کہ وہ دہوتے دہوتے کہین سے پہٹ نہ جائے دیگر پارچات کی خواہش اور طلب نہ ظاہر فرماتی تہین ۔ حضرت فاطمہ خاتون جنت کے جہیز کی چادر کہنہ سے سب مسلمان واقف ہین

(۶) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش کا یہ حال تہا کہ ایک روز لاکہہ دینار آپ کے پاس آئے بقدر نصف دینار عائشہ صدیقہ کو دیکر تقسیم کا حکم دیا اور آدہے خود بدولت نے باہر لیجا کر تقسیم کرنے شروع کئے شام ہونے سے پہلے اندر اور باہر سب تقسیم کر دئے پہر عائشہ صدیقہ نے باندی سے پوچہا کیا پکا ہیگی اس نے عرض

کی بی بی صاحبہ آٹا تو اسوقت کے گذارہ کے موافق موجود ہے
لیکن سالن کے واسطے ایک پیسا بھی نہین اگر آپ مجھہ کو بھی ایک
دینار عنایت فرما دیتین تو کیا مین اس وقت گوشت نہ لے آتی۔
صدیقہ نے فرمایا کہ اگر اس وقت مانگتی تو مین تجھے بھی دیدیتی رسول
خدا نے یہ دینار مساکینون کو تقسیم کے لئے دئے تھے سو مینے
سب بانٹ دئیے۔ آخر باندی نے روکھی روٹی پکائی وہی سب نے
کھائی اور رات بسر کر دی۔
اب سنت پرستی کے مدعی انصاف فرمائین کہ منجملہ ان خاص سُنتون کے
وہ کونسی سنت ادا کر رہے ہین اور وہ دیکھین اپنے روزمرہ کو کہ یہ
ملبوسات فاخرہ زرنگار اور انواع اقسام کے طعام خوشگوار اور گنگا جمنی
زیورات مرصع کار اور گوٹا ٹھپا لچکا کناری جھالر وغیرہ زری تار اور مکانات
پرتکلف منبت کار اور فانوس اور جھاڑ اور استراحت کی چھپر کھٹ
مسہری دار وغیرہ لوازمات عیش و عشرت و فرحت۔ تین قرون کے زمانہ
مین کہان تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے تابعین اور تبع تابعین
کے سامنے تو سوائے ایک طبق اور ایک قسم طعام کے کبھی دوسرا
پاس بھی نہین رکھا گیا۔ حضرت عمر امیر المومنین کے احوال مین لکھا
ہے کہ ایک روز انڈون کی زردی اور سفیدی جدا جدا رکھنی کی ضرورت
سے خلیفہ ممدوح نے دو برتن سامنے رکھے تھے کہ اصحاب رسول اللہ صلعم
مین سے ایک شخص حضرت عمر سے ملنے آئے جب اُنھون نے دیکھا

کہ دو طبق طعام اُن کے سامنے رکھے ہین خفا ہوئے اور واپس چلے
حضرت عمر رضہ نے فوراً اُن کو بلایا اور ہر دو پیالے دکھلائے اور کہا
کہ طعام دو قسم کا نہین تب وہ مرحبا کہہ کر خوش ہوئے اور مصافحہ کیا۔
اب ہم اُن حضرات سے جو نعرہ سُنت پرستی اور اہلحدیثی مار رہے ہین
بہت ادب سے یہ بات دریافت کرتے ہین کہ جن سنت نبوی کی
تفصیل ہم اوپر بیان کر چکے ہین کیا وہ سُنت مؤکدہ نہین اور اگر وہ
سُنت خاص ہین تو پہر کیا سبب ہے کہ کوئی سنت پرستی کا دعویدار کہجور کے
پٹھون کی صف بچہا کر زمین پر نہین سوتا۔ کوئی شتری اُون کا کمل نہین
اوڑہتا۔ کوئی ایک قسم کے ایک طبق طعام پر صبر و قناعت نہین
کرتا کوئی بکریان چرانے کو جنگل مین نہین جاتا کسی سنت پرست کے دراوزہ
پر کوئی گدہا سواری کے لئے بندہا ہوا نظر نہین آتا۔ کسی سنت پرست کے
تکیون اور بچہونون مین کہجور کی چہال نہین بہری جاتی۔ کوئی سنت پرست
اپنی صندوقی دولت دُنیا کو ایکدن مین غریبون کو تقسیم کرکے جو کی روٹی
کہا کر رات بسر نہین کرتا۔ اگر اِن سُنتہای مذکورہ بالا کو ملک کی رسم
و رواج کے خلاف جانکر دانستہ ادا نہین کر سکتے تو پہر سنت پرستی کا دعوے
کرنا اور اپنے بہائی مسلمانون کو ملکی رسومات برتنے کے حیلہ سے
بدعتی اور زنار بند لکہنا اور اُن سے رشتہ شکنی ظاہر کرنا شیوہ امامت مجددہ
کے شایان نہین۔ محمود

| | |
|---|---|
| دوزخی یارون کو کہنا اور بہشتی آپ کو | کیا یہ جوشِ مذہبی محشر مین کچہہ کام آئیگا۔ |

خالق بے نیاز نے ہر انسان کو اس دار فانی مین دو ہی کامون کیلئے پیدا کیا ہے کہ اگر ثروت وحکومت وجاہ دنیاوی حاصل ہو تو خدا کی مخلوق مختلف الملت کو عادلانہ طریق سے امن اور عافیت مین رکھے انصاف اور داد دہی کو کام فرمائے - مخلوق ماتحت کو راحت پہنچائے اور اگر علم دین مین دستگاہ حاصل ہو تو دیندار بنکر راہ ثواب دکہلائے تاکہ حسن عاقبت کے کام آئے - دنیاوی راحت رسانی کا صلہ تو نیک نامی ہے جو دنیا مین ہی حاصل ہو جاتا ہے ع دولت جاوید یافت ہر کہ نکو نام یافت اور صلاح سے حسن عاقبت پردہ غیب مین ہے جس کے حصول اور عدم حصول کی کسیکو خبر نہین -

| | |
|---|---|
| زان نمی ترسم کہ گردد قعر دوزخ جای من | وای گر باشد ہمین امروز من فردای من |

## غزل محمود

| | |
|---|---|
| سید کونین کے چہوٹے برادر اور ہین | خادم و عاجز غلامان حبیب اور ہین |
| مدعی سنت پرستی کے محبادر اور ہین | بحر حمد و نعت کے عالم شناور اور ہین |
| خشک زہدی ہین زبان آور دلاور اور ہین | ذکر حق مین دل گداز و دیدہ تر اور ہین |
| طالب حق ہین محمد کی حقیقت کے فقیر | زعم علم ظاہری کے ناز پرور اور ہین |
| مسجد و نہین حافظ قرآن نابینا ہین اور | محو یاد مصحف رخسار انور اور ہین |
| مظہر شک و یقین کہتے ہین کچھ کرتے ہین کچھ | پیر یا و باخدا بے لاگ رہبر اور ہین |

بعد مدت کے ہوا محمود یہ ثابت ہمین
دین پرور اور ہین اور فرقہ پرور اور ہین -

# فرقہ اہل الحدیث پر تقریظ

**سوال** - اب فرقہ اہل الحدیث کی وجہ تسمیہ اور اُن کے عمل کی کارروائی بیان کرو *

**جواب** مسائل دینیات مین تو مولوی محمد حسین صاحب لاہوری کی کوئی کتاب خاص تصنیف مین سے کبھی میرے دیکھنے مین نہین آئی ہان اُن کے رسالہ اشاعۃ السنہ دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید کسی زمانہ گذشتہ کے کسی محدث کی کوئی پرانی کتاب اُن کے مطالعہ مین ایسی ہے جس کے اجتہاد کی پیروی اُسکے زمانہ مین نہین ہوئی اور ایسے محدث صدہا گزرے ہین جو اپنا اپنا اجتہادی سرمایہ غیر مروج چھوڑ گئے ہین جنپر عمل نہین ہوا یا علماے جمہور نے التفات نہین کیا اسلئے قیاساً ایسا پایا جاتا ہے کہ اُنہین کتابون کے مطالعہ پر مولوی صاحب نے مطمئن ہوکر کسی کی تقلید کی ضرورت نہین سمجھی بہت اچھی بات ہے

| ہر کہ نان از عمل خویش خورد | منت حاتم طائی نبرد * |
|---|---|

ان مولوی صاحب کی طرز تحریر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ علیم اور ذہین اور طبیعت کے ذکی ہین جس زمانہ مین وہ علمی دولت سے مشرف ہوکر آئے تھے اُس زمانہ مین حنفیون اور فرقہ عامل بالحدیث کے شاگردون کی آپس مین بحث مذہبی کا بازار گرم تھا اور نئے نئے فرقون کے ایجاد کا چرچا اور سلسلہ جاری تھا اسلئے ان کی طبیعت کو بھی اُس زمانہ کی ہوا طریق مروجہ وقت کیطرف

کھینچ رہے گئی اپنے نام نامی پر فرقہ ایجاد کرنے کی خواہش پیدا ہوگئی
کچھ شاگردوں کو درس تدریس سے فیض پہنچایا۔ اپنا معتقد بنایا اپنے
مذہب کا نام اہل الحدیث مشتہر فرمایا۔ اگرچہ اہل زر اہل خانہ اہل اولاد اہل
سخن وغیرہ کہلانے کا وہی شخص مستحق سمجھا جاتا ہے جو گہر اور زر اولاد
اور سخن کا پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔ سو حقیقت مین اہل حدیث تو
رسول اللہ صلعم ہین کہ حدیث اُن کی کلام خاص ہے۔ مگر ہان عرف عام
مین جو علماء امتی وارث الانبیا کہلاتے ہین اگر اس ترکہ نبوی سے
کوئی سہام یعنے حصہ پہنچنے کے ذریعہ سے مولوی صاحب بھی دعویدار
اہل الحدیث کہلانے کے ہوئے تو خیر کچھ مضایقہ اور ناموزون نہین
اس وجہ سے کہ اگر اصلی اور حقیقی اہلحدیث نہین تو ترکہ جدی کے ذریعہ سے
مجازی اہلحدیث سمجھے جا سکتے ہین اور اگر بطور نام فرقہ کے لفظ اہلحدیث
مشتہر فرمایا ہے تو یہہ تکلف لاحاصل ہے کیونکہ مجازی اہل قبلہ اور
اہلحدیث کہلانے کے کل فرقون کے علماء امتی مستحق سمجھے جاتے
ہین نہ کہ خاص مولوی صاحب اور اُن کے معتقد۔ ہان ایک بات
وجہ تسمیہ مین اور بھی ہے کہ تیرھوین صدی مین فرقہ کے ایجاد کو بجائے
تولد فرزند کے سمجھا گیا تھا اگر یہ قیاس میرا صحیح ہے تو اُن کو بھی یہ نونہال
بلند اقبال یعنے اہل الحدیث مبارک ہو کہ یہ فرقہ چند روزہ اُنکی یادگار مین رہیگا
ابتداء مین ان مولوی صاحب کی قلم کی چال کچھ حد اعتدال سے بڑھی
ہوئی معلوم ہوتی تھی جس کے سبب اِن کے نام پر بھی لقب وہابیت کا

شاید خلاف واقع مشہور ہوگیا تہا جسکو انہون نے اپنی تحریر کی طاقت اور
دلی ہمت کی وکالت کے زور سے روکا اور اپنے آپ کو اس مکروہ الزام
ناکام سے بری کیا - اُنکی تحریر حال کے دیکہنے سے صاف معلوم
ہوتا ہے کہ ور مولانا اُن کے عمل مروجہ مین کسی قسم کی ضد مذہبی اور کسی مخالف
فرقہ کی دلشکنی نہین پائی جاتی بلکہ زمانہ حال کے واقعات سے صلح خیر
کے انداز اور آثار نمایان ہین -

غنیمت جانو اس مل بیٹھنے کو　　جدائی کی گہڑی سر پہ کہڑی ہے

ان کے دو تین مضامین مندرجہ اشاعۃ السنہ سے یہ بہی پایا جاتا ہے
کہ اُنہون نے ابتدا مین سر سید احمد خان صاحب بہادر سے مذہبی
مناظرہ شروع کیا تہا مگر سید صاحب کے خیالات عاقلانہ مقتضی اس
امر کے ہوے کہ ایک دو جواب دیکر خموشی اختیار کی جسکا نتیجہ یہہ نکلا کہ
ایک چُپ سو کو ہرائے - اگر آپ اپنے ابتدائی زمانہ مین یہ مولوی صاحب
قومی تفرقہ اور نفاق مذہبی کی اصلاح پر قلم اُٹہاتے تو امید قوی تہی کہ ضرور
ہی کامیاب ہوتے کیونکہ علم مناظرہ مین مولوی صاحب عالی دستگاہ
اور مہذب حق آگاہ معلوم ہوتے ہین البتہ یہ اُن سے بڑی چوک ہوئی
معلوم ہوتی ہے جو یہ پرانے طریق فرقہ سازی پر چل کہڑے ہوے
اگر ایسا نہ کرتے تو اُن کو اعلیٰ درجہ کی عزت اور شہرت حاصل ہوتی - مگر اب
بہی اس لایق معلوم ہوتے ہین کہ اگر ہماری فریاد کیطرف متوجہ ہون تو اب
بہی سب کچہہ کر سکتے ہین - بر کریمان کارہا دشوار نیست - اور یہہ ذکر بہی

اس موقع پر یاددہانی کے لائق ہے کہ تیرھوین صدی کے وسطی زمانہ سے جو مذہبی تند باد چلنی شروع ہوئی تھی وہ پچاس ساٹھہ برس تک بڑے زور شور سے چلی مگر اب جو زمانہ بدلا اور دور آزادی شروع ہوا تو نتیجہ اسکا ظاہر ہوگیا کہ قوم کو بجز پریشانی اور حیرانی کے اس مذہبی آندہی سے اور کچھہ فایدہ حاصل نہ ہوا اسلیئے قوم بہی اب اس نفاقی عمل کے مضر نتائج سے بیزار اور نادم اور پشیمان ہے لہذا مصلحت وقت یہی ہے کہ تصنیفات امور مذہبی مین زمانہ گذشتہ کی طرز کو چہوڑین اور یہ پیرایہ اختیار کرین **بیت**

| | |
|---|---|
| پاک رکہہ اپنا دہن ذکرِ خدائے پاک سے | کم نہین اپنی زبان منہ مین مگر مسواک سے |

## نیچری فرقہ پر تقریظ

**سوال** - آجکل نیچری فرقہ بڑی ترقی پر سُنا جاتا ہے اسکی بنیاد اور ایجاد کا حال بہی بیان کرنا چاہیئے

**جواب** اس فرقہ کے ساتہہ دنیاوی حاصلات کا تعلق بہت مفید لگا ہوا ہے اگر گورنمنٹ ہند مین اعلیٰ درجہ کی تعلیم کی کچھہ قدر اور پرسش رہی تو بظاہر یہ فرقہ ہونہار نظر آتا ہے زمانہ حال کی مزاج کے موافق ہے اسلیئے اُسکی ترقی کی اُمید کیجاتی ہے بانی اس فرقہ کے سرسید احمد خان صاحب بہادر نجم الہند بڑے تجربہ کار جاہ پسند انقلاب زمانہ کے رنگ ڈہنگ سے خبردار قوم اور ملک اور گورنمنٹ انگلشیہ کے

خیر خواہ و فدا دار ہین ہند مین علمی روشنی کی دیا سلائی کا مادہ ہین اور
مرد عالی ہمت صاحب ارادہ ہین - اِس نیچری لقب فرقہ کے ایجاد
اور مدرستہ العلوم علیگڈہ کی بنیاد ایک ساتھہ ہی قایم ہوئی ہے -
سید صاحب کے اجتہاد جدید سے جہان تک میری سمجھہ متفق ہے
اسکی تفصیل یہہ ہے -

(۱) سید صاحب نے جو مدرسہ جاری کیا ہے یہہ ایک دروازہ علمی معلومات کا اپنے ملکی لوگون مختلف المذاہب پر کہولا ہے - علم سکہلانا اپنے ملکی بہائیون کا ایک بڑی دولت لازوال کا تقسیم کرنا ہے -
خدا اِس درستہ رئیس مین ترقی بخشے -

(۲) سید صاحب کی تحریر اور تقریر یہہ خبر دیتی ہے کہ وہ تعصب مذہبی سے آزاد ملکی جہالت اور مفلسی اور بے ہنری سے ناشاد ہین اور بیشک بے تعصبی ایک عمدہ اور مفید جواہر اجزا کے انسانیت مین سے ہے جس سے دین اور دنیا اور ملک کی بہلائی وابستہ ہے اور فی الحقیقت ہمارے پیشوا سید الانبیاء کی تعلیم تعصب مذہبی سے پاک ہے اور تخلقوا باخلاق اللہ سے معمور اگر کوئی قانون محمدی کا عامل افراط تفریط اختیار کرے وہ عامل کا قصور ہے قانون اور واضع قانون کے ذمہ وہ الزام ہرگز عاید نہین ہو سکتا +

(۳) تقسیم ترکہ کے بارہ مین یہہ رائے سید صاحب کی بہت مفید

معلوم ہوتی ہے کہ قرآن مجید مین تقسیم ترکہ اور وصیت دونون کی اجازت موجود ہے تقسیم مین اہل جایداد کو یہ نقصان پہنچتا ہے کہ دو تین پشت مین زمین اور ریاست نہین رہتی اور وصیت پر عمل کرنے مین خاندانی عزت اور عظمت بدستور قایم رہنے کی اُمید ہے۔ پس اہل جایداد کو وصیت پر عامل ہونا بہت مُستحسن معلوم ہوتا ہے۔ مین اپنے تجربہ کے روسے ظاہر کرتا ہون کہ جب مین سنہ ۸۵ء مین محکمہ بندوبست مین نوکر تہا تحریر شرائط واجب العرض کیوقت مسلمان ناخواندہ اور خواندہ سب یہی کہتے تہے کہ تقسیم جائداد کے بارہ مین ہمارا عمل قدیم سے شریعت کے خلاف اور رواج ملک کے مطابق ہے سوا اولاد ذکور کے زمین کی ملکیت نہ کبہی کسی کو بانٹ کردی ہے نہ آیندہ بانٹ کردینے کا اقرار کرسکتے ہین اور اس عمل رواج ملکی کو تمام زمیندار مقدم سمجہتے ہین اور احکام شریعت سے صریح مُنکر ہوکر خدا کے گنہگار ہونا پسند رکہتے ہین پس کیا خوب بہتر بات ہے کہ اگر یہ لوگ وصیت کے عمل کو اجراء کرین تو انکی ملکیت بہی قایم رہے اور خدا اور رسول کی عدول حکمی سے بہی محفوظ رہین۔

(۴) عندیہ سید صاحب کا یہ پایا گیا کہ اونہون نے سقرض مُوچہون اور نیچی داہڑی اور اونچے پاَیجامون شب برات کے حلوے اور عید کی سویون اور مُردون کے تیجے دوسے اور جمعرات کے ختم فاتحہ

اور بیاہ شادی کے ڈہول نقارون اور آتشبازی کے آثار
اور غبارون وغیرہ رسومات ملکی کی ممانعت کو دینداری کے حصول
مین داخل نہین سمجہا اور بات بہی ٹہیک ہے کہ ایسی رسمیات ملکی
کو تادیلی تکلفات کے زور سے دینی شکنجہ مین کہینچنا لاحاصل ہے
(۵) اور قید لباس کی بہی قایم نہین رکہی - درعمل کوش ہرچہ خواہی پوش
کو پسند فرمایا ہے
(۶) اور اُن کی یہہ دوراندیشی بہی شکریہ کے لایق ہے کہ اپنے اجتہاد
مین یہ دعوے نہین کیا کہ میرا متبع نجات کا حقدار اور غیر متبع نجات
سے دور رہے گا اگر اپنے اجتہاد مین ایسا دعوے کرتے تو
قوم مین اور ایک تازہ تفرقہ پیدا ہوجاتا اور اس عقلی زمانہ مین انکے
اجتہاد کی پیروی بہی کوئی نہ کرتا -
(۷) ایک یہ عمل بہی ان کا لایق تعریف کے ہے کہ تحریر اور تقریر سید
صاحب کی ایسی نرم ہے جس کے دیکہنے سے کسی مخالف کی طبیعت
گرم نہین ہوتی میری سمجہہ کے نزدیک سید صاحب اپنے خیال سے
مسلمان دین پرور اور دنیا دار لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا پر
کاربند معلوم ہوتے ہین -

سید صاحب کے اجتہاد جدید کی بنیاد —

اب رہا اُن کے اجتہاد دینی کا معاملہ اگر کلام اللہ اور
حدیث رسول اللہ کے وسعت معانی کیطرف خیال
کیا جاے تو یہہ بات کہنی کچہہ مبالغہ مین داخل نہین کہ

| | | |
|---|---|---|
| نقش پر اسکے مصور کو بھی کیا کیا ناز ہے | | کھینچتا ہے جسقدر اتنا ہی کھنچتا جاے ہے |

اگر سید صاحب کے اجتہاد پر بھی اُن کے معتقد ناز کرین تو کچھ جاے تعجب نہین - مگر میری سمجھ کا مقتضا یہ ہے کہ علم فقہ اور حدیث کی تنقیح مین تو ہندی مولویون نے بال کی کھال تک کھینچنے مین کسر باقی نہین رکھی - انہین تو بھی دو تین نقص بڑے بھاری نظر آتے ہین کہ ضد فرقہ پروری اور تعصب مذہبی اور تعلیم نفاقی کی بلا مین مبتلا ہین انتظام امور ملکی اور مالی اور حصول معاش کے سرانجام اور ہنر کارآمد کے اہتمام سے رغبت نہین رکھتے اور جو کام خود نہین جانتے تو قوم بیکار درماندہ اور ناچار کو کیا سکھلا سکتے ہین - اُن کی تعلیم تو قومی نفاق ہی موثر اور محدود ہے اور بجز اسکے کہ دنیا ہیچ است و کار دنیا ہمہ ہیچ اور کسی کو کچھ نہین سکھلا سکتے - اور خود بھی دنیا کے ایحتاج سے تمام عمر محتاج رہتے ہین -

س تمہاری دانست مین سید صاحب عالم باعمل ہین یا نہین -

ج سید صاحب کی تحریر اور تفسیر سے یہ بات ظاہر ہے کہ امور دینیات مین وہ واقف اور بڑے تجربہ کار ہین اِسلئے ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ اہل اسلام کے خیر خواہ ہونے مین کچھ شک نہین کیونکہ ملکی ہمدردی اور اسلام کی خیر خواہی اُنکی کارروائی سے صاف ظاہر ہے اور سید صاحب کی دور اندیشی کا یہی سبب معلوم ہوتا ہے کہ دین محتاج ہو اکرتا ہے دنیاوی دولت اور اجماع امت کی مدد کا اور دنیاوی کام محتاج ہوتے ہین احکام دین کی پابندی کے کیا معنے کہ کیسا ہی سچا دین کیون نہ ہو جب تک اسکو

دُنیاوی امداد نہین پہنچتی وہ بہی بے رونق ناتوان نیم جان ہوجاتا ہے۔ اور کوئی دُنیا دار کتنا ہی امیر صاحب ثروت وعزت دار کیون نہ ہو جب تک وہ کسی دین کی ملت کا پابند نہین ہوتا اُس کا کوئی قول لایق اعتبار کے نہین سمجہا جاتا ہے بحدے کہ لامذہب دہریہ کی گواہی بہی مقبول عدالت نہین ہوتی۔ پس سید صاحب نے جو علمی معلومات دُنیاوی حاصلات کا دروازہ کہولا ہے گو یہہ علم محض گورنمنٹ کی نوکری پیشگی مین کارآمد سمجہا جاتا ہے تجارت کے ڈہنگ سے نہ خود واقف ہین نہ قوم کو سکہلا سکتے ہین مگر ہان اِس علم کا بہی یہی نتیجہ اور انجام معلوم ہوتا ہے کہ جب اقوام ہند کے مختلف المذہب باشندون کا جہل طبعی اور مرض مفلسی دور ہوجائیگا تو دین اور دہرم خود بخود رونق پکڑ جاے گا۔

خداوند نعمت بحق مشتغل ‖ پراگندہ روزی پراگندہ دل

اور سید صاحب نے دینی امورات مین اِس ضرورت سے دخل دیا ہے کہ قوم مسلمان قدیم سے نجات پسند بہشتی نعمتون کے آرزومند ایمانی دولت پر عاشق دوزخ کے خوف سے دردمند چلی آتی ہے۔ اور نیا مذہب بنانے کا یہہ قاعدہ اور اصول ٹہہر چکا ہے کہ ابتدا سے اسلام سے آجتک جسقدر ربانی شیطانی فرقون کے ہوے ہین بغیر دین کی آڑ پکڑے کوئی نیا فرقہ قایم نہین ہوا اور نہ ہوسکتا ہے لہذا بدرجہ ناچاری سید صاحب کو بہی قال اللہ وقال رسول اللہ کی آڑ پکڑ کر اپنے اجتہاد جدید کے بانکے دکہلانے لابد ہوے محمود

| | |
|---|---|
| سبز عینک اُس شکار افگن کی آنکھون پر نہین | عارضی سبزہ ہے پردہ دام آہو گیر کا |

اور جب نیا اجتہاد دکہلانا ضرور ہوا تو پہر اِس امر کی تشخیص اور تنقیح بہی دل مین لازم ہوئی کہ اجتہاد کس بنیاد پر شروع کیا جاے جو جدید لذیذ بہی مین داخل سمجہا جائے۔ اگر اُسی قدیمی خوف و رجا کے پیرایہ پر یعنے جنت کی بہار اور دوزخ کے آتشی گرزون کی مار کا عمل دکہلایا جاوے تو وہ پُرانا طریق اِس نئی روشنی کے عقلی زمانہ مین بے فروغ ہوگا اور جیسے نقشے امید و بیم کے مفسرین متقدمین اور متاخرین علماء دین دکہلا چکے ہین اُنسے بڑہکر دکہلانا بہی غیر ممکن ہے۔ آخر کار سید صاحب کی عقل تجربکار کا یہی مقتضا ہوا کہ اب اُن موحد صوفیون کے علم تصوف مین سے جو پُرانے سکہ کا خزانہ مدفون ہے کچہہ مال برآمد کرکے قالب جدید مین ڈہالکر دکہلانا چاہیئے تاکہ وہ سادہ دل مسلمان جو نادیدہ لقاے حور اور شنیدہ جام طہور کی اُمید موہوم مین مسرور اور رنجور فاقہ مست پڑے ہین۔ ان توہمات عدم حاصلات بے ثبات سے مخلصی پائین جن کے اوہام کے وصول کا قیامت پر مدار ہے اور بے خوف اور آزاد منش اور بے کہٹکہ ہوکر روٹی کمانے کہانے کی طرف متوجہ ہوجائین۔ اسواسطے سید صاحب نے یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کی نفی پر ربڑ کا قلم اُٹہایا اور اپنے جدید اجتہاد کے ذریعہ سے شایقان بہشت اور خایفان دوزخ کو یہ مژدہ سُنایا کہ بہشت اور دوزخ فرشتے اور شیطان وغیرہ جسکو عالم غیب سمجہتے ہین اِسکا کچہہ وجود خارجی نہین۔ تاثیر ان نامون کی جنکو عالم غیب

سمجھ کہا ہے - نیچر یعنے فطرت انسانی مین داخل ہے - جب اِس نئے قسم کا اجتہاد شایع کیا گیا - نئی روشنی کے نوجوان انگریزی خوان جنکی طبیعتین پہلے سے ہی آزادی کی طرف جھکی ہوئی تہین وہ سید صاحب کے نیچری خوان پر جھٹ پٹ مہمان ہو کر یہہ بول اُٹھے - او ہوا ایسا اجتہاد با مراد کہ جسمین کسی فرد بشر کو - **محمود**

| | |
|---|---|
| خوف دوزخ ہے نہ جنت کی تمنا دل مین | کوچہ یار مین اوقات بسر ہوتے تک |

آجتک کسی عالم شریعت نے نہین کیا - سید صاحب کی عقل اور علمیت اور فطرت تو انبیا ے الوالعزم سے بہی بڑہکر معلوم ہوتی ہے جنکے تازہ اجتہاد کی بدولت دین اور دنیا کے کامون مین آزادی کی صورت دیکھنے مین آئی - ورنہ اس سے پہلے تو مٹی ہی خراب نظر آتی تہی بموجب اِس قول مشہور کے -

| | |
|---|---|
| یہان فکر معیشت ہے وہان دغدغہ حشر | آسودگی حرفیست نہ یان ہے نہ وہان ہے |

**س** - تمنے سید صاحب کو عالم باعمل تسلیم کرنے مین تامل کیا اِس کا کیا سبب ہے ؟

**ج** - سید صاحب کے دل مین قومی ہمدردی کا جوش تو امور دنیاوی کی اصلاح اور فلاح مین صاف طور پر پایا جاتا ہے مگر تالیف قلوب انسانی کا اثر نہین معلوم ہوتا - اگر تالیف قلوب کا کچہہ بہی خیال ہوتا تو سید صاحب نے جو تفسیر قرانی لکہی ہے اُس کی پیشانی کو تحریر بسم اللہ سے خالی رکہہ کر اپنے ہمعصر علما دین کو ناراض نہ کرتے -

س شاید سید صاحب نے اپنی تفسیر کو تحریر بسم اللہ سے اِس سبب خالی رکھا ہوگا کہ عیسائی اعتراض کیا کرتے ہین کہ بسم اللہ عربی زبان کا محاورہ نہین -

ج اِس اعتراض کے جوابات تو مسلمان ایسی وجوہات لایقہ سے دے چکے ہین کہ مخالفون کو گنجایش لب کشائی کی نہین چھوڑی بلکہ تسلیم کرادیا ہے کہ بسم اللہ کا لکھنا صحیح ہے -

س اس زمانہ کے ہندی فلسفی عالمون نے ترک تقلید کو ابھی اپنی علمیت کے اظہار کی نشانی اور سند سمجھا ہے لہذا اگر بسم اللہ کا لکھنا بھی تقلید مین داخل سمجھکر چھوڑ دیا ہو تو اسمین دین اسلام کا کیا ہرج متصور ہے -

ج دین اسلام کا اصول تو ہمارے پیغمبر علیہ السلام نے کلام اللہ کے ذریعہ سے ایسا مستحکم قایم کیا ہے کہ جسمین قیامت تک جنبش اور لغزش کا اندیشہ اور احتمال نہین ہوسکتا پھر اسلام کے اصول مین کیا نقصان آسکتا ہے مگر ہان سید صاحب کی فطرت پر یہہ افسوس عاید ہوتا ہے کہ خلفاے کرام اور ائمہ اسلام کی تقلید کو تو اونہون نے ایسا کیچڑ کا دہبہ سمجھا کہ جسکا مٹا دینا ثواب جانا اور اُن عیسائیون کی تقلید کو پسند فرمایا جنکی کتابون کی پیشانی خدا یتعالے کے نام کی برکت سے خالی ہے مگر سید صاحب کو تقلید کے دام سے پھر بھی رہائی حاصل نہ ہوئی کیونکہ ائمہ اسلام کی تقلید سے اُنہون نے اپنے آپ کو بچایا اور عیسائیون کی تقلید مین پھنسایا -

| | |
|---|---|
| چاہ تقلید کی اوگہی سے رہائی معلوم | ایک سے کود کے نکلے تو گرے دوسرے مین |

تیسری وجہ اُن کو عالم باعمل نہ تسلیم کرنے کی یہہ ہے کہ جب سید صاحب انگلستان سے واپس تشریف لاے اخبارون مین گلا مروڑے مرغی کی چرچا ہوئی اُسکے جواب مین سید صاحب نے کسی اپنی سپیچ مین اتنا ہی کلمۃ الحق فرمادیا کہ غیر ملک مین جانے کے سبب اگر ہم سے کوئی بے احتیاطی بھی وقوع مین آئی تو وہ ہمارے عمل ذاتی کے فروگذاشت مین داخل ہے۔ قوم کو ہماری اس کوشش کی طرف دیکھنا چاہئے جو ہم اسکی فلاح اور ہمدردی کے بارہ مین کر رہے ہین یہ سنجیدہ گفتگو سنتے ہی تمام مسلمان خاص و عام اُن کی صاف گوئی پر مرحبا جزاک اللہ کہہ کر خوش ہو گئے۔ مگر جب اُنکی تفسیر مین مرغی پر تازہ اجتہاد دیکھنے مین آیا مسلمان حیران ہوکر یہہ کہنے لگے کہ یہہ معاملہ تو طے ہو چکا تھا اب سید صاحب نے اپنے عمل ذاتی کے پیچ مین مبتلا ہوکر یہ اجتہاد بضرورت کیون دکھلایا کہ مرغی کے حال پہ ترس کہا کر اُسکا گلا تکبیر کی چھری کے نیچے سے نکال دیا اور نص قرآنی کے حلق پر اللہ اکبر کہنا روا رکھا پس اگر سید صاحب کو تالیف قلوب علما منظور ہوتی تو اس قسم کی بیضرورت سخن پروری کی کیا حاجت تھی۔ اسی سبب سے ہم سید صاحب کو خیر خواہ اسلام تو مانتے ہین مگر عالم باعمل نہین جانتے۔

س سید صاحب کے اصول دین اور مذہب کی تعریف بیان کرو۔

ج دین کا اصول تو وہی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے قایم کیا ہے۔ مگر ہان اُن کے مذہبی عقاید مین علماے گزشتہ و حال کے عقاید سے

کسیقدر اختلاف ہے جسکا ذکر ہم اوپر بیان کر چکے ہین۔

اے میرے بہائی مسلمانو سید صاحب کے مذہبی عقاید سے بہ کچھہ چونکنے اور بہڑکنے کی تو کوئی بات نہین پائی جاتی کیونکہ ہماری سمجھہ کے نزدیک سید صاحب نے کوئی نیا اجتہاد نہین کیا جس پیرایہ پر وہ چلے ہین یہ مذہب تو اُن پرانے دقیانوسی صوفیون کا پرتوہ ہے جنکے نام پر علماء متقدمین اہل شریعت نے خطاب معتزلہ اور نیچری قایم کر رکھا ہے اور نیچری مذہب کی تعریف اور تنقیح مین دیکھو رسالہ مصنفہ جمال الدین حسینی اصفہانی جو مطبع دار العلوم اصفہان مین طبع ہوا ہے مگر سید صاحب پورے نیچری مذہب نہین۔ نیچر کا نمک اُن کے عقاید مین لگا ہوا ہے جس سبب سے اُن کو علماے ہند نے نیچری قرار دیا ہے۔

س سید صاحب اور اُن کے معتقدون کا کچھہ عقیدہ تو بیان کرو جس سے عالم غیب کی نفی کا پتا معلوم ہو۔

ج جنگ بدر کی لڑائی مین جو ظہور تائید غیبی اور امداد الٰہی کا ہوا اور وہ امداد فرشتون کی مدد سے منسوب ہے اُس موقع پر سید صاحب نے فرشتون کے وجود خارجی سے اپنے اجتہاد مین انکاری ہو کر تاویل کے ذریعہ سے یہ ثابت کر کے دکہلایا ہے کہ وہ امداد فرشتون کی نہ تہی بلکہ امداد نیچرل انسانی تہی اور خلاصہ اُن کے عقیدہ کا یہہ ہے کہ جس قدر اسماے غیب ہین سید صاحب نے ان سب نامون کا مجموعہ فقط ایک نیچر کو ہی قرار دیا ہے اور جس کے ثبوت مین اقوال اُن صوفیون کے پیش کیے ہین جنکا

یہ عقیدہ ہے۔

نار و نور و دوزخ و جنت سب آب و گل مین ہے

عالم صغرا و کبرا سب حریم دل مین ہے

سواے اسکے دیکھو مسدس حالی مین اُنکے لائق معتقد کا یہ بند۔

| | |
|---|---|
| بہشت اور ارم سلسبیل اور کوثر | پہاڑ اور جنگل جزیرے سمندر |
| اسی طرح کے اور بہی نام اکثر | کتابون مین پڑہتے رہے ہین برابر |
| پہ جبتک نہ دیکہین کہین کس یقین پر | کہ یہہ آسمان پر ہین یا ہین زمین پر |

اور خیال کرو کہ یہہ مضمون عام فہم بہشت وغیرہ عالم غیب کی نفی پر دال ہے یا نہین۔

س اب اُن صوفیون کے عقاید بیان کرو جن کے مقابلہ سے سید صاحب کے عقیدہ کی مطابقت سمجہہ مین آئے۔

ج۔ صوفیون کے عقاید بیان کرنے سے پہلے ہم اُن نامون کی تفصیل بیان کرتے ہین جنکا تعلق عالم غیب سے سمجہا جاتا ہے۔ اور خاص و عام مسلمانون کے بولنے مین آتے ہین اور یہہ نام قران اور حدیث مین مندرج ہین۔ معجزات انبیاے وحی آسمانی۔ الہام روحانی القاے ربانی جنت روضہ رضوان سلسبیل و کوثر و حور و غلمان۔ جہنم اور فرشتہ مالک مہتمم۔ شیطان الرجیم لعین۔ عالم جنات۔ کشف قبور۔ کرامات اولیاے۔ عالم ارواح اگرچہ یہہ ظاہر کی آنکھون سے تو نظر نہین آتے مگر روشنضمیر لوگ چشم باطنی سے اِن کو دیکہتے ہین اور انکی

ہستی کی صداقت کرتے ہین - اور صوفیون کی قسمین اور اُن کے عقاید مختلف اسقدر طول اُمل ہین کہ جن کا مفصل بیان کرنا محال ہے - لیکن از انجملہ اِن کے بعض علماے موحدین سابقہ کا عقیدہ اس قسم کا کتابون مین درج ہے جیسا کہ سرمد فقیر موحد قدس اللہ سرہٗ کا تہا کہ اُس نے معراج مجسم سے مُلّا قوی کے سامنے انکار کیا اور معراج عالم مثال سے بہت معقول طور پر اقرار کیا ہے - اِسی قسم کا انکار عالم غیب سے سید صاحب کو بہی ہے جو قطعی انکار مین داخل نہین سمجہا جاتا -

**صوفیون کے عقاید مختلف کا مختصر بیان -**

اور مختصر نمونہ صوفیہ کرام کے عقاید کا بطور اصول کے یہ ہے -

(۱) ہمہ از وست (۲) ہمہ اوست (۳) اوست (۴) ہمہ باہیم -

عقیدہ نمبر (۱) بین علماے دین بہی شامل عقیدہ صوفیون کے ہین مگر فرق اتنا واقع ہے کہ صوفی تو دل اور زبان سے یہ کہتے اور سمجہتے ہین

| | |
|---|---|
| تو نیکی کن و من نہ بد کردہ ام | کہ بدزا حوالت بخود کردہ ام |
| گناہ من ار نامدے در شمار | ترا نام کے بودے آمرزگار |

اور علماے شریعت تصدیق اسکی تو دل مین یون کرتے ہین مگر زبان سے یون کہتے ہین --

| | |
|---|---|
| گناہ اگرچہ نبود اختیار ما حافظ | تو در طریق ادب کوش گو گناہ منست |

اور صوفی نمبر ۲ کا عقیدہ یہہ ہے -

| | |
|---|---|
| طرفہ بیرنگی کہ دارد رنگہاے بیشمار | طرفہ بےشکلی کہ دارد شکلہای صد ہزار |

ہمسایہ و ہمنشین و ہمرہ ہمہ اوست
در دلق گدا و اطلس شہ ہمہ اوست

در انجمن فرق و نہانخانۂ جمع
باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

اور جن صوفیون کا عقیدہ نمبر ٣ ہے اُن کا دلی یہ یقین ہے -

ہر جا کہ وجود کردہ سیر ست ایدل
میدان بیقین کہ محض خیر ست ایدل

ہر شر ز عدم بود عدم غیر وجود
پس شر ہمہ مقتضای غیر ست ایدل

صوفی شدہ نیست نیست را مذہب نیست
با دوست رسیدہ را دگر مطلب نیست

رب رس رسیدہ رب را رب نیست
جائیکہ بود روز در انجا شب نیست

از مذہبم مپرس کہ مومن نہ کافرم
من رسم این دیار ندانم مسافرم

جو صوفی عقیدہ نمبر ۴ کے ہین اُنکا عندیہ ظاہر اور باطن مین یہ ہے

رحمٰن و رحیم و رحمت اللہ مائیم
شیطان رجیم و لعنت اللہ مائیم

ہر نیک و بدیکہ در جہان مے گذرد
باللہ مائیم و ثم باللہ مائیم

اور اِس سمجھہ کے صوفی جو علم فقہ اور حدیث مین بھی امام مجتہد گزرے ہین وہ بہشت اور دوزخ اور فرشتون وغیرہ عالم غیب کے وجود خارجی کے قائل نہین اور نہ وہ اِس دل کو دل سمجھتے ہین جو انسان کے قلب مین ایک صنوبری صورت گوشت کی بوٹی ہے بلکہ اُن کے مشاہدہ باطنی کا یہہ مقتضا ہے کہ عوالم الٰہی سے جو عالم غیب انسان کے بطون مین ہے اُسکا نام دل ہے جسکی یہ تعریف ہے -

دل بدست آور کہ حج اکبر است
وز ہزاران کعبہ یک دل بہتر است

کعبہ بنگاہِ خلیل آزر است
دل گذرگاہ جلیل اکبر است

| | |
|---|---|
| کسیکہ دل ز غبار ہوس نسازد پاک | چو آتشی تہ خاکستر است زندہ بخاک |
| صفائی دل از خیال غیر زایل میشود | آب این آئینہ گر عکسے فتد گل میشود |
| او در دل منست و دل من بدست اوست | چون آئینہ بدست من و من در آئینہ |

اور توحید کے بارہ مین ہماری سمجھہ کے نزدیک سب سے اچھا عقیدہ یہ ہے

| | |
|---|---|
| آن ہمہ و بے ہمہ و با ہمہ | با ہمہ تنہا و بے تنہا ہمہ ہو |

| | |
|---|---|
| سید صاحب پورے معتزلی بھی ہیں پورے نیچری | س اس قسم کے عقاید کی تو سید صاحب کے اجتہاد مین بو تک نہین پائی جاتی - پہر کس طرح آن کو صوفیون کا |

زلّہ ربا سمجہا جا سکتا ہے -

ج - سید صاحب نے کچہہ معتزلہ صوفیون کے عقاید کی پیروی اور تقلید اختیار نہین کی اُنہون نے تو فقط عالم غیب کی نفی اور نیچر کے اثبات کی ضرورت سے صوفیون کے چند اقوال لیکر اپنے اجتہاد جدید کا کام چلایا ہے پہر عوام الناس مسلمان سید صاحب کے عقاید کے منشاء کو کیونکر پہچان سکتے ہین یہ کام خاص مبصرون کا ہے نہ عام مقلدون کا -

س بہلا ایسا بہی کہین ہو سکتا ہے کہ جس مذہب کے مسائل کو کوئی پسند کرے اُسکی پوری پیروی اختیار نہ کرے جزویات سے کام چلائے -

ج شاید آپ کو فرقہ سازی کی ترکیب سے واقفیت نہین واضح ہو کہ جب کسی عالم کو نیا مذہب بنانا منظور ہوتا ہے تو وہ اول کسی مذہب جدید یا قدیم کے مسایل کو اپنے دل مین پسند کرکے عطارون کی مانند اپنی طبیعت کی دیگ مین بطور زمین کے قایم کر دیتا ہے پہر اُسمین اپنے اجزاے ضمیر داخل

کر کے علم خطا و جدل اور تا د بلاغت منطقی کے عمل سے ہوش و یکر عرق مرکب کہینچتا ہے اُسکو اپنا اجتہادی ماء الحیات مفید نجات قرار دیکر مشتہر کیا کرتا ہے کوئی عالم عقیل کسی ملت کا ایسا تتبع مذہبی نہین کرتا۔ جسکے دیکہتے ہی جہٹ پٹ ثابت ہو جاے کہ یہ بانی مذہب فلانے فرقے کا ناقل یا مقلد ہے مگر در اصل تقلید سے کوئی خالی نہین ہوتا۔

س۔ کیا ثبوت ہے اس بات کا کہ نیا فرقہ بنانے کے وقت ایسی صنعت اور کارسازی کی بہی ضرورت ہوا کرتی ہے

ج ثبوت یہی ہے کہ سب سے پہلے جب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو نیا فرقہ بنانا منظور ہوا تو دل مین مسایل کتاب التوحید کو پسند کیا اور اُنہین مسائل کے عکس کو عربی زبان سے اردو زبان کے قالب مین ڈہالا اُسکو اپنا اجتہاد ظاہر کیا نام اپنے فرقہ کا فرقہ نجم عامل بالحدیث کہا ان کے بعد مین اس فرقہ کے عالمون نے مادہ مسایل کا تو وہی بدستور اپنے دل مین قایم رکہا مگر پیرایہ ان کا تبدیل کر کے فرقہ عامل بالحدیث کا نام مٹا دیا اور اُسی مادہ کے ذریعہ سے اجتہاد تازہ بتازہ کرتے اور لڑتے رہے بعدیکہ آخر کار کسی نے اپنے فرقہ کا نام موحدین اور کسی نے غیر مقلدین اور کسی نے اہلحدیث مشتہر کر کے اپنے اپنے بنائے ہوے فرقون کو چلتا کر دیا۔ نمبر ۲ ایسے ہی ہمارے سید صاحب نے بہی کچہہ شرعی مسایل اہلسنت کا سایہ اور کچہہ صوفیون کے عقاید علم باطنی کا پیرایہ اور کچہہ اپنی عقلی تجربہ ذاتی کا سرمایہ جمع کر کے اپنا نیا فرقہ قایم کر سرمایہ اور نئی جنس کے

چرٹ کیطرح چلتا کر دیا۔

ایسے ہی مرزا صاحب قادیانی نے کچھہ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اتباع کا شرعی حیلہ اور کچھہ الہام غیب کا آسرا اور کچھہ دینی مناظرہ کا وسیلہ پکڑ کر ایک ایسے اعلیٰ درجہ کے فرقہ کی بنیاد قایم کرکے دکھلائی ہے کہ اگر بلندی پکڑ جائے گی تو وہ بھی آسمان چہارم سے باتین کرنیوالی معلوم ہوتی ہے مگر مصالحہ طبعی بہت کمزور ہے رفعت پکڑنے کے لایق نہین معلوم ہوتا ہے

مولف کتاب ہذا نیچری مذہب کی گھڑت کا قایل نہین

س اب تم صاف طور پر کہو کہ سید صاحب جو عالم غیب کو نیچر انسانی مین حلول تبلاتے ہین تم بھی اس عقیدہ کے قایل ہو یا نہین۔

ج پہلے آپ یہ فرماؤ کہ یہہ سوال علم شریعت مین کرتے ہو یا علم طریقت مین اور سید صاحب کو تم عالم شریعت سمجھتے ہو یا صوفی طریقت۔

س۔ اسوقت گفتگو تو ہر دو سلسلہ مین ہو رہی ہے اسلئے اول شریعت مین جواب دینا چاہیے اُس کے بعد طریقت مین

ج مین سید صاحب کی اس ایجاد مذہبی اور دورنگی عقیدہ کا قایل نہین کہ ذنکہ سید صاحب مجتہد تو عالمانہ طریق پر بنے منجملہ عالم غیب خدا کی غایب ہستی اور انبیاے علیہم السلام کی نبوت اور مرنے کے بعد زندہ ہو کر اعمال نیک اور بد کی جزا اور سزا کا بھگتنا مطابق عقیدہ علماے دین کے تسلیم کرتے ہین اور دیگر عالم غیب یعنی وحی اور الہام اور معجزات اور بہشت

ودوزخ فرشتے وغیرہ کو جو ایمان بالغیب مین داخل ہین اور علماے دین
متقدمین سے لیکر متاخرین تک اُن کے وجود خارجی کے مقر اور
معترف ہین اُس عالم غیب کو سید صاحب مطابق عقیدہ صوفیون کے
نیچر انسانی مین داخل بتلاتے ہین اسلئے اجتہاد اُن کا نہ عالمانہ رہا نہ صوفیانہ
ہوا پھر بھلا ایسے دورنگی عمل کی پیروی وتقید مسلمان کب قبول کرسکتے
ہین - اُن کے اجتہاد کو اجتہاد عالمانہ تو اس سبب نہین مانا جاتا کہ وہ
نصف عالم غیب کے مقبل اور نصف کے منکر ہین اور صوفیانہ اجتہاد اس سبب
نہین سمجھا جاتا کہ صوفی محدثین خدا کو بھی معہ دیگر عالم غیب وجود انسان
مین ہی موجود مانتے ہین اور سید صاحب خدا کی ہستی کے مقبل ہین
اور دیگر عالم غیب کو نیچر مین داخل بتلاتے ہین　یہ تو ہم بھی مانتے ہین کہ مذہبی
گھڑت کا مدار علم ظاہری اور عقل جزوی پر ہے مگر جیسے عقلی تیشہ سے
نئے نئے مذہب گھڑے جاتے ہین ویسے ہی وہ عقلی اور عملی آریون
سے آئے سال چیرے اور پھاڑے بھی جاتے ہین - اگر علم دین کا مدار
فقط علم ظاہری اور عقل پر ہی منحصر ہوتا تو بہتر فرقے پیدا ہوکر ناپیدا ومعدوم
کیون ہوجاتے اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ امداد غیب اور علم غیب
بھی کوئی عجائب شی ہے جسکی برکت کے آثار عقلی گھڑت سے نہین مٹ سکتی
اگرچہ سید صاحب ایک پرانے باز بلند پرواز ہین جن کے مذہبی عقیدت
کے پنجہ سے اپنے آپ کو بچانا ہر ایک کبوتر کا کام نہین لیکن اُن کے
مذہبی اصول کی کمزوری کے جو وجوہات ہین اُن کو ہم ظاہر کیے دیتے ہین

آیندہ صحیح یا غلط بتلانا ہمارے عندیہ کو ناظرین انصاف دوست کی رائے پر منحصر ہے
اور وہ وجوہات عدم تسلیم عقاید فرقہ نیچری کے یہ ہین

(۱) جس صورت مین کہ بروایت احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما ثابت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو مین دیکھتا ہون تم نہین دیکھتے اور جو مین سنتا ہون تم نہین سنتے اور جمیع انبیاء علیہ السلام اور خصوصًا رسول اللہ صلعم نے عالم غیب کی قبولیت مین علم شریعت کی رو سے اپنی امت کو اسی پیرایہ پر تلقین اور تعلیم فرمایا ہے کہ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور امت نے اس تعلیم کو خدائی تعلیم سمجھکر ایمان بالغیب اختیار کیا ہے تو اب خلاف تعلیم ہذا کے اسماے غیب کی نفی اور نیچر مین اُسکی سمائی اور موجودگی کو کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے

(۲) ایمان بالغیب اور عالم غیب کی قبولیت تعلیم انبیائی مین داخل ہے اور عالم غیب کو نیچر مین داخل سمجھنا مفہوم اہل باطن صوفیون کا ہے اور تعلیم انبیائی جو علم ہدایت سے متعلق ہے وہ ہر اٰینہ فایق اور معتبر سمجھی جاتی ہے تلقین اولیائی پر پہر تعلیم ہدایت کو چہوڑکر تلقین باطنی پر یقین کرنا صریح علم شریعت کے خلاف ہی

(۳) جس حالت مین کہ علم ظاہری کے احکام کا منشا ایمان بالغیب کی قبولیت پر موید اور موکد ہے پہر عقاید باطنی کی شہادت عالم غیب کی نفی

پر کیونکر فائق سمجھی جاسکتی ہے۔

(۴) سید صاحب نہ خود صوفی اہل حال مین سے ہین نہ صوفیون کے مقلد پھر وہ اُن صوفیون کے عقاید کو جن کو دین کے عالمون نے تسلیم نہین کیا عالم غیب کی تردید مین کیونکر مستند سمجھتے ہین۔

(۵) اسباب کو زمانہ جانتا ہے کہ صوفیون کے عقاید تسلیم کرنے مین یہ جھگڑا قدیم سے چلا آتا ہے کہ جو مُلّا خشک زاہد ہوتے آئے ہین وُہ صوفیوں پر تکفیر کا لٹھ چلاتے رہے ہین اور جو عالم صاحب باطن اہل اللہ ہوتے رہے ہین اُنھون نے صوفیون کے عقاید کو نہ جھٹلایا نہ تسلیم کیا۔ بلکہ اُن کے عقاید کی عدم قبولیت مین یہی عذر پیش کرتے رہے ہے کہ علم ہدایت کا معاملہ آور ہے اور علم ولایت سر مخفی کا منشا اور ہے

| | |
|---|---|
| چڑھ کے منبر پہ جبھی پڑھ کے سنادے کوئی | سرہی چشم کے کشتون کی وہ تحریر نہین |

باقی رہے شتر مرغ کے سے حیلے بہانے جو ہم لوگون نے اختیار کر رکھے ہین کہ جب کوئی ہلدی پشت پر پالان شریعت رکھنا چاہتا ہے تو ہم مرغ بنجاتے ہین اور جب ہمین اُڑنے کو کہا جاتا ہے تو ہم اپنے تئین شتر بتلاتے ہین یہ ایک جدی بات ہے اور صاحب حال ہونیکا عالی مرتبہ اور ہے اور صاحب قال ہونیکا درجہ اور ہے ایسی ہی عالمون کی تعلیم اور ہے عارفون اور عاشقون کی تلقین اور ہے۔ عالمون کا تو یہی ارشاد ہے کہ نماز اور کلمہ پڑھو روزہ رکھو

حج کرو زکوۃ دو۔

روز محشر کہ جان گداز بود — اولاً پرسش نماز بود

اور عارف اور عاشق الہی جوش محبت مین یہ نعرے مار رہی ہین

ہزار سال عبادت کند نمازی نیست — کسیکہ عشق ندارد خدای راضی نیست

لاصلوٰۃ الا بحضور القلب۔

نمازِ زاہدان سجدہ سجود است — نمازِ عاشقان ترک وجود است

اور دیکھین یہ بیان عارفان اور عاشقان اہل درد کا

خوب میدانی یجوز و لا یجوز — خود نمیدانی کہ حورے یا عجوز

قال را بگذار و مرد حال شو — پیش مردے کاملِ پامال شو

خود شناسا نند مردان خدا — دایما با خویش باشند آشنا

زبدۂ عالم توئی خود را بدان — غیر تو موجود نبود اے جوان

تو بخود ہستی چہ جوئی در جہان — آنچہ مے جوی ہمہ از خویش دان

خود بخود بودی جدا گشتی زخود — خود بخود وصلی و ہستی خود بخود

پس ہمہ باشی چنانچہ بودہ — خود خدائی ہم بخود آسودہ

گر بجوئی غیر خود مجنون شوی — از تردد والہ و محزون شوی

مرد ایمانی بود دل سادہ — او چہ داند نیست کار افتادہ

اب ہم شریعت اور طریقت کا نمونہ مجمل طور پر دکھلا چکے پہر اصل مطلب کیطرف آتے ہین

(۶) ناظرین پر ظاہر ہو کہ یقین کے تین قسم ہین۔ علم الیقین[۱]۔ عین الیقین[۲]

حق الیقین سو منجملہ اِن کے عین الیقین اور حق الیقین کا مرتبہ تو لاکھون کرورن
مین سے دو چار کو ہی میسر ہوتا ہے باقی سب علم الیقین پر ہی کاربند
چلے گئے اور چلے جاتے ہین - پس اگر ہمنے مطابق تعلیم انبیائی
کے عالم غیب کے وجود خارجی کو تسلیم کر رکھا ہے تو اسمین ہماری علمیت
کو کونسا بٹہ لگ جانیکا خوف ہے - نہین نہین ہرگز نہین بلکہ بہشت
اور آرم سلسبیل اور کوثر وغیرہ ناموں کو کتابون مین پڑھکر اُن کی ہستی کا
یقین نکرنا اور آنکھون دیکھنے پر اُن کے یقین کا مدار رکھنا محض خود
پسندی اور عقل ہنرمند کی سربلندی دکھلانے مین داخل ہے -
(۷) ظاہر ہے کہ چار دین انبیاے اولوالعزم کے نام سے مروّج
ہین سو منجملہ اُن کے موسائی ہون یا داؤدی عیسائی ہون یا محمدی
اِس عقیدہ مین سب متفق ہین کہ خدایتعالے کی ذات بھی عالم غیب
مین سے ہے کیونکہ خدا کو کسی نے بچشم خود نہین دیکھا کتابون
سے ہی اُسکا نام پڑھکر یقین کیا ہے کہ خدایتعالے خالق کل کائنات
کا ہے اور اُسکے وجود ہستی سے کسیکو انکار نہین نہ آنکھون دیکھنے
پر اُسکی رویت کا مدار ہے - پس اگر اب کوئی نادیدہ عالم غیب
کی ہستی سے انکاری ہو تو نادیدہ خدا کی ہستی سے انکار لازم ہوتا
ہے اور جب خدا کی ہستی سے انکار لازم ہوا تو پھر دین اور ایمان قائم
رہنا غیر ممکن - پس یہی سبب لابد ایمان بالغیب کی قبولیت کا ہے -
اور یہ بھی لابد ہے کہ جو نادیدہ خدا کی ہستی کا قبل ہوگا اسکو دیگر عالم غیب

کا بہی تسلیم کرنا فرض ہوگا اور جو قبول نہ کرے گا وہ دین کے اصول
سے گراہوا ضرور سمجھا جائیگا

(۸) اور یہ بہی ایک تعجب کی بات ہے کہ جس صورت مین سید صاحب نادیدہ خدا کی ہستی کو تسلیم کر چکے اور انصاف کے دن اس کا حاکم عدالت ہونا اور مرنے کے بعد زندہ ہوکر جزا اور سزا کا پانا مان چکے تو پہر بہشت اور دوزخ کے وجود کی قبولیت کو کہ یہ بہی جزا اور سزا کے سامان ہین اُن کو نیچر مین داخل کرنے سے کیا فایدہ اگر سید صاحب کا یہ عقیدہ ہے کہ جزا اور سزا کے وقت بہشت اور دوزخ بہی نیچر انسانی سے ہی نکل آوینگے تو پہر خدا کے وجود ہستی کے تسلیم کرنے کی کیا ضرورت تہی جہان اور کل عالم غیب نیچر سے نکل آیگا ویسے ہی خدا بہی نیچر سے برآمد ہوجائیگا اور موحدون کا عقیدہ بہی پورا ہوجاے گا۔

(۹) اب مین اس موقع پر یہہ سوال سید صاحب کی خدمت مین بہت ادب سے پیش کرتا ہون کہ حضرت سلامت نیچر انسانی کو خدا جانتے ہین یا خدا کی مخلوق سو آپ کے اجتہاد سے ظاہر ہے کہ آپ نیچر کو مخلوق خدا سمجھتے ہین تو پہر کل علم آلہی کا نیچر مین محصور ہونا غیر ممکن کیونکہ کل علم الہی عالم غیب کے نیچر مخلوق مین سمائی خلاف عقل ونقل ہے ۔ اور جبکہ کل علم الہی اور قدرت ایزدی کا نیچر مین حلول غیر ممکن ہے تو پہر اگر اتفاقیہ قدرت الہی سے کوئی فعل نیچر کے خلاف

ظہور مین آئے تو وقوع اسکا غیر ممکن کیونکر سمجھا جا سکتا ہے کیونکہ نیچری عمل کا ظہور خدا کی قدرت کا محتاج ہے خدا کی قدرت کچھہ محتاج اور پابند نیچر مین نہین سمجھی جا سکتی اور جس حالت مین کہ خدا کو خالق نیچر کا تسلیم کیا گیا تو خالق کے علم لا انتہا کے مقابلہ مین نیچر کی حقیقت ہی کیا ہے کجا علم الہی اور کجا نیچر مین اسکی سمائی۔

| | |
|---|---|
| علمہا از بحر علمش قطرہ ایست | ور چو خورشید است وا ینہا ذرہ ایست |
| گر کسے در علم صد لقمان بود | پیش علم کاملش نادان بود |

پس ہماری سمجھہ کے نزدیک دکھلائی نہ دینا کسی عالم غیب کا عوام انسانون کو انکی ہی کور باطنی کا قصور ہے اور جو عالم غیب نظر نہ آئے اُس کے وجود سے منکر ہو کر یہ بات کہنا کہ عالم غیب کوئی شے ہی نہین محض خود پسندی مین داخل ہے۔

**س** علم غیب کا کیا ثبوت ہے۔

**ج**۔ علم ظاہری کے رو سے علم غیب کا ثبوت تین قسم پر ہے

اوّل۔ علم غیب اگر کسی پر منکشف ہو جاوے اور جیسا اُسکی زبان سے نکلے ویسا ہی من وعن ظہور مین آجائے۔

دوئم۔ بیان اہل مشاہدہ کا جسکا ثبوت بدیہہ ظاہر مین لایق اطمینان کے موجود ہو۔

سیوم۔ بیان زبانی اور روائتی اُن صالحین مسلمانون کا جنکی نسبت حسن ظن غالب ہو۔

س جس شخص کو بذاتہ تصفیہ قلبی اور مشاہدہ کوئی حاصل نہ ہو اور تحریری شہادتون کو وہ قصہ کہانی اور علم غیب کو بے وجود سمجھتا ہو تو اسمین اس گروہ کا کیا نقصان ہے جو علم غیب کو حق مانتا ہے

ج - اگر کوئی عقلی بندہ اپنی ذات خاص پر علم غیب کو بے وجود سمجھتا ہو تو کوئی مضایقہ نہین کیونکہ ہر فرد بشر کو اپنی عقل اور سمجھہ پر صحت کا بھروسا کرنے کا اختیار ہے لیکن جو کسی قوم کا پیشوا ہوکر خود منکر علم غیب کا ہو اور اپنے دلایل عقلی کے ذریعہ سے اپنے شاگردون کو بھی منکر علم غیب سے بنائے تو اُسکے شاگردون کو یہ نقصان پہنچنے کا احتمال ہے کہ علم غیب کے انکار سے علم ولایت پر انکار لازم آتا ہے اور وحی آسمانی اور معجزات انبیاے اور کرامات اولیاے کے حق ہونے پر اہل شریعت کا اجماع اور صوفیون کا اتفاق ہے پھر ایسے عقلی عقیدہ سے کہ جس سے نفی علم ولایت کی متصور ہو بجز نقصان کے اور کوئی صورت فایدہ کی نظر نہین آتی -

س - اس زمانہ کے فلسفی دلایل نقلی کو بغیر تائید دلایل عقلی کے تسلیم نہین کرتے شاید سید صاحب نے اسلام کے مخالفون کی تسلی کی ضرورت سے عالم غیب کو نیچر قرار دیا ہو تو پھر اسمین اسلام کا کیا حرج ہے -

ج - اس زمانہ کے فلسفیون کو ہم ایک مقولہ عجایب ہملٹن صاحب انگلستان کے مشہور اور محقق فلسفی کا نقل کرکے دکہلاتے ہین

" انسان کا جو دس حصے علم ہے منجملہ اُسکے نو حصے تو عموماً شہادت

شنید پر مبنی ہین اور فقط ایک حصہ تحقیق اور مشاہدہ ذاتی پر ہے

پس اب وہ ہندی فلسفی جن کو اپنی عقل اور علم معقول پر ناز ہے چشم انصاف سے دیکھین کہ اس قول کے مقابلہ مین ان کا خیال جو منقول کے منکر ہین صریح غلط ہے یا نہین پہر ایسے خود پسند فلسفیون کے کہنے سے کیونکر مان لیا جاوے کہ علم غیب کوئی شے ہی نہین

(۱۰) اب دیکھین حضرات فلسفی ان دلایل عقلی مروجہ زمانہ کو کہ صدہا معاملات جہان مین اس قسم کے گذر رہے ہین کہ جنکا دیکھنا بچشم خود غیر ممکن اور شہادت شنید پر ہی یقین کرنا لابد ہو رہا ہے

مثال فرض کرو کہ ایک بچہ ابھی اپنی مان کے پیٹ مین تہا کہ اسکا باپ فوت ہو گیا اور جب وہ پیدا ہوا تو اُسکی والدہ بہی دس بارہ روز کا چھوڑ کر مر گئی اور اُس نے یتیم خانہ مین پرورش اور تعلیم پائی۔ جب وہ عالم ہو کر اپنا حسب نسب دریافت کریگا تو بہر حال یتیم خانہ کی کتاب رجسٹر سے ہی پتہ لگیگا۔ یا اُسکی ذات برادری اور بستی کے لوگ ہی یہ بات بتلائین گے کہ تیرے باپ کا نام عبد اللہ اور والدہ کا نام بسم اللہ تہا اور وہ لڑکا منطقی فلسفی یہ حجت پکڑے کہ بغیر آنکھون دیکھے کیونکر مان لون کہ وہ میرے ماباپ تہے۔ تو فرمائیے اُس کے والدین اُسکے دیکہنے کو کہان سے آسکتے ہین ؟

(۱۱) علی ہذا القیاس اگر کسی سید صاحب سے پوچھا جائے کہ تمہارے بنی فاطمہ ہونیکا کیا ثبوت ہے تو وہ بہر حال یہی کہیگا کہ فلانی کتاب مین

ہمارا نسب نامہ لکھا ہے اور مخالف یہ حجت پکڑے کہ مین کتابی نامون کو نہین مانتا تو فرمائیے علی مرتضےٰ اُسکی گواہی دینے کو آسکتے ہین؟ نہین ہرگز نہین -

(۱۳) چند روز ہوئے کہ اخبارون مین یہ خبر دیکھنے مین آئی کہ کسی ظالم نے کسی عورت کا زیور بڑی سخت بیرحمی سے لوٹ لیا مگر جب عورت بیکس کی عصمت خراب کرنے پر مستعد ہوا اُس مظلومہ نے عاجزی کے ساتھ خدا سے پناہ مانگی فوراً ایک سانپ درخت سے اترا اُس ظالم کو کاٹا وہ مرگیا مسماۃ کی عزت اور مال کو خدا نے محفوظ رکھا - اب فرمائیے یہ واقعہ نیچر کے خلاف ہے یا نہین کیونکہ نیچر سے سانپ کا نکلنا یا فطرت انسانی سے سانپ بنجانا تو صریح خلاف عقل ہے - پس اگر اس شکل مار کو خدائی فرشتہ تسلیم کرلیا جائے اور امداد عالم غیب کہا جائے تو کیا عقل اور فطرت انسانی پر کچھ الزام عاید ہوسکتا ہے نہین ہرگز نہین -

(۱۴) تعجب ہے اُن علماے فلسفیون کی خود پسندی پر کہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مخبر صادق اور اُن کی ہدایت کے مطابق نادیدہ خدا کی ہستی کو تو تسلیم کرین اور بہشت اور ارم اور سلسبیل اور کوثر وغیرہ عالم غیب کی ہستی کو بغیر آنکھون دیکھے صحیح نہ جانین اور رویت پر مدار رکھین اور کم علم اور خورد سال بچون کو یہ کہکر رجھائین ع یہ جبتک نہ دیکھین کہین کس یقین پر -

(۱۴) کیا عجائب بات ہے کہ حضرت علی مرتضےٰ کو کتابی شجرہ انساب کے ذریعہ سے اپنا دادا تو مانین اور ساقی حوض کوثر ہونے سے منحرف ہوکر یہ ارشاد فرمائین

ع یہ جبتک نہ دیکھین کہین کس یقین پر۔

اب حاصل کلام اس تقریظ کا یہ ہے کہ تحصیل علم معاش اور اصلاح امور دینوی کے بارہ مین جو الوالعزمی ہمارے سید صاحب کی ہے یہ بہت شکریہ کے ساتھہ لایق تسلیم کے ہے لیکن اُن کے مذہبی عقاید جنکا تعلق محض عقلی گھڑت سے ہے یہ ہرگز اطمینان کے لایق نہین اسلیے میرا خیال یہہ ہے کہ جبتک یہہ اوراق ناظرین ذوی علم حق پسند کی نگاہون سے نہ گزرین اور وہ میرے عندیہ کو دلایل منصفانہ سے بلا پاسداری صحیح یا غلط نہ بتلا ئین اُسوقت تک مجہہ بہی اپنے مفہوم اور خیالات کے ثبات پر اعتبار کلی نہین ہو سکتا۔ اور انقلاب زمانہ کی بہیر چال کا مین قایل نہین کیونکہ مین مدت العمر سے ایک تجربہ کے ساتھہ بچشم خود یہہ سیر دیکھہ رہا ہون کہ۔

جسیم جسکے ہون شاگرد پیشوا ہے وہی
فتوح جسکو زیادہ ہو رہنما ہے وہی

قلم کی جسکی ہو رفتار تیز و مضمون چست
متاع خلد پرستون کا دلربا ہی وہی

## مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعوی مسیح مثالی اور امام مجدد ہونے پر تقریظ

س۔ تیرہوین صدی مین دو بزرگ سید احمد صاحب ہمنام جو موحد فرقون کے ہوئے اِنکا ذکر خیر تو ہو چکا اب تیسرے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جو اخیر تیرہوین صدی مین مسیح مشابہ ہوئے ہین اُنکی بہی کیفیت بیان

کرانی چاہیئے -

ج - میری سمجھہ کے نزدیک مرزا صاحب اچھے خاصے مسلمان مولوی عالی خیسا خان منفق اور مختلف مذاہب کی کیفیت سے آگاہ زبان و قلم سے تابع شریعت حضرت محمد رسول اللہ دین اسلام کی صداقت کے حامی اپنے انبیائی تخیلات گرامی کے الہامی اپنے مسیح مثالی انبیا و خصائل ثابت کرنیکے شایق اپنا اتباع قبول کرانے مین لایق ہین - انکی ہمت بلند ترکہ احمدیہ سے حصہ بٹانے کی خواہشمند نہین معلوم ہوتی - بلکہ وہ کل ورثہ کے دعویدار اور خریدار پائے جاتے ہین - لیکن اسوقت کے تجربہ کاردان کی سمجھہ کا یہ مقتضا ہے کہ مرزا صاحب کا الہامی ضمیر زبانہ حال کے طبائع کے موافق اور دلپذیر نہین معلوم ہوتا اسلئے کچھہ امید قوی نہین کہ اسوقت کے فلسفیون کے دلون مین اُن کے مامور من اللہ ہونے کا عمل موثر ہو کیونکہ اُن کی مسیح مثالی کا مسئلہ عالمون مین مختلف فیہ ہو گیا ہے ٭

**مسئلہ مسیح مثالی کے مفہوم مین اختلاف**

س - اِس مسئلہ مسیح مشابہہ کے سمجھنے مین جو اختلاف واقع ہوا ہے اسکی شرح بیان کرنی چاہیئے

ج اختلاف کی کیفیت لکہنی کو تو ایک جدی کتاب چاہیئے مگر نتیجہ اختلاف کا یہی ہے کہ اس دعوے کے سمجھنے مین عالمون کے آپس مین تفرقہ پڑگیا جسکا بیان مختصر یہہ ہے کہ اوّل گروہ مقلدین کی جو ایک بڑی جماعت اہلسنت ہین اُسنے تو مرزا صاحب کے معاملہ مین سکوت اختیار کیا

ان کو نہ تسلیم ہے نہ انکار نہ تقدیم ہے نہ اقرار۔

دوم گروہ جو مذہب نیچری کا غاشیہ بردار ہے اور عقلی گھوڑے پر سوار اُسکو وحی اور الہام عالم غیب سے دراصل ہی انکار ہے پھر مرزا صاحب کے الہامون سے کیا سروکار ہے۔

سیوم گروہ کے چند عالمون نے جو کفر اور شرک اور بدعت تو ایجاد طبعزاد کی آپس مین مہانی دینا لینا ثواب دینداری مین داخل سمجھ رکھا ہے وہ مرزا صاحب کو بجزہ برادرانہ پہنچا چکے اور مولوی محمد حسین صاحب اہلحدیث ام انکی بہاجی مرسلہ کا معاوضہ (عطاے تو بلقاے تو) واپس فرما چکے ہو

مولوی محمد حسین لاہوری کے ریویو پر ریویو

س کتاب براہین احمدیہ پر جو صاحب الحدیث نے ریویو لکھا ہے اُنہون نے مرزا صاحب کو کس خطاب کا مستحق ٹھہرایا ہے

ج مین تو اپنی تکمیل فریاد کی ضرورت سے مرزا صاحب کے فرقہ کے آغاز پر تقریظ لکھنا تو واجب جانتا تہا مگر اب اِس ضمن مین صاحب الحدیث کے ریویو پر بھی ریویو لکھنا لابدہوا۔ ناظرین کے جاگزین خاطر ہو کہ مولوی محمد حسین صاحب الحدیث کا ریویو کیا ہے ایک بڑی مجلد کتاب مرزا صاحب کی کتابون کا انتخاب بلکہ لب لباب چار سو صفحہ پر ہے تو بہی صاحب الحدیث نے یہ عقدہ حل کر کے صاف طور پر نہین دکہلایا کہ مرزا صاحب کیا ہین اور انکی کتاب کیا ہے۔

نمبر (۱) ہان ریویو لکھنے مین اپنے علمی معلومات کا ایسا کمال دکھلایا ہے جیسا کوئی لایق باریسٹر کسی مدعی کے مجمل یا مبہم یا مہمل اُلجھے ہوئے دعاوی کو اپنی خوش تقریر کے شانہ سے سُلجھا کر صاف کر دیتا ہے ایسی ہی مولوی صاحب نے بہی جسقدر الہامی دعاوے مرزا صاحب کے پیچیدہ اور دوروبیہ پہلو دار معنے بند معلوم ہوتے تہے اُن کے ساتھہ مرادین قایم کرکے اوپرے دل اور عارضی خیال سے سب کو ایک رُخا کر دکھلایا۔

نمبر (۲) عالم غیب کے منکرون کو بہی وحی اور الہام کرامت وغیرہ کا اثبات صوفی محدثین کے دفترون سے انتخاب لیکر بہت شایستہ طور پر دکہلایا۔

نمبر (۳) جس جس عالم صوفی کو الہامون کے ذریعہ سے بعض بعض احادیث کا صحیح اور وضعی ہونا آنحضرت کی امداد روحی عالم مثال سے پایۂ اثبات کو پہنچا ہے اُن عالمون کے نام اور نشان بہی بتلائے۔

نمبر (۴) الہامون کے ظہور کی صحت کو حضرت عمر رض کے الہام سے شروع کرکے دیگر اولیاء اللہ کے الہامون تک پہنچایا اور مرزا صاحب کے الہامون کو بہی جائز بتلایا۔

نمبر (۵) اپنے جدید فرقون کے مولویون کو معقول کرنے کی غرض سے مولوی محمد اسمعیل صاحب کی کتاب صراط مستقیم کی وہ عبارت فارسی جو کرامتون کے وجوب اور قلبی شہادت کے جواز مین مؤید

تہی بجنسہ نقل کرکے دکھلائی۔

نمبر ۶۔ اور معترضون کے اعتراضات کی بہی تردید فرمائی

نمبر ۷۔ مرزا صاحب کو دعوے نبوت کے الزام سے بہی بری کردیا

نمبر ۸۔ مرزا صاحب کے اُن سادہ دل معتقدون کو بہی مسرور اور مشکور فرمایا جو کتاب کو تعمق فکر سے دیکہکر مغز سخن تک پہنچنے کی پروا نہین رکہتے اور فقط ریویو کو بغل مین دبائے دکہلاتے پہرتے ہین

| | | |
|---|---|---|
| بر روے شش جہت در آئینہ باز ہے | | یان امتیاز ناقص وکامل نہین رہا |

س۔ ریویو کا مغز مدعا جو آپنے نکالا بہت درست اور مرزا صاحب کے معتقدون کا نازان اور مشکور ہونا صحیح ہے لیکن کاتب ریویو نے جو صفحہ ۳۴۵ پر پہنچکر یہہ عبارت لکہی ہے وہ امر سیوم کے بیان سے ہمارا یہ مقصود نہین کہ ہم خود بہی اُسکو حجت اور دلیل جانتے ہین اور کسی غیر ملہم کو کسی ملہم غیر نبی کے الہام پر عمل کرنا واجب سمجہتے ہین۔ نہین ہرگز نہین نہ ہم الہامی ہین نہ کسی کشفی الہامی غیر نبی کے متبع اور مقلد ہین۔ اس عبارت مذکورہ بالا سے مرزا صاحب کے الہامون کی تصدیق پائی جاتی ہے یا تردید ثابت ہوتی ہے اور یہہ ریویو عالمانہ صداقت کے محاکمہ مین داخل ہے یا وکالت پیشون کی پلیڈ مین شامل۔

ج۔ سنو صاحب اصل بات یہہ ہے کہ مولوی صاحب کاتب ریویو بہی اپنے جدید فرقہ کے مجتہد امام اور تقسیم ترکہ احمدیہ کے ڈگری یافتون مین سے ایک عالم مہذب صلح پسند فرقہ غیر مقلد کے ناصح آدمی عقلمند ہین اور مرزا صاحب

کے ہم مکتب اسلئے اونہون نے دوستانہ طریق پر مرزا صاحب کی خاطر سے صوفی محدّثون کے عقاید کو جن کو کہ وہ خود اپنی جدید امامت قایم کرنے کی ضرورت سے منسوخ کر چکے ہین مگر مرزا صاحب کے مصنوعی حامی بنکر اُنہین عقاید کا انتخاب لیکر اِس ڈہب سے دکہلایا ہے جیسے کوئی لایق مسودہ پرداز الاطراز خواب کے پیرایہ مین کسی معاملہ کو ظاہر کرتا ہے اور مضمون کے خاتمہ پر پہنچکر یون بول اُٹھتا ہے

تہا خواب مین خیال کو تجہ سے معاملہ ۔۔ جب آنکھ کہُل گئی نہ زیان تہا نہ سود تہا

ایسے ہی بعینہ مولوی صاحب بہی جب ریویو لکہہ چکے خواب مصنوعی سے بیدار ہوئے ظَنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ خَیْرًا کہہ کر اپنے نئے فیشن کی ہمہی چوکی پر بدستور آ بیٹھے ۔ تم دینی عالمانہ محاکمہ ڈہونڈ ہتے پہرتے ہو یہ کاروائی تو طریق شہادت دُنیاوی کے بہی صریح خلاف ہے ۔

تم درپردہ کرتے ہین بظاہر پیار کرتے ہین ۔۔ یہہ اُنسے دشمنی مین دوستی اظہار کرتے ہین

س جائے افسوس ہے جسحالت مین کہ مولوی صاحب صوفی محدثین کے عقاید کی زرہ مستعار پہنکر میدان مناظرہ مار چکے تہے پہر عالمانہ محاکمہ سے پہلو تہی کرنیکی کیا ضرورت تہی

ج ۔ اگر ہمارے دینی عالمون کو عند اللہ محاکمہ کرنے کی عادت ہوتی تو کل مومن اخوۃ کے دلون مین خصومت اور عداوت کیون پیدا ہوتی عالمون کو تو فرقہ پروری کی لاگ لپیٹ نے سخت مجبور کر رکہا ہے مناظرہ تو جبشک عادلانہ اور عالمانہ طور پر کیا مگر انجام کار وہ اِس دور اندیشی سے

ناچار ہو گئے کہ مبادا مخالف مذہب کی صداقت کے سبب وہ شاگرد جو نئے مذہب کے حلقہ بگوش ہو چکے ہین چونک بدک جائینگے تو لینے کے دینے پڑجائین گے۔ اسلئے عالمانہ محاکمہ سے گریز کرکے فرقہ سازون کے ڈہنگ اور شاعرانہ رنگ پر آ گئے فردوسی طوسی کیطرح ریویو کے خاتمہ پر پہنچکر یون بول اُٹھے۔

| | |
|---|---|
| منش کردہ ام رستم پہلوان | وگرنہ یلے بود در سیستان |

**مرزا صاحب کے مامور من اللہ اور امام مجدد ہونیکا ذکر**

س۔ بہلا صاحب یہ تو جو کچھ ہوا سو گذرا اب یہ بتلاؤ کہ تمنے مرزا صاحب کے مامور من اللہ ہونے کا کیا مطلب سمجھا ہے اور ان کے ہر ایک دعوے کی تفصیل اور اُسکے تحت مین اپنی رائے بیان کرو

ج۔ پہلے مرزا صاحب کے مامور من اللہ ہونے سے پیشتر کی کیفیت سُن لیجیے اسکے بعد آپ کے سوال کا جواب دیا جائیگا اور وہ یہہ ہے کہ سب سے اول مرزا صاحب اخبارون مین کچھہ کچھہ مضامین مفید عام دیتے رہے ہے پہر کچھہ مدت بعد مذہبی مناظرہ کا اشتہار اس مضمون سے دیا کہ اگر کوئی مخالف دین اسلام ہماری اُس کتاب کا جواب جو ہم لکھہ رہے ہین مطابق شرائط مندرجہ اشتہار لکھدے تو ہم دس ہزار روپیہ دینے کے ذمہ دار ہون گے۔ چنانچہ مینے بہی دس روپیہ قیمت پیشگی بہیجکر تین جلد کتاب طلب کین ایک جلد مین تو بجز شرائط اشتہار کے اور کچھہ نہ پایا اور دو جلدون مین دو دو چار چار سطرین متن اور گیارہ گیارہ حاشیہ در حاشیہ

درج ستھے بڑی دقت اور محنت سے اتنا معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے دین اسلام کی معمولی صداقت اور مذہب عیسائی اور آریہ کی تردید کی ہے اور اپنے الہاموں کا ثبوت شاہد وکیلوں کے ذریعہ سے لکھا ہے۔ جب چوتھی جلد دیکھنے میں آئی وہ اس قسم کے الہاموں سے بھرے ہوئے پائے جنمیں سے ایک الہام کی عبارت بجنسہ تبرکاً درج ہوتی ہے اور دیگر الہاموں کی تفصیل کسی آیندہ موقعہ پر ہوگی "اے احمد تجھے تجھ کو امت محمد صلعم سے چنگ کر خاص اپنے لئے پسند کر لیا اب تو ہمارا ہے اور ہم تیرے ہیں" پس اسی قسم کے الہاموں کے نزول سے مرزا صاحب کے تخیلات عالمانہ انبیائی خیالات کے مشابہ ہو گئے۔ اللھم زد فزد - اب میں اول اپنا عندیہ ناظرین حق بین پر ظاہر کرتا ہوں اے بھائی مسلمانوں مجھکو مرزا صاحب کی عالمانہ صفت سے تو اقرار ہے جسکی تعریف میں آگے چل کر اظہار کروں گا - مگر مرزا صاحب کی اولیائی او مسیح مثالی صفت سے ایں ناچاری کے سبب اتفاق نہیں کہ یہ نو شادی اتفاق تین وجہ سے اسلامی حمایت کے حق میں مضر معلوم ہوتا ہے -

اول یہ کہ جس شرعی حجت سے مرزا صاحب اپنے الہاموں اور کرامتوں کو ثابت فرماتے ہیں طریق اولیائی کے خلاف ہے -

دوم ایسی حمایت اسلام جسکا احکام شریعت سے بظاہر کچھ علاقہ نہ ہو اسلام کے حقمیں کچھ مفید نہیں سمجھی جاتی -

سیوم مرزا صاحب کی کارروائی اسلامی اولیاء اللہ کے نام پر ایں

بدگمانی کا دہبہ لگانے والی نظر آتی ہے کہ جیسے مرزا صاحب اپنے اولیائی کو علم ظاہری کی قوت سے ثابت کر رہے ہین ایسے ہی اور بہی اولیاء اللہ اسلام کے ہون گے اِسلیے مخالفان اسلام کو بنظر رفع بدگمانی یہ بات سوجہانی لابد ہوگی کہ

| | |
|---|---|
| نہ ہر زن زنست و نہ ہر مرد مرد | خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد |

مرزا صاحب کے دعاوٗن کی تفصیل اور اسپر مصنف کتاب کی رائے۔

اب ہم مرزا صاحب کی دعاوٗن کی تفصیل شروع کرتے ہین اور وہ یہہ ہین۔

(۱) پہلا دعوے مرزا صاحب کا یہہ ہے کہ جو کوئی مخالف مذہب دین حق کی تحقیق مین مناظرہ کرنا چاہے تو مرزا صاحب اسلام کی صداقت جملہ ادیان پر فائق ثابت کرکے دکھلا سکتے ہین۔ اور اِسی دعوے کے ضمن مین ایک یہہ بہی صلاے عام انکو بہا پیام ہے کہ مخالف مذہب کو آسمانی نشانات یعنے کرامت دکھلا دینے کا بہی وعدہ کرتے ہین اور کرامت دکھلانے مین دو شرطین قایم کی ہین۔

اوّل شرط یہ ہے کہ جو کوئی کرامت دیکھنا چاہے پہلے اقرارنامہ اس مضمون کا لکہدے کہ بعد دیکہنے کرامت کے مسلمان ہو جائیگا پہر قادیان مین آکر حد ایکسال تک مرزا صاحب کی صحبت مین رہے جسقدر روپیہ علی قدر حیثیت کرامت دیکہنے والے کے خرچ کے لیئے بطور ٹھیکہ کے مقرر ہو جائیگا وہ مرزا صاحب کسی ساہوکار کی دکان پر جمع کر دینگے

اگر کرامت کا ظہور نہ ہو تو وہ خرچ خوراک جو مقرر ہوا ہے وہ مخالف کا حق ہوگا
دوم شرط صدق ارادت ہے جسکا پیدا کرنا کرامت دیکھنے والے
کے ذمہ رکھا ہے

رائے مؤلف منجملہ اس دعوے کے دین اسلام کی صداقت کے
بارہ مین میری سمجھہ کا یہ مقتضا ہے کہ بلاشک مرزا صاحب اسلامی صداقت
کی حقانیت اور قرآن مجید کے حقایق اور دقایق ظاہری اور معارف کتابی
بیان کرنے مین ایک عالم لایق عالی ہمت تیز طبیعت مجسم خیال بلند مقال
معلوم ہوتے ہین - اُن کے اشتہار جلی قلم کا کوئی فقرہ حجت عالمانہ
اور منصوبہ عاقلانہ سے خالی نہین نظر آتا - دین اسلام کی فضیلت کے
اثبات مین جو اُنکے دلایل ہین تسلیم کے قابل ہین - مخالف مذاہب کے
سرگروہون نے جو اِن سے مباحثہ طلب سوالات کیے ہین اُنکے
جوابات بہی اچھی لیاقت اور طلاقت زبانی سے دیئے ہین -
فی الحال جو رسالہ سرمہ چشم آریہ لکھا ہے اُسکے دلایل منطقی اور فلسفہ
کو بہی اِسوقت کے مبصر وقعت کی نگاہون سے دیکھتے ہین - فرقہ نیچریا
کے اصول کی کمزوری پر بہی وجوہات معقول لکھی ہین مگر سرمہ چشم آریہ
کا مزاج مرزا صاحب نے معتدل نہین رکھا حد سے زیادہ تیز کر دیا ہے
جسکی مضرت کا ذکر ہم آخر مین بیان کرینگے - اب رہا کرامت دکہلانے کا
معاملہ اُسمین میرا عقیدہ یہ ہے جیسے معجزے پیغمبرون کے برحق ہین
ویسی ہی کرامت ولیون کی بہی حق ہے لیکن کرامت دکہلانے کے

وعدہ کو کسی اولیاء اللہ نے کبھی مشتہر نہین کیا نہین معلوم مرزا صاحب نے اسکے اظہار کا اشتہار کس مصلحت سے دے رکھا ہے معجزہ کا دکھلانا علم ظاہری شان ذات سے متعلق ہے اسلئے منکرون پر منصب نبوت ثابت کرنے کی ضرورت سے معجزہ دکھلانا بہی شاذ و نادر لازم معلوم ہوا ہے۔ جیسا کہ یہودیون نے ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی نبوت پر جسوقت شک ظاہر کیا۔ رسول خدا صلعم مباہلہ پر تیار ہوگئے مگر جسوقت پنجتن پاک جمع ہوکر ادائے شرط کے لئے پہنچے یہودیون کے دل ہل گئے اپنے اقرار سے منحرف ہوکر کہنے لگے آپ شرطیہ بد دعا کرنے سے معاف رکہیں مگر کرامت کا تعلق علم طریقت سر مخفی سے ہے اسلئے اخفا سے لازم اور اظہار ممنوع ہے اور کسی اولیاء اللہ نے ابتدائے اسلام سے آجتک کرامت دکہلانے کا وعدہ مشتہر نہین کیا مگر اتفاقیہ صدہا کرامتین ولیون سے صرزد ہوتی رہی ہین اسلئے ہماری طبیعت حیران ہے کہ مرزا صاحب نے کس منصب کے ثابت کرنے کی ضرورت سے کرامت کے وعدہ کو مشتہر کر رکہا ہے۔ اگر مرزا صاحب ولی ہین تو منصب ولایت کی تشہیر جائز نہین اگر نبی ہین تو صاحب المحدیث مرزا صاحب کو اپنے ریویو مین نبوت کے دعوے سے بری کر چکے ہین۔ باقی رہی تجویز اقرارنامہ لکہانے کی خیال کرنے کی بات ہے کہ اکثر آئے سال ہندو اور عیسائی مسلمان۔ اور مسلمان اور ہندو عیسائی ہوتے رہتے ہین اُن سے ترک اور تبدیل دین دہرم کے اقرارنامے پیشگی کون لکہاتا ہے فقط عـہ

کے سننے ہی ہزارہا آدمیون کا دین دہرم بدل جاتا ہے اور ہزارہا مسلمان ذی علم قایل ہین کہ مولوی ابو المنصور صاحب امام فن مناظرہ اور مولوی محمد علی صاحب کانپوری وغیرہ کی وعظ گوئی سے وہ عیسائی جو بارہ پندرہ برس سے منادی کرتے تھے مسلمان ہوگئے جنکی تفصیل اخبار منشور محمدی سے ظاہر ہے - اور کرامت دکھلانے کے باب مین جو مرزا صاحب نے یہ دو شرطین قایم کی ہین شاید عام لوگون کی سمجھ مین یہ کچھ ہلکی معلوم ہوتی ہونگی - لیکن ہماری سمجھ کے نزدیک توان ہر دو شرایط مین چند پہلو ایسے زبردست معنی بند دکھلائی دیتے ہین جنکے مقابلہ کے امتحان مین سواے جیت کے ہار کا اندیشہ نہین -

پس ہماری سمجھ کا تو یہی مقتضا ہے کہ مرزا صاحب نے یہ دو شرطین نہین قایم کین بلکہ دو سنتری حکمت حکیمانہ سے بناکر قصبہ قادیان کے دروازے پر ایسے کہڑے کردیے کہ جن کے خوف سے کسی دین حق کے متلاشی کو قادیان جانے کی ہمت ہی باقی نہ رہی اور ایسی سخت قید کے سبب اسوقت تک کسی مخالف دین نے مرزا صاحب کے ہاتہ پر مسلمان ہونے کی پہنی تک بہی نہ کی - یہ سچ ہے کہ عاقلانہ شرائط کا شکنجہ اور ہے اور کشش باطنی اور جذب قلوب کا پنجہ اور ہے

| | |
|---|---|
| تا نہ گردی طالبان را دستگیر | طالبان ہرگز نہ گیرند دست پیر |

اور خاص و عام لوگ توایسی کرامتون کو امت سمجہتے ہین -

نقل ہے شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ مین مولانا جلال الدین

تہا نیسری عالم متبحر صاحب شریعت تہے اور شیخ موصوف کو پیر کہنیا کہا کرتے تہے ایک روز کسی مرید نے شیخ کے روبرو یہہ حکایت پیش کی کہ مولانا صاحب ایسی تحقیر کے ساتہہ آپ کا نام لیتے ہین – شیخ نے فرمایا اگر پہر کبہی مولوی صاحب ایسا کہین تو اُنکے جواب مین تم یون کہنا کہ ہان صاحب ہمارے پیر ناچتے ہین اور نچا بہی دیتے ہین اتفاقاً شیخ کا مرید مولانا کی مجلس مین گیا اُنہون نے حسب عادت وہی جملہ ملامت آمیز فرمایا کہ کیون میان تمہارے پیر کہنیا سہارنپور مین آ گئے – مرید نے کہا ہان صاحب ہمارے پیر ناچتے بہی ہین اور نچا بہی دیتے ہین – یہ کلمہ سنتے ہی مولوی صاحب نے دستار ٹیک کپڑے پہاڑ جنگل کی راہ لی – کئی دن کے بعد ہوش مین آئے تو یہہ شعر لکہہ کر شیخ کی خدمت مین بہیجا –

گرو کا نین لکہن ڈرے گے رُدم رُدم تہراے
سُدہ آوت چہاتی پہٹے پاتی لکہی نجاے

شیخ موصوف نے اُسکے جواب مین فوراً یہ لکہا

پیتم پتیان جب لکہون جے تم ہوت بدیس
من مین تن مین نین مین تا کو کہا سندیس

اُسیوقت مولانا حاضر ہوئے مرید ہو گئے سماع غنا بامزامیر سُننا اختیار کیا – پہر کچہہ مدت بعد پیر سے اجازت لیکر حج کرنے گئے حج کے بعد مدینہ منورہ پہنچے معاودت کے وقت جب حصول رخصت کے لئے روضۂ

رسول اللہ صلعم پر حاضر ہوئے تو غیب سے یہ آواز سنی کہ اپنے پیر یعنی سے ہمارا سلام کہدینا۔ جب مولانا موصوف اپنے پیر مرشد کی خدمت مین پہنچے۔ عرض کی کہ بوقت رخصت روضۂ رسول مقبول سے یہ آواز آئی تہی کہ۔ اپنے پیر سے ہمارا سلام کہدینا۔ یہہ سنکر حضرت عبد القدوس بولے نہین جلال الدین نہین۔ جس طرح ارشاد ہوا ہے وہی الفاظ کہو۔ آپ نے بحکم الامر فوق الادب۔ اسی طرح بیان کیا یہ سنتے ہی شیخ کو ایک حالت وجد پیدا ہوئی رقص مین آے اور بار بار یہہ شعر حافظ کا پڑہنے لگے۔

| | |
|---|---|
| بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی | جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا |

اور تین رات دن تک یہی حالت رہی۔ ہمارا مقصد اس حکایت کے بیان سے یہ ہے کہ مولانا جلال الدین کون سی صدق ارادت پلہ باندہکر شیخ کی خدمت اور صحبت مین رہے تہے بلکہ یہہ تو عمل سماع غنا اور شیخ کے ایسے مخالف تہے کہ ان کا بس چلتا تو قوال کی ڈہول کو اہل سماع کے سر سے مار کر توڑ دیتے مگر خدا کی قدرت کہ شیخ نے اپنے تصرف باطنی کی قوت سے مولانا جیسے متقی کو اپنی طرف کہینچ کر اپنا ہمرنگ بنالیا۔

| | |
|---|---|
| بزیر دلق ملمع کمندہا دارند | درازدستی این کوتہ آستینان بین |

پس جب کبہی کوئی ایسی بدیہہ کرامت مرزا صاحب کی صحیح مشاہدت سے ظہور میں آوے گی تو کسی شاہد و دلیل کے پیش کرنے کی کچھ حاجت نہ ہوگی۔ [illegible]

جو مرد خدا اور سپاہی ہین دلاور
جب آ ماہی موقع کوئی ہنر کہلتے ہین ایسے

وہ علم و ہنر اپنا زبان پر نہین لاتے
وار اُنکے کبھی وقت پہ خالی نہین جاتے

دیگر اولیاء اللہ کی کرامتون کا ذکر

س یہ تو تمنے ایک پرانی کتابی کرامت نقل کرکے دکہائی جو مشہور ہے مگر یہ تو کہو کبہی تمنے بہی بچشم خود کوئی کرامت دیکہی ہے یا نہین۔

ج۔ چشم دید کرامت سن لیجئے چند سال کا ذکر ہے کہ مجہہ کو مفتی برکت علی صاحب بٹالوی نے یہ خبر دی کہ سید کرم شاہ حسنی رحمتہ اللہ علیہ قصبہ سمال نگر ضلع گوجرانوالہ مین بزرگ اہل اللہ ہین مین اور مفتی صاحب جالندہر سے چلے گوجرانوالہ کے سٹیشن پر جا اُترے ہم قصبہ کیطرف کو یہہ پوچہتے جاتے تہے کہ شاہ صاحب کہان مقیم ہین ایک شخص نے کہا کہ سائین صاحب تو وہ تمہارے پیچہے پیچہے چلے آتے ہین اُسیوقت قدمبوسی حاصل ہوئی اب شاہ جی ہمکو ایک جولاہے کے مکان پر لے گئے جہان دن کو مقیم رہتے تہے۔ آپ اکثر روزہ رکہتے تہے مگر ہمارے پہنچتے ہی محلہ سے ایک ایک دو دو روٹیان آنی شروع ہوئین۔ بہت مہربانی اور پیار دیکر ہمین روٹی کہلائی باقی جو بچین محلہ کے خورد سال بچون کو تقسیم کردین اور ہم کو مولوی مراد علی صاحب مدرس کی سپرد کرکے فرمایا ان مہمانون کی خدمت کرو۔

اسی اثنا مین ایک قصاب اور اُسکی زوجہ شاہ صاحب کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہمارا جوان بیٹا ہم سے ناراض ہوکر نکل گیا مین اُسکی جستجو مین

صد ۱۰کوس پہرا کہین پتہ نہین لگتا۔ شاہ صاحب نے اُن کو تسلی دی اور فرمایا
تمہارا بیٹا آجائیگا تو ہمین کیا دوگے قصاب نے عرض کی سوا روپیہ نیاز دونگا
سُنکر فرمایا شاباش تو بڑی ہمت والا ہے فقیر تو ایسا عاجز ہے کہ ایک
مٹی کی ٹنڈ۔ سبوچہ دولاب لیکر بہی راضی ہوجاتا ہے اور تو نے
سوا روپیہ نیاز دینا قبول کیا تو اب یہ بتلا کہ ضامن کون ہے اُسیوقت
ایک شخص بولا حضرت ضامن مین ہون بعد اس خوش طبعی کے
پہر ہنسے اور فرمایا تیرا بیٹا نہر کے مزدورون مین کام کررہا ہے
مگر یہان سے ستر کوس کے فاصلہ پر ہے تو جا اور اُسکو لے آ
قصاب نے کہا میرے پانو سوجے ہوے ہین دس قدم نہین چلسکتا
آپ ہی ایسی مہربانی کرین کہ وہ خود بخود آجاوے۔ شاہ صاحب نے
اُسکی زوجہ کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا آج رات کو تو اپنے کوٹھے پر
چڑہکر اپنے بیٹے کا نام لیکر پکارنا وہ خدا چاہے آجاوے گا عورت
نے ایسا ہی کیا تیسرے دن اُسکا بیٹا آگیا اور بیان کیا کہ مین نہر
کے مزدورون مین رات کے وقت سونیکے ارادہ سے بستر
بچھاتا تہا کہ میرے کان مین یہ آواز آئی کہ میری ماں میرا نام لیکر پکارتی
ہے مینے اُسیوقت مزدورون سے کہا مین گہر کو جاتا ہون ۔
اونہون نے کہا کیا تو دیوانہ ہے تیری مزدوری ٹہیکہ دار کیطرف
پڑی ہوئی ہے وہ وصول کرکے جانا مگر میری طبیعت ایسی بیقرار
تہی کہ رات کو ہی وہان سے بہاگا اور یہان آپہنچا۔ دیکہیے یہ کیسی

بے لاگ کرامت ہے جسکی تصدیق کے لئے مفتی اور مولوی دوکس گواہ اسوقت تک زندہ اور موجود ہین اور مین خود گواہی دے چکا اور یہہ بزرگ لکھنا پڑھنا کچھہ نہ جانتے تھے مگر سات وقت کی نماز بڑی مشغولی کے ساتھہ ادا کرتے تھے

| | |
|---|---|
| گلدستہ بند جلوۂ روے نگار ہون | نادیدہ گل فروش ریاض جنان نہین |

دعوے دوم کی تشریح معہ راے

(۲) دوسرا دعوے مرزا صاحب کا یہہ ہے جسکی عبارت بجنسہ درج کیجاتی ہے۔

یہ عاجز مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت مسیح کی فطرت سے نہایت ہی متشابہ واقع ہے گویا ایک جوہر کے دو ٹکڑے برابر اور ایک ہی درخت کے دو پہل ہین کہ مسیح موسیٰ کا تابعدار خادم دین تہا اور یہہ عاجز محمد مصطفیٰ کا خادم ہے اس لئے اس عاجز کو مسیح سے مشابہت تامہ ہے۔ راے مولف اسی دعوے کے سمجھنے مین مولویون کی راے مین اختلاف واقع ہوا ہے مگر میری فہمید مین تو یہہ دعوے صاف معلوم ہوتا ہے۔ ناظرین ذرا غور سے دیکہین کہ مرزا صاحب نے تمام کتاب مین اپنے آپ کو مسیح موعود یا مسیح کا زلہ ربا یا مسیح کی امداد روحی کا فیض یافتہ یا مسیح کا متبع ہرگز نہین مانا اور جو شریعت طریقت مین منصب معین نامیدہ ہین جیساکہ عالم دین - فاضل دین - امام وقت - امام مجدد وقت ولی اللہ اولیاء اللہ - غوث وقت - قطب وقت - ابدال وقت خضر

سو منجملہ ان کے کسی منصب سے اپنے آپ کو منسوب نہین فرمایا۔ مگر ان ایک اشتہار مورخہ مین کچھہ دبی ہوئی زبان سے اتنا ظاہر کیا ہے۔ ہم کو خدا کی طرف سے مجدد ہونیکا ہی اختیار دیا گیا ہے۔ سو اس (ہی) کے لفظ سے یہ خبر نکلتی ہے کہ اصل منصب مرزا صاحب کا کچھہ اور ہے اور مجدد ہونیکا جو اختیار دیا گیا ہے یہ علاوہ اصلی منصب کے ہے۔ پس ثابت ہو چکا کہ اسوقت تک مرزا صاحب نے اپنا کوئی منصب یا خطاب ظاہر کر کے نہین بتلایا بلکہ جو منصب انکا ہے وہ ابھی تک اُن کے ضمیر مین متمکن اور مخفی ہے۔ اب مین اپنا مفہوم اور ادراک طبعی بیان کرتا ہون کہ مرزا صاحب کیا ہین اور اُنکی کتاب کیا ہے۔

| | |
|---|---|
| رندون کو بھی سوجھی ہے بہت دُور کی اے شیخ | گو شوق تجھے شہرت الہام بہت ہے |

ناظرین پر ظاہر ہو کہ اصل مافی الضمیر مرزا صاحب کا یہہ ہے۔ یہ جیسے موسے کے خادم عیسی نبی تہے ویسا ہی محمد کا خادم نبی مین ہون " پس مرزا صاحب کے اس دعوے دوم کی تفسیر تو اتنی ہی ہے۔ جسکی تنقیح مین مولویون نے اس دعوے کو مسئلہ مختلف فیہ بنا لیا ہے۔ اور جو اصل پیچ اس دعوے کے سمجھنے مین واقع ہوا ہے وہ یہہ ہے کہ مرزا صاحب نے نبی کا لفظ اور نبوت کا دعوے اپنی نسبت اس ناچاری کے سبب ظاہر نہین کیا کہ خاتم النبیین وختم المرسلین کا ایسا بند محکم لگا ہوا ہے جسکا ٹوٹنا قیامت تک

محال مگر اپنی نبوت مفوضہ ذہن کی اثبات کی ضرورت سے اپنے آپ کو مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ مسیح مشابہ ایک جوہر کے دو ٹکڑے ایک درخت کے دو پہل ایسی ایسی مثالیں اور وجوہات مذکورہ بالا تحریر کرکے ناظرین کو اپنے دعاوی کے سمجھنے مین حیران اور پریشان کر دیا ہے۔ اے طول تقریر پسند کرنے والے بہائیو! تم اس مختصر نکتہ پر ذرہ غور کرو کہ حضرت مسیح کی اصل صفت تو نبوت ہے جب مرزا صاحب کو یہ اصل صفت مسیح کی حاصل نہ ہوئی تو پہر ایک جوہر کے دو ٹکڑے اور ایک درخت کے دو پہل مرزا صاحب اور مسیح کیونکر بن سکتے ہین اور جس حالت مین کہ مسیح موسے کے خادم نبی اللہ تہے اگر مرزا صاحب محمد کے خادم ہوکر نبوت کے مرتبہ سے محروم رہے تو پہر ایسی خشک مسیح مثالی اور مشابہت تام برائے نام کس کام کی ہے

جب مہر نبوت ہی تجہکو نہ ملی اے پوپ | تو درجک عیسیٰ کا دردانہ ہوا تو کیا

ہمارا قیاس تو مرزا صاحب کی تشخیص منصب کے بارہ مین یہی ہے کہ مرزا صاحب اپنی ضمیر باطنی مین مسیح کی مانند نبی اللہ ہین۔ اور انکی کتاب اُن کے تخیلات اور توہمات الہامی ہین بمنزلہ کتاب اللہ منزل من اللہ کے ہے۔ اسلئے ہم تو اُن کے خیالات مخفی اور تسلی ہتہ کنڈون کا منشا اور مدعا یہی سمجہتے ہین جیسا کہ اوپر بیان کر چکے۔

نہ ہم کو چہپاتا ہے تو اسے آئینہ رو کیا | پردہ ہے ہی پیدا تیری خود پردہ دری ہے

س - اگر اس حدیث کی رو سے کہ - علماے امتی کانبیاے بنی اسرائیل مرزا صاحب نے بھی اپنے دل مین آپنے آپ کو نبی سمجھا ہو تو کیا مضایقہ ہے
ج - اس حدیث کا مضمون جمیع علماے اہل اسلام پر حاوی ہے - کچھہ خصوصیت کسی عالم واحد کی نہین پائی جاتی - کل علماے امتی بمنزلہ نبی بنی اسرائیل کے ہین لیکن کسی عالم کے نام پر خصوصیت کے ساتھہ آیات قرآنی ترمیم ہو ہو کر الہامون کے ذریعہ سے نازل نہین ہوئین - پھر مرزا صاحب اس حدیث کے حوالہ سے نبی کیونکر بن سکتے ہین - اب رہا مرزا صاحب کا یہ دعوے کہ وہ اپنے آپ کو مسیح علیہ السلام کی پہلی زندگی کا نمونہ بتلاتے ہین اسلئے ہم بھی مسیح کی پہلی زندگی کا حلیہ دکھاے دیتے ہین جو مثنوی معنوی مین درج ہے

## حکایت

ایک روز مسیح علیہ السلام کھنڈر ویرانون مین بحالت نیم مغلوب الحالی پھرتے پھرتے تھک گئے ایک اینٹ سر کے نیچے رکھہ کر لیٹ گئے شیطان آیا اور کہا اے ابن مریم اب تم میری ملکیت مین بھی دخل دینے لگے یہ خشت جو تمنے سرہانے رکھی ہے میری ملکیت مین سے ہے مسیح نے فوراً اینٹ سر کے تلے سے نکال کر پھینکدی شیطان بولا بس اب میرا آپ سے کچھہ واسطہ نہین آرام کرو۔
اب منصف لوگ خود شناخت کر سکتے ہین کہ مرزا صاحب کو مسیح کی پہلی زندگی سے کیا مناسبت ہے کجا حضرت مسیح سر دآزاد مغلوب الحال اور کجا

مرزا صاحب پائے بند عیال - اور مسلمانون کو حضرت مسیح کے مشابہہ ہونے کی حاجت اور ضرورت ہی کیا ہے وہ کونسی نعمت ظاہری اور باطنی ہے جو مہمان محمدی کے لیئے خوانِ محمدی پر موجود نہین ہمارے پیغمبر علیہ السلام کو تو یہہ مرتبہ خداداد حاصل ہے

| | |
|---|---|
| حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری | آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری |

دعوے سیوم کی تشریح معہ رائے

**تیسرا دعوے** مرزا صاحب کا یہہ ہے کہ جو کوئی میرا متبع ہوگا مطابق وعدہ الہام غیب وہ میرے ساتھہ جنت مین ہوگا اور غیر متبع کو بعد نجات ہوگا - اگر تم خدا سے محبت رکہتے ہو تو میری پیروی کرو تا خدا تم سے محبت کرے -

**رائے مولف** - اگر یہہ فقرہ مرزا صاحب کا جو اتباع کے بارہ مین ہے دین اسلام کے مخالفون کی نسبت عاید ہوتا تو ہمین اسمین کوئی جائے کلام نہوتی مگر صاحب الحدیث نے جو اپنے ریویو مین اس دعوے کی بابت یہ تاویل قایم کی ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے اتباع سے مراد اتباع رسول اللہ رکہی ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ یہ فقرہ تابع اور غیر تابع اسلام دونون کی نسبت راجع ہے - اسلئے ہم بنظر صحت یہ تین مراتب دریافت کرتے ہین -

**پہلے** یہ کہ کروڑہا مسلمانون نے جو اسوقت تک ائمہ اربعہ کا اتباع قبول کر رکہا ہے آیا یہہ اتباع رسول اللہ کے اتباع مین داخل ہے یا نہین

دوسرے مرزا صاحب کے مامور من اللہ ہونے سے ایمہ اربعہ کا اتباع بحال رہا یا منسوخ ہوگیا اگر بحال رہا تو مرزا صاحب کے غیر متبع کو بُعد نجات کیون ہوگا اور اگر منسوخ ہوگیا تو سب سے پہلے یہ اشتہار کیون نہین دیا گیا کہ آب آمد وتیمم برخاست۔ اگر مسلمان نجات چاہتے ہین تو مرزا صاحب کا اتباع قبول کرین ـــ

تیسرے اگر فی الواقع مرزا صاحب کا اتباع رسول اللہ کے اتباع سے مراد ہے تو پہر مولوی محمد حسین صاحب الحدیث نے مرزا صاحب کے اتباع اور تقلید سے ۲۴۵ صفحہ ریویو پر پہنچکر کیون منحرفی اختیار کی ۔ پس اے بہائی مسلمانون ہماری سمجھہ کے نزدیک تو یہہ کہنا مرزا صاحب کا کہ میرا متبع نجات کا حقدار ہوگا ہندوستان کے فرقہ پرور عالمون کی ایک معمولی دہمکی اور بیہودہ عادت ہے ۔ جس کے ذریعہ سے وہ جنت پرستون کو اپنی اپنی طرف کہینچا کرتے ہین ۔ ناظرین انصاف دوست پر مخفی نہ رہے کہ مولوی محمد اسمعیل صاحب نے اپنے عروج کے زمانہ مین پشاور پہنچ کر اس مضمون کا اشتہار جاری کیا تہا کہ جو مسلمان امیر اور عالم واعظ خلیفہ سید احمد صاحب امیر المومنین کا اتباع قبول نہ کرے گا وہ کافر ہوگا ۔ دہلی اور لاہور کے عالمون نے اس دعوے کی تردید کی اور مولوی اسمعیل صاحب نے ضد مذہبی مین اگرچہ بہت کچہہ زور لگائے مگر سوائے چند معتقد مریدون کے اور کسی نے بہی اس دعوے کو تسلیم نہ کیا اور ایسی عداوت مذہبی مسلمانون کے

دلون مین جگہ پکڑ گئی کہ اسوقت تک قلمی تلوار فریقین کے ہاتھ سے نہین چھوٹی تھی کہ اب قوم کی بدنصیبی سے اسی دعوے پر مرزا صاحب کو ہاتف غیب نے مدعی بناکر کھڑا کردیا کہ میرا متبع نجات کا حقدار ہے۔ محمود۔ یارب العالمین یا شفیع المذنبین تیری امت کے ہم جیسے مجہول مسلمانون کی نجات کیا ہوئی ایک عنقا کا بچہ اور سونے کی چڑیا ہوگئی۔ جس مولوی کو دیکھو وہ تیری امت کی نجات کو اپنی ہی مٹھی مین بتلاتا ہے اپنی ہی متابعت قبول کرانا اور اپنے ہی جنگی ہینڈ مین داخل کرنا چاہتا ہے

| | |
|---|---|
| کس کس کی متبع تیری امت ہو یا رسول | کس کس کے ساتھ کھینچئے پیمان نئے نئے |
| تعبیرین انکی ہوتی ہین الہام غیب سے | آتے ہین جنکو خواب پریشان نئے نئے |

دعوی چہارم کی تشریح

چوتھا دعوے یہہ ہے کہ مرزا صاحب کو زبان عربی عبرانی انگریزی وغیرہ مختلف زبانون مین الہام ہوتے ہین جنمین سے چند الہامون کی تفصیل یہہ ہے۔

(۱) الہام دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی

اس الہامی آیہ کو مرزا صاحب اپنی شان مین وارد ہونا بتلاتے ہین

(۲) الہام اردت ان استخلف فخلقت ادم انی جاعل فی الارض خلیفہ ترجمہ اسکا خود مرزا صاحب یہہ فرماتے ہین کہ اس جگہہ مراد اس آدم سے نہین جو آدم ابو البشر ہین بلکہ یہان آدم مراد مجہہ سے ہے

(۳) الہام انا انزلنہ قریبًا من القادیان وبالحق انزلنہ وبالحق نزل - ترجمہ اسکا خود مرزا صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ہمنے ان نشانون عجائبات کو قادیان کے قریب اوتارا ہے

(۴) الہام وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم - ترجمہ اللہ عذاب نہین کرتا اُن کو جنمین تو ہے

(۵) الہام السلام علیک یا ابراھیم انک الیوم لدینا مکین امین ترجمہ سلام ہو تجھپر اے ابراہیم آج کے دن تم ہمارے امین مکان دار ہو

(۶) الہام ھو بیت الذکر ومن دخلہ کان اٰمنا - اسکا ترجمہ مرزا صاحب یہ فرماتے ہین کہ جو شخص اس بیت الذکر مین بقصد عبادت صحت نیت سے داخل ہوگا وہ سوے خاتمہ سے ایمن رہیگا اور بیت الذکر سے مراد ہماری وہ مسجد ہے جو ہمارے مکان کے چوبارہ کی بغل مین ہے

رائے مؤلف اگرچہ ان الہامون کے مضامین سے مرزا صاحب کا مرتبہ حضرت آدم صفی اللہ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مرتبہ پیغمبری سے صاف ہم پہلو معلوم ہوتا ہے جسکی بابت ہم دعوے نمبر ۲ کی تشریح مین اپنا رائے ظاہر کر چکے ہین کہ ہماری دانست مین مرزا صاحب اپنی آپ کو مخفی طور پر نبی سمجھتے ہین اور اُنکے خیالات مصنوعی نبی، انبیائی خیالات سے بڑھکر ہین آیندہ الغیب عنداللہ

مگر چونکہ مرزا صاحب کو بظاہر اتباع رسول اللہ صلعم سے اقرار ہے اور ان کے الہام بظاہر غیر نبی الہامون مین داخل ہین - اور بقول حضرت مجدد والف ثانی "الہام بر غیر حجت نیست بل اجتہاد بر غیر حجت ست" پس اگر کوئی مسلمان مرزا صاحب کے الہامون کا قایل نہ ہو اور ان کا اتباع قبول نہ کرے تو وہ خدا تعالے اور رسول اللہ صلعم کی شریعت کا گنہ گار نہین سمجھا جا سکتا ان کے الہامون کو ماننا اور نہ ماننا امور اعتقادی مین داخل ہے - مگر ہان ہم یہ بات ضرور دریافت کرنا چاہتے ہین کہ اگر مرزا صاحب اپنے الہامون کو بحیثیت انبیائی مشتہر کر رہے ہین تو وہ اپنی نسبت دعوے نبوت کے متقبل اور مظہر نہین - یون دعوے نبوت کا دل مین مخفی رکھنا جدی بات ہے اور نیز مولوی محمد حسین صاحب کہ ایک عالم شخص ہین وہ مرزا صاحب کو نبوت کے الزام سے بری کر چکے ہین - اور اگر بحیثیت اولیای الہامون کو مشتہر کر رہے ہین تو اولیاء اللہ کو الہامون کا مشتہر کرنا جائز نہین بلکہ مخفی رکھنا لازم ہے - کیونکہ مرزا صاحب کے الہامون کی وقعت حضرت عمر امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے الہامون سے بڑھکر تو کسی حالت مین مانی نہین جا سکتی اور جس حالت مین کہ حضرت عمر نے اپنی الہامون کو مخفی رکھا تو پھر مرزا صاحب کو اپنے الہامون کے ظاہر کرنے کا کیا منصب ہے -

س - حضرت عمر کے اخفاے الہام کا کیا معاملہ ہے

ج - ایک روز حضرت عمرؓ جمعہ کے نماز کے بعد جو خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے ہنوز وہ خطبہ ختم نہ ہوا تہا کہ یا ساریہ الجبل الجبل پکار اٹھے - اور ساریہ کئی سو کوس کے فاصلہ پر ملک نہاوند مین تہا مگر ختم خطبہ کے بعد نمازیون نے دریافت کیا کہ آپ نے یہ کیا حرکت کی کہ خطبہ خوانی مین ساریہ کو پکارا تو حضرت عمرؓ نے اتنا ہی کہہ کر ٹالدیا کہ نہین معلوم میرے مُنہ سے یہ الفاظ کیون نکل گئے صاف مُنہ کہو لکر یہ کہاکہ مجہکو الہام ہوا - مگر چند روز کے بعد جو ساریہ کی عرضی پہنچی اُسمین یہ حال مفصل درج تہا

ع جمعہ کے روز اُس حالت مین کہ مین لشکر اسلام کو دشمنون کی فوج سے لڑا رہا تہا ناگاہ پہاڑ کیطرف سے یہ آواز سُنائی دی یا ساریہ الجبل الجبل جسکے سُننے سے مجہے اور نیز دیگر مسلمانون کو ایسا گمان قوی ہوا کہ حضرت عمر امیر المومنین آپہنچے - پہاڑ کی طرف فوراً اسوار کو دوڑایا اوس نے واپس ہوکر یہ خبر دی کہ ایک بڑا گروہ دشمنون کا پہاڑ کی آڑ مین چلا آتا ہے - مینے اُسیوقت آدہی فوج تو دشمنون کے مقابلہ پر بدستور قایم رکہی اور ایک حصہ فوج کا جدا کر کے حکمدیا کہ گروہ مخالف جو کمینگاہ سے آتا ہے اِسپر جہپٹ کر حملہ کرے - جب یہ تجویز عمل مین آئی لشکر اسلام نے فتح پائی - اگر امیر المومنین کی ندائے غیب دشمن کی دغا پر مطلع نہ کرتی تو لشکر اسلام نرغہ مین اگر تباہ ہوجاتا -

پس ثابت ہوچکا کہ الہام کا تعلق علم غیب سے ہے اور علم غیب ظنی ہے

جکا ثبوت عالم اسباب مین بجز ظہور کے اور کچھہ نہین - اسی سبب حضرت عمرؓ نے اہل شریعت کے سامنے اپنے الہام کا اظہار کیا -

نمبر دوم - الہام کی کیفیت مثنوی مین درج ہے

| | |
|---|---|
| بانگ آمد مر عمر را کاے عمرؓ | بندۂ ما را ز حاجت باز خر |
| بندۂ داریم خاص و محترم | سوئے گورستان تو رنجہ کن قدم |
| اے عمر ہر چہ ز بیت المال عام | ہفت صد دینار در کف نہ تمام |

حضرت عمرؓ اِس الہام کی تعمیل کے واسطے سات سو دینار کی تہیلی بغل مین دبا کر اکیلے قبرستان مین پہنچے اور دیکہا کہ پیر چنگی مطرب (گویا) جو ایک خلاف شرع آدمی مشہور ہے جناب باری مین گریہ وزاری کر رہا ہے حضرت عمر اُسکے سامنے بہت ادب سے جا بیٹہے وہ اُن کو دیکہہ کر کانپ اُٹہا کہ اب کمبختی آئی مگر حضرت عمرؓ نے اُسکو تسلی دی تہیلی دینار اور ابریشمی پارچات اُسکے حوالہ کر کے فرمایا تیری عاجزی جناب الہی مین منظور ہوئی جسکے سبب خدا نے مجہہ کو تیری خدمت کے لیئے بہیجا خاطر جمع رکہہ - یہ کہکر گہر کو واپس چلے آئے اور الہام کو کسی پر ظاہر نہین کیا مگر خود بخود ظاہر ہو گیا -

محمود - اللہ جلشانہ کی شان بے نیازی حمد طرازی کے لائق ہے کہ ایک خلاف شرع گویّا کو کس مہربانی کے ساتہہ الہام کے ذریعہ سے بندہ خاص اور محترم کہہ کر پکارتا ہے اور حضرت عمرؓ جیسے صاحب شریعت کو اُسکی خدمت کے لیئے ہدایت فرماتا ہے جسپر یہہ شعر حضرت

جامی علیہ الرحمۃ صادق آتا ہے

گناہ آمرز رندان قدح خوار — بطاعت گیر پیران ریاکار

اور مرزا صاحب اپنے الہامون کو علانیہ شرعی حجت کے ساتہہ خلاف احتیاط حضرت عمرؓ کے شاہد وکیلون کے ذریعہ سے ثابت فرما رہے ہین کیا حضرت عمر انبیاے بنی اسرائیل کا درجہ نہ رکھتے تہے جو انہون نے اپنے الہامون کو ظاہر نکیا۔

س اگر الہام مسلم ظنی ہے تو پہر اسکی قبولیت اور عدم قبولیت مین کیا نفع اور نقصان ہے۔

ج۔ سود و زیان تو کچہہ بہی نہین لیکن بہ نسبت عدم تسلیم کے تسلیم کرنا بہتر ہے کیونکہ اکثر بزرگان دین کو اِس قسم کے بہی الہامات ہوتے رہے ہین کہ جن کو اکثر بزرگان و علماے دین نے صحیح و برحق تسلیم کیا ہے۔ پس اگر الہام لایق الیقین کو تسلیم کر لیا جائے تو دین کا کیا ہرج متصور ہے

| دعوے پنجم کی تشریح معہ راے۔ |
|---|

**پانچوان دعوےٰ** مرزا صاحب نے الہام کے حوالہ سے یہ مشتہر کیا تہا کہ ان کے گہر مین ایک فرزند انبیاے خصایل مرسل شمایل پیدا ہونے والا ہے جو ایک حمل سے تجاوز نہ کریگا۔

| مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے می آید | کہ ز انفاس کسے بوئے کسی می آید |
|---|---|

ہمین یہ سو سے ظنی مرزا صاحب کے الہامون کی نسبت ہرگز نہین

کہ اُن کو الہام نہین ہوتے - الہام ان کو بیشک ہوتے ہونگے
مگر چونکہ مرزا صاحب نبی نہین کہ احکام نص کے روسے اُن کو
معصوم سمجھنا لازم ہو اور جب معصوم نہین تو بہر حال بشریت کے
لوازمات کا تعلق اُنکی طبیعت سے وابستہ سمجھا جاتا ہے اور تعلقات
لاحقہ طبیعت کا مقتضا اسی قسم کا ہوا کرتا ہے کہ جس انسان کو جس
شے کی خواہش ہوتی ہے وہی خیال مجسم ہوکر سنائی اور دکھائی
دیا کرتا ہے جیسے پیاسے کو پانی اور بھوکے کو کھانا خواب مین
نظر آیا کرتا ہے اور نیز اسکے خلاف بھی ہوا کرتا ہے لیکن اگر مرزا
صاحب کے دل مین علمائی صفت جاگزین ہوتی تو عمو اَیل کی ولادت
کے الہام کو بذریعہ اشتہار مشتہر کرنے کی کوئی حاجت و ضرورت نہ تھی
مگر انکی طبیعت حضرت زکریا علیہ السلام کے الہام کیطرف متوجہ ہو اور
ناقل ہو گئی -

س زکریا علیہ السلام کا الہام کیا تھا -

ج آپنے کتابون مین پڑھا ہوگا کہ جب زکریا اور اُنکی بیوی کی عمر اَسی
سال سے تجاوز کر گئی ایک روز اُنہون نے جناب باری مین
یہ التجا کی کہ الٰہی تو نے مجھہ کو سب کچھہ دیا مگر ایک بیٹا نہ دیا اور
پھر معًا یہہ نا اُمیدی ظاہر کی کہ بھلا اِس عمر مین اولاد کیونکر پیدا ہوسکتی
ہے اُسی وقت فرشتہ آیا اور اُس نے یہہ خوشخبری دی کہ اللہ
تعالے حکم کرتا ہے کہ ہم تمکو ایک بیٹا دینگے جو مادر زاد پیغمبر اور ذم

اُسکا نتیجہ ہوگا اور ناپسند کرتا ہے تمہاری نااُمیدی کو کہ تمنے اولاد کا ہونا عمر سے متعلق سمجھا۔ مگر حضرت زکریا کو تو بڑہاپے کی عمر نااُمیدی کی حالت دُعا کی قبولیت مین یہ الہام ہوا تہا اور مرزا صاحب کو چہل سالگی مین جوانی کی عمر مین بحالت موجودگی فرزند ارجمند و منکوحہ جدید محل ودوم دل پسند یہہ الہام ہوا کہ تمکو فرزند انبیا خصایل ملایک شمایل عمو ایل نام مرحمت ہوگا۔ جسکی خوشخبری نے مرزا صاحب کو بیتاب کردیا۔

| | | |
|---|---|---|
| اِس کشمکش سے کیے دام کیا کام تہا ہمین | | اے الفتِ چمن تیرا خانہ خراب ہو |

اب تین برس سے آئے سال نونہال پیدا ہوتے اور مرتے چلے جاتے ہین۔ جب اِنہین سے پرورش پاکر کوئی جوان ہوگا اور عمر بعثت تک پہونچیگا تو عمو ایل ہی ہو رہے گا مگر یہان الہام کی کیا خصوصیت سمجھی جاسکتی ہے **غالب**

| | | |
|---|---|---|
| دام ہر موج مین ہے حلقۂ صد کام نہنگ | | دیکہین کیا گذری ہے قطرہ پہ گہر ہونے تک |
| غم ہستی کا اسد کس سے ہو جز مرگ علاج | | شمع ہر رنگ مین جلتی ہی سحر ہونے تک |

| | |
|---|---|
| مرزا صاحب کے امام مجدد ہونے سے قوم مسلمان کو کیا فایدہ پہنچا | س مرزا صاحب کے مامور من اللہ ہونے سے قوم مسلمان اور ہنود کو کیا فایدہ پہنچا۔ |

ج۔ فیض اور فایدے تو جہان مین دو قسم کے مشہور ہین۔ دینی اور دنیاوی۔ سو دنیاوی فیض رسانی کا تو کوئی ایسا سلسلہ مرزا صاحب سے متعلق نہین معلوم ہوتا۔ باقی رہا دینی فیض اسکے دو قسم ہین علم ظاہری پڑہانا یا علم باطنی سکہلانا۔ سو علم ظاہری کا درس تدریس بہی انہون نے

اختیار نہین کر رکھا - اب رہا علم باطنی سو اسوقت تک نہ مسلمانون مین سے کسی نے اُن کے ہاتھہ پر ہاتھہ رکھا نہ کوئی ہندو اُنکی کرامت کا قایل ہوکر مشرف اسلام ہوا بلکہ اُن کے مناظرہ سے ایک ایسی صورت تفرقہ کی پیدا ہوئی کہ ناگفتہ بہ -

س - فائدہ نہ پہنچنے کا کیا سبب اور نقصان کی کیا وجہ

ج - فائدہ نہ پہنچنے کا یہہ سبب پایا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کو نہ علم ظاہری مین کسیکی متابعت نہ علم طریقت مین کسی سے بیعت اُنکی کارروائی کا تو فقط ہجوم تخیلات طبعی پر مدار ہے اور نظامی کا یہہ شعر اُنکے طبع آزمائی مین مددگار رہے -

ضمیرم نہ زن بلکہ آتش زنست　　که مریم صفت بکر آبستن است

ہان جیساکہ اُنہون نے ابتدا مین عالمانہ طریق پر قلم اُٹھایا تھا اگر اُسی علمائی صفت پر قایم رہتے اور علم فقہ او رحدیث کی آڑ پکڑکر مسایل بجوز ولایجوز کو اُلٹ پلٹ کر کسی تازہ اجتہاد کے ذریعہ سے شایع کرتے تو بیشک مرزا صاحب بہی اِسوقت تک مثل دیگر صاحب فرقون کے کسیقدر بہیڑ بکریون پر قابض اور متصرف ہوجاتے اپنے فرقہ جدید کے پیشوا کہلاتے اور اُنکی کتاب ایک ایسی بےمثل اور لاجواب ہوتی کہ سب کے اجتہاد پر فایق سمجھی جاتی - کیونکہ دُنیا ایک تجارت گاہ ہے جسمین متاع دُنیا و دین کا بیوپار ہورہا ہے اور کاسب حبیب اللہ جس قسم کے مال دینی یا دنیاوی کی کوئی دوکان کہولتا ہے اُسی قسم

کے گاہک پیدا ہو جاتے ہین۔ مگر مرزا صاحب تو بخلاف طریق مروجہ علماے تیرہوین صدی ایسی عجائب اور انوکھی جنس کے سوداگر بنے کہ الہامون کی کثرت اور مسیحی برکت کے بہروسہ پر بڑے زور شور سے یہہ مشتہر کردیا

| | |
|---|---|
| یہ آس رشک مسیحا کا مکان ہے | زمین جسکی چہارم آسمان ہے |

اور اُن کے مناظرہ سے یہ صورت نقصان کی پیدا ہوئی کہ اول تو مرزا صاحب نے اپنی بے پروائی سے جو اشتہار سُرمہ چشم آریہ کے شامل کیا اُسمین یہہ الفاظ مکروہ درج ہین ”ہم افسوس کرتے ہین کہ اب اُن بے عزتون اور دیوتون کو باعث سخت درجہ کے کینہ اور بخل اور تعصب کے اب کسی کی لعنت ملامت کا بہی کچھہ خوف اور اندیشہ نہین الخ“ اور سرمہ چشم آریہ کا مزاج بہی اِسی قسم کے اجزاے گرم خشک کلام کی آمیزش سے ایسا تیز کردیا کہ جسکے استعمال سے آریون کی آنکھین لال گلال ہوگئین اور نتیجہ اُسکا یہہ برامد ہوا

| | |
|---|---|
| سنگ سرمہ نے کیا یون نگہہ یار کو تیز | جس طرح سنگ فسان کرتا ہے تلوار کو تیز |
| اک تو غبان مدبہرے اور دوجی انجمن سار | ای بوری کوئی دیتے ہے ہتواری ہتیار |

آخر اس کحل الجواہر نے یہہ فایدہ بخشا کہ نزلہ حار اُتر آیا آفتاب عالمتاب بہی آریون کی نظرون مین دُھندلا دکہلائی دیا مرزا صاحب نے فقط ایک دو لفظ نالایق کا استعمال کیا جسکے معاوضہ مین نوجوان نودولت نومذہب مشن سکولون کے تعلیم یافتہ نوکری پیشہ آریون کی زبان سے صدہا

الفاظ ناسزا کا استعمال ایسے مقدس اور برگزیدہ امام پیغمبر علیہ السلام کے نام پر کرایا جسکی رسالت اور نبوت پر سولہ کروڑ امت غریب غربا اور صاحب سلطنت وریاست ایمان اور یقین رکھتے ہین اور جس پیغمبر عرب کی نسبت **ایم فیل** وزیر امریکہ کا یہہ مقولہ ہے

ملک امریکہ کے نوجوان طبیعتین جو مغربی فلسفہ کی عینکین غبار آلود آنکھون پر لگائی ہین وہ اس سچے ہادی غمخوار بنی نوعہ بشر کی فلسفہ آلہیات پر یقین کامل لانے کے لئے تیار ہین جسکی ہدایت کی آواز کرہ زمین دو تشو بیس ملین آبادی مین گونج رہی ہے"

اور مرزا صاحب کی حمایت اسلامی نے یہ گل کہلایا کہ جیسے مولوی عبید اللہ صاحب نومسلم نے کتاب تحفہ ہند اور پنڈت اندرمن صاحب نے تحفہ اسلام لکھہ کر ہنود اور مسلمانون کے دلون مین آگ لگادی تہی اسکا ایک ضمیمہ فریقین نے ہی دکہلا دیا کہ اُس بجھی ہوئی آگ کو پہر بھڑکا دیا۔ اب جو تکذیب براہان احمدیہ کو کہ جسمین نہ کچہہ وجوہات ہین نہ علمی معاملات بلکہ محض خرافات اور مغلطات بہرا ہوا ہے نوجوان نوعمر مسلمان دیکہتے ہین اُن کا کلیجا اُمنڈ کر منہ کو آتا ہے اور جو مسلمان ذی علم مہذب صلح دوست ہین وہ مرزا صاحب کی شان مین یہ مصرعہ پڑہتے ہین۔ اے باد صبا این ہمہ آوردہ تست

| |
|---|
| آیات قرآنی جو ہدایت کے متعلق ہین۔ |

اب ہم اس موقع پر اُن آیات قرآنی کا ملاحظہ کراتے ہین جو خاص ہدایت کے بارہ مین موید ہین

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ

ترجمہ گالیان نہ دو اُن کو جو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہین یعنی مخلوق پرستی کرتے ہین - کیونکہ وہ بہی از راہ عداوت اور جہالت - کے اللہ کو گالیان دینگے - پارہ ۷ رکوع آخر -

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ترجمہ بلا رب کی راہ مین ساتہہ حکمت اور اچہی نصیحت کے اور مجادلہ کر اُن کے ساتہہ نیکیات سے - پارہ ۱۴ رکوع آخر

اب جائے غور ہے جس زمانہ مین کہ مسلمانون کے ہاتہہ مین تیز تلوار تہی اُس زمانہ مین تو ہادی مطلق کی جانب سے گمراہون کی ہدایت کے بارہ مین یہ نرم احکام شیرین کلام نازل ہوئے کہ گالیان نہ دو اُن کو جو وہ سوائے اللہ کے پکارتے ہین پہر ایسے نازک زمانہ ہین کہ مسلمانون کے ہاتہہ مین سوائے مقراض المحبت اور موچنے بال نوچنے کے اور کچہہ بہی باقی نہین رہا بے سوچے سمجہے مذہبی مناظرہ مین الفاظ ناسزا کا استعمال کرنا مرزا صاحب کی میرزائی اور ہزیان سرائی نہین تو اور کیا ہے

س کیا سبب ہے کہ مرزا صاحب اور آریون کے مناظرہ کو کوئی مسلمان اور نہ دو اہل الراے پسند نہین کرتا -

ج مذہبی مناظرہ کی بنیاد تو فقط اتنی ہی ہوا کرتی ہے کہ دین حق کا اظہار اور دلایل حقہ کے ساتہہ اسکا اثبات کرنا چنانچہ اشتہار مناظرہ کا جو معلّیٰ قلم سے مرزا صاحب کی طرف سے مشتہر ہوا وہان تک بنیاد مناظرہ کی باقاعدہ ہی اُسکے بعد جو مرزا صاحب کو الہام شروع ہو گئے مناسب تو یون تہا کہ براہین احمدیہ

کے مضامین مناظرہ طلب ایک جدی کتاب مین لکہتے کیونکہ اسکا تعلق علم ظاہری سے
تہا اور الہامی معاملات جنکا تعلق سر مخفی علم باطنی سے تہا اُسکا ایک ذخیرہ جدا
مرتب کرتے یعنی مناظرہ علم ظاہری کے ساتہہ کرتے اور تکمیل اسکی امداد باطنی سے
چاہتے تو انشاء اللہ خاطر خواہ کامیابی ہوتی کیونکہ مرزا صاحب کے علمی معلومات کا
پلہ بہ نسبت آریون کے بہت کچہہ بہاری تہا اور ہے - اسی سبب مرزا صاحب
کی طرف سے پیشدستی ہوئی تہی ورنہ آریون نے اُن سے بحث مباحثہ مین پیشقدمی
نہین کی بطور کج بحثی کے نیا مذہب قبول کرنیکی خوشی اور جوش مین آوازہ
تو اضع کسنا جدی بات ہی مگر مرزا صاحب کیطرف سے یہ ایک بڑی بہاری
چوک ظہور مین آئی کہ احکام ظاہری شریعت اور اسرار باطنی ولایت کو خلط ملط
کر کے کتابون مین لکہنا اور اشتہارون مین مشتہر کرنا شروع کر دیا - اِس بے احتیاطی
سے کتاب تو ایک غریب کشمیریون کی سی ہنڈیا بنگئی جسکی کیفیت اور لذت
کی شناخت مین بصر عالمون کی ہی عقل چکرا گئی اور الہامون کے اثبات کی
جواب دہی مرزا صاحب کے گلوگیر ہو گئی - دین حق کا اثبات تو محض عند اللہ تہا اور
الہامون کا تعلق مرزا صاحب کی خاص ذات سے متعلق تہا - عموائیل کی ولادت
کے اشتہار مین جو مرزا صاحب نے اُسکی شان مین بہت کچہہ تعریف درج فرمائی تہی اور
اسکی ولادت کا ظہور حمل اول سے نہوا حمل دوم سے ہوا اور وہ بہی مر گیا پہر
مخالفون نے عموائیل کی ولادت کے الہام کی تشہیر مین جو اعتراض کیے مرزا صاحب
اسکی جوابدہی مین غصہ کہا کر اُلجہہ گئے ایک دو لفظ آریون کو سخت سست
لکہہ بیٹھے اور یہ زمانہ صدائی گنبد کا خواص رکہتا ہے دو گہڑی سو سُننی پڑین رنگ مناظرہ

کا بگڑ گیا اور یہہ بہی ایک دستور قدیم سے چلا آتا ہے کہ جب فریق کم علم کو حد سے زیادہ چھیڑا جاتا ہے تو وہ انجام کار گالیان دینے لگتا ہے سو وہی انجام اس مناظرہ کا ہوا مرزا اور ذی علم مسلمان اور ہندو دونو ناراض ہوئے فریقین مین سے نہ کسیکی فریاد سُنی نہ داد دی خاموش ہو کر بیٹھ رہے

س بدتہذیبی اور دلآزاری اور میدان مناظرہ مین کس کا قدم بڑہا ہوا سمجہا جاتا ہے

ج ہم یہہ بات اپنی سمجہہ کے موافق خدا کو یاد کر کے بیرو رعایت لکہتے ہین کہ عموماً ملہم الہام ناکام کے بحث مین اول مرزا صاحب نے رنجیدہ خاطر ہو کر بدتہذیبی مین ایک قدم بڑہایا ہے اور آریون نے سخت بدگوئی اور دشنام دہی اور دلشکنی مین سوقدم سبقت کی ہے مگر الزام مرزا صاحب کے ذمہ اس سبب عاید ہوتا ہے کہ نہ اول ایک لفظ نا ملایم لکہتے نہ سو الفاظ گندہ ناتراش جگر خراش مسلمانون کو سُننے پڑتے۔ اور علم کلام کی گھڑدوڑ مین بیشک مرزا صاحب کا قلمی اسپ تازی بازی یافتہ نظر آتا ہے۔ اور آریون کا ہندی ٹرنگ وید ودیا کے جنگ مین اپنی پس پائی پر چڑتا اور مُنہ مارتا دکہلائی دیتا ہے

| | |
|---|---|
| اسپ لاغر میان بکار آید | روز میدان نہ گاو پرواری |

اب ہمنے سُنا ہے کہ مرزا صاحب کے الہامی خیال نے آسمان چہارم سے عروج باز گشت کرکے کہیر زادون کی میراث کا عمل اختیار کرنیکی غرض سے زمین کیطرف نزول اجلال فرمایا ہے بہت مناسب ہے خدا مبارک کرے۔

| | |
|---|---|
| خاکساری چاہئے جسکو خدا دیوے عروج | آسمان پر ماہ تابان ہے ہے نے ہین پر چاندنی |

## مرزا امام الدین قادیانی چوہڑون کے گرو لال بیگ ثانی کی کہانی

س وال احاطہ پنجاب مین جو چوہڑون کی قوم کا نیا گرو پیدا ہوا ہے اسکی کیفیت کیا ہے

**جواب** یہ مرزا امام الدین ذات کا مغل آدمی خاندانی ہے اور مرزا غلام احمد صاحب مسیح شبابہ کا شریک جدی اور مخالف لاثانی ہے جسقدر اسکا قدو قامت طویل ہے اُسیقدر عقلی سرمایہ بھی ناقص اور قلیل ہے فارسی اُردو لکہنا پڑھنا جانتا ہے جب اِسنے دیکھا کہ بڑے قادیانی علم ظاہری اور الہام باطنی کے ذریعہ سے مسیح ثانی بنگئے آریون سے مکابرہ شروع کردیا تو اُسکے برادرانہ حسد کا یہہ مقتضا ہوا کہ - گر درت قبلہ بود سجدہ بآنسو نکنم - ضد برادری اور طمع حاصلات دُنیادی مین مبتلا ہو کر مرتد بنگیا اور آریہ پنتھ مین جا ملا کچھ مدت اِنکے دہرم کی تعریف اور اُسکے اجرا مین امداد دیتا رہا ایک روز آریون کے جلسہ مین جو اگنی دیوتا کی پوجن شروع ہوئی گہی اور میوجات آگ مین جلانے اور ہوان کرنے لگے اِس نے آریون سے یہ بحث شروع کی کہ سنو بہائیو تم آریہ دہرم کو نرگن دہرم بتلاتے ہو اور موحد کہلاتے ہو - یہ گہی اور میوجات پرمیشر کی عمدہ نعمتون مین سے ہین اکثر مفلسون اور غریبون کو میسر نہین ہوتا تم اِسکو آگ مین جلا کر کیون ارزان کرتے ہو مین غریب بمقدور ہون مجہہ کو دیدو مین اِسکو کہاؤن گا پرمیشر کا شکر اور تمہارا احسان بجالاؤن گا - یہ حجت سنکر آریون نے کہا کہ تم کیسے بیوقوف آدمی ہو - دہرم کے معاملات مین عقل کو دخل دیتے ہو - اب باہم امام الدین اور آریون کے جو گفتگو ہوئی مختصر اُسکی تفصیل یہہ ہے -

امام الدین - تم آریہ دہرم کے عقاید اور مسایل کو مطابق علم معقول کے بتلاتے ہو اور موحد کہلاتے ہو پہر عقل کو دخل دینے سے کیون گہبراتے ہو -

آریہ - اگنی نام پرمیشر کا ہے اسلئے ہم اُسکا ہومن کرتے ہین دیوتا سمجھکر نہین پوجتے -

امام الدین - ویدون کی شرتیان مین تو یہہ لکہا ہے کہ اگنی دیوتا ہے اُسکے دہومین

ذریعہ سے عبادت کا تحفہ کل دیوتاؤن کو پہنچتا ہے پہر تم اگنی کو پرمیشر کس

دلیل سے کہتے ہو۔

آریہ اگنی نام پرمیشر کا صفاتی ہے اسلئے آگ مین گہی اور میوہ جلایا جاتا ہے

امام الدین - اگر اگنی نام پرمیشر کا صفاتی ہے تو ذات کو چہوڑ کر صفات کو پوجنا موحدونکا کام نہین

آریہ - گہی اور میوہ جلانیسے مراد دیوتا پرستی نہین بلکہ ہوم کرنے ہوتین سو مکانات کی ہوا

پاک اور صاف ہوجاتی ہے

امام الدین - اگر گہی اور میوہ جلانے اور دہوان دینے پر ہوا کے صاف کرنیکا مدعا ہے تو ان ہوم کا

کرنا خاص مکانات مسکونہ مین لازم ہوتا نہ کہ مذہبی جلسون اور مردون کے مرگہٹ اور جا[illegible] ذات پر

اس بحث کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ امام الدین اسلام کو پہلے سے چہوڑ چکا تہا اب آریہ دہرم کو

بہی استعفا دیا اور مجمع عام مین بیان کیا کہ بہلا انگریزی آزادی کے زمانہ مین بھی

کوئی نیا پنتھ بنانا اور مذہبی افسر بنجانا کچہہ مشکل کام ہے - نہین نہین یہ تو بہت

آسان ہے کیونکہ جس قوم کے آدمی کچہہ تہوڑا بہت علم جانتے ہین وہ بیدا اور پران

کی شرتیون اور قرآن کی آیتون کے سنانیسے قابو مین آجاتے ہین اور جو قوم علم

سے بالکل بے بہرہ ہو اسکے تابعدار بنانے کو علم کی بہی کچہہ حاجت نہین - اگر

ہمارے بہائی مسیح مشابہ بنگئے تو کیا وہ شخص لال بیگ مشابہ نہین بن سکتا غرض

تو مذہبی افسری حاصل کرنے سے ہے خواہ کسی قوم کی ہو چلتا دہندا سب کا

گرو ہے اور دنیاوی کارروائی مذہبی آبرو سے ہے۔

| | |
|---|---|
| حورون کا انتظار کرے کون حشر تک | مٹی کی بہی ملے تو روا ہے شباب مین |

یہ منصوبہ گانجہ گر اسنے اس مضمون کا اشتہار زبانی دیدیا کہ - گرو لال بیگ نے خواب

مین آیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ میری قوم مین میرے بعد کوئی نیا گرو پیدا نہین ہوا جسکے سبب قوم مماگرو نہایت ذلیل اور علیل ہے مین بہی بیگ تہا اور تو بہی بیگ ہے۔ تو میرا منصب بکر میری قوم کو ہدایت کر۔ جب بلی کو خواب مین چہیچہڑون کے بہرے ہوئے ٹوکرے دکہلائی دئے تو اس نے بہی ایک مذہبی کتاب لکہی جسمین صفائی اور کمائی کے مسایل قایم کرکے قصبہ قادیان مین متصل اس مسجد کے جس سے مرزا غلام احمد نے مراد بیت الذکر قایم کی ہے ایک جہنڈا لال بیگی کہڑا کردیا۔ تاریخ معینہ پر میلہ ہوا کئی ہزار چوہڑے حاضر ہوکر قدمبوس ہوئے گرو نے کہانا کہلایا پہلے میلے مین دو ڈہائی ہزار روپیہ چہڑاوے کا آیا اب یہ گرو احاطہ پنجاب کے شہرون مین اپنی امت کی اصلاح اور اپنی فلاح کی غرض سے دورہ کرتا ہے جس قصبہ اور شہر مین جاتا ہے اسکی امت بڑی عزت اور توقیر سے پیشوائی کرتی ہے اسکی سواری بڑے ڈہول ڈہمکے سے نکلتی ہے خشک رسد لیکر اپنے باورچی سے کہانا پکواتا ہے پہلے اپنی امت کو تبرک تقسیم کرتا ہے بعد اُسکے خود کہاتا ہے اور کہتا ہے کہ جیسے تم لوگ چوہڑے ہو ویسا ہی وہ شخص بہی ہے مگر ابہی تم ناپاک ہو جب تم کو پاک بناؤنگا تب تم کو بہی اپنے ساتہہ کہلاؤنگا۔ محمود

| | |
|---|---|
| یہ ہند مین آزادی کی اب جلوہ گری ہے | ہر شجرہ ملت مین نئی شاخ ہری ہے |
| پر ہندہی جاروب جو چوہڑون کے گرو نے | پکڑی ہے کمائی کیلئے سب سے کہری ہے |

# غزل در تعریف اتفاق

جب خدا و مصطفےٰ ہون رہنماے اتفاق
ہم کرین کیونکر نہ پہر وصف و ثناے اتفاق

ہی دلون مین اسکا گہر اور دل بجاے کعبہ ہے
لو نہ سر پر اپنے یارو خون بہاے اتفاق

تار ہای ریسمان ہوتے ہین جب آپسمین جمع
کہتے ہین اہل خرد اسکو واسے اتفاق

پہنچتا ہے جو نشانہ پر ہمیشہ بے خطا
واقعی وہ ہے یہی تیر دعاے اتفاق

دینداری تاجداری افسری فرمانبری
غور سے دیکہو تو ہین یہ بہی صلاے اتفاق

زر زمین و زن جو ہین اولاد آدم کو عزیز
رہتی ہین یہ بہی ہمیشہ زیر پاے اتفاق

کم نہین دنیا مین اے یارو نسیم خلد سے
کہائین آپس مین جو ملکر ہواے اتفاق

قوم رہتی ہی دہی محتاج اور مفلس سدا
جسکو خوش آتی نہین ہے عام راے اتفاق

حق تو یہ ہی مسند جم سی نہین کچہہ کم اگر
گہر مین ہو جس قوم کے اک بوریاے اتفاق

تفرقہ قومی کے حق مین باغبان ہین فرقہ ساز
بوتے ہین تخم عداوت دل مین جاے اتفاق

لولی لنگڑی کیون نہ ہو قوم مسلمان بہائیو
توڑ ڈالے مذہبی ضد نے قواے اتفاق

اپنی اک اک اینٹ کی مسجد بناتی ہین جدی
پہر بہلا قایم رہے کیونکر بناے اتفاق

چلتی ہے مقراض دایم سوزن تدبیر گم
ہو میسر کس طرح ہمکو قباے اتفاق

کوئی چیخے یا پکارے سامنے بہرون کے آہ
کب بہلا سنتے ہین وہ سوز صداے اتفاق

تمام شد

ہے مثل مشہور یہ کس بشنود یا نشنود
دیتے ہین محمود ہم بانگ صداے اتفاق

جلد دوم

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ

# فریاد مسلمین

## جلد سیوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

### غزل بطور سرنامہ متضمن خیالاتِ صوفیانہ

معلوم نہین حور ہے تو یا کہ پری ہے
ہے تیری خبر جسکو اُسے بیخبری ہے

ہر ملت و مذہب مین تیری جلوہ گری ہے
جھگڑا ہے مگر یہ کہ ہمین بے بصری ہے

بنیاد کلیسا و نہادِ حرم و دیر
اِک سنگ سے ہی جسمین تری عشوہ گری ہے

لیکن نہ تو ہندو نہ مسلمان نہ نصاریٰ
تو وہ ہے کہ ہر ملت و مذہب سے بری ہے

ان سیر ظہور اپنے کی منظور ہے تجھکو
قسمت مین رقیبون کے یہ شوریدہ سری ہے

کس طرح نہ آپسمین لڑین شیخ و برہمن
در پردہ تری دونون کے ساتھ انکھ لڑی ہے

سودے کی محبت کی گرانی نہ ہو کیونکر
بازار جہان مین یہی اک جنس کھری ہے

| | | |
|---|---|---|
| جس دل مین تیری مہر جہانتاب کا ہی نور<br>منہ ہم سے چھپاتا ہے تو ای آئینہ رو کیا | | آنکھون مین جہان اسکے چراغ سحری ہے<br>پردہ سے ہی پیدا تیری خود پردہ دری ہے |
| | نظرون مین سمای کوئی محمود سے کیونکر<br>حسرت تیرے دیدار کی آنکھون مین بھری ہے | |

## انگریزی آزادی کی تعریف

**سوال** تمنے اس آزادی کا کیا مطلب اور مدعا سمجھا ہے۔

**جواب** ہماری سمجھہ کا تو یہہ مقتضا ہے کہ نئی روشنی کے تعلیم یافتون کو آزادی کا ماحصل معلوم کرنے مین دہوکا واقع ہوا ہے کیونکہ ہم تیس برس کے تجربہ سے یہ بات کہتے ہین کہ اصل آزادی کے یوروپین حقدار ہین اور نقل آزادی کے ہندی تکیہ دار ہین۔ جسکی مختصر کیفیت یہ ہے کہ غدر ۱۸۵۷ء کے بعد جو برٹش گورنمنٹ نے ہندی رعایا کیطرف التفات کی نظر سے دیکھا تو اُن کی اولاد کے لئے ادنےٰ درجہ کی تعلیم کا دروازہ بطور صلاے عام کہولا اور اعلیٰ درجہ کی تعلیم کو چند شرائط سفر لندن وغیرہ سے وابستہ رکہا۔ اور اسی تعلیم کے ساتہہ ہی آزادی کو بہی بطور ماسٹر ممتحنہ مامور کیا۔ یا یون سمجھو۔

**مثال**۔ چابک سوارون کا یہ قاعدہ معمولی ہے کہ جب دوک بچھیرون پر لادی کیا کرتے ہین تو اون بچھیرے کے منہ کی نرمی اور سختی اصالت اور نجابت کا اندازہ معلوم کرنے کی غرض سے ہلکی اور سادی قرنئی پہنا کر

دور پر آہستہ آہستہ ٹہلاتے ہین اور الڑہ پن کے کلیل اور بکر کود سے
بچاتے ہین اور ڈھیلی پٹری سے پشت پر بیٹھ کر سیدھا قدم ڈالن سکھلاتے
ہین - اگراس رعایتی برتاؤ سے بچھیرا منہ کہول کر لگام چبانا اور سر جھکا کر
باگ کے اشارون پر چلنا پہرنا قبول کرلیتا ہے تواسکو شاباش اور تہاپی
اور لقمہ دیتے ہین - اور جواس امتحان کے برخلاف وہ منہ زوری اور
اڑی کرتا ہے یا کانڈہی مارتا اور پستک جہاڑتا ہے اور کہنا نہین مانتا اگر
باگ کو نہین پہچانتا تو معلوم ہوجاتا ہے کہ مزاج کا شریر ہے - اُس وقت
چابک سوار یہ تدبیر کرتا ہے کہ زیرکڑا چڑہا کر خاردار نہاری پہنا کر آگے
سے روکتا اور پیچہے سے جہنجہنا بجا کر اوکہی ٹہوکنا شروع کردیتا ہے
اس ترکیب سے بچھیرے کی جان عذاب کے شکنجہ مین آجاتی ہے سب
شرارتین بہول جاتا ہے گُچہتا مچہا ہوکر سیدھا شاہ گام چلنے لگتا ہے
سواے بہائی ہندو اور مسلمانون نئی روشنی کے نوجوانون نتیجہ اس مثال کا
یہی ہے کہ برٹش گورنمنٹ چابک سوار ہے اُس نے ہمارا حوصلہ معلوم
کرنے اور مُنہ کہول کر بات کہنے کی غرض سے یہ آزادی ہکو دی تہی مگر ہم
اس امتحان مین پورے نہین اُترے یہ آزادی ہمارے حق مین نامرادی
بنگئی - اِسلئے ہم صاف طور پر منہ کہول کر یہ بات ظاہر کرتے ہین کہ
جن لوگون نے منہ زوری کو آزادی سمجہا ہے وہ غلطی پر ہین اگر چابک
سوارون کے ہاتہہ سے لقمہ کہانا منظور ہے تو منہ کی نرمی و کہانا اور سر
جُھکا کر چلنا ضرور ہے - ہم نہین کہتے کہ اپنا حق واجبی مانگنے سے منہ کو

بندر کہین نہین نہین بیشک مانگین - مگر حقوق طلبی کے وقت عجز اور ادب کو ہاتھہ سے نہ دین اور محال طلبی پر دلیری نہ کرین

| | |
|---|---|
| تو بندگی چو گدایان بشرط مزد مکن | کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند |

## نیشنل کانگرس کا ذکر

سوال - تم کانگرس کے عمل کو ہندی رعایا کے حق مین کہانتک مفید سمجھتے ہو +

**جواب** اہل کانگرس کا منشا دلی تو بیشک ملکی فلاح اور ہمدردی پر دلالت کرتا ہے مگر اہل کانگرس کی سوء تدبیری اور شتاب زدگی اور جوش طبعی نے اُسکے نتیجہ کو مُضر بنا دیا جسکے سبب سے یہ صورت پیش آئی

| | |
|---|---|
| سلسلۂ الفت کا جو دل مین بندھا تھا گھٹ گیا | جو محبت کا قدم آگے تھا پیچھے ہٹ گیا |

**سوال** سوء تدبیری اِہین کیا ہوئی جسکا نتیجہ کچھہ اچھا برآمد نہین ہوا

**جواب نمبرا** - اول تو بنیاد دعوے کی مافوق مرتبہ رعایا سے بڑھکر رکھی جو محال طلبی پر محمول ہوئی -

**ج نمبر ۲** - دوسرے مطالبہ حقوق کا گورنمنٹ کی عیب جوئی پر سخت گوئی کے ساتھہ شروع کیا گیا -

**ج نمبر ۳** - تیسرے مدراس اور کلکتہ اور بمبئی سے لیکر پشاور تک جو کانگرس کے ایجنٹون نے دورہ کیا اور جابجا ہر شہر و دیار و اضلاع مین جلسے منعقد کرکے ملکی لوگون کو کانگرس مین شامل ہونے کی حد سے زیادہ ترغیب اور

تحریص اور تاکید فرمائی گئی - تمام ملک ہند مین ایک لخت ہی شور و غوغا
ہوگیا اور مختلف آرائی سے اخبار نویسون نے زلزلہ برپا کردیا - ہندوستان
مین اسوقت تک سواے متعدد انگریزی خوانون کے کروڑہا مخلوق خدا
ایسی موجود ہے جن کو اتنا بہی سمجھنے کی لیاقت نہین کہ نیشنل کانگرس کس جانور
کا نام ہے جیسا جس کسی نے ان کو سمجہادیا ویسے ہی لٹ پٹ پنچھی
چنبر سبحان اور حق اللہ پاک ذات اللہ طوطی اور مینا کیطرح بول اُٹھے - اِس
طوفان بے تمیزی سے رام رام اور ٹین ٹین کی تفصیل اور تنقیح کسی کے
سمجھہ مین نہ آئی - کانگرس کا مفہوم اندہون کا ہاتہی بنگیا اور دانا دوراندیشون
کی سمجھہ کا یہہ مقتضا ہوا کہ کانگرس کے مطالبہ کے سوالات اِس قسم کے
نہین معلوم ہوتے کہ وہ عموماً ہندی رعایا کے ہمت اور حوصلہ پر شایان ہون
مس تمکو یہہ بہی معلوم ہے کہ رعایا لایق عہدہ وزارت تک پانے کے
مستحق ہوتی ہے اور گورنمنٹ انگریزی ہندی رعایا کے لایق اشخاص کو
عہدہ ڈپٹی کمشنری تک بہی دینا منظور نہین کرتی پہر تم کانگرس کے مطالبہ
کو مافوق مرتبہ سے بڑہکر کس دلیل سے کہتے ہو

ج یہ تو ہم بہی تسلیم کرتے ہین کہ رعایا لایق ہم جنس اور ہم وطن کا حق عہدہ
وزارت تک ہوتا ہے لیکن عہدہ وزارت پانے کی مستحق قوم فاتحہ مین سے
ہوتے ہین نہ کہ مفتوح مین سے ہندی رعایا بیچاری کے حال پر یہہ مثل
موزون ہورہی ہے کہ جیسے کوئی چرواہا اپنے مالک مویشی شیر دار سے
دودہ اور مکہن مین سے حصہ مانگتا ہے تو وہ غریب بکیس کہٹی چہاچہ سے

ہی محروم کر دیا جاتا ہے۔ پس ایسی نازک حالت مین ہندی رعایا کا مطالبہ اگر ما فوق مرتبہ سے بڑھکر نہین تو اور کیا ہے۔

س۔ اہل کانگرس نے دیسی رئیسان با اختیار کو بہی کانگرس مین شامل ہونے کا پیام دیا یا نہین +

ج۔ دیسی رئیسان اور اہل کانگرس کے حال پر یہ شعر موزون معلوم ہوتا ہی

زیر بار اند درختان کہ تعلق دارند
اے خوشا سرو کہ از بار غم آزاد آمد

اول مصرعہ دیسی رئیسان سے متعلق ہے اور دوسرا مصرعہ اہل کانگرس سے دیسی رئیس گورنمنٹ کی عنایت کے شکر گذار اور فرمانبردار ہین اور اہل کانگرس ملکی حقوق کے طلبگار ہین اسی سبب سے کوئی ڈیلیگیٹ کسی ریاست کا کانگرس کے جلسہ مین شامل نہین ہوا۔ کانگرس کا منصوبہ تو انہین انگریزی خوان گورنمنٹ کے شاگردون کو پسند آیا ہے جن کو حکام گورنمنٹ نے وظیفہ دیکر پڑہایا ہے اور نیم آزاد اور نیم مہذب اور نیم جنٹلمین بنایا ہے

س۔ ملک مدراس اور بنگالہ ایک بڑا وسیع صوبہ ہے اور لاکہون انگریزی خوان تربیت یافتہ اُس ملک مین موجود ہین پہر اُن کو ملک اودہ اور وسط ہند اور راجپوتانہ اور پنجاب اور پشاور کے باشندون کو اپنی کانگرس مین شامل کرنیکی کیا ضرورت ہے۔

ج۔ یہ بات مشہور ہے کہ بنگالی منشی انگریزی خوان قلمی لڑائی کے دہنی ہین۔ اور مقامات مذکورہ بالا کے آدمی ہندو اور مسلمان قانونی۔ اگر گر کم جانتے ہین اکثر سپاہی پیشون جہالت اندیشون کی اولاد ہین۔ اسلئے

اس کانگرس کا یہ منصوبہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید باتون سے کے جمع خرچ سے کامیابی نہ ہو اور سر مین پھپہنا دیکر ملکی حقوق مانگنے کی ضرورت آپڑے تو اس وقت اِن صفرادی نسل کے آدمیون کو اُبہارا جاوے اور اس ترکیب سے مدعا بر آوے تو فہو المراد اور جو کہیل بگڑ جاوے تو یہ کہنے کو گنجایش باقی رہے کہ گورنمنٹ نے بہو کے حقدارون کی فریاد نہ سنی وہ جاہل تہے گہبرا کر اُٹہہ کہڑے ہوے ہمین ہمارا کچہہ قصور نہین

دل مین ہی شوق مرغ جنون کے شکار کا
پہندا بنا ہے مین گریبان کے تار کا
گیسو نے قرب آئینہ روی یار سے
ڈانڈا ملا دیا ہے حلب سے تتار کا

س امریکہ نئی دنیا کے باشندون نے اپنے ملک کی آزادی کی کمر ہمت باندہی اور کامیاب ہوے ایسے ہی آیرلنڈ کے باشندے اپنی آزادی کی غرض سے لڑتے جہگڑتے مرتے ہین - اگر اِسی طریق پر ملک ہند کے باشندے بہی اپنے حقوق کے مطالبہ کی تجویزین کرتے ہین تو اِس مین گورنمنٹ کی مخالفت کون سے عیب مین داخل ہے بلکہ جو ہندو اور مسلمان سید احمد خان کے اغوا سے کانگرس سے مخالف ہوے وہ ملکی بدخواہ متصور ہین

ج امریکہ کی کیفیت یہ ہے کہ سنہ ۱۴۹۲ء مین انگریزون کا ایک جہاز جو سمندر کی سیاحت کر رہا تہا - اتفاقیہ امریکہ کے ملک مین جا نکلا اور پہر تو پرتگیز روم و روس اور جرمن اور فرانس کے جہاز بہی پہنچ گئے اپنا اپنا قبضہ کر لیا سوا اسکے نئی دنیا برامد ہونے کی خبرین جو ملک یورپ مین مشتہر ہوئین ہر ملک کے لوگ اپنی قدیم زاد و بوم کو چہوڑ کر اُسی ملک مین جا پہونچے اور آباد

ہو گئے۔ روس نے اپنا مقبوضہ انگریزون کے ہاتھہ بیع کر دیا جو انگریز
آباد ہوے وہ اُسی ملک کے زمیندار اور جاگیردار اور رئیس بے اختیار بنگئے
اور تخمیناً تین چار سو برس تک گورنمنٹ لنڈن کی ماتحت رعایا بنکر رہے
اور اس مدت دراز مین نئی دنیا کے باشندون کی اولاد بھی تعلیم اور تربیت
پاکر وحشیون سے اِنسان بن گئے۔ کل اہل امریکہ نے عموماً دین عیسائی
اختیار کرلیا اور انگریزون کے دینی بھائی برادر ریجان برابر بن گئے
اُسوقت مین جو حکام گورنمنٹ انگریزی نے اپنی عادت کے موافق
طمع کا ہاتھہ حد سے زیادہ دراز کیا تب امریکہ کے باشندے برگشتہ
ہوئے اور یہ دعوے کیا کہ ملک بسایا ہوا ہمارا ہے ہم تین سو برس سے
قابض اور متصرف ہین اور آپسمین اتفاق کر کے لڑنا اور مرنا قبول کیا
سالہا سال تک جدال و قتال ہوتا رہا تب کہین وہ اپنے ملک کے مستحق ہوئے
اور ایرلنڈ والون کا بھی یہی حال ہے کہ وہ سب انگریزون کے دینی و مذہبی
برادر ہین۔ پس امریکہ اور آیرلنڈ والون کی حرص کرنا ایسا ناقص اور
ردی خیال ہے جیسے کوئی ناتجربہ کار پیڑے اور برفی کا نام سُنکر
ان کے دہوکے مین صابون کی ٹکی خریدے اور کہائے اور تلخ کامی
سے پشیمانی اُٹھاے۔ اہل کانگرس کو لازم ہے کہ وہ پہلے امریکہ اور آیرلنڈ
اور ملک ہند کے اختلافات کی تنقیح نکالین اور بچشم غور دیکہین کہ اُس
ملک کو اس ملک سے کیا مناسبت ہے۔ امریکہ اور ایرلنڈ کے باشندون
کا دین واحد مذہب واحد علم واحد طریقہ تربیت کا واحد قوم واحد ذات واحد

صفات واحد ہے - اور ہند کے باشندون مین یہ تفرقہ مین اور اختلاف صریح واقعہ ہے کہ ایک سے دوسرے کی قوم جدا ذات جدا صفات جدا گوت جدا عادت جدا صورت جدا سیرت جدا ہے - جہان ایک کا پلہ دوسرے سے چھو گیا یا ایک کے ہاتھ سے دوسرے نے کھانا کھایا یا پانی پی لیا دہرم ایمان رخصت ہو گیا - یہ ہی ظاہر ہے کہ اس ملک مین قوم ہنود اور مسلمان کو آپس مین متفق کرنا یا متفرق بنانا پنڈتون اور مولویون کا کام ہے نہ کہ انگریزون کے اسکولی طالب علمون کا - سو پنڈتون اور مولویون نے خود اپنی اپنی قوم واحد کو اپنے اپنے فرقون پر تفریق اور تقسیم کر کے بارہ باٹے تین تیرا کر رکھا ہے - مذہبی مخالفت کے سبب ایک دوسرے کو زہر بھری نگاہون سے دیکھ رہا ہے - قوم ہنود کے پنڈتون نے آجکل گائی ماتا کی حفاظت کے مسئلہ کو ایسا چمکار کھا ہے کہ اگر گائے بیل گورون کی غذا نہ ہوتی تو متعصب ہندو اور مسلمانون کے لڑ مرنے کے لیے یہی ایک حیلہ بہانہ کافی ہو جاتا - پس جس حالت مین کہ ہمارے ملکی باشندون کے تفرقہ باہمی کی یہ نازک حالت ہے تو پھر ایسے ملک مین نیشنل کانگرس کی کارروائی کیونکر مفید سمجھی جاسکتی ہے - نہین ہرگز نہین بانیان سلسلہ نیشنل پہلے اپنے دلون کو مذہبی نفاق کی کدورت و آلایش سے پاک اور بلائے تعصب سے صاف کر کے اپنے اندرونی معاملات ملکی امہ مدنی کی اصلاح فرمانی چاہیے - اسکے بعد نیشنل کانگرس کا نام لین تو مضایقہ نہین یون ہی خواہ مخواہ اپنے ملک کے امن اور عافیت مین خلل انداز ہونا عقل صواب اندیش سے بعید معلوم ہوتا ہے - باقی رہا یہ الزام کہ سید احمد خان صاحب نے خود

غرضی کے سبب کانگرس کی مخالفت اختیار کی۔ یہ خیال خام ہے سید صاحب
کی خود غرضی کا اسمین کچھہ لگاؤ نہین بلکہ اس ملک کے جو ہندو اور مسلمان دور اندیش
ہین اونہون نے خود اس کانگرس کا انجام خوفناک دیکھکر کنارہ کشی اختیار کی
ہے۔ اے یار و منصف مزاج سید صاحب کی ملکی ہمدردی سے تمام ملک
واقف ہے کہ غدر ۱۸۵۷ء کے بعد جو وقت مین کہ انگریزون کا جوش غضب
کوہ آتش فشان کی طرح بھڑک رہا تھا اور انکی گرم کارروائی کے شرارے
ملک کو پھونک رہے تھے اُس برے وقت مین سید صاحب نے ایک ہاتھہ مین قلم
اور دوسرے ہاتھہ مین پھانسی کی رسی پکڑکر گورنمنٹ کو یہ بات ثابت کر کے
دکھلائی کہ ہندوستان کی رعایا بے گناہ ہے اسپر ناحق ظلم ہوتا ہے یہ جو
کچھہ فتور ہے حکام کمپنی کی غفلت کا ظہور ہے اور پارلیمنٹ تک اس فریاد کو
پہنچایا اور تسلیم کرایا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ گورنمنٹ نے اپنے دل کی گھنڈی
کھول کر تمام ہندوستان مین انگریزی زبان کا درس جاری کر دیا جسکی بدولت
آج ہندی نوجوان انگریزی خوان انگریزون کے سامنے چون چون اور آغون
بولنے کے لائق ہوئے۔ اگر اس برے وقت مین کوئی کالی گھٹا اور پڑوا
ہوا بنگالہ کیطرف سے اس ملک کی ہمدردی کے لئے آتی یا فلاح اور رفاہ عام پر
قلم اٹھاتے تو آج ہمین یہ امید ہوتی کہ ہمارے شفیق بنگالی ہی چمکتی ہوئی بجلی
سے آنکھہ ملانے والے اور ملک کو بلاے ناگہانی سے بچانے والے
ہین۔ ہم تو یہ جانتے ہین کہ یہ وہی بنگالہ دیس ہے جسکی تعریف مین کوئی ہندی
کبیشر یہ پشین گوئی معنی بند کر گیا ہے۔

کالی گہٹا ٹوڑا اوتی اور وہہولی برسن ہار | دہہولی بدلی جدا ہوئے کردے بیڑا پار

س ایک دو انگریز جو اس کانگرس مین شامل ہین وہ اس کانگرس کے مخالفون پر یہہ لعن طعن کرتے ہین کہ بڑے بزدل اور نامرد ہین وہ لوگ جنہون نے کانگرس سے مخالفت ظاہر کی۔

ج اِس موقعہ پر مجھے ایک نقل یاد آئی

باز نے طعنہ دیا مرغون کو یون
میرا مالک مجھہ کو جب کرتا ہے یاد
تب کہا مرغون نے اُسکو ای فضول
ہمنے سو مرغون پہ دیکھا ہے عذاب

بہاگتے ہو اپنے تم مالک سے کیون
ہاتھہ پر آتا ہون اُڑکر مثل باد
مطمئن خاطر ہے تو اور ہم ملول
باز کو تو نے نہین دیکھا کباب

سو بعینہ یہی حال اُن ایک دو انگریزون کا ہے جو پنشنخوار اور تجار اور کاشتکار ہین وہ ہمارے صیاد ہین اور ہم اُن کا شکار ہین۔ لیکن ہم یہہ خوب جانتے ہین کہ اہل کانگرس کا مطالبہ کوئی قانونی مقدمہ نہین جسمین کسی یورپین کی شہادت اور وکالت معتبر اور کارآمد سمجھی جاوے بلکہ یہ وہ مطالبہ ہے کہ جس کا انجام صاف یہی نظر آتا ہے کہ جب عرضی پرچہ سے کام نہ چلیگا تو بہر حال بدرجہ ناچاری اُنہین اصیل مرغون کی اولاد کو اُبھارنا پڑیگا جنکے باپ دادا قدیم سے منہ پر لاتین کہانے کے عادی تھے۔ اسلئے ہم اُن لنگڑی لولی رائے دینے والون سے پوچھتے ہین کہ کیون جناب جب ایسا وقت آئیگا تو یہہ یورپین کانگرس کے حامی اپنے ولایت زا بھائیون کے طرفدار بنینگے یا اہل کانگرس کے۔ نہین نہین یہ وہ بھائی نہین جو اپنے مسافر بھائیون کا ساتھہ

چہوڑکر کالے لوگون کی سیاہ بختی مین شریک ہونگے۔ پہر یوروپین کی عارضی شمولیت پر بہروسا اور اعتبار کرنا ناتجربہ کاری مین داخل نہین تو اور کیا ہے۔

غیر کی عقل پہ ہو جس کا مدار | کام ہے اُسکا ریت کی دیوار
جب تردّد کا آئیگا سیلاب | بیٹھ جاسے گی وہ بہ شکل حباب

س کانگرس کے حمائتیون کا یہ بہی قول ہے کہ ہم عملی اور علمی لیاقت مین بہی یوروپین سے کچہہ کم نہین جیسا وہ انتظام کر رہے ہین ہم اُن سے بہتر کر سکتے ہین۔

ج اگر آج سے چالیس برس کے بعد یہ دعوے کرتے تو بیشک لائق تسلیم سمجہا جاتا۔ مگر اسوقت ہین تو یہ ہر دو دعوے صحیح نہین پائے جاتے فرض کیا کہ اگر یہ کاقلم چلانے مین اہل بنگالہ کسیقدر یوروپین کے برابر ہوگئے ہون تو ہمین انکار نہین لیکن جنگی علم اور اسلحہ بنانے اور چلانے مین تو محض ناواقف اور بے بہرہ ہی کہے جاوینگے۔ باقی رہا اِن کا عمل اِس کا امتحان ہوچکا کہ اونہون نے کُل ہندوستان کے باشندون کو کانگرس مین شامل کرنا چاہا مگر سواے گورنمنٹ کے اسکولی شاگردون کے اور کسی ہندو مسلمان نے شمولیت اختیار نہ کی۔ اب رہے وہ عوام الناس انگریزی خوان جو امرا وغیرہ پر ہوا اور خیرا کی اولاد ہین اور جنہون نے ادہوری لنڈوری تعلیم پائی ہے وہ پہلی یا دوسری پشت مین یوروپین کے برابر کیونکر ہوگئے نہین ہرگز نہین محمود۔

سر مین سلطانون کی مغز بادشاہی اور ہے | عامیون کا فکر کچلول گدائی اور ہے

| | |
|---|---|
| نہ ہر کہ مو بتراشد قلندری داند | نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند |

س کانگرس کے ڈلیگیٹ یہ بہی فرماتے ہین کہ سپاہی پیشہ قوم ہنود نے تو جہالت و نادانی کے سبب کانگرس کی شمولیت سے انکار کیا - اور مسلمان اس خوف سے انکاری ہوے کہ ہندو تعداد مردم شماری مین زیادہ ہین اگر اہل کانگرس کامیاب ہو گئے تو مسلمانون کو مار کر اس ملک سے باہر نکالدینگے

ج جو لایق فایق بانی مبانی کانگرس کے ہین اُنکے ایسے خیالات مزخرفات ہرگز نہین تو ہمات و اہیات اُن نو دولت صاحبزادون کے ہین جو خام خیالی کا پلاؤ پکانے والے اور میر جعفر زٹلی کی نظم پڑھ کر وجد طفلانہ کرنے والے ہین -

| | |
|---|---|
| من آن رستم ہند رو مین تنم | کہ ذرہ پاپڑ از مشت یک بشکنم |
| بگیرم چو گرز نلے جنگ را | ہزیمت وہم پیشہ لنگ را |

اسی سبب سے تو ہماری سمجہ کا یہ مقتضا ہے کہ اگر یہ کانگرس آج سے چالیس برس بعد ہوتی تو یہ بست سالہ لڑکے ڈیلیگیٹ سیماب طبع ساٹہہ برس کی عمر کو پہنچ کر قایم النار ہو جاتے اور جو مذاہب جدیدہ نئی روشنی اور آزادی کی بدولت پیدا ہوئے ہین اور ابہی تک وہ نیمے درون نیمے برون نظر آتے ہین اُنکی تکمیل ہو کر یکرنگی اور یگانگی اِس قسم کی صورت پکڑجاتی -

| | |
|---|---|
| بتگر و بت شکن و آذر و دار اریکی است | کعبہ و دیر و کلیسا ہمہ جا یار یکیست |

تو البتہ نیشنل کانگرس کارآمد ہو سکتا - بابو موہن راے اور پنڈت دیانند جی کی پیشین گوئی تو بیشک یہی ہے کہ - ہمنے جو برہمو اور آریہ دہرم کی بنیاد رکہی

ہے جسوقت یہ بلندی پکڑ گئی اور چھوت چھات واہیات اور مذہبی مغایرت اٹھہ گئی تو اسوقت مین قومی اتفاق پیدا ہوگا اور قوم ہنود بھی راج کرنیکے لایق ہو جاویگی۔ لیکن ہم کہتے ہین کہ یہ پیشین گوئی صحیح بھی سمجھی جاے تو بھی جو بنیاد دہرم کی ان ہردواو تارون نے عقلی مصالحہ کے ذریعہ سے قایم کی ہے وہ تو ابھی تک زمین سے باہر بھی نہین نکلی پھر ایسی جلدی اسپر چوبارے کیونکر تعمیر ہو سکتے ہین ابھی تک تو ان جدید دہرمون کے معتقد بچے ساگو کہا کر بھی ہضم کرنے کی طاقت نہین رکھتے پھر یہ ایسے جلدی صحرائی ہرن کو شکار کرکے اسکے کباب کیونکر کہا سکتے ہین

| | |
|---|---|
| بی تامل دست افشاندن زدنیا خوشترست | ہیچ کاری بے تامل برجہان کردن خطاست |

س سال حال مین جواہل کانگرس نے اپنے ان پرجوش خیالات کو جو عوام الناس کے دلون مین اضطراب اور امیدین پیدا کرنے والے تھے بہت ہی ہلکا کردیا ہے اینو کل قوم ہنود اور مسلمان کو انکی کارروائی مین اتفاق کے ساتھہ شامل ہونا چاہیئے

ج ہان گورنمنٹ کی پالیسی اور ویسراے ہند کی سپیچ کے فقرات دیکھنے سے اہل کانگرس نے اپنی تیز کارروائی کا وزن کسیقدر کم کردیا ہے لیکن انکی ابتدائی کارروائی کے تیز شرارے جو دہقانیون اور بازاریون کے کانون مین جا گرے ہین جبتک کہ اہل کانگرس انکے بجھانے مین دلی کوشش نہ کرینگے اور ہندو اور مسلمانون کو آئے سال کے فساد سے باز رہنے کی صلاح کسی تحریری رسالہ کے ذریعہ سے نہ دینگے اس وقت

تک اہل کانگرس کی فریاد کی داد حاصل ہونیکی امید نہین معلوم ہوتی ۔

س آئے سال جودت سے فساد ہوتا ہے یہ فریقین کی جہالت مشون
کی طبیعت کا مقتضا ہے کانگرس سے اسکا کچھہ علاقہ نہین ۔

ج جو دانا دور اندیش ملک کی امن اور عافیت کے دوست اور صلح پسند
ہین انکی سمجھہ کا یہی مقتضا ہے کہ ہندو اور مسلمانون مین جو عناد اور فساد
شروع ہوا ہے بنیاد اسکی نیشنل کانگرس ہے کیونکہ غدر سے پہلے ہمنے
وہ زمانہ بچشم خود دیکھا ہے کہ ہندو اور مسلمانون کے دل تعصب مذہبی سے
ایسے پاک اور صاف تھے کہ مذہبی میلون مین مسلح ہوکر تماشا دیکھنے جاتے
تھے فریقین آپسمین بغلگیر ہوکر سیر دیکھتے تھے اور اب اس زمانہ مین کہ لالہ
لوگون کے زنار مین سوائے ایک آہنی کلید اور مسلمانون کی جیب مین سوائے
سوئی اور قینچی کے اور کوئی ہتیار جنگی نہین ۔ تسپر یہ حال ہے کہ دہوتی
اور شرعی سے باہر ہوکر باٹ بٹون اور ترازو کی ڈنڈیون سے لڑتے اور
مرتے ہین اگر یہہ ہوائی کانگرس کا اثر نہین تو اور کیا ہے

| | |
|---|---|
| بہار آخر گل ہے گہر ز زنجیر ہلے ہے | جنون ہرگز نہ ہوجائے کرو تدبیر پہلے سے |

# انگریزی سررشتہ تعلیم کی تعریف

س گورنمنٹ کے سررشتہ تعلیم کی تعریف بیان کرو

ج ۔ میری سمجھہ کا تو یہہ مقتضا ہے کہ گورنمنٹ کو رعایا ہند کی ابتدائی تعلیم مین دہوکا
واقع ہوا ہے جس کے سبب نتیجہ تعلیم کا مفید نہین برامد ہوا ۔ اگرچہ حکام گورنمنٹ

علمی لیاقت کے ذریعہ سے اس ملک کے حالات سے خوب واقف
ہین مگر پھر بھی مسافرانہ قیام کی وجہ سے بعض معاملات کی پوست کندہ ماہیت
دریافت کرنے مین بھول چوک بھی واقع ہو جاتی ہے جیساکہ ابتدائی
تعلیم کے وقت حکام گورنمنٹ نے یہ سمجھا کہ انگلش رعایا علمی تربیت کے
سبب مرفہ حال ہے اور ہندی رعایا عموماً جہالت کی وجہ سے کنگال
جب یہ بھی علم سیکھہ جائینگے تو اپنے اپنے آبائی پیشون مین علمی لیاقت
کی قوت سے ایسی ترقی کرینگے کہ جو دو آنہ روز کی مزدوری کرتا ہے
وہ آٹھہ آنہ روز کمائیگا مرض مفلسی دور ہو جائیگا - اسی خیال سے بلا امتیاز
اور بغیر تحقیق اختلاف شرف قومی کے عوام الناس کو ایک جیسی تعلیم دینا
شروع کر دیا اور یہہ خیال نہ فرمایا کہ ملک انگلستان مین تو ایک ہی قوم ایک
ہی ذات ایک ہی خصلت اور صفات ایک ہی دین ایک ہی ملت
ایک ہی مذہب ایک ہی سیرت و صورت کے کل انسان ہین اور انکے
امور دین اور دنیا کی کارروائی کا ایک ہی قانون اور آئین ہے - پھر
یوروپ کے طریقہ پر ملک ہند کی رعایا کو ایک جیسی تعلیم کیونکر مفید ہو سکتی
ہے جہان یہ اختلاف واقع ہے جیساکہ ہم کانگریس کے مضمون مین بیان
کر چکے ہین - یہان کی رعایا کو علمی لیاقت جب فایدہ مند ہوتی کہ علمی سکول اور
صنعت اور حرفت کاری کے مدرسے ایک ساتھہ کھولے جاتے جو اولاد
دستکارون اور پیشہ ورون کی تھی وہ تو دستکاری اور نوشت خواند سیکھہ کر
اپنے اپنے آبائی پیشون کیطرف متوجہ ہو جاتی اور جو قدیم سے اہل قلم

نوکری پیشہ تہے وہ سلسلہ ملازمت کی طرف رجوع رہتے تو رعایا کو فایدہ اور گورنمنٹ کو سہولت حاصل ہوتی - لیکن خلاف اس حکمت عملی کے جو گورنمنٹ نے فقط ایک ہی نوکری پیشگی کا علم اور وہ بہی خام تحصیل ادہورا عوام الناس کو سکہلانا تجویز کیا تو جو اسکولون سے نکلے قلم کی ہی نوکری مانگتے نکلے جبتک گورنمنٹ کو کم تنخواہ محررون اور کلارکون کی ضرورت رہی وہ سرکار دون اور نوکری پیشون کی اولاد کو دفترون مین نوکری دیتے رہے - قدیم نوکری پیشون کی اولاد کو جو نوکری حاصل ہوئی اونہون نے تو سوا رفع ضرورت کے ملازمت کا حاصل ہونا کچہہ تعجبات اور منتمات غیر مترقبہ سے نہین سمجہا کیونکہ اُن کے باپ دادا قدیم سے نوکری کرتے چلے آتے تہے مگر اہل حرفت کارون کی اولاد کو جو دفترون مین نوکری میسر ہوئی اور اُن کو بابوجی کہلاتے ٹمٹم پر سوار ہوکر چلتے اور کرسی پر بیٹہے دیکہا تو اُنکی ذات برادری کی اولاد کے دل مین یہ شوق اور رشک پیدا ہوا کہ وہ اپنے ہنگی اور راچہہ اور چرم کوبا اور کسوت اور کوہاڑی چہری اور آلات کشاورزی کو پہینک پہانک کر اسکولون کیطرف ایسے بہاگے جیسے قحط سالی کے زمانہ مین نان بائی کی دوکان پر جہپٹ کر جاتے ہین - آخر نتیجہ اس تعلیم کا یہ برآمد ہوا اِدہر گورنمنٹ کے دفتر محررون اور کلارکون سے معمور ہوگئے اور اسکولون سے جو ہزارہا بے تعداد وبیشمار طالب علم مڈل پاس ہوکر نکلے اور نوکری کے ہی طالب ہوئے تب گورنمنٹ کو اپنی ادہوری تعلیم کا نتیجہ معلوم ہوا اور یہ فہمائش شروع کی کہ گورنمنٹ نے

تمکو علم سکہا دیا تم اپنے اپنے آبائی پیشے اختیار کرو اور کماؤ کھاؤ - اب اُن طالبعلمون کے ساتھہ یہ صورت پیش آئی

**مثال** کوئی غریب اپنے گہر بیٹھا ہوا خشک روٹی کہاتا تہا کہ اُسکے برادر ہمسایہ نے اس بیچارے کو یہ خوشخبری دی کہ روکہی روٹی کیون کہاتا ہے بہت جیو کے مکان پر غریبون کو حلوا تقسیم ہو رہا ہے وہ خشک ٹکڑا ہاتہہ سے پہینک کے بہاگا اور ہزار دشواری سے ہنڈاری تک پہنچا اور قاسم نے جواب دیا کہ حلوے تقسیم ہوچکا - اب وہ سائل کہیون کی طرح گرد ہو رہے ہین اور حلوے سے عنقا صفت ہوگیا -

**س** گورنمنٹ کی فہمائش بہت اچھی ہے کیونکہ گورنمنٹ نے علم کہا دیا طالب علمون سے کچھہ یہ وعدہ نہین کیا کہ مڈل پاس شدون کی جنگی پلٹنین اور رسالے بہرتی کئے جاوین گے - پہر یہ لوگ اپنے آبائی پیشے کس واسطے اختیار نہین کرتے -

**ج** - اِس تعلیم کی بدولت پیشہ ورون کی اولاد اپنے آبائی پیشون کے اختیار کرنے سے مجبور ہوگئی ہے -

**س** وہ ایسے کون سے سبب ہین جنہون نے آبائی پیشے اور دستکاری سے معذور کر دیا -

**ج اول** یہہ کہ پیشہ ورون کی اولاد جسوقت اپنی ذات برادری کے آدمیون کو زمین سے ایک ہاتہہ اونچی لکڑی پر بیٹھے دیکہتے اور بابوجی کہلاتے سنتے ہین تو اُنکو آبائی ہنر اور پیشے اور دستکاری سخت ذلت اور خواری

مین داخل نظر آتے ہین کہارون اور دہوبیون وغیرہ کے بیٹے جنکی بغل مین مڈل پاس موجود ہے وہ اب بہنگی کیونکر اُٹہا سکتے ہین اور جوٹھے برتن کس طرح مانجہہ سکتے ہین - پڑہا ہوا حجام جاہل حجمانون کی خدمت کیونکر بجا لا سکتا ہے -

ج دوم - کہیتی کا کام کرنا ہندوستان مین کچہہ معیوب نہین بلکہ نیک کمائی مین داخل ہے اور اکثر اشراف ذات کے لوگ کہیتی کرتے ہین مگر اس کام مین بہی یہ شرط مقدم ہے کہ جب بچپن کی عمر مین ہی یہ کام سکہلایا جاتا ہے تب آہستہ آہستہ محنت اور مشقت کرنے کی پختہ عادت ہو جاتی ہے کیونکہ کرسان لوگ جیٹھ اساڑہ کی دہوپون مین غلہ کی گہائی اور نیشکر کے کہیتون کی گڈائی اور ساون بہادون کی دہوپ مین نلائی کرتے ہین - لیکن جن بچون نے اسکولی پنکہون کی ہوا کہائی ہے اور خس کی ٹٹیون کی آڑ مین تعلیم پائی ہے ان کو اب ماہ بہادون کی دہوپ آفتاب قیامت سے زیادہ تیز اور سخت دکہائی دیتی ہے پہر وہ بیچارے مڈل کے ڈگری دار ہو کر کہیتی کا کام اور کہات کا ٹوکرا سر پر کیون کر اُٹہا سکتے ہین - ان لڑکون کے والدین جو اُن کو یہ کہکر سمجہاتے ہین - بیٹا نوکری نہین ملتی تو نہ سہی آؤ ہمارے شامل ہو کر اپنے باپ دادا کا ہنر اور دستکاری اختیار کرو - خدا دوست رکہتا ہے مزدوری کرنے والونکو یہ سنکر وہ نوجوان لڑکے گہبراتے اور جہنجہلاتے اور اپنے باپ کو یہ نصیحت فرماتے ہین - تم نول بہول کیا جانتے ہو کہ علم کیا چیز ہے -

| | |
|---|---|
| کیا ہوا آج اگر موردِ افلاس ہین ہم | کیون ستاتے ہو ہمین کیا ابھی بے آس ہین ہم |
| کیا رعیت کا نہین ہند مین حصہ کچھ بھی | لینگے حق اپنا کہ آخر تو مڈل پاس ہین ہم |

اب یہ نوجوان انگریزی خوان - نئی روشنی کے آزاد و ناشاد مڈل پاس بغل مین دبائے آواس بیٹھے ہین اور اِدھر اِس ادہوری تعلیم نے یہ رنگ دکھایا کہ دو تین سال کے بعد جو بی اے ایم اے کے ڈگریدار مدرسون سے برآمد ہوسے دہ دس پندرہ کی نوکری کے خریدار دربدر خوار پہرتے ہین کوئی پوچھتا نہین پہر مڈل والے کس گنتی اور شمار مین رہے - اِدہر گورنمنٹ کی پالیسی نے یہ پلٹا کہایا کہ جبتک کم تنخواہ کلارکون کی سرکار کو ضرورت رہی امتحان آسان کردیا اور اہل حرفون کی اولاد کو نوکری پیشگی کی چاٹ لگاکر آبائی پیشون سے متنفر کردیا اور جب دیکھا کہ اسکولی چیلے حد سے زیادہ بڑھ گئے تو لنگر سست کردیا - اب مدرسے توڑے جاتے ہین فیس بڑہائی جاتی ہے امتحانون کا شکنجہ سخت کسا جاتا ہے - اب فرمایئے کہ یہ کارروائی گورنمنٹ کی دریا دلی اور رعایا پروری کے خلاف ہے یا نہین

| | |
|---|---|
| یہ ڈھنگ تم نے ڈالا تہا کیون پہلی چاہ کا | مقدور گر نہ رکھتے تہے صاحب نباہ کا |

اب فرمایئے ہم اس موقعہ پر یہہ فریاد نہ کرین تو اور کیا کرین

| | |
|---|---|
| چوب را آب فرو می نبرد دانی چیست | شرم دارد ز فرو بردن پروردۂ خویش |

اگر ابتدائی تعلیم کے وقت ارزان بعلت گران بحکمت ملحوظ خاطر فرماکر اعلے درجہ کی تعلیم قومی شرف اختصاص کے ساتھ دیجاتی تو اس ہجوم عام کی اصلاح اور انسداد کی ضرورت اور منہ زوری رعایا کی شکایت اور

یہ نازک حالت کیون پیش آتی ہے جیسے کہ ان دونون زباندرازی تو موچہون والون سے ہوتی ہے اور بدگمانی داڑہی والون کی نسبت

دنیا خوش است لیک بہ اندازۂ وجود      پیراہنِ زیادہ زقامت بریدنی است

س - یہ بیان تو آپ کا درست معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ نے اہل حرفون کی اولاد کو حرفت کاری اور دستکاری نہین سکہلائی اور ادہوری تعلیم دیکر نوکری پیشگی کی چاٹ لگادی لیکن شرف قومی اور ذات صفات کے امتیاز کے ساتہہ جو تعلیم کا دینا مفید بتلاتے ہو یہ بیان آپ کا لایق تسلیم کے نہین کیونکہ چہوٹی بڑی ذات کو تمیز کے ساتہہ تعلیم دینا رعایا پروری اور عدل گستری گورنمنٹ کے خلاف ہے -

بنی آدم اعضاے یک دیگر اند      کہ در آفرینش زیک جوہر اند

ج اس شعر کے یہ معنے نہین جو آپ نے سمجہے ہین بلکہ اصل مطلب یہ ہے کہ انسان بنی آدم پیدا ہونے اور مرنے مین ایک جیسے سمجہے جاتے ہین

چو آہنگ رفتن کند جانِ پاک      چہ بر تخت مُردن چہ بر روی خاک

گر ما فوق مرتبہ دُنیادی مین برابر نہین مانے جا سکتے کیونکہ خالق بے ہمتا نے حسب اور نسب اور فطرت اور مقدر ہر ایک انسان کا مختلف اور متباین رکہا ہے ایک کی خصلت اور ہمت نسل دوسرے سے نہین ملتی ؞

گرچہ سگبان و شتربان بندۂ شاہند لیک      جز وزیران را نشاید ستر سلطان داشتن

اور یہہ عین حکمت بالغہ الہی ہے کہ کسیکو پالکی سوار اور کسیکو پالکی بردار پیدا کیا ہے اور ہر ایک آدمی اپنے اپنے حفظ مراتب مین پروردگار عالم کا شکر گذار ہے اور اپنی اپنی خدمات معینہ کی بجا آوری مین مستعد اور تیار ہے دیکھو نسلی اختلاف کی تاثیر کے ثبوت مین شہنشاہ **جلال الدین اکبر** کے دستور العمل کا یہ جملہ شاہد ہے

عالی فطرت را بجاہ بلند برابر کشتن است و دون ہمت را ضرب لت سود مند نیست

سب جانتے ہین کہ کمل اور دوشالہ کی اصلیت اون واحد ہے مگر کمل دو روپیہ کو آتا ہے اور دوشالہ اونی کشمیری دو سو روپیہ قیمت پاتا ہے کمل اوڑھنے والے کروڑون ہین اور دوشالہ پوش ہزارون - خیال کرنے کی بات ہے کہ گدہا بیس روپیہ اور ٹٹو پچاس روپیہ کو آتا ہے اگر یہ گھوڑون کے برابر کام دے سکین تو اسپ تازی پانچسو روپیہ کو اور گھوڑا عربی پانچہزار کو کون خریدے اگر یہ قدر اور قیمت اُن کے نسلی جوہر کی نہین تو اور کس بات کی ہے - پس یہی حال انسان کی حسب و نسب کا ہے بشرطیکہ صحیح ہو -

علی ہذا القیاس ملک ہندمین جو اقوام ہنود اور مسلمان اشراف ذاتین ہم سیف اور ہم قلم سپاہی پیشہ مشہور ہین اُن کو اعلے درجہ کی تعلیم عالی اور جنگی سے محروم رکھنا گورنمنٹ کی سلطنت کے حق مین کچھہ مفید نہین بلکہ مضر متصور ہے -

س - اِس زمانہ کے آتش فشان اسلحہ کے سامنے قوم شجاع اور بزدل برابر ہے وہ زمانہ گیا گذرا کہ جب تلوار کی لڑائی پر فتح اور شکست کا مدار تھا

اس زمانہ مین کچھہ ضرورت خون گرم قوم سے کام لینے کی نہین رہی -

ج - ہان یہ مقولہ آپ کا صحیح ہے مگر پہر بہی جنگی ہنگامون مین خون گرمی کا جوشش ایک عجائب وغرایب کارآمد شے ہے ع در قضا گنند مرد باید بود - بعض موقع وقت ایسا ہی آجاتا ہے کہ اسلحہ آتش فشان اتفاقیہ چہوٹ جاتے ہین یا ان کا مصالحہ ختم ہوجاتا ہے تو وہ بیکار ہوجاتے ہین اور تلوار وہ ہتیار ہے کہ بدون مرے جیتے جی کر سے جدا نہین ہوتا اب رہا یہ سوال کہ امتیاز کے ساتہہ تعلیم دینا عدل کے خلاف ہے اسکا جواب یہ ہے کہ دنیا مین حفظ مراتب کی کمی اور بیشی کا مدار عالم اور لاعلم جاہل ہونے پر موقوف ہے

| اگر علم ہووے ہر اقوام مین | تفاوت ہو کیا خاص اور عام مین |
|---|---|

اور قانون قدرت کا عالم اسباب مین یہ منشا نہین پایا جاتا کہ تمام مخلوق خدا کی علم پڑہکر مراتب دنیاوی مین ایک جیسی برابر ہوجائے کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ کارساز حقیقی نے خاصان کی کارروائی کا مدار عامیان سے اور عامیان کی اوقات بسری کا تعلق خاصان کی رفع ضروریات سے وابستہ کررکہا ہے اور تحصیل علم کی دولت کا یہ مقتضا ہرگز نہین کہ علوم مروجہ کا ڈگری یافتہ سائیسی کرنا گہاس کہودنا گہوڑے کے ساتہہ دوڑنا پالکی کے نیچے کندہا دینا اینٹون اور گارے کی ٹوکری سر پر اٹہانا میلا صفا کرنا جوٹہے برتن مانجنا گوارا کرینگے - جنکو نوکری پیشگی کا علم سکہایا گیا ہے وہ تو بہرحال نوکری کے لئے جستجو کرینگے اور جب نوکری میسر نہ ہوگی تو وہ

اسی علمی قوت سے وہ لیاقت پیدا کرینگے کہ گورنمنٹ کو ان کا سنبھالنا مشکل ہو جائے گا - سرکاری مدارس کے طالب علمون نے وہ علم فقر و صبر اور قناعت آموز نہین پڑھا جسکا یہہ منشا ہوتا ہے

| | | |
|---|---|---|
| مرا ز ترک طلب سر بپایہ صاحب کلاہی شد | | چو کچکول گدائی و ازگون شد تاج شاہی شد |

بلکہ ان کو یہ علم بے صبری اور دنیا پرستی کا سکھلایا گیا جسکا یہہ مقتضا ہے

| | | |
|---|---|---|
| اے زر تو خدا نئی ولیکن بخدا | | ستار عیوب و قاضی الحاجاتی |

## ہندوستان کے باشندون کو کالا لوگ بولنے کی وجہ تسمیہ

**سوال** ہندوستانیون کو انگریز کالا لوگ کیون کہتے ہین

**جواب** ملک ہندوستان ایک بڑا وسیع جزیرہ نما ہے اسکے ہر چار اطراف مین جو بڑے بڑے شہر آباد ہین ان کے باشندون کی شکلین اور صورتین اور ہر ملک کی آب و ہوا اور رنگ مختلف ہے سمت مشرق اور جنوب مین جو ملک مدراس اور کلکتہ وغیرہ واقع ہین ان کے باشندے تمازت آفتاب اور قرب سمندر اور منطقہ حارہ مین ہونیکی وجہ سے اکثر سیاہ فام سیاہ چشم ہوتے ہین اور سمت شمال اور مغرب کی جانب جو آبادیان ہین وہان کے آدمی گندم گون شربتی چشم چنانچہ اوسط ہند اور کوہ ہمالہ کی دہار کے نیچے جو نیپال اور گڑہ وال اور کانگڑہ اور جمون اور کشمیر اور پشاور سے لیکر تا افغانستان جسقدر آبادیان ہین ان شہرون کے باشندے عموماً ایسے سرخ سفید خوش رنگ ڈہنگ ہین کہ جن کے چہرون کی

چمک دمک کابلی سیب اور گلاب کی پتی کو شرماتی ہے۔ انگریز یورپین
جو کسی زمانہ مین ملک ہندوستان کے نام سے واقف تہے اور یہان کے
آدمیون کی شکل صورت کبہی نہ دیکہی تہی اور جہازون کے ذریعہ سے اس
ملک کی تلاش مین سیاحی کیا کرتے تہے آخر جو ئندہ یابندہ مشہور ہے
جب ملک ہند کے کنارے پہنچے سب سے اول کمپنی انگریزی نے جس
سرزمین ہند پر قدم رکہا وہ ملک مدراس اور خلیج بنگالہ ہے۔ چنانچہ سب
سے پہلے کمپنی کو کالی کلکتہ والی دیوی کے بہگتون کے ہی درشن پرشن
حاصل ہوئے۔ اُسوقت مین جو کمپنی نے اپنی گوری گوری صورتون کے
مقابلہ مین اہل مدراس اور کلکتہ کی صورتون کو دیکہا تو کمپنی کے دلون
مین یہی یقین پختہ ہوگیا کہ ہم سفید چینی کے خمیر کی تصویر ہین۔ اور ملک ہند
جسکو سنا کرتے تہے اُسکے باشندے روسیاہی مین اپنے آپ ہی نظیر
ہین اُسی دن سے کالا لوگ بولنا اور لکہنا شروع کردیا۔ اور یہ خیال اُن کے
دل مین نہ گذرا کہ کروڑہا مخلوق خدا کے جو شمالی کوہستانی نیپالی اور کانگڑی
اور کشمیری اور پشاوری کوہ ہمالہ کی دہار کے نیچے بستے ہین اور ایکہزار برس
سال کے عرصہ سے وہ فارسی الاصل ایرانی اور افغانستانی وغیرہ جو ایشائی
لوگون سے سلاطین اسلام کے ہمرکاب آکر ملک ہند مین آباد ہوگئے۔
ہین اُن کے رنگ ڈہنگ تو چودہوین رات کے چاند کو ماند کرتے ہین
پہر وہ کالے کیونکر بن سکتے ہین۔ پس بلا تحقیق اور بغیر تمیز کے تمام باشندگان
ملک ہند کو کالا لوگ کہہ کر پکارنا عدل اور انصاف کی گردن مارنا ہے۔

اے سدا سہاگن ہندوستان جنت نشان تو اس الزامی خطاب ناصواب سے
شرمندہ اور پشیمان نہو تیری جو اولاد سابقہ اور حال ہے وہ دال بہات کا تہال
ہے - ہندون کی نگاہون مین تو کرشن کنہیا جی کی تصویر ہے اور مسلمانون
کی نظرون مین تو سنگ سفید مین سنگ موسیٰ کی تحریر دلپذیر ہے -
اور تیرے مشکبار گیسو کی زنجیر بادشاہان ہفت اقلیم کے گلو گیر ہے

| | |
|---|---|
| تری زلفون کا جو رارت ماشطہ نے کیا باندہا | مقدر نے مری سر پر سیہ بختی کو لا باندہا |
| تری آنکہون مین سرمہ کی پریرو عین تہمت ہے | وہ نابینا ہی جسنے تجہپہ ایسا طوطیا باندہا |

## الفاظ کفر اور کافر بولنے سے کیا مراد ہے

**سوال** الفاظ کافر اور مومن بولنے کی اصلیت کیا ہے

**جواب** عربی زبان مین کافر انکاری کو کہتے ہین اور مومن مقبل کو اور تشریح یہ ہے کہ جس ملت اور مذہب کے آدمی انبیاء علیہ السلام کی نبوت اور کتب سماوی کے حق ہونے پر ایمان اور یقین نہین لائے اور انکاری رہے اُن پر لفظ کفر کا استعمال ہوتا چلا آیا ہے - اور جب پیغمبر آخر الزمان علیہ السلام پر قرآن نازل ہوا اور اُسپر تمام مخلوق خدا کو عمل کرنے کی ہدایت ہے جس نے قرآن پر عمل کرنا منظور نہین کیا ان پر ہی لفظ کفر یعنے منکر کا استعمال ہوتا ہے -
اور جیسے مسلمان قرآن کے منکرون کو کافر بولتے ہین ایسی ہی قوم ہنود بہی اپنے ویدون اور معبودون کے منکرون کو ملیچھ اور ملیچھ کہتے ہین جسکے معنے کفر سے بہی بڑہکر ہین اور علماء اسلام اُن مسلمانون کو بہی جو خلاف

شریعت ہوں باوجود کلمہ گو اور اہل قبلہ ہونیکے کافر ہونیکا فتوے لکھہ دیتے ہین۔ حاصل کلام یہ کہ اپنے اپنے دین کے انکاریون کو پنڈت اور پادری اور مولوی گمراہ تصور کرتے ہین۔ اور منکر یعنے کافر بولتے ہین لہذا یہ لفظ کچہہ خصوصیت کسی قوم کے ساتہہ نہین رکہتا مگر خالق کائنات سے کوئی انکاری نہین ہے۔

| | |
|---|---|
| جملہ گان راہست رو سوئے احد | مومن و ترسا جہود و نیک و بد |

## آجکل ہندو اور مسلمانون مین نفرت کا سبب کیا ہی

سوال۔ اس زمانہ مین جو ہندو اور مسلمانون کے دلون مین نفرت اور عداوت اور مغایرت ترقی پکڑتی جاتی ہے اس کا سبب کیا ہے۔

### جواب

| | |
|---|---|
| کہ روزی میکند از ہم جدا یاران ہمدم را | بوقت لقمہ خوردن اے مسرت گفتہ لبہایم |

تمہید۔ اس بات کی قبولیت مین کسیکو انکار نہین کہ بے عیب نام خدا کا ہے اور حکومت کے بارہ مین یہ مسئلہ بھی مسلم الثبوت مانا گیا ہے کہ کسی زمانہ مین کسی قوم کی سلطنت عیب اور صواب سے خالی نہین ہوئی اور نہ اب ہے اور نہ آیندہ ہوسکتی ہے ہان یہ صورت ہمیشہ ظہور مین آتی رہی ہے کہ کسی عملداری مین عیب کم صواب زیادہ اور کسی عہد مین صواب کم عیب زیادہ اور کسی حکومت مین عیب اور صواب مساوی۔ زمانہ حال کے دور سے ایک ہزار سال پہلے تمام روئے زمین کے بادشاہون مین کارروائی

سلطنت کی بے آئین اور بے قانون تھی اور طوائف الملوکی کے غدر سے کوئی ملک خالی نہ تھا۔ طبقہ سلاطین مین بادشاہ عادل بھی ہوتے تھے اور ظالم بھی۔ اُس زمانہ کی ملک گیری اور کشور کشائی کا بھی دستور اور طریقہ تھا کہ کمزور ملکون پر حملے کرنا جنگ وجدال وقتال کے ذریعہ سے جو فتحیاب ہونا ملک اور رعایا کی آبادی کیطرف کم متوجہ ہونا زر و مال جمع کرنا اور اپنے وطن مالوفہ کو چلتے ہونا اِس سبب سے بادشاہ اور بادشاہت زود فون سریع الزوال اور خدا کی مخلوق بدامنی سے پریشان اور خستہ حال رہتی تھی۔ ہندوستان مین سب سے پہلے افغانون نے سکونت اختیار کی اور چھوٹی چھوٹی ریاستون کی بنیادین ڈالین حقوق زمینداری اور جاگیری اور منصب داری وغیرہ قایم کئے۔ ملک یورپ مین بھی طائف الملوکی کا یہی حال تھا کہ بادشاہ اور بادشاہت بہت جلد بدلتی رہتی تھی مگر سب سے اول اِس قسم کے غدر کی ملک یورپ مین اصلاح ہوئی اہل لنڈن نے شخصی سلطنت کو توڑ کر نوعی سلطنت قایم کی قومی اتفاق کے ساتھہ قانونی کارروائی کی بنیاد رکھی اِس عمل کا ایسا نیک نتیجہ دیکھنے مین آیا کہ رعیت دلشاد ہوئی ملک آباد ہونے لگا تجارت کے سلسلے نے ترقی پکڑی ملک گیری کا حوصلہ بڑھا اور اسی قانونی عمل اور قومی اتفاق کی امداد سے بذریعہ تجارت ملک ہند پر قابض ہوئے۔ سو برس تک تو کمپنی نے بتدریج ملک گیری کے عمل سے سلطنت کی طاقت کو بڑھایا بنگالیون کو زبان انگریزی صرف اسقدر سکھائی کہ وہ ترتیب دفتر اور نقل نویسی کے کام آئی۔ غدر ۱۸۵۷ع کے بعد

انگریزی زبان سکہلانے کا سلسلہ بطور درس عوام الناس جاری کیا
اُسوقت مین جو اقوام شریف کے ہندو اور مسلمان تہے وہ البتہ علم
تاریخ سے کسیقدر واقفیت رکہتے تہے لیکن عوام الناس کی اولاد
حالات زمانہ گذشتہ سے محض ناواقف تہے - عام تعلیم کی ضرورت
سے جو کتب تاریخ سلاطین ماضیہ کے اعمال کا انتخاب کرایا گیا وہ انتخاب
مترجمون نے اِس ترکیب سے کیا کہ جو افعال نیک سلاطین ماضیہ زبان
فارسی ادق مین نہایت طول امل تہے اُن کو اختصار کی وجہ سے قلم انداز
کیا گیا اور جو افعال متعلق جدال و قتال لڑکون کی طبائع مین اشتعال اور
ملال پیدا کرنے والے تہے وہ فارسی سے اُردو زبان مین ترجمہ لیکر
طالبعلم بچون کو پڑہائے اور حفظ یاد کرائے گئے - اور تعلیم عوام الناس
بچون کو ایسی ادہوری دیگئی جیسا کسی بہو کی عورت کا یہ قول ہے " پڑہے
گننے ادہ - جا مین ہنڈیا کہد بدہو " جو علوم دیسی تہذیب اخلاق کے متعلق
دہرم اور دین کے معلومات سے وابستہ تہے اور دیسی بچون کے
حق مین بمنزلہ اتالیق متصور ہین اُن علوم کی کتابین درس عام سے خارج
کی گئین اپنے دیس کے ادب آداب سیکہنے سے تو سرکاری مدارس کے
طلبا قطعی محروم رہے اور پادریون کے مشنون مین جو ملک یورپ
کی تہذیب اِن کو سکہائی گئی وہ ادہوری تعلیم کے سبب پوری پوری
نصیب نہ ہوئی اب جو طالبعلم اسکولون سے پاس ہو کر نکلے ان کی طبائع
اِس قسم کی ہو گئین محمود

| | |
|---|---|
| نہ تو آہو رہے ہم اور نہ بنین گرگ و پلنگ | نہ کبوتر ہی رہے اور نہ ہوئے مرغ کلنگ |
| نہ ادہر کے رہے اب اور نہ اودہر کے ہوئے ہم | رہے ہندی نہ بنین ہمسر دانای فرنگ |

پنڈتون اور مولویون نے دور آزادی کی منادی سنکر مسایل مخالفانہ اور متعصبانہ کو بہت تیز مذہبی مصالحہ لگاکر چمکایا زمانہ کے انقلاب کا آغاز تہا فریقین کے بچے طمع دنیادی مین آن کر خودغرض بنگئے۔ قوم ہنود کے عوام الناس بچون کی طبائع تو اس طرف متوجہ ہوگئین کہ اودہو جمہوری سلطنت کے قاعدہ کے رو سے تو ملک ہندوستان ہمارا ہے پہلے اسلام کو ہزار برس کے عرصہ تک سلاطین ایشیائی مسلمان لوٹتے کہاتے رہے محمود نے بت شکنی کی بابر نے یہ تشدد کیا نادر شاہ نے وہ ظلم کیا چنگیز خان ہلاکو نے یہہ ستم کیا اورنگ زیب نے یہہ متعصبانہ کارروائی کی۔ اور اب ڈیڑہ سو برس کے عرصہ سے حکام گورنمنٹ انگریزی ہماری ملکی دولت اپنی ولایت کو کہینچے لئے جاتے ہین ہمکو غلام بنا رکہا ہے یہہ عمل شاہان یورپ کی تاج بخشی کے صریح خلاف ہی اب تو گورنمنٹ سے اپنے ملکی حقوق کا مطالبہ کرنا واجب ہی چنانچہ اسی پیرایہ پر نیشنل کانگرس کی بنیاد رکہی گئی۔ اور مسلمان طالبعلمون کے دلون مین یہہ سودا خیال اور بے وجود ملال پیدا ہوا کہ۔ اودہو یہہ تو کل کی بات ہے کہ ہندوستان مین ہماری قوم کی سلطنت ہزار برس کے عرصہ سے چلی آتی تہی اور بڑے بڑے مناصب اور عہدہ وزیر ہمارے جد امجد سرفراز تہے جاگیرداری اور تعلقہ داری اور زمینداری تو ہماری غفلت شعاری اور قرضخواری اور فضول خرچی اور بداطواری کے سبب سے

عدالت دیوانی کی ڈگریون اور سود در سود کی نذر ہوگئی فقط ایک نوکری
پیشگی پر زندگی بسر ہونے کا مدار تہا سو گورنمنٹ نے چھوٹی چھوٹی ذاتون
اہل حرفون اور دستکارون اور بازاریون کی اولاد کو علم نوکری پیشگی کا سکہا کر
ہمارے تمام حقوق جدی و آبائی تلف کر دیے جن کے باپ دادا ہمارے
باپ دادا اور بزرگون کی تابعداری اور خدمت گزاری کو اپنا فخر اور عزت
سمجہتے تہے آج اُن لوگون کی اولاد ہمسے اپنی چوکیداری اور سائیسی
اور محصلی اور بہنگی کا کام لیتی ہے اور حکومت کے کوڑے سے گدہون
اور گہوڑون کی طرح ہانک رہے ہین ہم بڑے بدقسمت ہین جو اس ذلت او
خواری پر بہی پیٹ بہر روٹی اور تن کو کپڑا میسر نہین ہوتا۔ پس اس قسم کے
خیالات خود غرضی جو نئی روشنی کے تعلیم کے طفیل سے فریقین کی اولاد
کے دلون مین سما گئی ہین اُس نے ہر قوم کی طبائع مین یہہ تفرقہ پیدا کر دیا ہے
اگرچہ مادہ جنون مذہبی کا تو اہل ہند کے دلون مین قدیمی ہے اور ہند مین یہہ
قول مشہور ہے کہ دیوانہ را ہوئے بس است۔ لہذا اس جنون مذہبی کی
ترقی کا سبب بہی اہل کانگرس کے شور و غل سے ہی متعلق سمجہا
جا سکتا ہے

س نیشنل کانگرس کے اصول مین تو مذہبی حمایت اور گائے بیل کی
حفاظت کے بارہ مین کوئی رزولیوشن پاس ہوا نہین بتلاتے۔ پہر
اہل کانگرس کے ذمہ فساد مذہبی کا الزام کیونکر عاید ہو سکتا ہے۔
ج۔ اصل بات یہہ ہے جسکو ادنٰی سے اعلیٰ تک جانتے ہین کہ۔

گاؤکشی کا اجرا اور انسداد گورنمنٹ انگریزی کے قبضہ قدرت میں ہے اور صداقت اِس امر کی یہہ ہے کہ جو مسلمان رعیت ہندو رئیسان باجگذار کی تابع اور جو ہندو رعیت مسلمان رئیسان خودمختار کی ماتحت ہین اُنہنے گورنمنٹ انگریزی سے یہ درخواست کب کی ہے کہ اس عمل کا اجرا یا انسداد ہو جائے رعایا فریقین کی تو بدستور قدیم صابر اور شاکر ہے پھر اہل کانگریس ایسے کیا نادان تھے جو اس عمل بے بنیاد کی چھیڑ چھاڑ کو علانیہ اپنی کانگریس مین داخل کرتے لیکن جہلائے عوام کی یہ تحریک اور شورش اِس قسم کی سمجھی گئی ہے

**مثال** جیسے ہند کی عورات ناقص العقل کا یہہ عمل مشہور ہے کہ جب کوئی عورت نان و نفقہ اور دیگر یاحتیاج ضروری سے تنگ ہوتی ہے تو اول خاوند سے سایل ہوتی ہے جب وہ نہین سنتا اور خاوند زبردست پر کچھہ بس نہین چلتا تو وہ اپنی ہمسایہ عورات سے دنگا اور فساد اور اپنے بال بچون کو پھینک پٹک کر مارنا شروع کر دیتی ہے اور غرض اسکی اِس فساد سے یہ ہوتی ہے کہ خاوند روزمرہ کے مطالبہ اور فساد سے تنگ اور دق ہو کر اسکا مطالبہ پورا کر دینے کیطرف جلد متوجہ ہو سو ہماری سمجھہ کے نزدیک یہ فساد بھی اِسی قسم کا معلوم ہوتا ہے کہ گائے بیل کی حفاظت کا ایک بہانہ ہے اور وہ اصل دُنیاوی حقوق طلبی کا یہہ سب شاخسانہ ہے - گورنمنٹ کو اپنی رعایا حقدار کا حق واجبی دینے کیطرف ضرور متوجہ ہونا چاہئے ہند کی رعیت جو بمنزلہ عورتون اور بال بچون کے ہے اُن کی پرورش اور ادا سے حقوق

رعیتانہ کی یہی گورنمنٹ ہی ذمہ دار ہے

س چند سال سے جو دسہرہ اور محرم کے موقع پر آئے سال دو تین بیس خون اور سو پچاس ہندو مسلمان زخمی ہو جاتے ہین کیا اس فساد کے انسداد دائمی کا انتظام کرنا گورنمنٹ پر فرض نہین ہے۔

ج۔ حکام گورنمنٹ نے اس فساد کا بندوبست کر دینے کے لئے تعزیرات ہند کو کافی سمجھ رکھا ہے جیسا جس فریق کا قصور ثابت ہوتا ہے ویسی ہی اسکو سزا دی جاتی ہے۔ سوائے اسکے یہہ مذہبی فساد گورنمنٹ کے حق مین ایک فصلی آمون کی بہار ہے اور اُسکے شاگرد بائرسٹرون کے لئے ہر ملکیا شکار ہے پھر حکام گورنمنٹ کو اسکے انسداد دائمی سے کیا سروکار ہے

| | | |
|---|---|---|
| بے مگس ہرگز نماند عنکبوت | | رزق را روزی رسان پر میدہد |

ان امین شک نہین کہ قوم ہنود اور مسلمان جنکی آپسمین یہہ چھیڑ چھاڑ ہے انکو عقل کی مار ہے ہندو جو جرمانہ بھرتے ہین وہ سود بیاج اور بنج بیوپار کے ذریعہ سے سال بھر مین اپنا گھر پورا کر لیتے ہین اور مسلمانون پر جو جرمانہ ہوتا ہے وہ بھیک مانگنے کے لایق ہو جاتے ہین ؎ تا شود جسم فربہی لاغر :: لاغر مردہ باشد از سختی ÷

## کھتریون کی ذات مین سرین اور بنجاہی لقب کی وجہ تسمیہ کیا ہے

سوال قوم ہنود مین جو سرین اور بنجاہی لقب کھتری ہین انکی وجہ تسمیہ کیا ہے
جواب ان خطابون کی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ ایک روز اکبر شہنشاہ نے

اپنے دیوان راجہ ٹوڈرمل اور ملازمان درباری پنڈتون سے یہہ ارشاد فرمایا کہ قوم ہنود مین جو پانچ سات برس کی لڑکیان بیوہ ہوجاتی ہین اور پہر دہرم کے رو سے اُن کا دوسرا بیاہ کرنا جایز نہین تبلاتے عقل کی رو سے تو یہہ صریح ظلم معلوم ہوتا ہے ہم ہندی رعایا کو اپنی اولاد کے برابر سمجہتے ہین مگر مجبور ہین کہ یہہ مذہبی کام ہے اسمین حکومت کو دخل دینا بعید از انصاف سمجہتے ہین اگر تم ہندو لوگ آپسمین متفق ہو کر اسکا کچہہ ایسا بندوبست کرو کہ یا تو یہہ لوگ رانڈون کا کریوہ اختیار کرین یا صغر سنی کی شادی کرنا چہوڑدین - اور اسکے انتظام مین جسقدر روپیہ خرچ ہوگا وہ خزانہ شاہنشاہی سے تمکو ملیگا - دیوان نے اس حکم کی بجا آوری کا بظاہر اقرار کیا اور باطن مین مخالف رہا مگر اپنی فرمان برداری دکہانے اور شہنشاہ کے خوش کرنے کے لیئے ایسا معقول انتظام کیا کہ اشتہار کے ذریعہ سے ایکہزار گوت کے ہندوون کو جمع کیا اور تاریخ جلسہ سے پہلے قوم کے دس پانچ معزز ہندو کو درپردہ یہہ فہمایش کردی کہ بیوگان کے بارہ مین تمکو شہنشاہ زبانی سمجہاویگا اور مین بہی شہنشاہ کی کلام کی تائید مین بہت تاکید کے ساتہہ تمکو ہدایت کرونگا مگر خبردار تم عقد ثانی ہرگز قبول نہ کرنا اگر کریوہ قبول کرلوگے تو ہندو دہرم کا نشٹ ہوجائیگا - جب تاریخ مقررہ پر دربار ہوا اول شہنشاہ نے خود فہمایش کی اور ہندوون نے احکام دہرم کے رو سے کریوہ کرنے اور جوان عمر کی شادی سے مجبوری اور ناچاری بیان کی بعد اسکے عام رضامندی لیگئی نوبادن گوتون کے کہتریون نے کریوہ کا اقرار کیا اور نوسو اڑتالیس ۹۴۸ گوت

کے آدمی ہر دو عمل سے قطعی انکاری ہوئے جلسہ برخاست ہو گیا اِسکے
بعد چند معزز ہنود نے دیوان ٹوڈرمل سے رخصتی اسلام کے وقت عرض
کی کہ بہت مشکل پیش آئی کہ بالاڈن گوتون کے لوگون نے اقرار کر لیا ہے
دیوان نے تسلی دیکر کہا کہ کچھہ مشکل نہین تم سیرین یعنے ہزار ہو اور وہ بونجا
ہین تم آپس مین اتفاق کر کے اِن لوگون کو اِس خطا کی سزا دے سکتے ہو۔
اُس روز سے انکاریون کا لقب سیرین اور اقراریون کا خطاب بنجاہی
مشہور ہوا اور گروہ سیرین نے آپسمین متفق ہو کر آپ تو اونچی ذات بنے
اور بنجاہیون کو نیچ قرار دیا اور باوجود اِسکے کہ بنجاہیون نے جو اقرار کیا تہا
ہنوز اُسپر عملدرآمد کچھہ نہین ہونے پایا تہا تو بہی زبانی اقرار کے قصور مین
اُنکو یہہ سخت سزا دی کہ اپنی لڑکیان دینا بند کر دیا۔ اور بنجاہیون کی لڑکیون
کو ناوان زر و زیور کے ساتہہ لیتے اور لونڈیون باندیون کیطرح رکہتے تہے
عرصہ پانچ سات برس کا ہوا ہو گا کہ بنجاہیون نے ناچار ہو کر آپسمین اتفاق اور
پنچایت کر کے اِس قید کو توڑا ہے۔ اب انصاف دوست ذی علم ملاحظہ فرماوین
کہ یہہ ذکر اکبر شہنشاہ کی تاریخی انتخاب مین کہان لکہا ہے اور یہ تجویز رعایا
پروری پر دلالت کرتی ہے یا نہین اور قوم ہنود نے جو اس تجویز کو منظور
نہین کیا اور شہنشاہ نے کسی قسم کی مزاحمت نہین کی تو اِس عمل کے رو سے
قوم ہنود کو مذہبی آزادی کا حاصل ہونا ثابت ہے یا نہین۔

**دوم** دوسرا سبب جسکے ذریعہ سے قوم ہنود کے ناواقف اشخاص اورنگ
زیب شہنشاہ کے بہت شاکی ہین وہ یہہ ہے کہ بنارس مین ایک بتخانہ

توڑکر مسجد بنانے کا حکم دیا گیا تہا - راے چندر بہان جو میر منشی اورنگ زیب کا تہا اسکو یہ تجویز سخت ناگوار ہوئی - لیکن حکم شاہی مین مجال عرض کی نہ تہی چونکہ مقرب بارگاہ شاہی تھا اسلیئے اُس نے اپنے نارضا کا اظہار اس تقریب سے کیا کہ موقع وقت کو پہچان کر یہہ عرض کی کہ بندہ درگاہ نے ایک شعر کہا ہے سُنانے کی اجازت چاہتا ہے حکم ہوا کہ ہان اسوقت میر منشی نے یہہ شعر پڑہا

ہمین کرامت بتخانۂ مرا اے شیخ ۔۔۔ کہ گر خراب شود خانۂ خدا گردد

اورنگ زیب عالم متبحر اور شاعر سخن فہم تھا اِس رمز کو سمجھہ گیا کہ یہ سفارشی بُتخانہ کا ہے اور فرمایا سچ بتاؤ کہ تمنے بجاے شیخ دل مین کیا لفظ تجویز کیا تھا - میر منشی نے ہاتھ جوڑکر کہا کہ جاے پناہ سچ تو یہ ہے کہ شاہ کہا تہا مگر ادب اور خوف ظل الٰہی کے سبب شیخ پڑہکر سنایا گیا ہے - عالمگیر نے فرمایا کہ بیشک تو نے سچ کہا اور تیری اِس راست گوئی کے انعام مین ہم اپنا حکم منسوخ کرتے ہین اور آیندہ کے لئے ممانعت ہے کہ کوئی بتخانہ توڑکر بجاے اسکے کوئی مسجد تعمیر نہ ہو - چنانچہ پچپن برس سلطنت کی مگر پھر ایسا حکم کبھی نہین دیا - دیکھو تذکرہ غوثیہ کے صفحہ ۴۷ پر یہ ذکر موجود ہے مولف اِس ذکر کے لکھنے سے ہماری یہ مراد ہے کہ چشم غور سے دیکھا جاے کہ زمانہ گذشتہ کے ہندو اپنی قوم کی بیوہ عورتون کا کریوہ نہ کرنا اور خوردسالی کی عمر مین اپنی لڑکیون کا بیاہ کرنا اور معبود مجازی بتون کی پرستش کرنا کس قدر عزیز رکھتے اور کار ثواب سمجہتے تہے کہ ان عقاید کی سلامتی اور

قائمی کے لیئے بادشاہان سیف زبان کے سامنے ہی سفارش کرنے سے نہ چوکتے تہے - اور ایک زمانہ آج ہے کہ اُسی قوم کی اولاد ویدون کے حوالہ سے مورت پرستی کو کفر کہتے اور بُت پرستون کی سخت توہین کرتی ہے اب یہ نہین معلوم کہ اُس زمانہ کے پنڈت بید خوان عالم تہے یا جاہل۔

## آریون کے چند اعتراضات سے امنگ زدائی

سوال ایک آریہ دہرم نے اپنی مذہبی تصنیفات مین مسلمانون کی نسبت یہ الزام لگایا ہے کہ قوم ہنود مین رسم پردہ کی نہ تہی مگر جب مسلمان خوبصورت عورتون کو ظلم اور زبردستی سے اپنے گہر مین ڈالنے لگے تب بدرجہ ناچاری پردہ اختیار کیا گیا

جواب یہہ الزام لاعلم قوم ہنود کو چمکانے اور مسلمانون سے بدظن کرانے اور لڑانے کی نیت سے ایک پولٹیکل خیال اور شطرنج کی چال مین داخل ہے اور یہہ تہمت بہت آسانی سے سمجہ مین آسکتی ہے

اول فرض کرو کہ اگر مسلمانون کے ظلم سے قوم ہنود مین پردہ اختیار کیا گیا ہے تو بہو کے سسرال قرابتی خسر اور خسر کے بہائی اور جیٹہہ وغیرہ کہ جو صریح بمنزلہ باپ کے ہین یہ اپنی بہوئون پر کیا ظلم کرتے تہے جوان سے ڈیڑہ ہاتہہ کا لنبا گہونگٹ نکالنا شروع کردیا - اگر مسلمانون کے ظلم سے پردہ اختیار کیا گیا تہا تو خاص قوم مسلمان سے پردہ کرنا واجب تہا نہ کہ اپنے مجازی باپون سے -

قوم راجپوتون مین جو بہو بیاہی آتی ہے وہ اپنی ساس اور نند اور سسرال کی تمام عورتون سے بہی پردہ کرتی ہے اور مسلمانون مین عورتون سے بہو پردہ ہرگز نہین کرتی۔ یہ پردہ داری بہو کو کیا مسلمانون کے ظلم نے سکہائی ہے نہین ہرگز نہین۔

سیوم۔ دیکہو گرو نانک جی مہاپرش شنیاسی کے ذکر مین لکہا ہے کہ اُسنے ایک ٹہر پونجہ کی لاج ونتی بہو کو اس سبب اپنا گرو قرار دیا ہے کہ جب وہ عروسہ اپنے سسرال مین گونیا ئی آئی اور اُسکو وہان کوٹنے کو دے گئے موسل چلانے کے وقت جو اُسکی چوڑیان کہڑکنے لگین اُسکو یہہ شرم اور حیا دامنگیر ہوئی کہ سسر اور جیٹہہ وغیرہ جو میری چوڑیون کی جہنکار سنین گے تو مجہہ کو اپنے دل مین بے حیا اور بے شرم سمجہین گے اسلئے دونون ہاتہون مین ایک ایک چوڑی سہاگ کی نشانی رکہہ لی باقی سب توڑ ڈالین جب جہنکار چوڑیون کی بند ہوگئی۔ پہر اپنے کام کو سرانجام کیا۔ اور فقیر موصوف نے اِس پردہ داری کے عمل سے وحدانیت کو اخذ کیا۔ اب فرمائے کیا یہہ حیاداری اور پردہ داری اُسکو مسلمانون کے ظلم نے سکہائی تہی۔ نہین ہرگز نہین۔

چہارم مسلمان تو زبردست صاحب حکومت تہے اُنپر یہ ظلم کس نے کیا کہ اُنہون نے یہ عمل منافی انصاف خدا اور رسول کے حکم کے خلاف اختیار کرلیا کہ باوجود عالم ہونے کے اپنی بیوہ بہو بیٹیون کا عقد ثانی کرنا قطعی چہوڑ دیا اور ایک ہی عقد اول کو عورت کی عصمت اور عزت کا باعث سمجہہ لیا

اور عقد ثانی کو عورت کی بے حیائی تصور کیا - اب منصف مزاج آدمی چشم انصاف سے دیکھین اور کہین کہ یہ علامتین جنکو آج بست سالہ عمر کے آریہ لباس دشمنی پہنا کر دکہا رہے ہین یہ رسومات تو صاف صاف ہندو اور مسلمانون کے اخلاص دلی اور برادر ملکی ہونے پر گواہی دے رہی ہین - اسلئے بہائیو اگر تمہارا دلی یقین یہی ہے کہ مسلمانون کے ظلم سے رسم پردہ کی قوم ہنود کے گلوگیر ہوئی ہے تو اب ظالم نہین رہے اب عادلون کا دور ہے آزادی کی منادی ہورہی ہے وہ ایسی نقش تیار ہے آنکہون کے سامنے کمپنی باغ کی بہار ہے شوق دلی سے ہوا کہائین اور کہلائین اور مسلمانون کی خطا معاف فرمائین ؎

جوانی کہان اور کہان پہر یہہ سن — مثل ہے کہ ہے چاندنی چار دن

**سوال** بعضے آریہ بھگت سر بازار یہ کتھا سناتے ہین کہ بمقتضای قانون قدرت چرندون اور پرندون کا گوشت کہانا درندون اور کتون کی عادت ہے، گوشت خوری انسانون کا شیوہ نہین -

**جواب** ہماری سمجہہ کے نزدیک تو قانون قدرت کا یہہ اصول معلوم ہوتا ہے کہ خالق مخلوقات نے جن کے منہ مین دوہرے دانت اور نیش دار کیلے دیئے ہین وہ گوشت خوار پیدا کئے ہین - اور جن کے منہ مین اکہرے دانت ہین وہ گہانس پات چرنے والے ہین علے ہذا القیاس جو شکاری پرند مثل باز و چرغ وغیرہ ہین اُن کو ایسی تیز منقار اور پنجے ناخن دار دیئے ہین کہ جن سے زندی چڑیون کو پکڑ کر منقار سے نوچکر گوشت کہا جاتے

ہین - اب انسانون کے دانتون کیطرف خیال کر کے دیکہین کہ وہ اکہرے ہین یا دوہرے اگر انسان کے منہ مین دوہرے دانت اور نیش ادر کیلے موجود ہین تو بیشک قانون قدرت نے اُن کو بہی گوشت خوار پیدا کیا ہے - اور گوشت کہانے اور نہ کہانے کے بارہ مین عمدہ خیال اور عمل تو یہہ ہے کہ جس پنتھ کی تعلیم مین اِسکے کہانے کی ممانعت ہو یا جسکے نصیب مین اسکا کہانا نہ ہو تو اُس پنتھ کے بہگتون کو خود پرہیز کرنا چاہیے نہ کہ اپنے مخالف عمل ہندو اور مسلمانون کو کُشتی اور درندے کہہ کر دلازاری کرنا اور اشتعال طبع کا باعث ہونا ایسی بھگتی شیوہ انسانیت سے بعید معلوم ہوتی ہے - اگر مذہبی احکام کے رو سے اِسکے امتناع کا کچہہ دعوے ہے تو دیکہنا چاہیئے پرچہ سر مور گرو ٹے نا ہین کو جسمین ایک ہندو نے قوم ہنود کے دہرم کے رو سے گوشت کا کہانا نقلاً اور عقلاً جایز ثابت کر دیا ہے کہ ہندو دہرم مین گوشت کہانا روا ہے - اور لاکہون آریہ نئے پنتھ کے چیلے ایسے ہی ہین کہ جو گوشت بغیر ٹکڑا نہین توڑتے - اس الزام ناکام کے رو سے تو وہ بہی کتون اور درندون مین داخل سمجہے جاتے ہین - پناہ دے خدا ایسی منہ زوری اور خام خیالی سے جو انسانون کی دلازاری کا باعث ہو -

س آجکل اِس قسم کے مضامین بہت چمکا کر شایع کیئے جاتے ہین کہ مسلمان قوم ہنود کو بزور شمشیر مسلمان کیا کرتے تہے

ج یہہ الزام قوم ہنود کے تاریخی سرمایہ کا نہین بلکہ یہہ بیان ان مسیحی پادریون کا ہے جو امریکن مشن کے وظیفہ خوار دین عیسوی کی ترقی کے

ذمہ وار ہین - مگر ان کے اِس الزام کی صداقت مین کسی محقق یوروپین
مورخ کی شہادت ایسی کافی موجود نہین جیسیکہ اسلام کی ذاتی اور صفاتی خوبیون
اور علم الہیات کی برکتون اور قدرتی کرشمون کی صداقت مین متعدد
شہادتین صفحات تواریخ پر منقش موجود ہین

(۱) دیکھو ہندوستان سے حسب الطلب خلیفہ ماموں رشید بہت سے
پنڈتون کا ملک عرب مین بخوشی خود جانا اور دیگر علمائے یہود اور مسیحی
کا جمع ہونا اور ڈیڑھ ہزار سے تین ہزار روپیہ ماہوار تک علیٰ قدر استعداد
فضیلت علمی تنخواہ پانا اور امور مذہبی مین مطلق العنان ہو کر زبان عربی
سیکھنا اور اپنی اپنی ملکی علوم کا ترجمہ عربی مین اور عربی علوم کا اپنی اپنی زبانون
مین کرنا اور دار العلوم بغداد مین خلیفہ کے سامنے پیش کرنا اور منجملہ
علماء مختلف ملت سے اکثرون کا اپنے اپنے ملت اور مذہب پر
بدستور قایم رہنا اور بعض نے بعد تحقیق حق الامر کے دین اسلام کو
بخوشی خود قبول کرنا علم تاریخ سے ثابت ہے -

(۲) دیکھو سلطان صلاح الدین صفدری فاتح بیت المقدس کے احوال مین
یہ ذکر صاف طور پر لکھا ہے کہ - پہلی مرتبہ جو تمام فرنگستان کے
عیسائیون نے ایک بارگی حملہ کر کے بیت المقدس کو فتح کر لیا تھا تو اسمین
مین جو ستر ہزار مسلمان عابد زاہد دن کے طریق پر وہان آباد تھے
اُن سب کو ایک دم سے قتل کر ڈالا اور جب صلاح الدین بر سر
مقابل آیا اور اسکو متواتر فتحمندیان حاصل ہونے لگین - اس وقت

ایک فاضل مسیحی صلاح الدین سے ملنے آیا اور اثنا ے گفتگو مین یہ سوال کیا ”اگر تم بیت المقدس پر کامل فتح پا وگے تو ملک فرنگستان کے باشندون کے ساتھہ کس سلوک سے پیش آوگے صلاح الدین نے جواب دیا کہ فتح کامل نصیب ہونے کے بعد ہم اسلام کو مع اُسکے آثار صفات آلہیات کے اہل فرنگ کے سامنے کردینگے۔ پس اگر وہ اُسپر ایمان اور یقین لائینگے تو ہم مین اور اُن مین طرز معاشرت کا سلسلہ یکرنگی ہوگا اور اگر وہ اپنی ہی ملت پر قایم رہے تو قدر قلیل جزیہ لینے کے سوا اور کچھہ تعرض اُن سے نہ کیا جاویگا۔ یہ سنکر فاضل مسیحی نے کہا غالبًا تم ہی فتحیاب ہوگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد حصول فتح کامل تین لاکھہ عیسائی جو صلاح الدین کی فوج کے محاصرہ مین آگئے اُن قیدیون سے صلاح الدین نے پوچھا کہ اب تم ہمسے کیا امید رکھتے ہو انہون نے کہا جیسے ہمنے فتحیاب ہوکر مسلمان کے ساتھ سلوک کیا تھا وہی امید رکھتے ہین۔ صلاح الدین نے کہا نہین نہین۔ مین تمکو رہائی دونگا چنانچہ ایسا ہی کیا کہ سب کو چھوڑ دیا۔

(۳) سب سے زیادہ بڑھکر عجیب اور سچی شہادت اسلامی برکت پر یہہ ہے کہ جب ملک تاتار کے جاہل اور وحشی بت پرست ترکون نے شہر بغداد کو فتح کیا اور سنبر رحیم ہلالی کو دجلہ فرات کے سواحل پر گرادیا اور لاکھون جلد کا کتب خانہ فرات مین غرق کردیا۔ اور اہل اسلام کی قسمت بُت پرستون کے زنجیرہ مین اگئی ترکی سکہ جاری ہوگیا۔

باوجود ایسی کامل فتحیابی کے اسلام کی خداداد نیرنگیوں اور حیرت انگیز کرشموں نے ترکی قوم فاتحہ کے دلوں میں وہ نقش حقانیت جمایا کہ عرب کے فلسفہ الہیات نے ترکوں کو بھی کہ جو اسلام کے شکار افگن تھے شکار کر لیا کہ یک قلم لاکھوں ترک بت پرست معہ شاہ فاتح مسلمان ہو گئے۔ اب جائے غور ہے کہ وہ ترک تاتاری بت پرست جنکی تیز تلوار کی تاب عرب اور فارس کے مسلمان بھی نہ لا سکتے تھے وہ کس کی تلوار کے زور سے مسلمان کئے گئے۔

(۴) دیکھو دریائے اٹک سے پشاور تک اور کابل سے بخارا تک لاکھوں ہندو اسوقت تک اپنے دھرم قدیم پر قایم اور امور مذہبی میں مطلق العنان موجود ہیں اگر قوم ہنود کو محض زبردستی بزور شمشیر مسلمان کرنا دین اسلام میں جایز ہوتا تو ایسے صاحب حکومت مسلمانوں کے ملکوں میں ہندو دھرم کیونکر قایم رہ سکتا تھا۔

(۵) دیکھو اخبار منشور محمدی بنگلور کہ وہ کل دس بارہ برس کے عرصہ سے جاری ہوا ہے اسمیں تعداد نو مسلموں کی تخمیناً پانچ ہزار ہے ان کو کس نے بزور شمشیر مسلمان کیا ہے

(۶) دیکھو ملک یوروپ میں جو لورپول ایک شہر بلدہ لندن سے دوم درجہ پر مشہور ہے اسمیں ایک بہت بڑا گروہ عیسائی صاحبان کا مسلمان ہو گیا ہے جسکی چرچا تمام ہندوستان کے اخباروں میں ہو چکی ہے فرمائی۔ اس گروہ پر کون سے اہل اسلام بادشاہ نے زبردستی

کے جس کی ظلم سے یہ مسلمان ہو گئے۔

(۷) دیکھو ملک امریکہ کے باشندون کے خیالات جنکی نسبت ایم فیل وزیر ملک امریکہ کا یہہ مقولہ پُر جوش مشتہر ہو رہا ہے "ملک امریکہ کی نوجوان طبیعتین جو مغربی فلسفہ کی غبار آلود عینکین لگائے ہوئے ہین وہ اس سچے غمخوار عربی بنی نوعہ بشر کے فلسفہ الہیات پر یقین کامل لانے کے لئے تیار ہین جس کی ہدایت کی آواز کرہ زمین کے دو سو بیس ملین یعنے بائیس کروڑ آبادی مین گونج رہی ہے"

(۸) شاہان اسلام کے زمانہ مین صدہا بلکہ ہزارہا والیان ریاست صاحب سپاہ تھے اور قوم ہنود کی کمر مین تلوار مانند زنار موجود تھی پھر کیونکر اعتبار کیا جاسکتا ہے کہ بغیر تائید ایزد مقلب القلوب و جذب باطنی کے محض بزور شمشیر مسلمان کئے جاتے تھے۔ نہین نہین در اصل اسلام کی ترقی دین حق ہونے کا صلہ ہے اور حامی اسکا خدا ہے

س برہمو اور آریہ مینتھ بھی پچاس چالیس برس کے عرصہ سے جاری ہر اور ان فرقون کے بانیون نے بھی خلاف تعلیم دھرم ہنود قدیم کے اہل کتاب کو اپنے اپنے فرقون مین داخل کر لینے کی دعوت کر رکھی ہے۔ کیا ان فرقون مین عیسائی اور مسلمان ہزارہا داخل نہ ہوئے ہونگے۔

ج اس وقت تک تو ان دونون دھرمون کا عمل قوم ہنود سناتن دھرم پر ہی چل رہا ہے کسی اہل کتاب نے انکی فرقون کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہین دیکھا۔

س عدم قبولیت کا کیا سبب ہے۔

ج ایک عیسائی پادری کا لیکچر جو مشتہر ہوا ہے اُسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ برہمو دہرم کو دین مسیحی کا متبع اور نقل ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ برہمو دہرم کے بانی نے سوائے عدم قبولیت مسئلہ تثلیث کے یہہ نقل دین عیسوی کی بنائی ہے اور مسلمان اسلام کو جملہ ادیان پر فایق سمجھتے ہین پہر اہل کتاب ایسے عقلی اور نصلی مذاہب کو کب تسلیم کر سکتے ہین

س برہمو اور آریہ مذاہب کے بہگتون نے اہل کتاب کو اپنے اپنے پنتہون مین داخل کرنیکا کیا طریقہ رکہا ہے

ج برہمو دہرم کو اگر کوئی اہل کتاب اختیار کرنا چاہے تو اُن کو کسی عیسائی یا محمدی کے ساتہہ کہلانے اور اسکے ساتہہ کہانے سے کچہہ عذر نہین - مگر آریہ بہگتون نے یہ مسئلہ جاری کر رکہا ہے کہ اگر کوئی ہندو دس بیس برس کے عرصہ کا ہی عیسائی یا مسلمان ہو اگر وہ آریہ دہرم مین داخل ہونا چاہے تو وہ اسکو آریہ بناکر اپنے ساتہہ کہلا لیتے ہین - اور جو کوئی قدیمی اہل کتاب آریہ ہونا چاہے تو اسکی نسبت یہ کہتے ہین کہ دہرم مین تو مسلمان اور عیسائی کو داخل کر سکتے ہین مگر اسکو اپنے ساتہہ نہین کہلاتے نہ اُسکے ہاتہہ کا پانی پی سکتے ہین - اس من گہڑت عمل پر جو عاقل اور عالم ہین وہ ہنستے ہین اور کہتے ہین کہ واہ کیا خوب دہرم ہے کہ وہ ہندو جو بیس برس تک عیسائیون اور محمدیون کے ساتہہ کہاتا پیتا رہا ہے وہ تو آریہ پنتہ مین شامل ہو کر پاک ہو جاتا ہے اور آریون کے ساتہہ کہاتا ہے اور جو اصل اہل کتاب ہین وہ آریہ دہرم کی قبولیت سے پاک و صاف نہین ہو سکتے - پس جس حالت مین کہ آریہ پنتہ کے قبولیت سے عیسائی

اور محمدیوں کی جسمی کدورت اور کثافت ظاہری بھی پاک نہیں ہو سکتی۔ تو اس دھرم کی قبولیت سے عاقبت کیونکر پاک ہو سکے گی اور نجات کس طرح حاصل ہوگی۔ اہل کتاب ایسے کونسے جاہل اور ناداں ہیں جو ایسی دعوت پُر مغائرت کو قبول کریں گے جسکا یہہ منشا ہے محمود

| | |
|---|---|
| کہتی ہیں آؤ ساتھہ سلائیں تمہیں مگر | رکھہ لیں گے سیف کنج کے ہم درمیاں نہیں |
| بنجاؤ آریہ تو دلائینگے تم کو سرگ | کہائیں نہ ساتھہ اور کریں بات کان ہیں |

اے یارو بہلا یہہ دعوت من گھڑت برائے نام کس کام کی ہے۔ اور ایسے تنگ دستر خوان پہ کوئی زرک گوشت خوار کیوں کر مہمان ہو سکتا ہے

| | |
|---|---|
| یا مکن با پیلبانان دوستی | یا بنا کن خانۂ چون باب پیل |

اے بہائیو یہہ شرف خدا تعالیٰ نے دعوت اسلام کو ہی بخشا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کہتے ہی تمام مغائرت قومی اور ذاتی سابقہ اُٹھ جاتی ہے اور کل مومن اخوۃ کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ دستر خوان فراخ بے تعصب خدا نے اسلام کو ہی بخشا ہے۔ جسکی یہ تعریف ہے کہ ع برین خوان یغما چہ دشمن چہ دوست۔

## راجاؤں اور بادشاہونکی حکمرانی کا طریق

**سوال** - زمانہ گذشتہ کے راجگان اور بادشاہان کی حکمرانی کا طریق کیا تہا

**جواب** راجہ ہو یا بادشاہ اُن کی حکمرانی کا اصول قدیم سے یہی چلا آتا ہے کہ جو رعایا فاتحان ملک کے ساتھہ مقابلہ سے پیش آیا کرتی ہے اُسوقت حلوا مانڈہ تقسیم نہیں ہوا کرتا بلکہ کہانڈا ہی چلا کرتا ہے۔ اس امن اور عافیت کے

زمانہ مین اگر رعایا برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ مقابلہ کرنا چاہے تو کیا وہ سزاے قتل اور قید سے محفوظ رہ سکتی ہے۔ نہین ہرگز نہین۔ رعیت بہی خصم کہانی مشہور ہے اور یہ جور و غریب صورت ایسی مغرور ہے کہ بغیر لوہے کا نا دکہاے کبہی سیدہی نہین ہوئی نہ ہو سکتی ہے اسی سبب سرکشون کو سرنگون کرنا اور خیرخواہون کو سرفرازی بخشنا راجاؤن اور بادشاہون کا کام کچہہ جای الزام نہین۔

## بادشاہون کے زمانہ مین شیوع اسلام کا طریق کیا تہا

**سوال** سلاطین اسلام کے زمانہ مین دعوت اسلام کا کیا طریق تہا۔

**جواب** بادشاہون کے آغاز سلطنت کے زمانہ مین دعوت اسلام کا یہ طریق تہا کہ کسی قصبہ مین ایک ملا واعظ اور آٹہہ سپاہی اسکے محافظ اور کسی بستی مین ایک ملا اور چار سپاہی پہرہ دار تعینات ہوتے تہے انکی پند اور وعظ کے ذریعہ سے اکثر ہندو مسلمان ہوتے رہتے تہے جیسا کہ اس زمانہ مین بہی پادریون کے وعظ سے عیسائی ہوتے ہین اور گانون بستے چلے جاتے ہین ۔

**س** اس بیان کا ثبوت کیا ہے

**ج** - اگرچہ سو برس کے معاملات دنیا مین ایسے مفقود اور فراموش ہو جاتے ہین کہ جنکا کچہہ بہی پتہ اور نشان باقی نہین رہتا اور یہہ تو صدہا سال کے واقعات ہین مگر پہر بہی ان کا ایسا ثبوت موجود ہے جسکو - کہ آفتاب آمد دلیل آفتاب - کہتے ہین اور وہ یہہ ہے کہ جب گانون مین سے کوئی مارا جاتا تہا اسکی قبر پختہ بہت بلند چوڑی لمبی تعمیر کرائی جاتی تہی اور نوگزے پیر کے نام سے عبرتًا موسوم کیجاتی

تھے اور پنجابہ پانچ کسان سے جو قتل ہوجاتا تھا اسکی قبر پختہ تعمیر ہو کر پنج پیر قرار دی جاتے تھے چنانچہ ہندوستان اور پنجاب مین نوگزی پیر او پنج پیر کی قبرین موجود ہین یہ نہین ملاواعظون اور انکے محافظین ہمراہیون کے مزار ہین۔ ورنہ اسلام کے زمانہ مین پہلا نوگز کا لمبا قد کسی انسان کا کب ہوتا تھا مگر وجہ تسمیہ نوگزے پیرون کی یہی ہے جو ہم اوپر بیان کر چکے۔ پانچوین الزام کا جواب ہم سرین اور پنجاہی لقب کے تذکرہ مین لائق اطمینان کے بیان کر چکے ہین کسی بادشاہ نے امور مذہبی مین حکومت کو دخل نہین دیا۔

س اکبر شہنشاہ نے رانی جودھپور کو ستی ہونے سے حکماً باز رکہا اور ستی کا ہونا قوم ہنود مین بید شاستر کی رو سے عین مہاتم کار ثواب ہے پہر تم کس طرح کہتے ہو کہ شاہان اسلام امور مذہبی مین دخل نہ دیتے تہے۔

ج ستی ہونا ایک خون ناحق جرم خودکشی مین داخل ہے۔ اکبر شہنشاہ ایک رعایا دوست اہل اسلام تہا اُسپر فرض تہا کہ وہ اپنی محکوم رعایا کو خون ناحق سے باز رکہے پہر بھی اُسنے حکومت کو دخل نہین دیا بلکہ جریدہ طور پر بغیر فوج اور لشکرکشی کے جودھپور پہنچا اور فقط فہمایش زبانی کے ذریعہ سے رانی کو ستی ہونے سے باز رکھا تہا ؛؛

س اکبر شہنشاہ نے رسم ستی کا انسداد فقط میان با اختیار مین کیا تہا اور حکام کمپنی نے تمام ہندوستان مین اس رسم کو یک قلم بند کردیا عمل کمپنی کا لایق تعریف کے ہے۔

ج رسم ستی کے انسداد کے بارہ مین عمل شاہان اسلام اور انگریزی کمپنی کا مساوی

مساوی معلوم ہوتا ہے کیونکہ جیسے جہل کے زمانہ مین سلاطین ماضیہ نے رسم ستی کو بند کرایا تہا ویسے ہی کمپنی نے بہی اُسوقت مین اس رسم کو بند کرایا جبکہ انگریزون کی اجنبی گوری گوری ماہتابی صورتون کا اثر جاہلون کی تازہ پشت مخدوش پر چاندنی کیطرح پڑتا تہا اور اُن کے نام کی وحشت سے ملک ہند کے لوگ کانپتے تہے اگر اِس نیشنل کانگرس کے زمانہ مین رسم ستی کو بند کراتے تو یہہ تماشا بھی قابل دید ہوتا کہ گورنمنٹ کے کیسے کیسے شاگرد بارسٹر جاکٹ پتلون پہنکر عدالت مین آتے اور گورنمنٹ کی حکومت کے باگ قانونی پنجہ سے پکڑکر یہی غل مچاتے کہ ستی کا ہونا ہمارے مذہبی احکام کی رو سے مہاتم کار ثواب ہے حکام گورنمنٹ کو ہمارے امور مذہبی مین دخل دینے کا کیا اختیار ہے اور اس استغاثہ کو بغیر لندن تک پہنچائے نہ باز رہتے +

**اکبر شاہ کے مسلمان ہونے پر اشتباہ نابواب**

س ایک بڑے صاحب بہادر یورپین مورخ لکھتے ہین کہ اکبر شہنشاہ مسلمان نہ تہا اِس سبب وہ بے تعصبی سے عادلانہ کام کیا کرتا تہا۔

ج یہہ ہمارے علماء دین کی عنایت ہے جو اپنے متعصب مزاجی سے اکبر کا قافیہ الکفر سے ملا گئے ہین ان اقوال کہنہ سفال کو جو زمانہ حال کے مورخ نکتہ چین دیکھتے ہین وہ اکبر کے مسلمان ہونے پر جرح کرتے ہین اور اُن کو یہہ معلوم نہین کہ بعض بعض اسلامی کٹھ ملا متعصب ایسے بھی ہوتے آئے ہین کہ انہون نے کامل الایمان مسلمانون کو بہی اپنی مشیخت ملائی دکھانے کی غرض سے کافر لکھنے

سے دریغ نہین کیا ورنہ جیسا اصل مسلمان ہردلعزیز اکبر شہنشاہ تھا اگر ایسے دو تین شہنشاہ اور بھی ملک ہند پر حکمران ہوتے تو اسلامی سلطنت کی بنیاد ایسی مستحکم ہوجاتی کہ بغیر خدا کے اکھاڑے اُسکو کوئی نہ ہلا سکتا

## ہندوستان مین امورات مذہبی کی پاسبانی انگریزی زبان کی مہربانی ہے

سوال آجکل امورات مذہبی کی حفاظت مین بڑی بڑی باریک احتیاطین جو ہوتی ہین اسکا کیا باعث ہے۔

جواب امورات دینی اور دُنیاوی کی خبرگیری اور حفاظت کے سامان جو آجکل مروّج ہین ان سب کی پرورش اور پرداخت کرنیوالی یہی انگریزی زبان مادر مہربان ہے ورنہ غدر ۵۷ء سے پیشتر جو یہہ زبان خال خال بنام نہاد تھی تو کسیکو بھی اُمور مذہبی کی حفاظت یاد نہ تھی جسوقت اس زبان نے ترقی پکڑی تو کیا انسان اور کیا حیوان سب کے حقوق یاد آگئے ہین

| | | |
|---|---|---|
| ہر ضمن مین یہ تندی تیزی | | ہے طفیل زبان انگریزی |

س تمہاری دانست مین انگریزی زبان کا درس اہل ہند کے حق مین مفید ہے یا مضر +

ج میری راے مین اگر درس انگریزی زبان کا حد اعتدال پر قایم رہے تو اہل ہند کے دینی اور دُنیاوی کامون کی درستی کے حق مین بہت مفید معلوم ہوتا ہے اگر ترقی اسکی حد اعتدال سے بڑھکر کمال کے درجہ کو پہنچیگی تو گورنمنٹ اور رعایا دونون کے حق مین باعث ملال اور وبال جان و مال ہوگی۔ کیونکہ اس تعلیم مین

بجز ترقی معاش کے ترقی معاد کا تو کہین ذکر فکر نہین اور فقط معاش کی ترقی کا شوق خالی فساد سے نہین ہوتا ہے ٥

| دنیا خوش است لیک باندازۂ وجو | پیراہن زیادہ ز قامت بریدنی است |
|---|---|

## شاہان اسلام نے قوم ہنود کی تعلیم اور تربیت مین دریغ نہین کیا

**سوال** سلاطین اسلام کا قوم ہنود کی تعلیم اور تربیت کے بارہ مین کیا خیال تہا +

**جواب** شاہان اسلام نے قوم ہنود شریف خاندانون کی تعلیم اور تربیت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا بجز اسکے کہ قوم ہنود اور قوم مسلمان کی چہوٹی چہوٹی اہل خدمت ذاتون کی اولاد کو شاہی مدرسون مین تعلیم دینا لوعہدہ دار بنانا پسند نہین رکہا تاہم دین اور دہرم کی تحصیل سے کسی مسلمان اور ہندو کو ممانعت نہین کی لیکن انتظام سلطنت کے بارہ مین جبتک وہ بادشاہت کرتے رہے اُن کا یہی خیال رہا۔

| سفلہ خوش پوش را بر مسند خود جا مدہ | کفش گر زرین بود بالاے سر نتوان نہاد |
|---|---|

آج اس عمل کو چاہو انصاف مین داخل سمجہو یا ظلم مین ۔ باقی رہے قوم ہنود کے خیالات مذہبی سو وہ اُس زمانہ مین ایسے پختہ تہے کہ جن معاملات کی اصلاح کو اس زمانہ مین قوم ہنود انگریزی خوان آجکل انصاف سمجہتی ہے اُنکے بزرگ ایسے معاملات مین دخل دینے والہ کو ظالم سمجہتے تہے ۔ قوم ہنود اپنے عقاید دہرم کو تو مبدا کاسبانی کے متعلق بتلاتی ہے اور اُنکا سبانی عقاید کے اصول کا بدلنا

امر محال ہوتا ہے اب جای حیرانی ہے کہ یہ کیسا اصول کاسبانی تہا جس کو انگریزی زبان کے درس نے یک قلم درہم برہم آلٹ پلٹ کردیا زمانہ گذشتہ کے پنڈتون کو بید اکاسبانی کے علم سے جاہل قرار دیا جاتا ہے اور جو افعال قوم ہنود کے بزرگ سخت بیدہرمی مین داخل سمجہتے تہے انہین افعال کو آج اُنکی اولاد عین دہرم کار ثواب بتلاتی ہے۔ جن افعال کی قایمی اور سلامتی کی اُنکے بزرگ پرمیشر سے دُعا اور بادشاہون سے التجا کرتے تہے انہین کرم دہرم کے دفعیہ اور اجرا مین اُنکی اولاد گورنمنٹ انگریزی سے التجا کررہی ہے اور گورنمنٹ اسمین دست اندازی کرنا قبول نہین کرتی۔ اِسلئے ہماری سمجہہ کا تو یہی مقتضا ہے کہ درس زبان انگریزی بید پران شاستر کی تعلیم پر غالب آگیا ہے اور اُنکی تمام مذہبی تعلیم کو مغلوب کردیا ہے یہ قوم زبان انگریزی پر عاشق ہوگئی ہے اور عشق کا یہی مقتضا ہوتا ہے کہ وہ دین اور دہرم کی کچہہ پرواہ نہین رکہتا ؎

| | |
|---|---|
| چنان دادہ دل بہ نقش درم | کہ ہستی ز ذوقش ندیم و ندم |

## ہندوستان کی سلطنت کا اصل حقدار کون ہے

**سوال** - بیان کرو کہ ہند کی سلطنت کا کون مستحق ہے

**جواب** - اگر ایک ہزار سال گزشتہ سے پہلے کا ذکر پوچہتے ہو تو وارث اس ملک کی حکومت کے ذات چہتری مین سے تہے جب قوم مسلمان اُنپر بزور شمشیر غالب آئی تو شاہان اسلام نے بہی بعد فتحیابی کے اکثر چہتری جگان کو اپنی اپنی مین دا لیئے ملک باختیار رکہا اور اسوقت تک عہد انگریزی میں بہی

گورنمنٹ کی ماتحتی مین انہین کی اولاد بااختیار راج کررہی ہے قدامت کی رو سے تو اسی ذات کے عالی خاندان اپنی اپنی ریاست کا راج کرنیکے مستحق متصور رہین - اور باقی کل قوم ہنود انکی پرجا مین شمار ہوتی ہے -

دوم قوم مسلمان شیخ سید مغل پٹھان جنہون نے قریب ایک ہزار سال تک بادشاہت کی ہے اور سو ڈیڑھ سو برس کے عرصہ سے تازہ بیدخلون مین شمار ہین اور اگرچہ یہ بہی اپنے آپ کو ہند کی سلطنت سے فیض اور فایدہ پہنچنے کے حقدار اور امیدوار ہے لیکن وہ بادشاہت کو کچہہ ورثہ و ترکہ نہین سمجہتے کیونکہ انکی شریعت کا مقتضا مطابق اس آیت قرآنی کے ہے قل اللھم مالک الملک توءتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیء قدیر ۃ ترجمہ کہہ یا اللہ مالک ملک کے دیتا ہے تو ملک جسکو چاہے اور چہین لیتا ہے ملک جس سے چاہے اور عزت دیتا ہے جسکو چاہے اور ذلت دیتا ہے جسکو چاہے بیچ ہاتہہ تیرے کے ہے خیر تحقیق تو اوپر ہر چیز کے قادر ہے - پارہ سوم آل عمران

سیوم اور جیسی نوعی سلطنت گورنمنٹ انگریزی کررہی ہے اس قاعدہ کی رو سے تو بیشک ہندی رعایا بہی سو رمملکت مین شامل یوروپین ہوکر دوم درجہ کی حکمرانی کے مستحق ہے بشرطیکہ قوم فاتحہ گورون اور کالون کو عدل و انصاف کی نظر سے دیکہنا منظور رکہے سو یہی امر ابتداے عملداری گورنمنٹ سے غیر ممکن چلا آتا ہے اور اسکا ممکن ہونا بہی نظر نہین آتا -

س ۔ جو اولاد راجگان اِس وقت تک رئیس با اختیار ہین اُن کو بہی حقوق ملکی کا کچہہ مطالبہ گورنمنٹ سے ہی یا نہین ۔

ج ۔ اولاد راجگان کو سواے اپنی ریاست مقبوضہ کی سلامتی و قائمی کے اور کسی قسم کا دعوے نہین اور اگر آج رئیسان با اختیار بہی یہ شکایت کرین کہ مسلمانون نے ہمارا ملک چہین لیا تہا اور اب انگریزون نے غصب کر رکہا ہی تو اُنکو بہی یہ جواب معقول دیا جا سکتا ہے کہ سلطنت ایک منصب خداداد ہے کسی کے باپ دادا کی میراث نہین ۔ اور اس زمانہ مین جو بعضے منہ زور خوشامدی شاہان اسلام کو بِن بلائے مہمان لکہتے ہین ایک طرح سے تو اُنکا یہہ کہنا صحیح معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان مین یہ مثل مشہور ہے کہ ۔ اَتر اشحنہ مرد کنام ۔ کہلاتا ہے لیکن ہم ایسے مضمون نگارون سے نیک نیتی کے ساتہہ پوچہتے ہین کہ کیون جناب ہند کی بادشاہت کوئی برہمنون کا ہوتا ہے یا کہیر کی تہالی کہ قوم ہنود جسکو چاہا بلا کر یہہ تہالی حوالہ کر دے وہی کہا ے اور دُچہنا پائے ۔ نہین نہین یہہ سلطنت ہی مہمانی کی تہالی نہین نہ مسلمانون کو کسینے دان پن کر کے دی تھی ۔ نہ انگریزون کو سنکلپ کر کے بخشی بادشاہت جیسی دست بدست چلی آئی ہے ویسی ہی مسلمانون نے بھی پائی تہی اور ایسی ہی انگریزون نے بہی حاصل کی ہی

| | |
|---|---|
| عروسِ ملک کسی در کنار گیرد تنگ | کہ بوسہ بر لبِ شمشیر آبدار زند |

اور جبتک کہ یہہ طاقت خداداد کسی قوم کو حاصل نہ ہو اُسوقت تک سلطنت کی حرص اور ہوس کرنا حسد اور کوتہ اندیشی کے دریا مین ڈوب کر مرنا ہے ۔

اب ہم اِس ذکر سے درگذر کر کے یہ بات کہتے ہین کہ اسملک ہند کی عوام الناس

رعایا اپنے آپ کو موروثی حقدار راج کے سمجہین یا غیر موروثی یہ اُنکو اختیار ہے
مگر قوم مسلمان جو صدہا سال سے اُنکے ہمسایہ اور رنج و راحت شادی غمی کے
شریک ہین اُسکو مخالفانہ نگاہون سے دیکہنا اور تعصب مذہبی کی وجہ سے
اُسکو اپنا دشمن سمجہنا بڑی غلط فہمی اور کوتہ اندیشی مین داخل ہے اور نتیجہ اس سمجہہ کا
فریقین کے حقمین سخت مضر معلوم ہوتا ہے اگر کچہہ بلند حوصلگی اور اُولو العزمی کا
خیال دل مین پیدا ہوا ہے تو غور فرماؤ کہ جب عوام قوم ہنود انگریزی علوم کا کمال
حاصل کرکے جمہوری یا نوعی بادشاہت کرنے کے لایق ہوجاینگی تو قوم مسلمان
کیا اِن کے تازہ اقبال کی یاوری کے سامنے سرتابی کرسکتی ہے؟ نہین
نہین اقبال خداداد مین تو یہہ تاثیر ہوتی ہے کہ دشمن بہی اُسکے آگے سر جہکا
دیتا ہے۔ اور اقبال خداداد سے منحرف نہین ہوتا۔ لیکن یہہ اقبال جسکی یاوری
کے اہل کانگریس امیدوار ہین یہ تو انگریزی پالسی کا نقال ہے پہر اس تحفہ خواب
کی امید موہوم پر عوام الناس اقوام ہنود کو گائی بیل کے حفاظت کے حیلہ
بہانہ سے مسلمانون کے ساتہہ لڑانے کی تدبیرین کرنا وبال ملک کے آثار نہین تو
اور کیا ہے۔ اے یارو ہندی رعایا خادمیت کے لایق تو ضرور ہوگئی ہے لیکن
مخدومی کا دعوے ابہی تک صحیح نہین

س کیا ثبوت ہے اس بات کا کہ قوم مسلمان کو قوم ہنود کی فرمانبرداری سے
عار نہین ہے؟

ج ثبوت اسکا تو روز روشن کی طرح آنکہون کے سامنے ہزار سال سے
موجود ہے کہ ہندوستان کے ہندو اور مسلمانون کو ایک دوسرے کی

فرمانبرداری اور خدمتگذاری مین ہرگز عار نہین - کیونکہ وہ کونسا راجہ مہاراجہ ہے جسکی ریاست مین مسلمان رعایا جاگیردار اور زمیندار اور علے قدر لیاقت منصب وزارت سی لیکر پیادہ اور چپرہ دار تک خدمتگذار نہین - اور وہ کونسا مسلمان رئیس نواب عالیجناب ہے جسکی سرکار مین ہندو اعلی اور ادنے خدمات پر ماسور نہین - سوائے رئیسان با اختیار کے جو قوم ہنود اور مسلمان مین ادنے درجہ کے زمیندار اور دوکاندار اور ٹھیکہ دار ہین اُنکے کارخانون مین بہی ہندو اور مسلمان نوکری چاکری نہایت تابعداری اور جان نثاری کے ساتہہ صدہا سال سے اسوقت تک کر رہے ہین - ہندو راجاؤن کی فوج کے مسلمان سپاہی اور مسلمان نوابون کے لشکر کے ہندو سپاہی ہمیشہ بلا امتیاز دہرم اور دین کے حق نمک خواری کو مقدم سمجھکر برابر جنگ کرتے رہے ہین - سوائے اسکے اسے تیس سالہ مدت کے تعلیم یافتو تم اپنے دل مین غور کرو کہ مسلمان ذی علم مہابجی شریف خاندان قوم ہنود کے انکی کئی پشت سی معلم اور اتالیق ہین اور وہ بزرگ تمہارے ابہی تک زندہ موجود ہین جنہون نے اُن سے تعلیم پاکر علمی لیاقت اور بڑے بڑے جلیل القدر مناصب حاصل کر چکے ہین اُنسے دریافت کرو کہ وہ اپنے معلمون کے ساتہہ کس سعادتمندی اور حسن سلوک سے تادم زندگی پیش آتے رہے ہین کہ کسی شاگرد نے کبہی اپنے اُستاد مسلمان کی عزت اور توقیر کو اپنے والد اور گورو کی قدر اور منزلت سی کم نہین سمجھا - اب افسوس کا مقام ہے کہ قوم ہنود اور مسلمانون کے بچون نے اِس زمانہ مین عجیب قسم کی تعلیم پائی کہ پہلی ہی پشت مین اُستاد پشت کی معلمی اور اتالیقی اور بہیا چاری سمکے

حقوق دلون سے بھلا دئیے اور اک ہی ہلکا سا دور علمی برانڈی کا پیکر ایسے متوالے اور بے صبر بنگئے کہ مسلمانون کو اپنا دشمن پکار اُٹھے۔ یہہ شتاب زدگی دور اندیشی انصاف پسندی کے خلاف ہی کیونکہ جب تم اپنے قدیم معلمون اور اتالیقون سے کسی قسم کی خودغرضی اور بیمروتی سے پیش آوگے تو تمہارے جدید معلم تمسے کیا اُمید وفاداری کی رکھین گے اور نتیجہ اسکا ہندی رعایا کے حق مین بجز اسکے اور کیا ہوگا کہ ع اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی۔ لہذا ہماری سمجھ کے نزدیک تو یہی عمل مناسب ہے ع دلا در وفا باش ثابت قدم

## بیدشاستر دہرم کا اصول

س جو دہرم ہنود کئی ہزار برس سے مروج ہے اسکا اصول کیا ہی

ج بیدشاستر دہرم کا اصول تو نہایت باریک اور نازک اور طول اہل ہے جسکی تشریح کو ایک جدی کتاب چاہیے مگر بحسب ضرورت مشتے نمونہ از خروارے لکھا جاتا ہے۔ اس دہرم کے معتقدون کا عقیدہ یہ ہے کہ پرمیسر جسکا نام ہے وہ واحد لاشریک ہے اور صفت پرمیسر کی الکھ نایاب۔ اور وہ الکھہ کوئی وستو شئے نہین وہ نرگن تنزیہ ہے — اور اُس نرگن پرمیشر نے جو اپنے اوتارون پر بید کا سانی نازل کئے اُنکے ذریعہ سے برہما۔ بشن۔ مہیس تین اوتارون کو یہہ اختیارات دے ہین کہ ایک مخلوق کو پیدا کرتا ہے اور دوسرا اُسکو پالتا ہے اور تیسرا اسکو مارتا ہے

باقی رہا پرمیشر کا جاننا اور پہچاننا کہ وہ کیا ہے اور کہان ہے سو اُس الکہہ کا پتہ اور نشان کچھہ نہین اور بید انتی مہان پرش گیانی اُسکی توحید اس تعریف کے ساتھہ بیان کرتے آئے ہین

| | |
|---|---|
| سب کے پاس سبہی سے نیارا | الکہا نہ جائے اپرم پارا |
| پاس کہو تو پاس ہے اور دور کہو تو دور | جان آجان جہانمین سب مین ہی بہر پور |
| آپ لگایا آپ ہین اور ڈہونڈن ہارو آپ | اور ہوئے تو پائے وہ تو آپ ہی آپ |

اور جو ذات پرمیشر کی ایسی الکہہ نرگن اور سرگن مانی گئی ہے اُسکی پوجا کا طریق یہ ہین ہے کہ جو وقت اُسکی عبادت اور بندگی مین مشغول ہوتے ہین تو اُن دیوتاؤن کی موہ بتون مین سے کہ جن سے جس کو اعتقاد اور محبت ہے اُسکی مورت یعنی تصویر کو بنام نہاد روپ پرمیشر ایک آلہ تصوّر کا قرار دیکر آنکہون کے سامنے کر لیتے ہین اور اُسی مورت کے ذریعہ سے پرمیشر بے صورت کا دہیان یعنے تصوّر دل مین کرتے ہین اور اِس تصور کی پختگی کا دہیان رکہتے ہین کسی دیوتا کی مورت کو معبود حقیقی نہین سمجہتے پرمیشر بےصورت کا تصوّر باندہنے کے لئے تصویر سے کام لیتے ہین اِس دہرم کے بہگتون کی جو پہلی منزل عبادت کی ہے اُسکا نام کرم کانڈ ہے اور اُس مین نہایت تجمّم اور صفائی اور پرہیز گاری کے ساتہہ شام اور صبح پوجا پاٹ کرتے ہین اور معمولی تیرتہون کا کرنا اِسمین مہاتم یعنی کار ثواب ہے۔ دوسری منزل کا نام گیان کانڈ ہے جسمین گورو دہارنا یعنے پیر پکڑنا اور اُسکی فرمانبرداری اور سیوا کرنا اور جو گرو تعلیم کرے اُسپر دلی یقین کے ساتھہ

عمل کرنا فرض ہے ~

ست گرو ایسا چاہیئے جو صیقلی گر سا ہو ۔۔ جنم جنم کے مورچے پل مین ڈالے کہو

اول تو کرم کانڈ اور گیان کانڈ کی منازل ہی ختم نہین ہونے پاتین کہ کروڑون آدمی اسی مین مرجاتے ہین۔ بعضے خوش نصیب ایسے ہوتے ہین کہ اول منزل مین ہی اُن کو گیان دہیان ہو جاتا ہے بعضے ایسے ہوتے ہین کہ دوسری منزل مین اور بعضون کو نہ اول نہ دوم مین اور کروڑہا کا یہی اعتقاد ہے کہ

رام نام لیتے رہو جب لگ گہٹ مین پران ۔۔ کبہی تو دین دیال کی بہنک پڑیگی کان

اور جو لاکہون کروڑون مین سے پرمیشر کے پیارے اُسکے بہید کے بیراگی عاشق دنیاداری کو تیاگ ترک کرکے تیسری منزل مین قدم رکہنا چاہتے ہین اُسکا نام لین۔ فنا ہے جسکا تعلق سنیاس ست سے ہے۔ جبوقت سنیاس ست اختیار کرتے ہین اُس وقت گرو یہ تعلیم اور تلقین کرتا ہے۔ کہ اے پرمیشر کے بہید کے بیراگی اَب تو اپنے دل مین یہہ خیال کر جیسے کہ کنواری لڑکیان نادانی کی عمر مین گڑیون کا بیاہ منگنا کرکے کہیلا کرتی ہین اور جب وہ خود منگنی بیاہ کے لایق ہو جاتی ہین اُس وقت اُنکو یہ گیان اور تمیز پیدا ہوتی ہے کہ یہہ تو ہمارے ہی خاوند کے بیاہ کی نقل ہے تب وہ اُسکو چہوڑ چہاڑ کر اصلی خاوند کی یاد اور دہیان مین مشغول ہو جاتی ہین۔ سوائے پرمیشر کے وصال کے طالب سنیاس ست مین حقیقی خاوند پرمیشر ہے اب تو یہہ سمجہہ لے کہ جو کچہہ عبادت کرم کانڈ اور گیان کانڈ وغیرہ مین تو نے

کی تہی وہ سب پرمیشر کی شناخت اور ملنے کی غرض سے تہی اور وہ ایک گڑیون کا کہیل تہا جسکو چہوڑکر اب اصلی خاوند کی حضوری مین حاضر ہوتا ہون اور مین لین یعنے فنا ہون اور جو کچہہ ہے پرمیشر ہی پرمیشر ہے اور سارا جہان انربچنی یعنے ہیولاے عدم ہے اگرچہ سنیاس مت اختیار کرنے مین بہی ہزار ہا بیراگی سر منڈاتے ہین مگر اصل سنیاس مت کے بہید جاننے اور پہچاننے والے وہی بہگت ہوتے ہین جنہون نے کرم کانڈ اور گیان کانڈ مین اعلی درجہ کی ریاضت اور مجاہدہ کیا ہوتا ہے اور بدیاوان ہوتے ہین - اور ایسے خوش نصیب ہزارون اور لاکہون مین دو چار ہی ہوتے ہین کہ جنکے سر پر اُسترا چلتے ہی اسرار فنا کہل جاتا ہے ورنہ اکثر محروم ہوتے ہین جیسا کہ یہہ قول مشہور ہے -

لٹو سنہہ ٹر بکی ہمنے موتی لگو نہ ہاتھ ساگر کا کی دوش ہے ہین ہمارے ساتھ

مگر جس کسی پہ پرمیشر کی کرپا ہوتی ہے اور اسرار فنا کہل جاتا ہے تو انجام کار اُسکی سمجہہ بوجہہ کا یہہ حال ہو جاتا ہے

وہ دیوال پرین بہیوجت دیکہون اُت توئے کنکر پتہر ٹہیکرے رہی آرسی ہوئے
مالا لکڑ ٹہاکر پتہر تیرتہہ ہین سب پانی بید شاستر ساری دیکہے سب ہی ہیت کہانی
مالا جپون نہ کر جپون اور مکہہ سے کہون نہ رام سوراہر مہہ کو بہجے اور مین پاؤن بسرام
دہیان گیان سب مٹ گئی اور سبہا بہی سب سُن اونچ نیچ انتر نہین نہین پاپ نہین پُن

مگر کرم کانڈ جو منزل شریعت کی ہے اُسکی یہ تاکید ہے کہ جبتک لین فنا کا بہید نہ کہلے اور بہگت کے ہوش حواس قایم رہین اُسوقت تک ظاہری عبادت

اور بندگی پرمیشر کی اور دہیان اور گیان مین بدستور ثابت قدم رہے اور
جو کوئی بغیر حاصل ہونے فنا کلّی کے ایسی سُنی سنائی بیدانت باتین عام
جاہلون کو سنا کر گمراہ کرے تو کرم کانڈ یعنے شریعت کے پنڈت اُس کو
ناستک قرار دیکر سزا دینے کے مجاز ہین کیونکہ بہید پرمیشر کا ایسا لا انتہا ہی
کہ جس کے مقابلہ مین انسان کا گیان ایسا بے وجود سمجھا جاتا ہے ۔
جیسا یہہ قول مشہور ہے

| | |
|---|---|
| مصری کا پربت بہیو اور کٹہری نکسی آئے | اُن کمہ اپنا بہر لئیو پربت کا کی جائے |

**رائے مولف** بید شاستر دہرم کے جو منقول عقاید مُروّجہ ہین اُن کا تعلق
عشقبازی اور باطن پرستی سے وابستہ معلوم ہوتا ہے اور یقین اہل شاستر
کا غیب کے معاملات کی تسلیم اور نادر پرستی مین زیادہ تر قوی پایا جاتا ہے ۔ اور
اُنکی عبادت ظاہری کا سلسلہ یہہ خبر دیتا ہے کہ اِس پُرانے دہرم کے عالِم
عشق مجازی کو عشق حقیقی کی نردبان سمجھتے ہین ۔ کیونکہ تصویر کے تصوّر
سے جو پرمیشر کا دہیان باندہنا قرار دیتے ہین تو بیشک تصور ایک شعبہ
ہے عشق بازی کا اور جو تصور کسی شے کا عشق کے ذریعہ سے ہوتا ہے وہ
اثر تاثیر سے خالی نہین ہوتا اور یہہ بھی امر مسلّم ہے کہ جو واقعات عشقیہ ہوتے
ہین وہ اکثر عقل کے خلاف ہوتے ہین اور عشق اور عقل مین بیر ہے اور
افعال عشقیہ اور عقلیہ اجتماع ضدین مشہور ہین

س کیا ثبوت ہے اِس بیان کا کہ واقعات عشقیہ خلاف عقل ہوتے ہین
ج ثبوت یہی ہے کہ عقل کی رو سے عشق ایک شاخ ہے مرض جنون

کی جبتک کہ عاشق شے مطلوبہ کو نہین پاتا اُسکی طلب مین دیوانہ دہرم اور دین سے بیگانہ ہو جاتا ہے عاقل اُسکو مجنون سمجہتے ہین اور وہ عاقلون کو باولا بتلاتا ہے ؎

| | |
|---|---|
| جا کی جا کو لگن ہے واہی وا کو رام | روم روم مین رچ رہو نہین اور سے کام |

اور مفہوم عاشق اس قسم کا خلاف عقل ہوتا ہے

**نقل** ہے کہ ایک روز کسی نے قیس سے یہ سوال کیا کہ مسلمانون مین جو خلافت کی پس و پیش کا جہگڑہ چلا آتا ہے تم بتلاؤ کہ سب سے پہلے خلیفہ ہونے کا حقدار کون تہا مجنون نے جواب دیا کہ اصل حقدار تو لیلی تھی اب یہہ جواب عقل سے تو صریح خلاف ہے مگر مقتضائے عشق کے خلاف نہین

**س** تم بہی علم غیب اور تاثیر عشق کے قایل ہو یا نہین

**ج** ہان علم غیب کے اس قدر قایل ہین جیسے کہ انبیا علیہ السلام نے خدا کی ہستی غائب اور دوزخ اور بہشت اور فرشتے وغیرہ کو عالم غیب قرار دیکر تسلیم کیا ہے اسیقدر ہم بہی علم غیب کے مُقِر اور معترف ہین اور عشق حقیقی ہو یا مجازی اُسکی تاثیر کے بہی مقبل ہین محمود

| | |
|---|---|
| عشق ہے اک تخم نخل اتحاد وصل یار | ہر کسی کے کب ہے مین دلمین جاے عشق ہے |
| سوز پروانہ ہے یہ خندان عبث شمع رگس | بوالہوس کیا جانے کیا شرط و جزائے عشق ہے |
| عشق ہے اک خم رہ دمساز نار راز حق | عقل عام اک لولی کا فرادای عشق ہے |

لیکن ناظرین حق بین پر ظاہر ہو کہ اسلامی شریعت کا جو انتظام خاص علم ظاہری سے متعلق ہے اسلئے اسلام کے مسایل بہی عین مطابق علم معقول کے

ہین باقی رہا علم طریقت جسکا تعلق سرمخفی شان ولایت سے ہے اگرچہ علم طریقت کا منبع اور ماخذ بہی علم قرآن اور حدیث ہے گر پہر بھی اسکی تکمیل اور ترتیب مین اس قدر احتیاط کامل لمحوظ رکھی گئی ہے کہ عشقیہ واقعات کو شریعت سے ایسا جدا کر دیا گیا ہے ۔

| | |
|---|---|
| آن رازکہ در سینہ نہانست نہ وعظ است | بر دار توان گفت و منبر نتوان گفت |

لیکن قوم ہنود کے پنڈتون نے باطن پرستی کے مسایل عشقیہ کو اپنے ظاہری علم شریعت مین ایسا خلط ملط کر کے استعمال کر رکہا ہے کہ اِس بے التزامی کے سبب فلسفیون کو اِس مذہب کے عقاید پر اعتراضون کی بہت گنجایش ملتی ہے جسکی جوابدہی مین اہل ہنود کو مجبور ہونا پڑتا ہے۔ مگر دہرم شاستر کے پابندون مین ایک یہہ بہی خوبی ہے کہ اول وہ حتی الامکان کسی کے ساتہہ مذہبی مباحثہ اور مناظرہ نہین کرتے اور جو کوئی خواہ نخواہ گلوگیر ہو تو وہ علم غیب کے مسایل عشقیہ کی جوابدہی کے وقت جن کا ظاہر مین کچہہ ثبوت نہین یہہ بات صاف کہہ دیتے ہین کہ یہہ ہمارا اعتقادی عمل ہے جسکے سبب مخالف کو مناظرہ سے درگزر کرنی پڑتی ہے ۔

س ۔ وہ کون سے مسایل ہین جو علم معقول کے خلاف ہین ۔

ج ایسے مسایل تو بہت ہین مگر نمونہ کے طور پر دیکہو ستی ہونیکا مسئلہ کہ اِسکے علم منقول کے رو سے تو جائز بلکہ مہاتم کار ثواب ہے اور کسی ستی کا یہہ قول موید اِس امر کا ہے کہ ستی ہونا کسیقدر فعل عشقیہ اور کسیقدر ناقص العقلی کا مقتضا ہے ۔

سائین سے سانچی رہون اور سکہین مین رہے لاج

شبد ملا دا آج ہے باج ڈہول رہے باج

پس ظاہر ہے کہ دہرم کے حکم سے تو یہہ فعل جائز اور عقلاً صریح جرم خودکشی اور ناجائز اور ناقص العقلی پر گمان اس وجہ سے ہوتا ہے کہ جلنے کے وقت صدہا عورتون مین سے ایک دوہی ثابت قدم رہتی ہین ورنہ اکثر جب زندہ جسم کو آگ لگتی ہے تو وہ جان بچانے کو بھاگنا چاہتی ہین مگر بمحافظ اُن کو دہرم کے حکم کے مطابق بھاگنے نہین دیتے بلکہ زبردستی پہونک دیتے ہین

دوسرے دیکھو علم منقول ہنود کی رو سے بیوہ عورتون کا عقد ثانی قطعی ناجائز ہے اور عقل کے صریح خلاف کیونکہ عقل یہہ جرح پکڑتی ہے کہ یہہ کیا حکم الکاسانی ہے کہ مردون کے حال پر تو پرمیشر کی یہہ عنایت اور مہربانی ہے کہ ایک باپ کی تین بیٹیان ہون تو تینون ایک وقت مین ایک جنوائی کو بیاہ دیجائین اور رانڈون کے حال پر یہہ بے رحمی کہ اگر وہ بگیناہ آٹھ سات برس کی عمر مین ہی بیوہ ہو جائین تو پہر اُنکے دوبارہ بیاہ کرنیکا کسی کو اختیار نہین ✦

## شاستر دہرم اور آریونکی بحث مذہبی کا نمونہ

سوال آریہ دہرم کے بانی نے اِس قسم کے جسقدر مسایل خلاف عقل تہے اُن سب کو ترمیم کر کے دہرم ہنود کے عقاید کو کسیقدر مطابق علم معقول

کے بنا دیا ہے - پہر آریہ دہرم کو اہل شاستر کیون نہین قبول کرتے -

ج آریہ دہرم کی قبولیت کے بارہ مین جو ہمنے دہرم سبھا کے پنڈتون کی تقریرین سنین اُنکا خلاصہ یہ ہے " - اہل شاستر کہتے ہین کہ ہمارے دہرم کا اصول عقلی نہین بلکہ احکام اکاسبانی کے رو سے ہے اور عیسائی اور محمدی جو قدیم سے ہمارے مذہب پر اعتراض بُت پرستی اور شرک ہونیکا کرتے ہین اور اُن کے اعتراضون سے بچنے کے لئے پنڈت دیانند جی نے بُت پرستی کو اپنے پنتھ جدید مین شرک ناجائز قرار دیا ہے ہمین اُن مخالفون کے اعتراضون کی کچہہ پروا نہین کیونکہ تصوّر کا نام بُت پرستی ہے اور تصور سے کوئی دین خالی نہین ÷

س اہل شاستر اِس دعوے کی کیا دلیل رکہتے ہین کہ تصوّر سے کوئی دین خالی نہین ہے -

ج اہل شاستر اسکا یہہ جواب دیتے ہین کہ عیسائی اور محمدی غائب خدا کی ہستی کو خیالی تصویر کے ذریعہ سے حاضر اور ناظر جانتے ہین اور ہندو غائب پرمیشر کی ہستی کو تصویرون کے توسّل سے موجود سمجہتے ہین - تو پس اب ہماری اور اُنکی سمجہہ مین یہہ تفاوت ہی کہ وہ خیالی بُتون سے کام لیتے ہین اور ہم پتہر کے بتون سے پہر ہمکو مخالف مذاہب سی خایف ہوکر بتون کا تصور چہوڑ دینا کیا ضرور ہے -

دوم بیوگان کا دوسرا بیاہ نہ کرنا جو بظاہر خلاف عقل اور ظلم معلوم ہوتا ہی یہی عمل احکام باطنی دہرم کے روسے عین انصاف ہی - دلیل اسکی یہ ہے

کہ اواگون کے مسئلہ کو صحیح ماننے سے یہہ مراد ہے کہ جو انسان جون گزشتہ مین جیسے کرم کرے ویسا ہی جون آیندہ مین اپنے کرمون کا بدلا پاوے۔ اسلیئے ہندو دہرم کا منشا باطنی یہہ ہے کہ جو عورتین بچپن کی عمر مین بیوہ ہو جاتی ہین یہہ وہ روحین ہین کہ جنہون نے جون گزشتہ مین بیگانے خاوندون کو بہوگا اور اصل حقدار عورتون کو محروم رکہا اور اُنکی حق تلفی کرکے ستایا ہے وہ جون آیندہ مین شریف خاندانون مین جنم لیتی ہین اور رانڈین ہوکر اپنے بداعمالون کی سزا پاتی ہین۔ چونکہ یہہ بدلا اُنکو کا پرمیشر کے انصاف خفیہ و عمل باطنی کیطرف سے ہے اسلیئے ظاہر مین تو عقلی بندون کو ظلم معلوم ہوتا ہے اور باطن مین عین انصاف ہی۔

تیسری ۳ دلیل دہرم کی یہ بتلاتے ہین کہ جبتک لڑکیون کا بیاہ نہین ہوتا دہرم کے حکم سے اُنکا وارث باپ ہوتا ہے جب نکاح کا وقت آتا ہے باپ اپنی دختر کو پرمیشر نمط (خدا واسطہ سنکلپ) خیرات کرکے جوائی کے حوالہ کردیتا ہے اور پیتے یعنے خاوند اُسکا مالک ہوجاتا ہے اور اُس کو یہانتک اختیار ہوتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنی استری کو دان کرسکتا ہے اور جب اصل مالک یعنی شوہر عورت کا مرگیا تو پہر وہ کسی کی ملکیت مین نہ رہی اور باپ اُسکو پہلے ہی خیرات کرچکا ہے اور جو شے کہ ایک مرتبہ دان ہو چکی اب خیرات ہوئی وستو کو دوبارہ خیرات کرنیکا دہرم کی رو سے کوئی مجاز نہین پہر دوسرا بیاہ بیوہ کا کرے تو کون کرے

چوتہی دلیل تقدیری یہہ ظاہر کرتے ہین کہ جسکو پرمیشر بدکرمون کا بدلا دیتا ہی

اور دکہہ پہنچاتا ہے اُسکو کوئی بندہ سُکہہ کس طرح پہنچا سکتا ہے

س بیگانے خاوندونکو بہوگنا اور اُنکی بیاہی ہوئی حقدار عورتون کو محروم رکہنا تو رام جنی پاترون کا پیشہ ہے اگر اُن کو بیوگان کی جون مین لاکر سزا دی جائے تو بظاہر ایک بات عالم غیب پر دلالت کرتی ہے لیکن اس قسم کے جو مرد زانی اور فاسق اور فاجر ہین اُن کو پرمیشر نے سزا سے کیون محفوظ رکہا

ج زانی مردون کی سزا دینے کے بارہ مین اہل شاستر یہہ کہتے ہین کہ کوئی رُوح بذاتہ مرد یا عورت نہین ہوتی مگر حمل مین اگر مزاج مرد یا عورت قایم ہوتا ہے۔ پس کیا تعجب ہر کہ زانی مرد ہی اِنہین بیوگان کی جون مین جنم لیتے ہون اور اپنے بدکرمونکی سزا پاتے ہون۔ او صغیر سنی مین شادی لڑکون کی اِس ضرورت سے کرتے ہین کہ احکام دہرم کی رو سے باپ کے گہر مین کنواری لڑکیون کو آثار بلوغت کا ظاہر ہونا مہا دوش ہے۔ اِس وجہ سے کہ جب کنواری کو باپ کے گہر پہول آیا اور اُس نے بیاہ نہین کیا تو باپ کے ذمہ گناہ قطع نسل عاید ہوتا ہے۔

س۔ اگر کوئی فلسفی عالم یہہ دریافت کرے کہ بتلاؤ آجکل فلانے شخص کی روح کس جون مین ہے تو تناسخ ماننے والے اِسکا کیا ثبوت دیسکتے ہین

ج یہی جہگڑا اور تنازعہ تو آجکل اہل شاستر اور آریون کے درپیش ہو رہا ہے کہ آریہ فلسفی یہہ اعتراض کرتے ہین کہ ہم آدہ آنہ محصول دیکر جو ڈاک کے صندوق مین چہٹی ڈالتے ہین اُسکی رسید چند روز مین آجاتی ہے اور برہمن کروڑون اور پدمون روپیہ کا بہوجن شرادہ کے بہانہ سے کہا گئے اور باشندگان لوک کی رسید

انکاپیٹ کس قسم کا صندوق ہے - اور برہمن اس اعتراض کا یہہ جواب دیتے
ہین کہ جیسا اواگون کا مسئلہ غیبی اور اعتقادی ہے اور ظاہر مین اسکا کچھہ ثبوت
نہین ویسا ہی شہرادہ کی باشنہ کا پہنچانا مردون کی روح کو ایک ضمیمہ ہے
اواگون کی قبولیت کا اور دونون کا تعلق اعتبار غیب سے ہے - پس جبحالت
ہین کہ پنڈت دیانندجی نے مسئلہ تناسخ کو صحیح سمجھہ کر تسلیم کیا ہے اور آریا اپنے
گرو کی روح کی رسید نہین دیسکتے کہ وہ اب کس جون مین ہین تو پہر وہ ہم سے
ہنود جن کی باشنہ کی رسید کس منہ سے مانگتے ہین - تناسخ کا مسئلہ صریح خلاف
عقل ہے اسکو صحیح ماننا اور اسکے تعلقات اور ضمیمہ کو غلط بتلانا پنڈت جی کی
عقل جزوی کا قصور ہے اسی سبب ہم آریہ دہرم کو عقلی دہرم سمجھتے ہین
اور نہین مانتے - اگر ہمارے دہرم کا مدار عقل پر ہوتا تو ہمیشہ جب زمانہ بدلتا
ہے اُسکے عقاید بھی بدل جایا کرتے ہین اور ہر نئے زمانہ کی رفع ضرورت کیسے
مطابق نئے مسایل بنا لئے جاتے تو ہزارہا سال تک یہہ دہرم اپنی اصلی حالت
پر کیونکر قایم رہتا - اب نہین معلوم کہ اس زمانہ مین ہمین کونسی ضرورت اور مصیبت
اکر پڑی ہے کہ جسکے سبب ہم اپنے دہرم کے مسایل کو بدلکر مسلمانون اور عیسائیون
کے دین سے ملتا جلتا بنا لین اور اپنے منقولی الہامی دہرم قدیم کو
چہوڑ کر عقلی دہرم اختیار کر لین نہین ہرگز نہین -

س - جس زمانہ مین دہرم شاستر کا رآمد تہا وہ زمانہ ایسا تہا کہ کسی ہندو کو ہندوستان
سے باہر جانے کی ضرورت پیش نہ آتی تھی اور اس زمانہ مین بغیر سفر لنڈن اختیار
کئے عزت اور ثروت دنیاوی حاصل ہونی غیر ممکن ہے - یہ دہرم اس زمانہ

کے کارآمد نہین جسکی تمامی کی حد اٹک تک سمجھی جاتی ہے لہذا اُس مین ترمیم ہونا ضرور تہا اسلیئے پنڈت دیانند نے ترمیم کر ڈالا ہے اور پختہ دہرم بنا دیا ہے پہر اسکی قبولیت سی کیون انکار ہے

ج اہل شاستر کہتے ہین کہ ہمارے دہرم قدیم مین جو مسئلہ پراشچت کا موجود ہے اور دہرم برہمو اور آریہ کے پیدا ہونیسے پہلے بہت ہندو دہرم لنڈن جا چکے تہے اور پراشچت کر کے وہ ہندو بہائیون مین شامل ہوجاتے رہے ہین پہر مسایل دہرم کی ترمیم کی کیا حاجت ہی۔ سوائے اسکے علم تاریخ سے ثابت ہے کہ شاہان اسلام کے زمانہ مین قوم ہنود سپاہی پیشہ چہتری اور ویس نے جو فوج مین بہرتی تھے اٹک سے پار ہوکر ملک افغانستان پر حملہ کیا ہے اور کئی بار کابل پر فتحیاب ہوئے اور بدستور ہندو رہے تو اب جہاز کے سفر سے ہمارے دہرم کا کیا بگڑ سکتا ہے۔ باقی رہی شرادہ کے مسئلہ کی ممانعت سو مسئلہ تناسخ کی قبولیت کی وجہ سے تو اسمین مزاحمت بے بنیاد ہے۔ اور شرادہ کے بہوجن کا بند کرانا یہہ خبر دیتا ہے کہ جو کوئی نیا دہرم یا نیا مذہب بنایا کرتا ہے وہ ہرمت اور مذہب کی کتابین سُنا اور دیکہا کرتا ہے۔ عجب نہین کہ آریہ دہرم کی ایجاد کے وقت پنڈت جی نے کسی جدیدیہ فرقہ کے مولوی کی کوئی کتاب ختم فاتحہ کے عدم جواز مین سُنی ہوگی۔ اور یہہ بات مشہور ہے کہ جیسے جدیدیہ فرقہ کے مولویون کو پیرزادون کے ساتھ ضد اور عداوت مذہبی ہے ایسے ہی پنڈت جی کو برہمنون کے ساتہہ روز اول سے مخالفت تھی۔ پنڈت جی نے دیکہا کہ مسلمان مولوی تو اِس مسئلہ مین قرآن اور حدیثون کے حیلہ حوالہ سے

اپنے مخالفون کی روزی پر ہاتہہ صاف کر چکے۔ اور برہمنون کی بڑی آمدنی کا ذریعہ یہی ہے کہ آئے سال شرادہ کے بہوجن اور نت نئے تیوہار روپڑ دیپہر ے کہاتے ہین اور نقد دچہنا پاتے ہین اور مفت چین اڑاتے ہین۔ آو تم بہی کسی بید پران کا حوالہ دیکر ان کے رزق کی تپ پہاڑ دو تاکہ برہمنون کے بند جوڑ ڈہیلے ہوجائین اور آریہ بہگتون کے مقابلہ کے لایق نہ رہین۔ ورنہ بہلا کہین غریبون کو بہوجن دینا بہی فضول سمجہا جا سکتا ہے نہین نہین ہمارے دہرم کا یہہ منشا ہے

| | |
|---|---|
| سارے جگت مہارین اُتم ہین دو کام | دینے کو ٹکڑا بہلا اور لینے کو ہرنام |

## قوم ہنود مین جدید فرقون کی پیدایش کا کیا سبب ہے

| | |
|---|---|
| طریقے نرالے ہین گو رہروان کے | مگر کارروان ہین یہ سب لامکان کے |

**سوال** نیا دین اور نیا مذہب بنانا کس کے اختیار مین ہے۔

**جواب** نیا دہرم اور نیا دین تو سوا ے اوتارون اور پیغمبرون کے کوئی نہین بنا سکتا۔ کیونکہ نیا دہرم اور دین بغیر امداد قوت روحانی قایم نہین ہوسکتا مگر ہان مذہب جسکے معنے طریق اور نیا فرقہ جسکے معنے ٹکڑی کے ہین ان کا ایجاد کرنا ہر ایک ملت کے علماء کے اختیار مین ہوتا ہے مگر یہہ بہی اُسوقت مین کہ جب اصل دہرم اور دین کے حامیون کی حکومت مین زوال آجائے تو ایسے زمانہ مین پنڈت اور علماء ملت اپنا اپنا مذہبی سکہ بنانے اور چلانے کو کہڑے ہوجاتے ہین۔

س کیا ثبوت ہے اِس بیان کا

ج ثبوت یہی ہے کہ جبتک ملک یوروپ مین طوایف الملوکی اور جہالت کا دَور رہا پوپ اور پادریون نے دین مسیحی مین دس بارہ فرقے بناکر غدر دینی برپا کردیا اور جب اصل حامیان دین مسیحی کی حکومتین مستقل طور پر قایم ہوگئین تو فقط تین چار فرقے باقی رہ گئے اور سب گُم ہوگئے علماء مسیحی قانون سلطنت کی گرفت مین آگئے آیندہ فرقے ایجاد کرنے کا حوصلہ نہ رہا اب قانونی آزادی کے سبب لامذہب ہوجانے کا تو اختیار ہے مگر نئے نئے فرقے بنانے اور دین عیسوی مین جُرأت غدر ڈالنے کی نہین رہی

دوئم - ایسے ہی اسلام مین خُلفاے کرام کے بعد عالمون نے غدر دینی برپا کیا - بہتر فرقون تک نوبت پہنچادی مگر جبوقت عباسیون کی سلطنت نے عروج پکڑا فقط تین چار فرقے رہ گئے باقی سب حکومت کے شکنجہ مین آکر کالعدم ہوگئے -

سوئم ایسی ہی جب ہندوستان مین اسلامی سلطنت قایم ہوئی فقط دو فرقے دو مذہب اُن کے ساتھ آئے یعنی سُنّی اور شیعہ اور یہی دو فرقے آٹھ نو سو برس تک قایم رہے

چہارم - ایسے ہی جبتک ہندو دہرم قدیم یعنے شاستر دہرم کے معتقد راجگان با اختیار رہے وہی ایک دہرم شاستر دو ہزار برس تک بدستور قایم رہا جب راجگان ووالیان اور حامیان اِس دہرم کے بے اختیار ہوگئے اور اسلامی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا - انگریزی حکومت نے فروغ پایا امور مذہبی مین منشار قانون کے مطابق سب کو آزادی حاصل ہوگئی مطلق العنان ہوگئے

توسب سے پہلے مسلمان مولویون نے تیرہوین صدی کے آغاز مین بمقتضائے
ناتجربہ کاری آپ کو آزاد سمجھکر نئے نئے فرقون کی بنیادین ڈالین اور اپنی قوم
مین تفرقہ برپا کیا - پہر مسلمانون کے دیکھا دیکھی قوم ہنود کے پنڈت بہی اس طرف
رجوع ہوئے اونہون نے بہی اپنے پرانے مذہب کی کہیل مین بڑے الٹ
پلٹ کرنے نئے نئے فرقے بنانے اور چلانے شروع کردئے - اگر اس ملک
کے نصیب اچہے ہوتے تو اس آزادی کی بدولت اپنی اپنی قوم کے دلون
مین تخم محبت و مروت بوتے اور اسکو علم اخلاق اور اتفاق کے چشمہ سے سینچ کر
پالتے تو ثمر شیرین برآمد ہونے کی امید ہوتی بخلاف اسکے قوم نادان نے
دلون مین تخم مفارقت مذہبی بویا - قوم کے دلون کو سرگ اور جنت کی چاٹ دیکر
پریشان کردیا - پس ظاہر ہے کہ فرقہ سازی انگریزی آزادی کا مشغلہ ہے -

س کیا ثبوت ہے اس بات کا کہ فرقہ سازی آزادی انگریزی کی بدولت ہر

ج ثبوت یہی ہے کہ ملک نیپال مین جوابہی تک ہندو راجون کی حکومت
مستقل ہے وہان جاکر کوئی پنڈت نیا دہرم جاری نہین کرتا - گوالیار اور جیپور
پٹیالہ جودہپور اور اندور اور بڑودہ اور جمون اور دیگر ہنود کی ریاستون مین کسی
برہمو اور آریہ کا سماج نظر نہین آتا - ایسی ہی کابل بہت نزدیک ہے کوئی مولوی وہان
جاکر اپنا مذہبی سکہ جدید نہین چلاتا اسکا کیا سبب ہے بجز اسکے کہ اگر کوئی
پنڈت نیپال جاکر انکے قدیمی دہرم شاستر کو جہوٹہا بتلاے یا کوئی مولوی
کابل مین جاکر امیر افغانستان کو مشرک اور بدعتی کہے تو پنڈت صاحب کو
سرگ مین اور مولوی صاحب کو بہشت مین ایسا ہاتہون ہاتہہ پہنچا دیا جائے

کہ رسید بھی نہ آوے - لاوارث دہرم اور دین بھی بیوہ عورتون کے برابر ہوتا ہے دہرم اور دین کی قائمی کے حق مین مستقل حکومت کا سلسلہ بھی ایک عجائب نے بخیر ہے کہ ہر ایک ملت اور مذہب کی قایمی کے بارہ مین حکومت ہی گرُو اور پیر ہے

## قوم ہنود کے جدید فرقون کی تفصیل

**سوال** قوم ہنود کے جدید فرقون کی تفصیل بیان کرو

**جواب** تفصیل انکی یہہ ہے -

فرقہ برہمو پر تقریظ

**اوّل** بابو موہن رائے صاحب برہمن بنگالی نے اُنیسوین صدی بکرماجیتی اور ۱۸۴۲ء مین ایک نیا مذہب برہمو نام سے بناکر چلتا کردیا جسکی کیفیت یہہ ہے کہ اِس دہرم کے بانی نے اول بید بدیا سیکھی انگریزی اور فارسی اور عربی مین بھی استعداد بہم پہنچائی - پھر فقیرانہ طریق پر ایشیائی ملکون مین سیر اور سیاحت کی اور ہر ایک دین اور ملت کی کتابین دیکھین جملہ ادیان مین جسقدر مسایل مختلف فیہ نظر آئے انکو ترک کیا اور جسقدر مسایل متفق علیہ دیکھے اُن کو تسلیم کرکے برہمو دہرم کا اصول قایم کیا دراصل مادہ اِس دہرم کا انگریزی زبان ہے اور عقاید دین مسیحی کا تتبع اِسکی جان ہے اگر تفاوت ہے تو اتنا ہی ہے کہ جیسے مسلمانون کو مسئلہ تثلیث اور الوہیت مسیح کی قبولیت سے انکار ہے ایسے ہی مسیح کی الوہیت کو اِنھون نے بھی تسلیم نہین کیا - قوم ہنود کو اپنے

دہرم کیطرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے برہم کے نام کا بہی سہارا پکڑا ہے جو جو اعمال دُنیاوی کاموں مین ہارج تہے مثلاً چہوٹی اور بڑی ذات کی تمیز اور مافوق مرتبہ کو بے وجود بے بود اور چہوت چہات مُرّوجہ کو تعصب مذہبی واہیات بے ثبات قرار دیکر ترک کیا۔ تناسخ یعنے مسئلہ اواگون کو محض عدم ثبوت خلاف علم معقول جانکر منسوخ کردیا۔ وید شاستر کی پابندی سے قطعی آزادی اختیار کی۔ فقط ایک برہم یعنے ذات پرمیشر کی پوجا کو قایم اور مستحکم رکھا ہے۔ اپنے مذہب مجوزہ مین جملہ ادیان کے پابندون کو شامل کر لینے کی گنجایش رکہی اور سب کے ساتہہ کہانے اور کہلانے کی رخصت اور اجازت ہے۔ یہہ بہی پرتوہ اور عکس دین عیسوی اور محمدی کا ہے کہ پہلے دین ہنود مین کسی کو اپنے دہرم مین داخل کرنے کی یا کسی کے ساتہ کہانے اور کہلانے کی اجازت نہ تہی اب دہرم کو پکا بنانے کی ضرورت سے یہ افعال اختیار کی گئی ہین

س اگر اس دہرم کے بانی نے اپنے دہرم کو ایسے پختہ عقاید کے ساتہہ منعقد کیا تہا تو اسکو تیز ترقی حاصل کیون نہ ہوئی

ج کم ترقی ہونے کے اسباب یہ معلوم ہوتے ہین کہ ایک تو اس شخص نے ازادی کو حد سے زیادہ پسند کیا کہ برہمو دہرم عقلی کو کان نمک بنا دیا جسمین نرمل گنگا جل کے نہانے والون کو غوطہ لگانے اور نمک بنجانے کی ہمت نہ بندھی اور سواے بنگالیون انگریزی تربیت یافتون کے عوام الناس ہنود کو اسکی قبولیت کا حوصلہ نہ ہوا۔

دوسرے ابتدا مین تعلق اس دہرم کا زبان انگریزی اور بنگلہ سے زیادہ رہا

عام ہنود کی زبان مادری آردو تھی اسلئے اِس دہرم کے عقاید سے اضلاع اوسط
ہند کے باشندون کو کماحقہ واقفیت نہ ہوئی۔

تیسرے اِس مذہب کے بانی کا انگریزی میز پر علانیہ مہمان ہونا اس
دہرم کے اجراء مین نہایت مارج ہوا

**رائے مؤلف** بابو موہن رائے سے یہ بڑی چوک ہوئی کہ احتیاط ظاہری
کا پردہ اُٹھا دیا جسکے سبب ہندو ڈر گئے اور جب دیکھا کہ اس دہرم مین ہندو
رہنے کی کوئی بات نظر نہین آتی تو اِس دہرم کی طرف جھکتے جھکتے رُک گئے
اگر بابو صاحب انگریزون اور مسلمانون کے ساتھہ کھانا نہ کہاتے تو آج کلکتہ سے
پشاور تک برہمو ہی برہمو نظر آتے اور قوم ہنود سے یہ غلطی ہوئی کہ اُس نے برہمو
دہرم کے منشاء کو نہ پہچانا۔ اِس مذہب کے بانی کی علت غائی دہرم جدید بنانے
سے یہ تھی کہ قومی مغائرت اُٹھ جائے عیسائی اور مسلمان اور برہمو مین کسی قسم کی
جدائی باقی نہ رہے تب قوم ہنود طاقت پکڑیگی۔ ہماری سمجھہ کے نزدیک
مغائرت کے رفع کرنے اور قوم کو آزاد بنانے مین منصوبہ برہمو دہرم کا بہت صحیح اور
قوم کے حق مین سودمند تھا کیونکہ دہرم اور شے ہے جسکا تعلق روحانی صفائی
سے ہے اور چھوت چھات کی پابندی ایک مصنوعی عمل ہے۔ اگر بابو موہن رائے کی
تعلیم کو قوم ہنود تسلیم کرلیتے تو سب جھگڑے طے ہوجاتے۔ اگر چند سال اور بھی آغاز
دہرم آریہ مین توقف ہوتا تو برہمو دہرم ضرور ترقی پکڑ جاتا مگر آریہ دہرم نے پیدا ہوتے
ہی اسکو روک دیا اور مغائرت قومی کو پہلے سے زیادہ ترقی دیدی کہ وہ برہمو
دہرم کیطرف سے ہٹ گئی۔

س برہمو دہرم سے قوم کو بھی کچھہ فایدہ پہنچا یا نہین اور اِس دہرم کے عقاید مین کچھہ خوبی بہی ہے یا نہین

ج قوم ہنود کو نہ کچھہ فائدہ پہنچا نہ نقصان فایدہ تو اس سبب نہ پہنچا کہ قوم نے کثرت سے اِس دہرم کو قبول نہین کیا فقط بنگالیون نے اختیار کیا سو وہ انگریزی خوان تہے انگریزون کے ساتہہ کہانے پینے کے لایق ہوگئے اِسکو چاہو فائدہ سمجہہ لو- اور نقصان اِس سبب نہین ہوا کہ اِس دہرم کی تعلیم مین تہذیب ظاہری بہت اچہی پائی جاتی ہے- اِس دہرم کے بانی نے اوتارون اور پنڈتون اور دیوتاؤن اور انبیاؤن کی تعلیم پر کوئی الزام واہیات بے ثبات نہین لگایا نہ کسیکو برا کہا نہ کسی سے برا کہلایا- اصول اِس مذہب کا بہ نسبت دیگر مذاہب ہنود اور تناسخ کے مسئلہ کو استعفا دیدینے کے سبب مضبوط معلوم ہوتا ہے- بابو موہن رائے کی علمی لیاقت بہی بہ نسبت دیگر پنڈتون کے زیادہ سُننے مین آئی ہے اِنکی پیشین گوئی یہ تہی کہ مینے تخم سلطنت کو قوم ہنود کی زمین دل مین بویا ہے اگر یہہ کسی زمانہ مین پرورش پاکر سرسبز ہوگیا اور اس دہرم کی تعلیم کو کُل قوم ہنود نے قبول کرلیا تو اِس مُلک کے آدمی بہی کسی زمانہ مین راج کرنے کے لایق ہوجاوینگے-

## مذہب الکھ دہاری کیفیت

ہمبر منشی کنہیا لال متوطن اگرہ قوم بنیہ نوکری پیشہ تہا اُس نے بہی بنام نہاد الکھ دہاری فرقہ جاری کرنا چاہا تہا- یہ شخص فارسی اور اُردو زبان خوب جانتا تہا

اور مسلمان صوفیون کے عقاید سے اچہا واقف اور اہل تصوف کے اقوال اسکو ازبر یاد تہے۔ اسلئے ابتداء مین اسنے مسایل توحید بہت آب و تاب سے لکہے اور اُنکے چہپوانے اور شایع کرنے مین نہایت کوشش کرتا رہا تمام تعلیم بید شاستر ہنود مین سے وہ گیتا کے مسایل توحید کو پسند رکہتا تہا۔ اسی سبب اسکی تصنیف کے مطالعہ سے اکثر طبایع اہل ہنود مذہب الکہہ دہاری اختیار کرنے کی طرف ڈہل جہکی تہین مگر الکہہ دہاری دہرم کی عدم قبولیت مین دو سبب لاحق ہو گئے اول یہ کہ اس شخص کی مزاج اور بیان مین ایک یہہ بڑا نقص اور خبط ظاہر ہوا کہ اُسنے اپنی تصنیفات مین کسی دین دہرم کے پیشوا کو الزامات واہیات اور بد گوئی طعن تشنیع سے خالی نہ چہوڑا اس سبب شائستہ ہنود نے اِسکے عمل کو ناپسند کیا دوسرے اُسکی موجودگی مین ہی آریہ دہرم کا اشتہار ہو گیا جو دیدون کے احکام کے حوالہ سے تہا اور الکہہ دہاری تعلیم فقط موحدون کے اقوال کے ذریعہ سے تہی اسلئے اُسکی چرچا کم ہو گئی اور آریہ دہرم کی تنقیح کیطرف اہل ہنود متوجہ ہو گئے۔ اس سبب سے الکہہ دہاری فرقہ فروغ نہ پکڑنے پایا یون ہی چند روز چرچا ہو کر رہگئی۔ مگر منشی کنہیالال ایسا پختہ موحد مزاج طبیعت کا سڑہی توم ہنود کے دہرم کا مخالف تہا کہ دانستہ چمڑے کے بوٹ پہنے ہوئے چارپائی کے اوپر دم دیا اور وصیت کر گیا کہ ارتہی اس شخص کی نہ بنائی جاوے کوئی برہمن اُسکی نعش کے پاس نہ آنے پاوے۔ اِسی موجودہ حالت مین چارپائی کو مرگہٹ مین لیجاکر اُسکے اِردگرد لکڑیان چنکر پہونک دیا جاوے چنانچہ اسی طرح پر وہ پہونکا گیا۔

**یادداشت** یہہ بات بہی لایق یادداشت کے ہے کہ تخم آزادی مذہبی بابو موہن رائے

نے قوم ہنود کے دلون مین بویا اور منشی کنہیالال نے بدتہذیبی کے ساتھ
اُس تخم ریزی کی خوشخبری کو مشتہر کیا - اور پنڈت دیانند جی نے جو باتین
قوم ہنود کے چونکنے بھڑکنے کی تہین اُنکی اصلاح کر کے دہرم کا مزاج معتدل
بنایا تب کہین انجام کار یہہ صورت پیش آئی

| | |
|---|---|
| دانۂ خال ہو اور چشم سیہ فام ہی ہو | مرغ دل کیون نہ پہنسے دانہ ہو اور دام ہی ہو |

## کوکا پنتھ نو ایجاد کا تذکرہ

**نمبر ۱۴** - گرو رام سنگہ نامک پنتھی قوم کا بڑھئی موضع بہینی ضلع لودہیانہ کا باشندہ مزدوری پیشہ آدمی تہا - سندھ کے ملک کیطرف مزدوری کرنے گیا وہانسے کوئی لنگا فقیری کا ایسا سیکھ کر آیا کہ جس کے سبب سے اُس نے اپنے گرو بابا نانک صاحب کے گرنتھ کی آڑ پکڑ کر ایک نیا پنتھ کوکا ایجاد کیا چند سال مین منجملہ سکھ پنتھ سے ساڑہے تین لاکہہ کوکے ہو گئے -

**س** اِسکی تعلیم کا طریق کس پیرایہ پر تہا اور آدمی کس لیاقت کا تہا

**ج** اِسکے اطوار مروجہ سے معلوم ہوتا تہا کہ آدمی عقلمند ہمت بلند رکہتا تہا اور زہد عبادت کا شایق گو کہ کہی حروف لکہنا پڑہنا جانتا تہا مگر جسکو علم کہتے ہین یعنے دہرم شاستر و دیا سے محض ناواقف تہا - تعلیم اِسکی موحدانہ طریق پر تہی مگر جہل کے سبب اُسکی مزاج مین تعصب ایسا تہا کہ ہندو اور مسلمانون کے مکانات عبادتگاہون کو قہر کی نگاہون سے دیکہتا تہا - پنجابی زبان میں گُنگ بندی جانتا تہا جنمت کتھا سناتا تہا خدا پرستی کی نہایت تعریف کرتا تہا اور بُت پرستی کی سخت

تو ہین منجملہ اُسکی تنگ بندی کے ایک یہ مصرعہ ہے۔ مڑہی مسیتان ڈہا کیکے گردو سب میدانا جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ مندر اور ٹھاکر دوارے اور گُردوارے اور مساجد کو بہی فضول بجاے بُتخانون کے ہی سمجہتا تہا۔ پیشین گوئی اُسکی یہہ تہی کہ بابا نانک صاحب کے پنتہہ کوکا کی بادشاہت اب بہت جلد ظہور مین آنے والی ہے۔ اُس کے گُرمنتر کا یہہ اثر مشہور تہا کہ جو کوئی اُسکا چیلہ ہوتا ہے وہ شراب خوری زناکاری چوری اور دروغگوی چہوڑ دیتا ہے۔ انتظام ظاہری اُسکا یہہ تہا کہ خود لوہے کا بنج بیوپار کرتا تہا چیلوں کی نذر بہینٹ کی پرواہ نہ رکہتا تہا اپنے چیلون کو کما کر کہانے کی تاکید کرتا اپنے چیلون مین سے بارہ آدمی لایق انتخاب کرکے اُن کو بارہ صوبہ قرار دیا تہا۔ روزمرہ کے واقعات کی اُسکو خبرین پہنچتی تہین۔ بیش قیمت گہوڑے پر امیرانہ لباس اور سرداری ٹہاٹھ کے ساتھہ سوار ہوتا تہا۔ حلقہ کرکے اپنے چیلون کو توجہ دیتا تہا اُسکے توجہ کے حلقہ مین چیلے اُسکے چیخین مار مار کر روتے اور نعرے مارتے اور حال کہیلتے تہے قوم سکھ مین جو بابی ہین اُنکی معرفت مجلس کرکے بہجن سُننے اور خود گانے کی بڑی تاکید تھی۔ اُسکے چیلے عموماً بہنگ پیتے تہے جس کے سبب آنکہین مخمور معلوم ہوتی تہین۔ شناخت اپنے پنتھ کے آدمیون کی یہہ رکہی تہی کہ سیدھی پگڑی گلے مین اُون کی مالا ہاتہہ مین مضبوط سونٹا رکہتے تہے اور پہر رات باقی رہی سے غسل کرکے عبادت مین مشغول ہونے کی بڑی سخت تاکید تہی۔ چونکہ چیلے اور گُرو دونون دولت علم سے خالی تہے اسلئے اُنکی طبایع مایل

فساد ہو گئیں جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ گرورام سنگھ کو جلاوطنی حاصل ہوئی اور وہ رنگون مین فوت ہو گیا۔ مگر اُسکے بعض چیلے اسوقت تک بھی اُس کے مرنیکا یقین نہین کرتے بلکہ یہی کہتے ہین کہ گرو مہاراج زندہ ہین آنکھون سے الوپ ہو گئے ہین اور چند روز مین بادشاہ بنکر پھر ہندوستان اور پنجاب مین آنیوالے ہین۔ سُبحان اللہ مذہبی عقیدہ بھی ایک عجائب شے ہے کہ جہان علم اور عقل کی امداد بھی کچھہ کام نہین دیتی۔ گرورام سنگھ کی زندگی کے بارہ مین اعتقاد کو کون کا اُن مسلمانون کے مطابق ہے جو خلیفہ سید احمد صاحب کو ابھی تک زندہ سمجھتے ہین +

## فرقہ آریہ دیانندی پنتھہ پر تقریظ

**نمبر۴** فرقہ آریہ کی کیفیت یہہ ہے کہ پنڈت دیانند صاحب سوامی سرستی جنکی زاد بوم لامعلوم ملک وکن کی اطراف مین سے ذات کے برہمن تھے۔ بچپن کی عمر مین بمقام بندرابن شنیاسیون کے ڈیرہ مین آگئے اور کسی شنیاسی نے اُن کو اُسی خُرد سالی کی عمر مین اپنا چیلا بنالیا گر۔ ہونہار برو کے چکنے چکنے پات انکی فطرت مین جو اُلوالعزمی تھی اسلئے اُن کو بدیا پڑھنے کا شوق ہو گیا۔ جب علمی استعداد بھی ہو گئی تحقیقات مذہبی کا خیال لاحق ہوا یہہ بات ہمنے دو کس مہاپرش شنیاسیون کی زبانی سُنی ہے کہ جو علم بید شاستر مین پنڈت ہین وے بندرابن جو ایک بڑی تیرتھہ کا استہان ہی اور بدیا اور پنڈتون کی کان ہے۔ پنڈت دیانندجی نے جو ابتدائی بحث مباحثہ

مین بندرابن کے پنڈتون سے مذہبی گفتگو مخالفانہ طور پر کی تو اُنہون نے اُن سے ناراض ہوکر یہہ طعنہ دیا کہ تم کیا جانو دہرم شاستر کسکو کہتے ہین تم تو کرم دہرم کی واقفیت حاصل کرنیسے پہلے ہی سر منڈا چکے ہو اور جس عمل کو تم پہلے ہی تیاگ چکے ہو پہر اُلٹے مڑکر اِس طرف کیون کر آسکتے ہو۔ اِس قسم کی رنجش آمیز گفتگو جو ذات برادری کے ساتھہ ہوئی اور برہمنون نے اُنکو ناستک وغیرہ الفاظ سخت سُست کہنے شروع کردئے یہ آدمی نوجوان بریاوان قوی ہیکل ہاتھہ پاؤن سے مضبوط عالی ہمت تھے اِنہون نے رنج اور غصہ مین آکر برہمنون کو یہہ پیام دیا کہ اگر میری زندگی نے وفا کی تو آج سے میرا یہہ دہرم ہوچکا کہ مین اِسی شنیاس مت کے ذریعہ سے قوم برہمن جو مفت کا دان پن کہا رہی ہے اِن خود غرضون کی کمائی کا نشٹ اور ستیاناس کئے بغیر نہ چہوڑونگا۔ چنانچہ اِس قول کے پورا کرنے پر کمر ہمت باندہی اور اپنی عمر کو اِنکی دُشمنی اور آدہیڑ بن مین صرف کرنا اختیار کیا بحدیکہ بچپن کی عمر سے لیکر آخری دم تک اپنی عمر عزیز اِسی کام مین بسر کردی مگر جو بچپن زبان سے کہا تہا اُسکو پورا کرگئے کہ برہمنون اور بیدہتون کی پوجا اور دچہنا کو ویدون کے حوالون سے ناجایز کرگئے اور قوم مین ایک بڑا بہاری تفرقہ ڈال گئے ؞

س اِس نئے دہرم کے جاری ہونے سے قوم کو بہی کچہہ فایدہ پہنچایا نہین

ج میری سمجہہ کا تو یہی مقتضا ہے کہ کوئی دہرم اور دین کیسا ہی بڑا ہوا کیون نہو اُسمین فرقہ پیدا ہونے سے قوم کو فائدہ پہنچنا غیر ممکن ہوتا ہے خصوصًا ایسی صورت مین کہ ملک ہند مین جو برہمنون کی ذات ہے وہ ہزارہا سال سے قوم

ہنود کی سے رواج چلی آتی ہے اور یہہ قول بہی مشہور ہے کہ - اُن ہی پران ہی پران ہی پراکرام -- اور دہرم آریہ کے بانی نے برہمنون کے حقوق کو ایک قلم کالعدم کردیا اور دہرم شاستر کو برہمنون کی خودغرضی بناوٹ قرار دیا ہے پہر یہہ قوم جس کے ذاتی تعلق کو خسارہ پہنچا وہ ایسے دہرم سے کیونکر اتفاق کر سکتی ہے اور جب ایسا بڑا گروہ مختلف اور متفرق رہا تو پہر قومی تفرقہ مین کونسی کسر باقی رہی ؟

س کیا ذات برہمن اور والئے ملک راجاؤن نے ابہی تک دہرم آریہ کو قبول نہین کیا ؟

ج - اِسوقت تک تو یہی سُننے مین آیا ہے کہ بڑے درجہ کے ذی علم پنڈتون اور با اختیار راجاؤن اور بے اختیار رئیسون مین سے کسینے دہرم آریہ کو اختیار نہین کیا بلکہ ابہی تک نو عمر نوجوان نئی روشنی کے انگریزی خوان نوکری پیشون نے زیادہ تر پسند کیا ہے

**رائے مؤلف** یہہ دہرم تو پنڈت جی نے آزادی کے زمانہ کے موافق ٹہیک بنایا ہے مگر اپنی ذات کے ساتہہ جو حد سے بڑہکر مخالفت کی یہہ پنڈت جی سے بڑا بہاری سہو ہوا اگر پنڈت جی برہمنون کے حقوق کو بہی برائے چندے بطور چین حیات ہی معاف رہنے دیتے تو آریہ دہرم کی جو ترقی دس برس مین ہوتی وہ اب اِس مخالفت کے سبب شاید سو برس مین بہی ہو یا نہ ہو -

س دہرم آریہ کی خوبیان بیان کرو -

ج پانچ چھہ مسایل سوامی جی نے بہت مفید تجویز کیئے ہین جنکی تفصیل ہم انکے دہرم کے اصول مین آگے چلکر بیان کرینگے اگر وہ رواج پکڑ گئے تو قوم کو آزادی کے بارہ مین بہت فیض اور فواید پہنچنے کی امید ہے

س کیا ابہی تک اِن کے رواج پکڑنے مین کچھہ جاے تامل ہے

ج ہان ابہی تک جاے تامل ہے کیونکہ جو پنڈت سناتن دہرم ہین وہ خاص ویدون اور منو کی سمرتیون کے حوالون سے آریون کے ساتہہ بڑے زور شور سے بحث کر رہے ہین اور آریہ دہرم کے عقاید کو خلاف بیدون کے بتلاتے ہین —

س - آریہ پنتھ کی تیز ترقی کا کیا سبب ہے —

ج - جو مذہب جس زمانہ کی طبایع کے موافق ہوتا ہے وہ مرغوب خاطر ہونیکے سبب بہت جلد ترقی کیا کرتا ہے مگر اِس وقت تک اس مذہب نے کوئی بڑی ترقی نہین کی کیونکہ دہرم شاستر کے پیرو اِس وقت تک تخمیناً ستر اٹہارہ کروڑ آدمی ہندوستان مین ہین منجملہ اُن کے جنہون نے آریہ دہرم قبول کیا ہے وہ تعداد مین پانچ چھہ لاکہہ گنے جاتے ہین پہر ابہی یہہ ترقی کس ترقی مین شمار ہوسکتی ہے مگر ہان آریہ دہرم کی ترقی کا انتظام جو انگریزی شنون کے مطابق سماجون کے ذریعہ سے ہوا ہے اور چندہ بہی خاطر خواہ جمع ہوگیا ہے اسلیئے ترقی آیندہ کے آثار ضرور پائے جاتے ہین

یاددا شت قابل دید

ایک نکتہ یہہ بہی لایق یادداشت کے ہے کہ یہہ تجربہ چشم دید ہے کہ سب سے پہلے جو ہندو اور مسلمانون کے لڑکے معصوم مشن سکولون مین پہنچے

اور عیسائیون کی صحبت مین انجیل کے اوراق پڑھکر نکلے وہ اپنی خام طبایع کی جولانی اور مذہبی حقیقت کی نادانی کے سبب ایسے گھبرا اُٹھے کہ آزادی کے شوق مین ادیان آبائی کی بربادی پر تیار ہو گئے تھے۔ مگر سر سید احمد خان بہادر کی دانشمندی اور اُنکی دیکھا دیکھی پنڈت دیانند جی کی بلند ہمتی کا شکریہ واجب ہے کہ اُنکی دور اندیشی کا یہہ مقتضا ہوا کہ جو دہن جاتا دیکھئے آدھا دیجے بانٹ - اِن ہر دو صاحبان نے بید اور قرآن کی آڑ پکڑ کر دو مذاہب عقلی ایسے نو ایجاد کئے کہ پوری پوری آزادی کے طلبگارون کو نصفا نصف آزادی پر راضی کر دیا - اب جسکے دل مین آزادی کی اُمنگ اُٹھتی ہے تو ہندو کا بچہ آریہ اور مسلمان کا بیٹا نیچری ہو جاتا ہے لیکن گوگا پیر کی مڑھی اور سخی سرور کی چار دیواری سے باہر نکلنے نہین پاتا جدید پیر کے مرید اور نئے اوتار کے چیلے اپنے اپنے مذہبی جھگڑے اور بہیلے مین مشغول رہتے ہین

## غزل محمود

ہو کس سے ابقِ لیل و نہار کی تعریف — کہ رنگ و روپ پہ جسکے فدا زمانہ ہے
سبب سے جنکے ہوئے اہل ہند نیم آزاد — وہ درمیانہ عمل ان کا عاقلانہ ہے
مگر جو دیکھنے والے ہین چشم حق بین سے — نظر مین اُنکے یہ سب بازی تماشہ ہے
خداشناس ہون گوشہ مین یا ہون میدانہین — وہی ہے تیر نظر اور وہی نشانہ ہے
عوام خلق دلیلو پہ جسکا ہے ایمان — اُسی کا دین و دھرم اک نیا فسانہ ہے
عمل قدیم سے یہہ چرغ و باز گردون کا — کہ اُنکے پنجون مین چڑیون کا آشیانہ ہے
اگرچہ رازق مطلق تو سب کا واحد ہے — کہ اُسکے قبضۂ قدرت مین آب و دانہ ہے

مگر کسیکو جو خواہش ہو دین برحق کی | تو بالیقین یہی بس قول عارفانہ ہے
دریچہ نجات کی تالی نہ ہے کلمۂ توحید | قسم ہے حق کی یہی کاشف خزانہ ہے

اب ناظرین ہمارے اِن خیالات بے رو رعایت کو محمود سمجھین یا مردود کہین یہ انکو اختیار ہے مگر حقیقت مین جو مذہبی رنگ کے مبصر ہین اُن کا قیاس اور قیافہ یہی شہادت دیتا ہے کہ انگریزی آزادی کی طفیل سے جس قدر فرقے ایجاد ہوے ہین سب بانیان فرقون نے بنیاد اپنے اپنے فرقون کی آزادی کے آلہ ہوائی کا رُخ پہچان کر رکھی ہے اور بید اور قران کی جو آڑ پکڑی ہے یہہ ایک شرعی حیلہ ہے کیونکہ بغیر حوالہ دیئے سُرگ اور نرگ جنت اور دوزخ روچک اور بہیانک خوف اور رجا کے بہیڑ بکریون کو قابو مین لانا غیر ممکن ہوتا ہے ورنہ چشم غور سے دیکہا جائے تو ملبہ اور مصالحہ مذہبی سب کا عقلی ہے کسی کے مذہبی عقاید سے محبت اور معرفت الٰہی کی بُو تک نہین پائی جاتی۔ جملہ بانیان مذاہب کی طرف سے اے دُنیا والے دُنیا کی صدا آتی ہے۔ اسمین کچہہ شک نہین کہ ہر ایک بانی فرقہ کو اپنی اپنی قوم کے حصول جاہ دُنیاوی کا بدل خیال ہے اور دولت دُنیاوی کا حاصل ہونا مذہبی آزادی کے متعلق سمجہا ہے حالانکہ یہہ خیال صحیح نہین۔ قوم ہنود کے بانیان فرقون کو یہہ خیال عاید حال ہوا ہے کہ قید مذہبی کے جنجال نے قوم ہنود کو کمزور کر رکہا ہے۔ اِسلئے برہمو دہرم کے بانی نے تو بید شاستر کی متابعت کو فضول سمجہہ کر بالکل چہوڑ دینا تجویز کیا مگر جب آریہ دہرم کے بانی نے اِس قطع تعلق کو مانع ترقی برہمو دہرم دیکہا تو اُسنے اپنی تجربہ کاری سے یہہ حکمت عملی قایم کی کہ بیدون کا سہارا پکڑنا لازم

جان کر یا حصل دہرم کا یہہ سمجھا کہ قوم آریہ ہندو بھی برائے نام ہی رہے اور آزادی مذہبی مین عیسائیون اور محمدیون کے برابر آزادہی ہو جائے چنانچہ منصوبہ آریہ دہرم کا پورا اترا اور برہمو دہرم جسمین حد سے زیادہ آزادی رکہی گئی ہے وہ پانٔون چلنے سے رہگیا۔

آمدم برسر مطلب۔ فرقۂ آریہ کی کارروائی یہ خبر دیتی ہے کہ جیسے اِس فرقہ کے بہگت انگریزی خوان اُردو زبان مادری عام فہم مین پادریون کے طریق پر لکچر دینے سیکہے ہین یہہ طلاقت زبانی اور صاف بیانی اُنکے مخالف سناتن دہرم فریق ثانی مین نہین پائی جاتی اسلئے احتمال قوی ہے کہ اگر کسیوقت مین فرقۂ آریہ اہل شاستر پر غالب آجائے تو کچہہ جائے تعجب نہین لیکن اسلام کو اِس فرقہ کے عقاید سے کچہہ نقصان پہنچنے کا احتمال نہین بلکہ امداد حاصل ہونے کی امید قوی پائی جاتی ہے کیونکہ یہہ گروہ بتخانہ اور بت پرستی کو جو اصل مرکز دہرم ہنود کا ہے اُسکو چہوڑ چکا ہے اور علم معقول حاصل کرنے کی وجہ سے حق و باطل کی شناخت کا شوق ہی دل مین پیدا ہو گیا ہے اور علم فلسفی اور معقولی کا یہی مقتضا ہوتا ہے کہ وہ انجام کار انسان کو معقول پسند بنا دیتا ہے۔

مس اجی جناب شام کلیان کے وقت یہہ کیسی بے سُری آسا الاپ رہے ہو کچہہ آریہ بہگتون کے سماچار کی ہی خبر ہے کہ وہ کیا بہجن گا رہے ہین وہ تو یہہ کہتا سُنا رہے ہین کہ قوم مسلمان ہماری دشمن ہے جس نے عداوت کے سبب قوم آریہ کا نام ہندو رکہدیا ہے اور ہندو فارسی زبان مین چور کو کہتے ہین

نمبر ۲ دوسرا یہہ الزام لگاتے ہین کہ اسلام مین جو مسایل توحید ہین وہ ہمارے بیدون سے اخذ کیئے ہوئے ہین جنکو ہمارے سوامی دیانند جی نے بیدون سے تلاش کرکے نکالا ہے تو ثابت ہوا کہ بت پرستی اور صغرسنی مین شادی کرنے کی ممانعت اور بیوہ عورتون کا کریوہ کرنیکی اجازت ہے۔ اور تم بخلاف اسکے آریہ دہرم سے اسلام کو امداد پہنچنے کی امید رکھتے ہو یہہ کیا خام خیالی ہے ؛؛

ج آریون کے اس بیان سے برا ماننے اور گہبرانے کی کونسی بات ہے آپ اپنے دل مین یہ تو خیال کرین کہ اگر آریہ دہرم کے جاری ہونے سے پہلے ہی پنڈت جی اپنے منصوبہ باطنی کو اہل ہنود پر اس طرح ظاہر کردیتے کہ مسایل مروجہ اسلام دہرم کی مضبوطی کے حق مین بہت پختہ ہین لو اسلامی مسایل کا عکس مذہبی آزادی کے حق مین مفید ہے ۔ تو فرمائیے کہ یہہ بات سنکر کوئی ہندو دہرم انکی تعلیم کو تسلیم کرسکتا تہا ۔ نہین ہرگز نہین کوئی ہندو انکے پاس نہ پہٹکتا ۔ اسلیئے پنڈت جی کو اس حکمت عملی کا برتاؤ لازم اور لابد ہوا کہ انہون نے اسلام کو اپنے دہرم کا دشمن قرار دیا اور زمانہ گزشتہ کے پنڈتون کو بیدون کے علم سے ناواقف بتلایا اور دہرم شاستر کی تعلیم کو برہمنون کی خود غرضی بناوٹ ظاہر کیا اور اسلامی مسایل کو بیدون کے ماخوذہ مسایل بتلائے اور پہر انہین مسایل کو اپنی ملکیت قرار دیکر واپس لیا اور اپنے مجوزہ دہرم کو آزادی مذہبی مین اہل کتاب کے مذاہب سے ملتا جلتا کردیا ۔ تب کہین یہہ دہرم قوم ہنود کو پسند آیا اور قبولیت کا مرتبہ پایا ۔ ہماری سمجہہ کے نزدیک یہ کارروائی

سوامی جی کی ایک عاقلانہ حکمت عملی مین داخل ہے جسکا سمجھنا عامیون کا کام نہین - ہمارا خیال ہمکو یہہ سبق دے رہا ہے کہ اسلام کے شیوع کو تیرہ سو برس کا عرصہ گذر گیا مگر کسی بید شاستر دہرم کے پنڈت نے سوا - ے دیانند سوامی کے یہہ اقرار ہرگز نہ کیا کہ احکام بیدون کی رو سے دیوتاؤن کی مورتین پوجنا اور مخلوق پرستی کرنا جایز نہین بلکہ ہزار ہا سال سے آجتک یہی پکار رہے ہین کہ مورتی پوجا عین ایمان ہے اور اہل اسلام جو بت پرستی کے منکر ہین اُنکو قوم ہنود دُشٹ اور ملیچہ یعنے کافر کہتی رہی اور کہتی ہے اب تیرہ سو برس کے بعد پنڈت دیانند جی نے بت پرستی کو شرک ثابت کر کے دکہلایا اور مطابق تعلیم اسلام کے اپنے معتقدون سے عمل بت پرستی کو چہوڑایا تو پہر ہم اُنکی مذہبی تعلیم کو اسلام کے مخالف کیونکر کہہ سکتے ہین نہین ہرگز نہین بلکہ ہم تو عام آریون کے خیال کو جو اِس وقت اسلام کیطرف سے اُلٹا ہوا نظر آتا ہے اس قسم کا نقش معکوس سمجہتے ہین جیسا کہ ہمارا یہہ قول ہے - محمود

| | |
|---|---|
| مارِ زلف بت سرکش کو کہون کیونکہ نرم | کندہ سنگ نگین ہوتا ہی سیدہا اُلٹا |

اب ہم اُن ہر دو الزامون کا جواب تصفیہ طلب دیتے ہین کہ آریون کے دلون مین جو مذہبی تعلیم کی رو سے یہہ اشتباہ ڈالا گیا ہے کہ اہل اسلام نے اُن کا نام عداوت مذہبی کے سبب ہندو رکہہ دیا ہے یہ مفہوم اُن کا صحیح نہین بلکہ محض غلط ہے

اول - فرض کرو قوم ہنود کے مقدس اوتار کا نام رام ہے اور فارسی

زبان مین رام غلام فرمانبردار کو کہتے ہین اگر قوم ہنود اسلام پر یہہ الزام لگانا چاہے کہ رام نام بہی مسلمانون نے عداوت کے سبب رکہدیا ہے تو یہہ کہنا اُن کا کیسی خام خیالی مین داخل سمجہا جاویگا - اب دیکہو اِس قطع کے مضمون کو اور سمجہو اِسکی باریکی کو

| | | |
|---|---|---|
| رفتم بہ تماشاے کنارِ جوئے | | دیدم بلبِ آب بُتِ ہندوئے |
| گفتم صنما قیمتِ زُلفت چہ بود | | آواز برآورد کہ دُر دُر مُوئے |

پس ایسے الفاظ تو فارسی مین ہزارون ہین جنکے ہندی مین کچہہ اور معنی ہین اور فارسی مین کچہہ اور ہین

۳ سیوم اب دیکہین وہ پرچے اودہ اخبار مطبوعہ ۲۷ و ۲۸ اکتوبر ۱۸۸۶ء جو لفظ ہندو کی تحقیق مین ایک بنارس کے ہندو محقق نے اخبار مذکور مین مضمون دیا ہے جسکو دیکہنے سے یہ بات ثابت ہی کہ ہند و خطاب پیغمبر اسلام کی ولادت سے بہی کئی ہزار برس پہلے سے مروج ہے

۴ چہارم سوائے اِسکے دیگر مورخ یونانیون کا بیان ہے کہ بعد طوفان کے جو حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹے جنکا نام - حام - سام - یافث تہا زندہ رہے منجملہ اُن کے مسمی سام کے ایک فرزند کا نام جو سیاہ فام تہا ہند تہا وہ اِس ملک مین آیا اور آباد ہوا اُسکی اولاد نے ترقی پکڑی تو اُسکی نام سے اول اِس ملک کا نام ہندستہان قایم ہوا چونکہ اس زمانہ کی پیدایش کے لوگ جنگل باسی تہے اور مویشی پالتے اور کہیتی کرتے تہے اور زبان سنسکرت تہی اور سنسکرت مین آریہ ہل چلانے والے اور کہیتی کرنیوالے

کو کہتے ہین اسلئے آریہ دیس ہی اُس ملک کو بولتے ہین ۔ زبان سنسکرت مین حرف (و) کے معنے نسبتی ہین جیسے عربی اور فارسی مین حرف (ی) مثلاً لاہوری و دہلوی ایسے ہی ہند و ہند کا رہنے والا سمجھا جاتا ہے اور صدہا سال کے استعمال کیوجہ سے الف اور ہائے ہوز محذوف ہوکر ہندستان بنا اور وُہی ابتک مشہور ہے ۔ پس اب چشم انصاف سے دیکھین کہ شاہان اسلام کے ذمہ جو ہندو نام رکھنے کا الزام لگایا جاتا ہے یہہ صریح تہمت مین داخل ہے یا نہین افسوس ہے ان لوگون کی تاریخ دانی اور نامہربانی پر کہ بلا تحقیق مسلمانون کو اپنا دشمن سمجھنے لگے **محمود**

دیکھ کر اپنی ہی چوٹی کو جھجکنے لگے آپ ۔۔۔ یہ نہ سمجھے کہ یہہ ہے آئینہ گر کی صنعت
خال کو جنکے لکھا حافظ مصحف ہمنے ۔۔۔ وہی چوری کی لگانے لگے ہمپر تہمت

اب دوسرے الزام کی کیفیت سُن لیجیے

(۱) اول تو بیدون کے پنڈت اپنے ویدونکو ایسا چھپا کر رکھتے ہین جیسے کوئی دُنیادار اپنی دولت کو پوشیدہ رکھتا ہے کہ غیر قوم تو ایک طرف رہی خود اپنی قوم شودر کی نسبت یہہ بیہودہ فتوے دیتے رہے کہ اگر کسی شودر قوم کے آدمی نے کسی برہمن کی زبانی اتفاقیہ بید کی شرتیون کو سُن لیا ہو تو اُس شودر کے کانون مین سیسا گرم کرکے پلا دیا جائے ۔

(۲) ملک عرب مین پیغمبر اسلام کی وفات کے دو ڈہائی سو برس بعد عہد ہارون رشید خلیفہ تک سوائے عربی زبان کے سنسکرت زبان کا کوئی اہل عرب نام تک بھی نہ جانتا تہا اور بید خاص زبان سنسکرت مین ہین پہر بیدون کا ...

کلمۂ لا الہ الا اللہ کیونکر اخذ کیا گیا

(۳) پیغمبر اسلام کا اُمّی اَن پڑھ ہونا تمام حکماء و فلسفی ملک یورپ و یونانی تسلیم کر چکے ہیں

(۴) ہم کہتے ہیں کہ روے زمین پر کوئی آج ایسا مورخ ہے جو یہہ بات ثابت کر سکے کہ قبل از ظہور رسالت یا بعد اظہار نبوت کے کوئی طالبعلم ملک عرب سے آریہ دیس مین مرسلہ پیغمبر اسلام کا آیا۔ جس نے زبان سنسکرت سیکھی اور ویدون کے ترجمے عربی زبان مین کر کے لے گیا اور پیغمبر اسلام کے پاس پہنچا دیئے۔ نہین ہرگز نہین پھر کوئی ذی علم اس بات کو کیونکر تسلیم کر سکتا ہے کہ پیغمبر اسلام نے کسی وید سے مسایل توحید اخذ کئے ہونگے نہین ہرگز نہین۔

(۵) اب ہم اِن جملہ وجوہات سے در گذر کر کے آریون کے ہی اِس مقولہ کو تسلیم کرتے ہین کہ بالفرض محال پیغمبر اسلام نے ویدون سے ہی کلمہ توحید اخذ کر لیا ہے تو بھی ہمین حقانیت اور فضیلت پیغمبر اسلام کی ہی ثابت ہوتی ہے کیا معنے کہ پیغمبر اسلام نے پیدا ہوتے ہی یہہ اعجاز قدرتی دکھلایا کہ وہ وید اکاس بانی جو آریون کے اوتارون پر نازل ہوئے تھے اور اُنہین پرمیشر کیطرف سے بت پرستی کی ممانعت اور حق پرستی کی ہدایت تھی اُن اوتارون کو خبر بھی نہ ہوئی اور خلاف حکم پرمیشر کے بُت پرستی اختیار کی اور پیغمبر اسلام نے اُنہین ویدون سے گھر بیٹھے بٹھائے حق الامر کو اخذ کر لیا اور تین سو ساٹھ بُت جو کعبہ مین رکھے تھے اُن کو نکال باہر پھینک دیا۔ اب چشم انصاف سے دیکھنا لازم ہے کہ یہہ

کارروائی پیغمبر اسلام کی تعریف کے لایق ہے یا اُن اوتارون کی جنہون نے پرمیشر کے حکم کے خلاف مخلوق پرستی اختیار کی

ابجد اوسے حق شناسی کی تو بینائی نہین
تاکہ دیوے حق و باطل صاف دکھلائی نہین

پنجم - باقی رہی تنقیح اس امر کی کہ پنڈت دیانند جی جو پیغمبر اسلام سے ساڑھے بارہ سو برس بعد پیدا ہوے اور اُنہون نے ویدون سے وُہی مسایل تلاش کر کے نکالے جو اُن کے اُوتارون کی نظرون سے آجتک غائب رہے تھے آیا یہہ دعوٰے پنڈت جی کا لایق ڈگری کے ہے یا نہین سو اُنکی قوم کے پنڈت تو اس دعوے کی ابتک تردید کر رہے ہین - باقی رہے مسلمان وُہ نہائت اخلاص دلی کے ساتھ اس بات کے قبول کرنے پر مستعد ہین کہ پنڈت جی نے جو اپنے مسایل موروثی شناخت کر کے واپس لئے بہت اچھا کیا چشم مار وشن دل ماشاد - لیکن اب تصفیہ طلب یہہ بات ہی کہ جو مُنیا دُبت پرستی ہندو اور مسلمانان مین مخالفت کا سبب ہی اُسکو تو پنڈت جی اکھاڑ چکے ہین اب یہ فرمادین کہ دشمنی کی اور کونسی صورت باقی رہی اب تو فقط اِس قدر اختلاف باقی رہگیا ہے کہ آریہ پیغمبر اسلام کو نہین مانتے نسہی لیکن علم معقول کی اگر ایسی ہی ترقی روز افزون رہی تو کسیوقت مین یہہ بہی ظاہر ہو جائیگا کہ فقط بید ہی الہامی نہین بلکہ قرآن بہی وحی آسمانی ہے - اور آجتک جو بیدون کی حقیقت عام مخلوق خدا پر نہین کہلی اِسکا سبب یہہ ہے کہ قوم ہنود کے جو نہایت پُرش اوتار قدیم تھے دیگر قوم تو اک طرف رہی وہ احکام بید کو شودر قوم ہنود سے بہی پوشیدہ رکھتے تھے اسلئے کسیکو عقاید بید سے کما حقہ واقفیت حاصل

نہین ہوئی - بلکہ آج تک بہی وہی طریقہ اخفاء کا بدستور مروج ہے کہ اگر کوئی مسلمان
طالب علم کسی پنڈت کو سو روپیہ ماہوار دینا کرکے یہہ التجا کرے کہ مجہہ کو زبان
سنسکرت سکہلا دو تو بہی کوئی پنڈت ایک حرف بتلانا قبول نہین کرتا -
اس بات کو زمانہ جانتا ہے فیضی نے طالب علمی کے زمانہ مین پنڈتون کی
بہت منت کی مگر اسکو کسی نے سنسکرت پڑہنا قبول نہ کیا - تب بدرجہ ناچاری
اس نے بہیس بدلکر اپنا شوق دلی پورا کیا اور جب کامیاب ہو چکا تب
اس نے اپنے استاد پر ظاہر کیا کہ مین مسلمان ہون - اسکے استاد نے بڑی
منت کے ساتہہ اس سے یہہ عہد و پیمان کیا کہ تم ہمارے بیدون کے ترجمہ
سے ہمکو معاف رکہنا - فیضی نے یہ جواب دیا کہ بیدون مین تو دیوتا پرستی کی
موٹی تعلیم ہے - ان کا ترجمہ کرنا بیفایدہ ہے مگر ان مہابہارت کی باریک
شاعری اور علم تصوف مین گیتا کے معاملات مجہہ کو پسند ہین ان کا ترجمہ ضرور
کرونگا چنانچہ ایسا ہی کیا - جب کہین خاص خاص فارسی خوان قوم ہنود
کو ان کے مذہبی جنگ کی باریک شاعری اور علم تصوف سے کسیقدر
واقفیت حاصل ہوئی اور اب تمام ہندوستان مین فقط ایک شخص بلگرامی
مسلمان زبان سنسکرت مین دستگاہ حاصل کر چکے ہین وہ کسی وقت مین بیدون
کے ترجمون سے عام مخلوق کو کچہہ حصہ بخشین اور یہہ راز سربستہ کہلجائے تو عجب نہین
من کیا ابہی تک آریون نے بیدون کا ترجمہ بان بہاشا یا اردو مین نہین کیا
ج صحیح طور پر سننے مین آیا ہے کہ آریون نے بیدون کا ترجمہ کرانے
کے بارہ مین کمیٹی کی تہی مگر بعد بحث کے یہی قرار پایا کہ اردو زبان مادری

مین بیدون کا ترجمہ کرنا مخالف مذاہب کے ہاتھہ مین مذہبی سلحخانہ کی
تالیون کا سپرد کرنا ہے - لہذا یہہ ارادہ ملتوی رہا - اور میری سمجہہ کے نزدیک
ہی آریون کی یہہ دور اندیشی لائق تعریف کے ہے کیونکہ مین یہہ بات اپنے
تجربہ ذاتی کی رو سے بہت وثوق کے ساتہہ کہتا ہون کہ جبتک انجیل
مقدس کے ترجمے ہندون اور مسلمانون کے بچون نے نہ پڑہے تہے
اس وقت تک بڑے بڑے پنڈت اور مولوی جب پادریون سے بحث
مذہبی کرتے تہے اکثر مغلوب ہو جاتے تہے لیکن جب پادریون نے
دین عیسوی کی ترقی کی غرض سے دیسی طالب علمون کو انجیل کے ترجمے
حفظ کرانے شروع کردئیے تو یہہ منصوبہ انکا مضر اور نتیجہ بے سود برآمد ہوا
کہ دیسی طالبعلمون نے انکے ہی مذہبی ٹکڑون سے انکا منہ ایسا بند کیا کہ
بولنے کی گنجائش باقی نہ چہوڑی - اور اس وقت تک جو فقط ایک یجر وید
کا ترجمہ کسی انگریز نے کردیا ہے اسی کی شرطیون کے حوالون سے عیسائی
اور محمدی جسوقت گائے بیل کی حفاظت کے بارہ مین اعتراض اور انکی ہنسیہ
کا دینا ثابت کرتے ہین تو ہندو پنڈتون کو جواب معقول نہین بن آتا اور جب
مخالف مذہب کو دیکھو وہ یجر بید کے ترجمہ کے ہی حوالون سے معترض ہوتا
ہے - پس جب ایک بید کے ترجمہ نے یہ صورت کر رکہی ہے تو جب
چار بیدون کا ترجمہ ہو گیا اسوقت کیا حال ہو گا -

یہ شرف خدا تعالی نے قرآن کی ہی تعلیم کو بخشا ہے کہ باوجود
ہزارہا لفظی ترجمون اور تفسیرون کے جن کے ذریعہ سے ہندو اور عیسائی احکام

قرآن کو تھوڑا بہت سمجھ سکتے ہین اور نکتہ چینیان بھی کرتے ہین پھر بھی قرآن کی حقانیت خداداد کی تردید پر کامیاب نہین ہو سکتے اور اسلام کی ترقی کو نہین روک سکتے - مین اپنے بھائی مسلمانون کو یہہ بھی صلاح دیتا ہون کہ وہ آریون کے ساتھہ ایسے نامہذبانہ بحث نہ کرین جیسی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کی اگر اتفاقیہ کوئی موقع بحث مذہبی کا آپڑے تو فقط اس رسالہ کا پیش کر دینا کافی ہے جو پنڈت دیانندجی نے ملک دکن شہر چاندا کے مسلمانون کے ساتھہ بحث کی تھی اگرچہ وہ جملہ سوالات عیسائی پادریون کے تھے لیکن اہل اسلام نے اُن کو ایسا حل کر کے دکھلایا ہے کہ جو تعلیم اُن کو دیکھتا ہے وہ بے اختیار یون بول اُٹھتا ہے کہ اہل اسلام نے کوئی دقیقہ جوابدہی کا باقی نہین چھوڑا - اب کج بحثی بے فائدہ ہے - ہان اگر ہو سکے تو بیدون کے ترجمہ کا انتظام کرین تاکہ توحید بینش کا بھید کھل جاے اور لاعلمون کو علم توحید کی شناخت حاصل ہو -

فرقہ آریہ کا اصول

س اب بیان کرو کہ فرقہ آریہ کا اصول کیا ہے -

ج پنڈت دیانندجی نے دہرم آریہ کے ایجاد مین علم ظاہری اور عقل جزوی سے یہان تک کام لیا ہے کہ جو مسایل دہرم سابقہ مین ناجایز اور دُنیاوی کامون مین حرج اور دشوار پسند اور قوم کو گزند تکلیف پہنچانے والے تھے اُن کو ویدون کے حیلہ سے جائز اور ناجایز ثابت کیا ہے اور جو عقائد قوم کو ملزم اور اعتراضون کا نشانہ بنانے والے تھے اُن کو منسوخ کر کے اپنے دہرم جدید کا اصول علم معقول اور اسلام کے اصول سے ملتا جلتا کر دیا ہے

لیکن فرو عاتی مسایل دہرم شاستر کو بہی قوم ہنود کے اطمینان اور نا - واقفون کی تسلی کیلئے بحال رکہہ گئے ہین اور دہرم کی مضبوطی کے حق مین اہل کتاب کے مسایل کو دل مین ایسا پسند کیا معلوم ہوتا ہے جیساکہ کسی تجربہ کار کا یہہ قول ہے

| | | |
|---|---|---|
| جب بتون پر ہوئے عاشق تو خدا بہول گئے | | دل بتون نے جو ستایا تو خدا یاد آیا |

مگر پہر بہی جو دہرم ہنود کے پرانے اعمال اور افعال فرو عاتی ہزارہا سال کے مروجہ ہین اُن کے منسوخ کردینے مین عقل تجربہ کار نے مثل بابو موہن رائے یکسوئی قبول نہین کی بلکہ دہرم کی تحقیق مین شک اور یقین دونون جاگزین خاطر پائے جاتے ہین اسلئے اُنہون نے آریہ دہرم کی چال ایسی دورویہ رکہی معلوم ہوتی ہے جیساکہ یہ قول شاعرانہ ہے -

| | | |
|---|---|---|
| پنتھ یکتا ہو رہی ہون جسمین سب چیدہ عمل | | ملت شیخ و برہمن کے پسندیدہ عمل |

اور تفصیل اُنکے مسایل مجوزہ جدید کی یہہ ہے

(۱) ویدون مین بُت پرستی کی ہدایت اور اجازت نہین مورتی پوجا کا رواج غلط ہے اِسکو قطعی چہوڑ دو -

(۲) سوائے ایک پرمیشر واحد لاشریک کے اور کسیکو مت پوجو -

(۳) اوتارون اور دیوتاؤن سورج اور چاند اور ستارون اور دریاؤن اور درختون کو پرمیشر کی مخلوق محض بے اختیار بیکار سمجہو اور کسیکو مت مانو -

(۴) صغرسنی مین اپنی اولاد کی شادی نہ کرو -

(۵) بیوہ عورتون کا کریوہ بیدون کے حکم سے جایز ہے اسکو رواج دو -

(۶) جو ہندو عیسائی یا مسلمان ہوجاے اُسکو واپس لیکر آریہ دہرم مین شامل کرلو۔

(۷) جس قدر دین اور ملت جہان مین ہین سبکو اپنے دہرم مین شامل ہونیکی دعوت کرو

**راے مولف** یہہ اصولی اور فروعی مسایل اسلام مین موجود ہین اسلئے اُنکے صحیح اور درست ہونے مین ہمین بہی اتفاق ہے اور انکا اجرا دہونا آریہ دہرم مین بہت مفید نظر آتا ہے۔ باقی رہے عقاید مروجہ دہرم سابقہ اُنکی تفصیل یہ ہے

(۱) اگنی دیوتا کا ہوم کرنا گہی اور میوہ جلانا چاہیے۔

(۲) اواگون کا مسئلہ جونون کا بہگتنا صحیح ہے۔

(۳) روحون کا پیدا ہونا مادہ کے متعلق ہے پرمیشر سے مخلوق کی پیدایش کا علاقہ نہین۔

(۴) دایمی مکتی کے لایق کسی کے اعمال نیک نہین اسلئے میعادی مکت ہوتی ہے بعد ختم میعاد کے پہر وہی روح جونین بہگتنے لگتی ہے

(۵) کناگت کرنا محض فضول ہے باشنا کا ثواب مُردون کی رُوح کو نہین پہنچتا

(۶) گاے قوم کی برہمنی ہے گناہ کبیرہ کے سبب حیوانون کی جون مین آگئی ہے اُسکی حفاظت اور پرورش دہرم مین داخل ہے۔

(۷) چہوٹی بڑی ذات کا بہید یعنے جنیو اور شودر ذات کی امتیاز بیدون مین نہین اونچی اور نیچی ذاتون کا بچار برہمنون نے اپنی پوجا کرانے اور مفت مال کہانی کی غرض سے دہرم مین داخل کر رکہا ہے

**راے مولف** ناظرین پر ظاہر ہوکہ ہفت مسایل مشروحہ بالا جو مطابق مسایل اسلام کے ہین اُن کے مفید ہونے پر ہم اوپر اتفاق کر چکے ہین

اگر یہہ ہفت مسایل جو سب ہی نیچے لکھے گئے ہین انکار تاؤ شرک سے
خالی نظر نہین آتا اور بنیاد اِن مسایل کی فقط ایک مسئلہ تناسخ کی قبولیت
کے متعلق ہے۔ اِسلئے عقلمندون اور عالمون کا یہہ خیال شایستہ ہے کہ
جیسے برہمو دہرم کے بانی نے مسئلہ تناسخ کی جون قطع کر دی ہے اگر ایسے
ہی آریہ دہرم کے بانی بھی اِس مسئلہ کو منسوخ کر دیتے تو پہر نہ مادہ کو انادی
قدیمی تسلیم کرنے کی حاجت ہوتی نہ اگنی دیوتا کے ہوم کی ضرورت ہوتی اور
نہ میعادی مکتی ماننے کی محتاجگی پیش آتی نہ شرادہ کے بہوجن کی شکایت ہوتی۔
س پنڈت دیانند جی تو ایک فلسفی مزاج مہاپرس تہے اِسی سبب اُنہون نے
اپنے دہرم کے اُن مسایل کو جو خلاف علم معقول تہے اُلٹ پُلٹ کر مطابق
علم معقول کے بنایا ہے۔ اگر مسئلہ تناسخ کا خلاف علم معقول کے ہوتا تو وہ اِسکو
کیون بحال رہتے ؟

ج۔ ہان یہ بات تو صحیح ہے کہ پنڈت جی فلسفی معقولی تہے اور اُنکے خیالات
بہی مطابق خیالات بابو موہن راے کے تھے کیونکہ جب وہ پادریون کے ساتہہ
بمبئی سے علیگڈہ آئے اور سید احمد خان بہادر کے مکان پر فروکش اور مہمان
ہوئے اور اُن کا ذکر خیر اخبار تہذیب اخلاق مین چہپا اُسکے دیکہنے سے تو یہی
معلوم ہوتا تہا کہ مذہبی تحقیقات کے ابتدائی زمانہ مین پنڈت جی ظاہری احتیاط
اور چہوت چہات کو اپنے دل مین فضول سمجہتے تہے لیکن جب اُنہون نے
دہرم جدید کی بنیاد قایم کی اُسوقت اُنکی عقل دور اندیش کا یہہ مقتضا ہوا کہ قوم
ہزار ہا سال سے دشوار پسند چہوت چہات کی پابند چلی آتی ہے اگر یک لخت

بھی اُسکو مطابق تجویز بابو موہن راے کے انگریزون اور مسلمانون کے ساتھ کھانے پینے کی آزادی دیجاے گی تو آریہ دھرم کی قبولیت مین ہی ضرور حرج واقعہ ہوگا کامیابی ظہور مین نہ آئیگی ورنہ پنڈت جی اپنے فلسفی خیالات کے رو سے تو کسی قوم کے ساتھہ کھانے پینے کو کچھہ معیوب اور دوش نہ سمجھتے تھے صرف عوام الناس کے پرچانے کی ضرورت سے یہہ چھوت چھات اور مسئلہ تناسخ براے چندے بحال رکھا گیا معلوم ہوتا ہے ۔ اسیوجہ سے ہمارا قیاس مقتضی اس امر کا ہے کہ اگر پنڈت جی کی عمر چند سال بھی اور دفا کرتی تو مسئلہ تناسخ کو بغیر ترمیم یا منسوخ کئے نہ چھوڑتے کیونکہ یہ مسئلہ جیسی ایسا خلاف علم معقول کے ہے کہ کیسا ہی ذی علم منطقی فلسفی کیون نہ ہو اِسکی جوابدہی مین مجبور ہو جاتا ہے اور اسکے صحیح ثابت کرنیکے بارہ مین کوئی دلیل پیش نہین جاتی ۔

س ۔ چند سال سے اریہ منتہہ کے بھگتون نے گاے کی حفاظت کے مسئلہ کو بہت زور شور سے چمکار کھا ہے یہہ کارروائی اُنکی مطابق احکام بید کے ہے یا نہین ٭

ج ہمین یہ علم بذاتہ لایق اطمینان کے نہین کہ یہہ حفاظت مطابق احکام بید کے ہے یا دھرم شاستر کے ۔ لیکن آریون کا یہہ بیان ہے کہ گائی کے قالب مین برہمنی کی روح ہے جو دنیا مین گناہ کبیرہ سرزد ہونے کے سبب گای کی جون مین آگئی ہے اسلئے حفاظت اسکی مہاتم کار ثواب مین داخل ہے ۔ اور برہمو فرقہ کے بھگت اس بیان کے مخالف ہین یہہ کہتے ہین کہ بید ون کے احکام کے رو سے گائی کی بھینٹ دیوتاؤن کو چڑہانا اور کھانا جایز ہے ٭

س اِن دونون کے بیان مین صداقت کو ترجیح کس طرف ہے۔

ج ہمین یہہ صحت نہین کہ ہر دو گروہ مین سے بیان کسکا صحیح ہے مگر یجربید کا اُردو ترجمہ ہر دو فرقہ کے بیان کا مصدّق معلوم ہوتا ہے

س یہہ بہی معلوم ہے کہ قوم ہنود مین گائی کی پرورش مقدم ہے یا ذات برہمن کی

ج ہان یہہ تو معلوم ہے کہ ذات برہمن کی بزرگی کے بارہ مین یہ مسئلہ قوم ہنود مین مشہور ہے "ایک برہمن کا ہوکار رکہنا دش گایون کے ہوکار رکہنے کے برابر ہے اور ایک برہمن کی ہتیا دش گایون کی ہتیا کے برابر ہے"

س اگر برہمن پروری کا درجہ گائی پروری سے دش درجہ بڑہکر ہے تو پہر کیا سبب ہے کہ آریہ بہگت برہمنون کو دان پن دینا اور بہوجن کہلانا فضول بتلاتے ہین اور اُنکی روزی بند کراتے ہین۔

ج برہمنون کے حقوق مُعینہ قدیم کا بند کرانا اُسی مخالفت اور عداوت کا سبب معلوم ہوتا ہے جو سوامی جی اور متہرا کے پنڈتون کے فیما بین ابتدائی زمانہ مین واقع ہوگئی تہی ورنہ بظاہر عقلاً اور نقلاً یہہ بات سمجہہ مین نہین آتی کہ ایک برہمنی گنہگار کی روح جو حیوانون کی جون مین آگئی ہے اُسکی حفاظت اور پرورش مین حد سے بڑہکر تاکید فرمائی جاوے اور کروڑہا برہمنی اور برہمن بیگناہ جو انسان اشرف المخلوقات کی جون مین زندہ موجود ہین اُنکی حال پر یہہ نامہربانی کہ اُنکی رزق اور روزی کا دروازہ بند کرانا ثواب سمجہا جاوے معلوم نہین جو آریہ فلسفی معقولی ہین وہ اِس عمل کو مطابق علم معقول کے سمجہتے ہین یا خلاف معقول۔

خدای است مسلم بزرگی و الطاف | کہ جرم بیند و نان بر قرار میدارد

س - اِس زمانہ مین جو پانی سوڈا اور نملیٹ وغیرہ کلون کے ذریعہ سے پکایا جاتا ہے اور عرقیات ادویہ شفا خانون مین لندن سے آتے اور برتے جاتے ہین اِس قسم کے پانی اور مسلمانون کے چھوئے ہوئے پانی مین کیا تفاوت ہے

ج - کلون کے پانی اور برف مصنوعی اور عرقیات وغیرہ جو ہندوستان مین بنتے ہین یا ولایت سے آتے ہین - اُن کارخانون مین کچھہ برہمن نوکر نہین - بلکہ جو ہمارے چمار ہی مزدوری کرتے ہین تو ایسے بے احتیاط پانی سے محتاط مسلمانون کے ہاتھہ کا چھوا ہوا پانی بدرجہا پاک متصور ہے اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ برہمو دہرم جو منجملہ دہرم ہنود سے ہی اُسمین تو اہل کتاب کے ساتھہ کھانے پینے کی کچھہ ممانعت نہین ہان آریون کو ابھی تک خاص مسلمانون کے چھوئے پانی سے احتیاط ہی مگر یہہ احتیاط اُنکی مذہبی تعلیم کے منشاد کے موافق نہین بلکہ یہہ چھوت چھات کچھہ مدت کیلئے مہمان معلوم ہوتی ہے کیونکہ اب علم فلسفہ اور معقول کے درس کی بدولت ہندو دہرم اس مد پر آگیا ہے کہ - ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے - ذات بھانت بوجھے نہ کوئی - جگرناتھہ کے بہات کا طریق جدید پنتہون کے ہنود کو دل مین پسند آچکا ہے - اور جو ہندو لنڈن کی یونیورسٹیون مین تعلیم پا آئے ہین اُنکی ہیو سواس طبیعتون پر یہہ مضمون دار دنظر آتا ہے -

| | |
|---|---|
| حجاب نوعروسی در بر شوہر نمے ماند | اگر ماند شبی ماند شب دیگر نمے ماند |

س اس زمانہ کے عقلا کا یہہ بھی قیاس ہے کہ اگر عیسائی اور محمدی گاؤ خوری چھوڑدین تو اِس آزاد زمانہ کے جدید فرقون کے ہنود کو اہل کتاب کے

ساتھہ کہانے پینے سے بہی دریغ نہ ہو

ج - یہہ قیاس بہت کمزور اور ضعیف معلوم ہوتا ہے اول یہہ کہ مسلمانون کی ملت مین اہل کتاب کو اپنے دسترخوان پر بٹہلاکر اور اُنکے دسترخوان پر بیٹہکر کہانا کہلا دینا اور کہا لینا جایز ہے اور خاص ہندوستان مین جو اہل کتاب کے ساتہہ کہانے اور کہلانے کی ممانعت ہی یہہ علماء اسلام کے اجتہادی احتیاط ہے جسکو عام فرقون کے علماء نے بالاتفاق پسند کرر کہا ہی ورنہ دین اسلام ایسا کمزور نہین کہ انگریزون کے ساتہہ کہانے یا کہلانیسے اسمین کچہہ نقص عاید ہونیکا شبہہ ہو نہین ہرگز نہین - مگر ہان جیسی نفرت لحم گاؤ سے قوم ہنود کو ہے اُس سے ہزار درجہ بڑہکر نفرت قوم مسلمان کو خوک سے ہی اگر بچشم انصاف سی دیکہا جائے تو مسلمانون کی نفرت اس وجہ سے صحیح ہے کہ اُن کو خوک کے برتاؤ سے ایسی قطعی نفرت ہی کہ جسکا قطع تعلق ثابت ہے اور قوم ہنود کو گاؤ سے ایسی نفرت اور قطع تعلق ثابت نہین - خیال کرو کہ گاؤ کے ہفت اجزا کار آمد ہین منجملہ اُنکے چہہ جزا مفصلہ ذیل (۱) دودہ (۲) مکہن (۳) گاؤلوچن - اجزاے لطیف جنکا تعلق مادہ دموی سے ہے معہ چرم و بول و براز اجزاے کسیف تو قدیم سے ہندو بہی استعمال کررہے ہین اور پانچ جزو یعنے دودہ مکہن گاؤلوچن اور لحم اجزاے لطیف معہ چرم کسیف اہل کتاب کے برتاؤ مین ہین - فقط ایک جز و لحم سے قوم ہنود اور دو جزو یعنے بول و براز سی اہل کتاب متنفر ہین - پس اگر اب نتیجہ اِس تفاوت کا نکالکر دیکہا جاوے تو کوئی دلیل معقولی اور فلسفی ایسی نہین جسکی رُو سے مسلمانون کا چہوا پانی

ناپاک لائق نفرت کے سمجھا جائے مگر ہان آبائی اور طبعی نفرت نے ان کے
آپسمین جو تفرقہ ڈال رکہا ہے اسکا تعلق تعصب مذہبی سے ہے اسمین کسیکو
جائے کلام نہین اگر علم اور عقل سے کام لیا جاوے اور فریقین کی پاکی اور پلیدی
کے مسایل کو انصاف کے ترازو مین تولکر دیکہا جائے تو معلوم ہوسکتا ہے
کہ پلہ صفائی کا کس طرف جہکتا ہے -

## بُنیاد بُت پرستی کی کہان سے شروع ہوئی

**سوال** علم تاریخ کی رُو سے کچہہ یہہ بہی معلوم ہے کہ بُت پرستی کی آغاز اور بنیاد
کہان سے شروع ہوئی -

**جواب** قوم ہنود کے پنڈت تو اِس عمل کی آغاز اور بُنیاد کا کچہہ پتا نہین دیتے
بجز اسکے کہ مورتی پوجا کے عمل کو آدی اور انادی کہتے ہین - سوائے اِسکی
یہ بہی ظاہر ہے کہ اگرچہ قوم ہنود کا دین جملہ ادیان سے پُرانا ہے مگر اُن کے
تاریخی بیان کا سلسلہ ایسا بے سروپا بتاتے ہین کہ یونانی اور یورپین مورخون
کے نزدیک محض نامعتبر مختلف البیان شاعرانہ قصون اور کہانیون مین داخل
ہے - باقی رہی قوم مُسلمان اگرچہ اُن کا دین اسلام نیا ہے لیکن روئے زمین
کے مورخ اُن کے مسلسل مورخی بیان کو تسلیم اور تصدیق کرتے ہین اور
اسلامی تذکرون کے رو سے بُنیاد بُت پرستی کی یہی پائی جاتی ہے کہ "
جب حضرت ادریس علیہ السلام کو اُنکی اُمت نافرمان نے بہت ستایا اور
اللہ تعالے نے اُن کو بحالت زندگی زمین سے اُٹہاکر بہشت مین پہنچادیا

اُسوقت اُمتی لوگون کو قدر نعمت بعد زوال بہت رنج وملال ہوا شب وروز اپنے پیغمبر کی مفارقت مین بے چین اور بے قرار رہنے لگے شیطان آیا اور انکو تسلی دیکر کہا کہ تم گریہ وزاری مت کرو مین تمکو ایسا عمل سکھا دونگا کہ جو اُسکو اختیار کریگا وہ حضرت ادریس کی زیارت سے مشرف اور کامیاب ہوگا امت مذکور شیطان کے گرو ہوگئی تب اُس نے عمل تصور کی ترکیب بتلائی اور اُسکے کرنے سے اُس وقت کے عابد زاہد لوگ حضرت ادریس کی زیارت مثالی سے مشرف ہوئے۔ جب وہ مرگئے اُنکی اولاد نے تصویر بنوائی اُسکے ذریعہ سے تصور کیا اُنکے بعد چرمی اور کاغذی تصویر کو ناپائدار سمجھکر لکڑی اور پتھر کی تصویرین ایجاد ہوئین ۔ حاصل کلام یہ کہ تصور مین جو ایک تاثیر بدیہہ ہے اسلئے رفتہ رفتہ تمام جہان مین عمل بت پرستی پھیل گیا۔

س ۔ اگر یہہ عمل تصور سکھایا ہوا شیطان کا ہے تو اہین ایسی تاثیر کہ جس سے شے مطلوبہ دکھائی دیوے کہان سے آگئی

ج آغاز اسلام کے زمانہ سے آجتک علوی اور سفلی دو عمل مشہور ہین اور اہل اسلام دونون کے اثر تاثیر کے قایل اور مقبل ہین علوی کی تعریف کرتے ہین اور سفلی کی توہین مگر جو لوگ کہ موحد اور عارف علم الٰہی کے ہین اُن کا مانی الضمیر اور عقیدہ دلی یہہ ہے کہ ظہور شان ہدایت اور ضلالت کا ایک ہی پروردگار عالم کی قدرت سے ہوا ہے اسلئے عمل علوی ہو یا سفلی اثر تاثیر سے کوئی خالی نہین۔

ز آتش نیست خالی ہیچ سنگے
تسلی داد ہر یک را برنگے

# دین حق کے پرکھنے کی کسوٹی توحید بحث ہے

سوال ۔ یہہ بھی کچھہ معلوم ہے کہ تمام جہان مین جس قدر ادیان مروج ہین
انکے پابندون کا ایمان اور یقین کیا ہے

ج ۔ مورخ اہل تحقیق اولاد بنی آدم مین پندرہ ۱۵۰۰ سوادیان سے بھی زیادہ اور
مذہب بیشمار بتلاتے ہین اور ہر ایک دین کے عالم و دیندار کا یہی یقین ہے
کہ انہین کا مقبولہ دین و مذہب سچا اور منجانب اللہ ہے اور باقی سب گمراہ ہین ۔
پس جب ایک دین کا پابند اپنے نقلی اور عقلی اعتقاد کی رو سے دیگر ادیان
کے پابندون کو گمراہ بتلاتا ہے تو پھر ادیان حق و باطل کی تمیز کیونکر ہو سکتی ہے

ج ۔ ادیان حق و باطل کی شناخت کا مدار علم و عقل اور بے تعصبی پر موقوف ہے
گر کسی دین کی قبولیت و عدم قبولیت کا مدار علم اور عقل پر نہین توفیق ہدایت
منجانب اللہ ہے یا صحبت سے کسیقدر تعلق ہے ۔

حسن ز بصره بلال از حبش صہیب از روم ۔۔۔ ز خاک مکہ ابو جہل این چہ بوالعجبی است

سوائے اسکے ہر ایک دین کے ساتھہ دنیاوی تعلق ایسے لگے ہوئے ہین کہ
اکثر ذی علمون کو یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ اُن کے دین مذہب کا اصول خلاف
علم معقول ہے مگر پھر بھی اپنے آبائی اور موروثی دین کو ہی دل و جان سے عزیز جانتے ہین ۔ اور اگر دین حق
کی شناخت پوچھتے ہو تو میری سمجھہ کے نزدیک نقلاً اور عقلاً سچائی اسی دین کی لائق یقین
کے ہے کہ جس دین مین خاص حق پرستی کی اجازت اور مخلوق پرستی کی سخت
ممانعت اور توحید کی تعلیم بحث ہو +

س تعلیم توحید کے بارہ مین تو تمام اہل ادیان کا یہی بیان ہے کہ جیسی توحید ہمارے دین مین ہے ایسی اور کسی دین مین نہین ہو

ج اس بات سے تو ہمین بھی اقرار ہے کہ کوئی دین توحید کی تعلیم سے خالی نہین ہے مگر اسوقت جو گفتگو ہو رہی ہے یہ توحید بحیثیت کے بارہ مین ہے اور جیسی تعلیم توحید بحیثیت کی دین اسلام مین ہے ایسی اور کسی دین مین پائی نہین جاتی

س اس دعوے کے ثبوت کیلئے دلیل کیا ہے

ج فرض کرو کہ تمام جہان مین تین ادیان سب سے زیادہ مروج ہین سو منجملہ انکے نمبر (۱) قوم ہنود اپنے دین کا تعلق بید دین کا سبانی سے بتلاتی ہے اور دیوتاؤن کو اوتار کہتی ہے نمبر (۲) امت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بائبل کو کتاب مقدس روحانی مانتی ہے اور اسی کو اپنے دین کی بنیاد جانتی ہے نمبر (۳) امت حضرت محمد علیہ السلام قرآن مجید کو الہامی کتاب منزل من اللہ مانتی ہے

اب ان ہر سہ ادیان کی تعلیم توحید کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیے

اول قوم ہنود کا یہہ اعتقاد ہے کہ برہما - بشن - مہیش جو تین دیوتا ہین منجملہ انکے ایک مخلوق کا خالق ہے اور دوسرا اسکا پالنے والا رازق اور تیسرا اسکا مارنیوالا ہے

دوئم عیسائیون مین توحید کی تعلیم یہہ ہے کہ باپ اور اکلوتے بیٹے اور روح القدس کو اس تثلیث مرکب کے ساتھہ کہ ایک خدا مین تین خدا اور تین خدا مین ایک خدا واحد سمجھہ چنانچہ اسی ہیئت مجموعی کے ساتھہ توحید کی تعلیم دیجاتی ہے

سوئم - اب دیکھو دین اسلام کی تعلیم توحید کو اور ملاحظہ کرو ان آیات قرآنی کو جن کے ذریعہ سے مسلمانون کو تعلیم توحید دیجاتی ہے

# آیاتِ توحید کا نمونہ

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (ترجمہ) اور تمہارا رب
اکیلا رب ہے کسیکو پوجنا نہین اسکے سوائے بڑا مہربان ہی رحیم والا
(۲) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (ترجمہ) اللہ اسکے سوا کسی کی بندگی
نہین جیتا ہے سبکا تھامنے والا (۳) شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ
(ترجمہ) اللہ نے گواہی دی کہ کسیکی بندگی نہین اُسکے سوائے اور فرشتون
نے اور علم والون نے وہی عالم ہے انصاف کا کسیکی بندگی نہین اُسکے
سوا زبردست ہی حکمت والا (۴) وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (ترجمہ)
اور بندگی کسیکو نہین مگر ایک معبود کو (۵) قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى
اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (ترجمہ) تو کہہ اے محمد میں بھی ایک آدمی
ہون جیسے تم۔ حکم آتا ہے مجھکو کہ تمہارا صاحب ایک صاحب ہی (۶)
اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا (ترجمہ) تمہارا
صاحب وہی اللہ ہے جسکے سوا بندگی نہین کسیکی سما گئی ہی سب چیز اُسکے
اُسکے علم مین (۷) لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ
رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (ترجمہ) اگر ہوتے ان دونون مین در حاکم سوائے
اللہ کے تو دونون خراب ہوتے سو پاک ہی اللہ تخت کا صاحب ان باتون سے
جو بناتے ہین (۸) قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ط

(ترجمہ) تو کہہ مجھکو تو حکم یہی آیا ہے کہ صاحب تمہارا ایک صاحب ہے

(۹) وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ (ترجمہ)
اور جو کوئی پکارے سوای اللہ کے دوسرا حاکم جسکی سند نہین اُسکے پاس

(۱۰) فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (ترجمہ) اور مت پکار اللہ کے سواء اور حاکم کسیکی بندگی نہین اُسکے سواء ہر چیز فنا ہے مگر اسکا منہ اسیکا حکم ہے اور اُسی کیطرف پہر جاؤگے

(۱۱) هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (ترجمہ) وہ اللہ ہے جسکے سوا بندگی نہین کسیکی جانتا ہے چھپا اور کھلا وہ ہے بڑا مہربان رحم والا وہ اللہ ہے جسکے سوای بندگی نہین کسیکی وہ بادشاہ ہے پاک ذات چنگا امان دیتا پناہ مین لیتا زبردست دباؤ والا صاحب بڑائی کا پاک ہے اللہ اس سے جو شریک بناتے ہین

(۱۲) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (ترجمہ) تو کہہ وہ اللہ ایک ہے اللہ نرادھار ہے نہ کسیکو جنا نہ کسی سے جنا اور نہین اُسکے جوڑ کا کوئی ۔

## حدیث شریف

مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَفَاتِيْحُ الْجَنَّةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ترجمہ جسنے کہا نہین کوئی معبود سوای اللہ کے داخل ہوگا وہ جنت مین

اور تالی جنت کے دروازہ کی لاالہ الا اللہ کلمہ توحید ہے - اب ہم یہہ بات اپنی سمجھہ کے نزدیک بے تعصبی کے ساتھہ کہتے ہین کہ برہما بشن مہیش تو پرمیشر کے بندے ہین اور پرمیشر ایسی عظمت اور قدرت والا ہی جس نے لاکھون دیوتا پیدا کئے اور مارلے اور مارڈالے پہر ایسے صاحب قدرت پرمیشر کے سوای جو اُسکے بندون کو پیدا کرنے اور مارنے اور مارنیوالا مانتے ہین یہہ تعلیم توحید قوم ہنود کی شریعت مین بخش نہین - **نمبر ۳** - اب غور کرو تعلیم توحید عیسائیون کیطرف کہ وہ خدا کو تو باپ اور حضرت عیسی کو خدا کا اکلوتا بیٹا جانتے اور مانتے ہین - کجا پروردگار عالم پاک ذات لم یلد و لم یولد اور کجا بیوی اور اکلوتا بیٹا اگر یہہ خیال کیا جاوے کہ حضرت عیسی بے باپ پیدا ہونے کی وجہ سی خدا کے فرزند ہین تو اُن سے بڑھکر حق حضرت آدم کا ہے کیونکہ حضرت مسیح کی تو والدہ شریفہ بہی ہین جنکے پیٹ سی مسیح پیدا ہوی مگر حضرت آدم کی تو کوئی مان تہی نہ باپ اور وہ فقط قدرت الہی سے پیدا ہوی اور وہ خدا کے بیٹے نہ کہلائے تو حضرت مسیح کو خدا کا فرزند کیونکر مانا جا سکتا ہے - اور مسلمان اہل توحید تو اس قسم کی قدرت صفات ربی کے قایل ہین جیسا کہ قول ہے

| | |
|---|---|
| بے پدر فرزند پیدا او کند | طفل را در مہد گویا او کند |
| مردہ را صد سالہ را حی میکند | این بجز حق دیگرے کے میکند |

**نمبر ۴** - اب باقی رہا بیان آیات توحید کا جنکے ذریعہ سے اہل اسلام کو تعلیم توحید کی دیجاتی ہے وہ منقول اور پر د کہلا چکے ہین اپنے منہ سے تعریف کی حاجت نہین منصف مزاج ذی علم مقابلہ کے امتحان سی نتایج خود نکال سکتے ہین

| | |
|---|---|
| ای خدا دی حق شناسی کی تو بینائی ہمین | تا کہ دیوی حق و باطل صاف دکھلائی ہمین |

# ظاہر مین دین حق کی صداقت کا ثبوت کیا ہے

سوال دین حق کی صداقت مین ثبوت کامل کی علامت کیا ہے

جواب یہ قاعدہ تو بابا آدم کیوقت سے اس دم تک چلا آتا ہے کہ ہر کوئی اپنے ہی منقبولہ دین کی آئین کو سراہتا رہا ہے۔ لیکن میری سمجھ کے نزدیک وہ صداقت لائق اعتبار کے زیادہ خیال کیجاتی ہے جو کسی دوسرے دین کا عالم اپنے مخالف مذہب کے اصول دین اور اعمال کی تعریف بیان کرے تو ایسی صداقت زیادہ تر لائق وقعت اور اعتبار کے سمجھی جاتی ہے۔ لیکن اس قسم کی صداقت سوای دین اسلام کے اور کسی دین کو میسر نہین یہہ حق اور حصہ خاص اسلام کا ہے۔

س کیا ثبوت ہے اس دعوے کا۔

ج ثبوت یہہ ہے کہ دین اسلام کے برحق ہونے پر سوائے شہادت قرآن مجید کے دیگر کتب سماوی بھی حضرت محمد علیہ السلام کی نبوت کی مؤید ہین چونکہ وہ شہادتین اس چھوٹی سی کتاب مین نہین سما سکتین اسلئے خاص خاص ثبوت ظاہر کیئے جاتے ہین

۱- دیکھو عہد جدید کے عیسائی جو پیغمبر اسلام کی نبوت سے بظاہر انکاری ہین اُنکے انکار کی تردید خود اُنکے عہد عتیق کے پادریون کی تصدیق سے صاف ثابت اور ظاہر ہے۔ دیکھو رینن کی لایف آف جیزز کہ اُسمین یہہ بیان درج ہے کہ عہد جدید کا وجود قسطنطین اعظم کی کونسل کے زمانہ سے ظاہر ہوا ہے، اور اس سے پہلی اناجیل اربعہ کا وجود نہ تہا۔ لم ۔ اور کتاب تہیوڈور امرکمن چاپ لنڈن مین یہ بیان ہے کہ قدمائے مسیحی تیسری صدی سے پہلے ایک کتاب سیمل نام کی انجیل رکہتے تہے جسکا ذکر

قرآن مین موجود ہے اور اُس انجیل مین صاف یہہ اقرار ہے کہ قرآن کتاب اللہ منزل

من اللہ ہے اور محمد رسول اللہ ہے اور یہہ فرقہ تہہلیٹ کہلاتا ہے اور اس

فرقہ کے لاکہون آدمی یوروپین ہین جو اب تک انگلینڈ اور امریکہ مین موجود ہین۔

۳۔ کتاب الجیز فیچر کا نیف مین یہ بیان ہے کہ بائبل کوئی کتاب مستحکم نہین

جسکی عبارت پر یقین کیا جاوے۔ ۴۔ دیکہو کتاب موئیداُلاسلام مولفہ جان ڈیون

پورٹ صاحب عالم مسیحی جسنے قرآن مجید اور محمد رسول اللہ صلعم کے فضائل بیان کرکے عیسائیون

کے الزامون کی کیسی تردید کرکے دکہائی ہے اور فرمان محمدی کی نقل اپنی کتاب کے

صفحہ ۱۶۵ پر لکہی ہے۔ ۵۔ دیکہو کتاب عجمل الک لایل مصنف مسٹر جارج سیل

صاحب جرمن مطبوعۂ جدید جسمین وہ قرآن مجید کے مضمون اور دین اسلام کی شیوع

کی نسبت اپنی یہہ رائے دیتا ہے ”اگر آئندہ زمانہ مین بہی علم اور انصاف کی

ایسی ہی ترقی ہوتی رہی تو تمام عالم فلسفی منصف مزاج قرآن کی تعلیم کو خدائی تعلیم تسلیم

کرکے مسلمان ہو جائے تو تعجب نہین“۔ ۶۔ دیکہو پادری ایزک ٹیلر صاحب عالم مسیحی

کی سپیچ جو مجلس نئ اکرہ کلیسیا مین ۷ اکتوبر ۱۸۸۷ء کو ہزارہا آدمیون کے مجمع مین کہی

گئی اسمین کیا کیا خوبیان اسلام کی بیان ہوئین ہین جسکا ترجمہ ہندوستان کے اخبارون

مین چہپ چکا ہے اور اُسکا ایک نمونہ یہہ ہے وہ لکہتا ہے کہ اسلام چار دین

دریاؤن کا ایک سوتا ہے جو نشیب کے پانی کیطرح تمام روئے زمین پر پہیلتا اور بڑہتا

چلا جاتا ہے۔ ہم دین عیسوی کی ترقی مین کروڑہا روپیہ خرچ اور حد سے زیادہ کوشش

کر رہے ہین پہر بہی ترقی مین اسلام کا ہی قدم بڑہا ہوا نظر آتا ہے۔ دین عیسوی

کا باریک اصول ہر کسی کی سمجہہ مین نہین آتا اسلام کا موٹا اصول ایسا عام فہم ہے کہ سنتے

ہی آدمی کی سمجھ مین آجاتا ہے۔ ۷۔ مسٹر کوئی لیم کا چھوٹا رسالہ دیکھنے کے لایق ہے جسنے اسلامی حقانیت کے صداقت مین کوئی دقیقہ باقی نہین کہا اور چند فقرات اُسکے یہہ ہین ''یہ ایک مسلم مسئلہ ہے کہ اسلام کے جتنے اصول مضبوط اور عجیب لجب التعظیم ہین اُنسے کوئی صاحب عقل انکار نہین کرسکتا۔ دنیا کے تمام ادیان کو جب کوئی دیکھیگا اسوقت یہ ضرور خیال پیدا ہوگا کہ اسمین کسی نہ کسی قسم کے ریفارم کی ضرورت ہے یعنی اگر اُسی مذہب کے پیرو اُسے دنیا کے سامنے علی الاعلان پیش کرنا چاہین تو انہین مجبور ہونا پڑیگا کہ اپنے دین مین تہوڑا بہت تغیر و تبدل کرین برخلاف اسلام کے کہ اسمین کسی قسم کی ترمیم کی ضرورت نہین ممکن نہین کہ کوئی شخص دین اسلام مین ریفارم اصلاح کا نام لے سکے۔ جو لوگ اِن دنون ہمین اسلام کے ریفارمر بنتے ہین اور اسلام مین رفارم کے مدعی ہین وہ سخت غلطی پر ہین اور بعوض دین اسلام کی اصلاح کے خود اُنکے دماغ قابل اصلاح کے ہین''

اس بیان سے ہماری غرض یہ ہے کہ دین عیسوی کے علما محمدی دین کے مخالف ہین اور مخالف ہوکر قرآنی تعلیم پر خدائی تعلیم کا گمان اظہار کرتے ہین اور جس قدر اکثر کلیسیا مین دیکہو سوائے دین اسلام کی ترقی کے اور کسی دین کا کہین کچھ ذکر مذکور ہی نہین۔ تو اب چشم انصاف سے دیکہنا لازم ہو کہ سچائی اور وقعت اور ترقی مین اسلام کا پلہ جملہ ادیان جہان سے صاف بڑہا ہوا نظر آتا ہے یا نہین۔ اور علما سچی جو بے تعصب منصف مزاج ہین وہ دین اسلام کے برحق ہونے پر شاہد ہین اور یہ صداقت حقانیت جو آج اسلام کو حاصل ہو کسی دین کو حاصل نہین یون اپنے منہ اپنی مذاہب کی تعریف کرنا جُدی بات ہے +

## قطعۂ تاریخ کتاب فریادِ مسلمین از مصنف مدظلہ

عزیزو کل مومن اخوۃ ہے حکم ربانی
جہان مین اجتماع قوم ہے اک فضل رحمانی

جو کار دین و دنیا کرتے ہین سب متفق ہو کر
ہوا کرتی ہے برکت اوسمین اور امداد یزدانی

عمل جبتک رہا اس حکم پر قوم مسلمان کا
رہے علم فقیری اور امیری مین یہ لاثانی

اصولِ ملتِ اسلام پر جبتک رہی قایم
رہا اقبال سر پر انکے رشکِ تاجِ سلطانی

رہے علماء دین جبتک کہ علمِ فقہ پر عامل
رہین صادق حدیثین بھی مطابق نظم قرآنی

ضرورت آپڑی جب اہل فرقون کو حدیثون کی
تو دین حق مین برپا کردیا اک جوش طوفانی

روایت وضعی لاکھون بنا کر فرقے سازون نے
ملادین مختلف ایسی کہ جیسے دودھ مین پانی

بہت چہانا گروہ اہلسنت نے انہین لیکن
ہر اک فرقہ مین ہے ابتک وہی موجود طغیانی

مسلمان مبتلا ہین آفتِ فرقہ پرستی مین
اور انکے پیشوا کہتے ہین انکو تم ہو رضوانی

جہگڑتے لڑتے مرتے ہین اسی امید پر سارے
کہ ہم ہین جنتی اور دوزخی ہین سب طرفثانی

جنونِ مذہبی سے دل مین یہ وحشت سمائی ہے
بنے بیٹھے ہین سب اک دوسرے کے دشمنِ جانی

عنادِ مذہبی سے منتشر یہ قوم پریشان ہے
نہین کرتے ہین عالم اس عمل پر غور و نگرانی

طریقہ ہے مروج جو قدیمی فرقہ سازی کا
سمجہ رکہا ہے اسکو عالمون نے نص قرآنی

نہ سوجھی جب کوئی تدبیر ہمکو صلح قومی مین
تو کی مجبور ہوکر اہل فرقون کی ثناخوانی

یہی ہے مصرعۂ محمود اس فریاد کی تاریخ
مسلمان قید مین فرقون کے جاکر ہوگئے فانی

تمت

## قصیدہ در تقریظ و تاریخ کتاب طعز از منشی شیخ نذیر احمد صاحب صبا تخلص کامل ہمشیرہ زادہ مصنف مدظلہ

درد فرقت کو کہیں سینہ میں اب گنجائش کہاں
بند رہ سکتا ہے کب ناسور چشم خونچکاں

آنکھیں آمادہ ہیں اب آنسو بہانے کے لئے
چاہتا ہے دل کہ آہ و نالہ سے ہو ہمزباں

لب یہ کہتے ہیں کہ بس وضع خموشی چھوڑ دے
مستعد ہیں گوشِ جاں سننے کو غم کی داستاں

حسرتوں کی ہے یہ خواہش سینہ سے باہر ہوں اب
کلفتیں کہتی ہیں رکھو ہمکو نہ دل میں میہماں

چٹکیاں لیتی ہے دل میں یاد دورِ رفتہ کی
پھر رہا ہے آنکھ میں سب محفلِ شب کا سماں

آہ سینہ سے نکلجاتی ہے اک بے اختیار
جب سفینہ میں نظر آتی ہیں قومی خوبیاں

دل میں کہتے ہیں ہوا یارب یہ کیسا انقلاب
ہوگیا کیوں لالہ زارِ قوم پامالِ خزاں

خاک سی اڑنے لگی کیوں گلشنِ اقبال میں
مٹ گئے۔ کیوں وہ محبت اور مروت کے نشاں

ہوگیا نخلِ تمنا آہ کیوں بے برگ و بار
کس لئے ہم سے نظر پھیرے ہوئے ہے باغباں

کیوں شریعت اور طریقت کی ہیں برہم مجلسیں
کیا ہوئے افسوس وہ آداب دان و رازداں

ہیں کہاں وہ رہروانِ کشورِ سیر و سلوک
کیا ہوئے وہ رمزِ اخفا و جلی کے نکتہ داں

ہیں کہاں افسوس وہ صیرافیانِ نقدِ فن
کیا ہوئے وہ جوہرِ علم و ہنر کے قدرداں

ہوگئے مسدود کیوں اشفاق و ہمدردی کے باب
کلِ مومن اخوۃ کا لطفِ صحبت ہے کہاں

کرتے ہیں کیوں یوسفِ اسلام سے بغض و حسد
بنگئے بے مہر کیوں اے وائے اخوانِ زماں

یعنی اس مقبولِ عالم دینِ حق کو مٹائے ہائے
کھوٹے داموں بیچتے ہیں کس لئے نا قدرداں

یاد ہیں! وہ دن کہ جب آفاق و عالم پر تمام
چھا رہی تھیں جہل و وحشت کے سبب تاریکیاں

گل ہوا تھا شرک کی آندھی سے وحدت کا چراغ
ظلمتوں سے کفر کی تاریک تھا سارا جہاں

ہوگیا تھا مسخ علم انبیائی اس قدر
جاہلوں کو کجروی پر راستی کا تھا گماں

لات و عزا کی پرستش کا تھا طوفاں جوش پر
شرک فی التثلیث کی تھیں ہر طرف طغیانیاں

گو کبھی تھی شرک کی آواز بیت اللہ میں
پاؤں پھیلائے ہوئے تھا جابجا فسق و فجور
بہری دنیا کی تہی لیکن جو کچھ مدِ نظر
وہ عرب کی سرزمین شور جسمیں ہر طرف
مرکزِ وحشت جسے کہتے تھے سب باالاتفاق
رحمتِ حق سے کچھ اسکی ایسی قسمت کہلگئی
چشمۂ توحید اُبلا سرزمینِ شرک سے
مطلعِ یثرب سے نکلا اک درخشاں آفتاب
کون وہ یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وہ پیمبر ہے شفیع المذنبیں جسکا خطاب
نوعِ انساں کا وہ سچا دوست ہمدرد و شفیق
شرک کی ظلمت کا پردہ اُس کے سوٹے سے ٹھی ہوا
اُس نے گمراہوں کو دکھلایا صراطِ مستقیم
عالمِ دنیا کو دیا اوس نے صلائے اتفاق
اُسنے بتلائیں وفاق و عدل کی سب برکتیں
کر کے ہم نے الغرض فرضِ رسالت کو ادا
چھوڑا وہ قرآن گر رہے زمیں پر یادگار
اور ترقی کا وہ چھوڑا قوم میں جوش و خروش
ہو گیا اقبال اونکا بندۂ حلقہ بگوش
وہ عرب جسنے قدم نکلا نہ تھا گھر سے کبھی
کی توجہ جب ذرا تسخیرِ گیتی کی طرف
آگیا الغرض نخری اگر دلمیں خیال

تھا خدا کا گھر بنا بتخانۂ ہندوستاں
الاماں کہتے تھے جسکو دیکھ کر قدسیاں
جوش پر خالق کا آیا بحرِ رحمت ناگہاں
اک فقط جنگل کہجوروں کا تھا یا ریگستاں
جسکے باشندے وہاں ہیں ہستی تھیں سدا خونریزیاں
ہو گیا اک دم ہی وہ رشکِ خیابانِ جناں
آئی کفرستان سے اللہ اکبر کی اذاں
خاکِ بطحا سے ہوا دریا نبوت کا رواں
بانیِ دینِ ہدا پیغمبر آخر زماں
وہ نبی ہے خلق کا جس کے زمانہ مدح خواں
چارۂ بیچارگان و تکیہ گاہ بیکساں
روشنی توحید بینش کی ہوئی اُس سے عیاں
بُت پرستوں کو بتایا حق پرستی کا نشاں
لگئے جسکے سبب سب دوست دشمن بیگماں
اُسنے جتلائیں کمالِ علم و فن کی خوبیاں
واصلِ حق ہو کے پائی زندگی جاوداں
ہے کتب خانوں میں جو دنیا کے شل حرزِ جاں
اُنکی اُمت بنگئی تاجِ سرِ شاہنشہاں
فتح اور نصرت بنیں دو اُنکی گھر کی لونڈیاں
گو ئے بازی اُنکی تھی اسپین سے تا ہندوستاں
بچ سکے اُنسے نہ تختِ قیصر و نوشیرواں
کہلگئے عرفانِ حق کے دل پہ اسرارِ نہاں

جب علومِ دینوی کے درس کیجانب جھکے
بنگئے ذی علم انہیں سے ارسطوئے زماں

گل کھلائے اسقدر انکی نسیمِ فیض نے
بنگیا گلزارِ عالم غیرتِ باغِ جناں

تھے کہیں عباسیوں کی سلطنت کے دبدبے
بزم آرا تھا کہیں حمیدیوں کا خانداں

تھا کہیں صبر و رضائے فقر کا بازار گرم
تھا کہیں ہنگامۂ بزمِ نشاطِ خسرواں

دین و دنیا کے مکاتب تھے ہزاروں جابجا
آتے جاتے تھے جہاں علم و ہنر کے کارواں

تھے غرض سب کچھ مگر دیکھو تو اب کچھ بھی نہیں
ہوگئیں خواب و خیال انکی وہ سب خوش گرمیاں

ایک دورِ چرخ میں سب ہوگئی پیوندِ خاک
ہڈیاں انکی رہیں باقی نہ مرقد کے نشاں

گلشنِ شیراز کو دیکھو تو اک ویرانہ ہے
مجلسِ بغداد کو دیکھو تو ہے ہو کا مکاں

مرجعِ عالم جو تھے مشہور ایوان و محل
کنگروں پر انکے زاغ و بوم کے ہیں آشیاں

قصرِ زہرا کی عمارت ہے نہ وہ اسکے مکیں
لال قلعہ ہے وہ دہلی کا نہ وہ شاہ جہاں

چھاگیا ادبار جب اس قوم کے سر پر تو اب
پھر وہی ہے دورِ غفلت اور وہی خوابِ گراں

پھر وہی ہیں ڈھنگ ایامِ جہالت کے تمام
پھر وہی موجود ہیں بغض و عداوت کے نشاں

تھے جو علمائے شریعت نائبِ خیر الوریٰ
پر کچھ نہ پہچانی انہوں نے طرزِ رفتارِ جہاں

نقدِ اخلاص و محبت کو لٹایا بیدریغ
اتفاقِ قوم کو سمجھے وہ گنجِ شایگاں

فرقہ پرور عالمانِ دین نے بنکر خارِ راہ
دامنِ تعلیمِ اخوت کی اڑائیں دھجیاں

کردیا سب سخت تھا دل میں جو تخمِ اتحاد
خرمنِ اسلام پر ایسی گرائیں بجلیاں

خلد و دوزخ کے حوالوں سے زیادہ درسِ خاص
ہوگیا بھائی کا بھائی دشمن و خواہانِ جاں

دشنۂ تکفیر سے کاٹا گلوئے اتفاق
قوم کے دل میں تعصب کی لگائیں برچھیاں

زورِ ضدِ مذہبی سے پیس ڈالا قوم کو
کردیا اسلام کو ہیہات بالکل نیمجاں

ہے وہی ابتک تعصبِ مذہبی کا زور و شور
کہہ رہا اک دوسرے پہ بخطاب ہے پھبتیاں

قوم کے دانا جو ہیں اب مبتلائے تفرقہ
مانگتے ہیں اپنے اپنے پیشواؤں سے اماں

جب ہوا پرساں نکوئی حالِ زارِ قوم کا
اور خموشی ہوگئی احباب کی مہرِ دہاں

تب مرے خالِ مکرم حضرت محمود نے
حسبتہً للہ کھولی اپنی کلک وہ زبان

یہ بھی ظاہر ہو کہ یہ میرے مربی اور شفیق
منصبی کاموں پہ گو رہتے ہیں اکثر کامراں

ہے طبیعت خادمِ اسلام و قومی خیر خواہ
طالبِ شہرت نہ ہے کچھ مائلِ سود و زیاں

ہے فقط قومی غرض سے لکھی یہ جامع کتاب
جسکے ہر پہلو سے مترشح ہے سو حسنِ بیاں

کھینچی ہے ہر فرقہ فرقہ کی جدا اُنکی شبیہ
قوم پر کھولا ہے اک آئینہ خانہ بیگماں

حال تاریخی ہیں وہ مضموں صحیح و سادہ ہیں
جن سے ظاہر فرقہ سازوں کی ہیں حکمت علمیاں

بے تعصب ہے عبارت ایسی پاکیزہ و صاف
جسکے پڑھنے میں ہے اک بیساختہ لطفِ بیاں

اور دلائل ہیں وہ معقولی کہ جن کو دیکھہ کر
مان لیں نصیفِ مزاج و عقلِ استدلالیاں

آپڑی ہے بحث گر علمِ وراثت کی کہیں
ہیں عیاں ہر لفظ سے صدہا نکاتِ عالماں

اور اگر شانِ ولایت میں کہیں ہے گفتگو
ہیں تراوش پر رموزِ عارفان و عاشقاں

ہے تعصب کی کہیں آتش فشانی کا جو ذکر
سوزِ تعلیمِ نفاقی کا نکلتا ہے دھواں

حالِ زارِ قوم کی کھینچی جہاں تصویر ہے
چشم سے خامہ کی ہیں بے اختیار آنسو رواں

عالموں سے ہیں کہیں فریادیوں کے داد خواہ
اور کہیں فرقوں کی فہمائش پہ کھولی ہے زباں

الغرض جب چھپ چکا یہ قصۂ فریادِ قوم
فکر سالِ طبع نے لیں دل میں پھر سے چٹکیاں

دفعتہً ہاتف نے کان سے کہا یوں ہو کے آہ
لکھیے تاریخ اسکی اب مجموعۂ آہ و فغان
۱۳۰۸

## خاتمہ طبع

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ کتاب لاجواب فریاد مسلمین حسب الارشاد جناب منشی محمد حسین صاحب محمود مصنف کتاب ہذا و رئیس قصبہ نہٹور ضلع بجنور مقیم جالندھر۔ باہتمام بندہ خاکسار شیخ نور احمد مالک مطبع ریاض ہند امرتسر بہ تصحیح تمام ماہ جمادی الاول ۱۳۰۹ھ مطابق ماہ دسمبر ۱۸۹۱ء میں زیور طبع سے آراستہ ہو کر مقبول جہان ہوئی۔

# تنبیہ

ہر چند تصحیح کتاب میں بہت کوشش کی گئی
تھی مگر پھر بھی بہت سی غلطیاں کتابت اور چھپائی
میں رہ گئیں۔ لہذا ناظرین سے التماس ہے کہ
مطالعہ کتاب سے پہلے صحت نامہ مندرجہ صفحہ مقابل سے انکی
اصلاح فرمالیویں۔

مالک محمد حسین محوی

# صحت نامہ کتاب فریاد مسلمین

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۴ | ۷ | سلام کرکے بعد | سلام کے بعد | ۴۳ | ۱۵ | درجہ پڑھنا دو دفعہ کا ہوا | درجہ پڑھو گنا دو دفعہ پڑھنے کا ہوا |
| ۵ | ۱ | اور یہ ہی | اور وہ یہ ہی | ۴۵ | ۳ | درس ۱۳ لمہ جود | درس جود |
| ۶ | ۲ | شوشسازی عدد | سخن‌سازی عدد | 〃 | ۱۵ | ارڑر ہے | اڑیڑ ہے |
| ۷ | ۵ | پکر گئین | پکڑ گئیں | ۴۶ | ۵ | یزدجر | یزدجرد |
| 〃 | ۵ | وفات وو سال | وفات سے دو سال | ۴۷ | ۱۴ | مجرمونکو تنبیہ | مجرمونکی تنبیہ |
| ۱۱ | ۱۱ | دیکھلانا | دکھلانا | 〃 | ۱۹ | اسطے | واسطے |
| ۱۳ | ۱۷ | مضامین بھی | مضامین مین بھی | ۶۱ | ۶ | جملہ | حملہ |
| ۱۸ | ۱ | زمانہ حال و استقبال | زمانہ ماضی و حال | 〃 | ۹ | پچھے | پیچھے |
| 〃 | ۷ | آڑ پکر کرکے | آڑ پکڑ کے | ۸۱ | ۱۲ | چارلیس تن | چالیس تن |
| ۲۰ | ۱۲ | اُس امر کی | اِس امر کی | ۸۵ | ۱۴ | اونٹون پر سوار | اونٹونپر سوار کرکے |
| ۲۳ | ۱۶ | لاذم | لازم | ۹۷ | ۱۵ | اخراجات | اخراج |
| ۳۳ | ۱۷ | ولی اللہ جتنے | ولی اللہ جنتی | 〃 | ۱۷ | قانون | خانون |
| ۳۴ | ۱۳ | جنہوری | جمہوری | ۱۰۳ | ۱۱ | گرادئیے | گرادئیے |
| ۳۵ | ۱ | صواب | ثواب | ۱۰۵ | ۳ | بحواسی کی سی | بدحواسی سے |
| ۳۶ | ۴ | اگرچہ | اگر | 〃 | ۱۸ | ہمت | حمیت |
| ۳۹ | ۱۸ | پیغمبر زادہ | پیمبر زادہ | ۱۱۴ | ۱۶ | اجتہادامامت | اجتہادی امامت |
| 〃 | 〃 | از پیغمبری | از پیمبری | ۱۱۷ | ۱۱ | کیا کہتا ہی | کیا کہتا ہے |
| ۴۳ | ۱۷ | گذر | در گذر | 〃 | ۱۶ | دفعہ ہوگا | کا دفعیہ نہ ہوگا |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۱۹ | ۱۶ | مخنی پکار کر | مخنی اور پکار کر | ۱۶۲ | ۶ | اس مذہب | اُوس مذہب |
| ۱۲۵ | ۹ | مستحق | متحقق | ۱۶۷ | ۱۸ | جنوب میں ہیں | جنوب ہیں |
| ۱۲۶ | ۱۴ | غرض نہیں ہوے | غرض سے نہیں ہوے | ۱۸۳ | ۲ | پیشہ نوکری بھی | پیشہ نوکری |
| // | ۱۸ | غذر | غدر | // | ۴ | وسیلہ ہی ہے | وسیلہ ہے |
| ۱۲۷ | ۱۵ | طائف الملوکی کی | طائف الملوکی کے | // | ۵ | چھانٹ رہی تھے | چھانٹ رہے ہیں |
| ۱۳۸ | ۳ | جلون سے | جیلوں سے | ۱۹۴ | ۷ | اکبر شاہ بے تعصبی | اکبر شاہ کی بے تعصبی |
| ۱۴۱ | ۱۴ | سکہ دولت | سکہ اور دوات | ۲۰۳ | ۱۱ | یہ سومات | یہ رسومات |
| ۱۴۲ | ۱۰ | بودنا بودت کو | بود و نابودت کو | ۲۰۶ | ۱۷ | بھیجے | بیچے |
| | | | | ۲۱۲ | ۱۷ | بیبیں فرسائی | جبین فرسائی |
| // | ۱۸ | فرعون سرمد | فرعون و سرمد | ۲۱۳ | ۵ | ہر خوانی | حدی خوانی |
| ۱۴۴ | ۳ | کوتاہ | کوتہ | ۲۱۶ | ۱۳ | دوڑ رہا ہے | دوڑا مار رہا ہے |
| // | ۱۳ | سیدسندلی | سید سندی | ۲۲۹ | ۱۸ | ماتم زدون کو | ماتم زدون کی |
| // | ۱۴ | بغاوت کا | بغاوت پر | ۲۳۴ | ۱۴ | تیرہویں | تیرہویں صدی ہیں |
| ۱۴۷ | ۱۸ | عالم بخنے | عالم جنتی | ۲۴۱ | ۱۲ | علمائے فضیلت | علما کی فضیلت |
| ۱۵۷ | ۱۳ | پہچانا | پہچپنا | // | ۱۸ | فرش | فراش |
| ۱۵۸ | ۱۲ | بناتے تھے | بناتے تھے | // | ۱۴ | حامیان | عامیان |
| ۱۵۹ | ۵ | مقدم | مقدر | ۲۴۶ | ۱ | غذا | غزا |
| ۱۶۰ | ۳ | حسن و حور | حسن حور | ۲۴۹ | ۲ | کیقدر | اسقدر |
| جلد دوم | | | | ۲۵۰ | ۲ | دست داماں | دست درداماں |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲۷۲ | ۱۷ | سید ابراہیم | سید ابراہیم علی | ۳۴۶ | ۳ | عالی خاخان | عالی خاندان |
| ۲۷۸ | ۳ | اور نار بند | اور زنار بند | ۳۴۸ | ۱۲ | وصحیح | صحیح |
| ۲۷۹ | ۱۷ | ان جلہ فرقہ | ان جملہ فرقون | ۳۴۹ | ۴ | فرایا | فرمایا |
| ۲۸۵ | ۱۹ | نہ توانی نہ سن | نہ توانی ونہ سن | ۳۵۳ | ۳ | نظر | منظر |
| ۲۸۸ | ۲ | سوحدی کے | موحدی کا | ۳۵۶ | ۱ | سننے ہی | سننے سے ہی |
| ″ | ۱۴ | لبلۃ اللبن | لیلۃ اللبن | ″ | ۱۸ | امت | کرامت |
| ۲۹۷ | ۱ | للچاتے | للچاتے تب | ۳۶۹ | ۳ | غیر نبی | غیر نبی کے |
| ۲۹۸ | ۱۱ | اکل مین | اکل حلال مین | ۴۸۱ | ۱۹ | شرتیاں | شرتیوں |
| ۳۰۴ | ۴ | ان پڑہ | اَن پڑہ | ۴۸۴ | ۴ | دا سے اتفاق | ردا سے اتفاق |
| ۳۰۵ | ۱۳ | برا ہے | بُرا ہے | | | **جلد سیوم** | |
| ۳۳۰ | ۱۳ | بدزا | بدرا | ۳۹۰ | ۱۳ | ملک راس او بنگال | ملک بنگالہ |
| ″ | ۱۵ | اِسکو تو ولیس تو | اسکی دل مین تو | ۳۹۳ | ۱۵ | نیشنل | نیشنل کو |
| ۳۳۲ | ۱۴ | سال | مسائل | ۳۹۵ | ۹ | کتاب | کباب |
| ۳۳۳ | ۳ | نہین کرتا | نہین کیا کرتا | ۳۹۷ | ۱۷ | اور | اوزار |
| ۳۳۳ | ۱۹ | فرمایہ | فرمایا | ۴۰۵ | ۱۵ | گرمافوق | گرما فوق |
| ″ | ″ | نئے جبن | نئے فیشن | ۴۱۲ | ۵ | جو فتحیاب ہونا | فتحیاب ہونا |
| ۳۴۴ | ۱ | چرٹ | چِرٹ | ۴۳۰ | ۵ | شیف کہنچ کے | سیف کہنچ کے |
| ″ | ۱۶ | کہ دنکہ | کیونکہ | ۴۹۳ | ۱۵ | مردہ را | مردہ صد سالہ را |

